

جلد چہارم

تجارت

کے مسائل کا اسلامی و پیڈیا

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

۱ - ۱

مؤلف

مفتی محمد نعیم الحق صاحب قاسمی
وزیر افتخار جامعہ العلوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بیت العمارت کراچی

تجارت

۲۰ کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

مؤلف

مفتی محمد اعجاز الحق صاحب قاسمی

دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی



بیت العجاز کراچی

جعلہ حقوق بحق مؤلف محفوظ رہیں

تجارت

بچے کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا

مؤلف: مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی

طبع اول: ۱۴۳۱ھ - ۲۰۲۰ء

ای میل: baitulammar2004@gmail.com
qaasmiesencyclopedia2004@gmail.com

ملنے کے لیے

ملک بھر کے مشہور کتب

خانوں میں دستیاب ہے

ناشر


بیت العمارت کراچی

نورانی مسجد گل پلازہ، مارشمن روڈ کراچی۔ ۷۴۳۰۰

0333-3136872, 0302-2205466

0333-3845224


فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
	
۳۵	رأس المال
۳۶	راستے پر بیٹھ کر خرید و فروخت کرنا
۳۷	راستے پر ٹھیلہ لگانا
۳۷	راستے کی جگہ کو شامل کرنا
۳۹	راستے میں چلنے کا حق
۴۰	راستے میں چیز مل جاتی ہے
۴۰	راشن زیادہ قیمت میں فروخت کرنا
۴۰	راشن کارڈ سے مال لے کر زیادہ قیمت پر فروخت کرنا
۴۰	راکھی بیچنا
۴۱	رائیٹی
۴۱	رائیٹی کی شرعی حیثیت
۴۲	رب المال پر عمل کی شرط لگانا
۴۲	رب المال کے لیے ماہانہ متعین رقم طے کرنا
۴۳	رجسٹری کے مصارف
۴۳	رجسٹری میں نام نہیں ہے
۴۳	رجوع کرنا

صفحہ نمبر	عنوان
۴۳ رخصت تلاش کرنا
۴۵ رزق جو مقدر میں ہے وہ ضرور ملے گا
۴۵ رزق حلال طلب کرنا فرض ہے
۴۶ رزق حلال کی طلب
۴۶ رزق کی تنگی دور کرنے کا وظیفہ
۴۷ رزق کی تنگی ہو تو کیا کرے
۴۷ رزق کی دعا فجر کی نماز کے بعد
۴۸ رزق مقدر ہے
۵۰ رزق میں اضافہ کی دعا
۵۱ رزق میں فراوانی
۵۱ رزق میں وسعت کے لئے
۵۱ رسید پر حقیقی رقم سے زیادہ رقم درج کرنا
۵۲ رسید کا اہتمام کرنا
۵۲ رشک نہ کرو حرام کمانے والے پر
۵۲ رشوت دے کر آرڈر حاصل کرنا
۵۳ رشوت دینا پڑے ملازم کو
۵۳ رشوت دینا ٹھیکہ حاصل کرنے کے لیے
۵۳ رشوت دینا کسٹم ڈیوٹی سے بچنے کے لیے


صفحہ نمبر	عنوان
۵۴	رشوت دینا گاڑی والے کا پولیس کو.....
۵۴	رشوت دینا ملازمت برقرار رکھنے کے لیے.....
۵۴	رشوت کی رقم سے خرید و فروخت کرنا.....
۵۴	رشوت کی رقم سے قبرستان کے لیے جگہ خریدنا.....
۵۴	رضامندی.....
۵۵	رضامندی سے پورٹ (Port) وغیرہ میں چھوڑا ہوا مال.....
۵۶	رضامندی معلوم ہوتی ہے.....
۵۶	رعایت دینا قیمت مقررہ وقت سے پہلے ادا ہوگی پر.....
۵۶	رعایت ملے سامان خریدتے وقت.....
۵۷	رقم نقد حاصل کرنے کا طریقہ.....
۵۷	رمضان میں بیکری کا سامان فروخت کرنا.....
۵۸	رنگ.....
۵۸	رنگائی کا خرچہ اصل قیمت کے ساتھ ملانا.....
۵۸	رنگ استعمال کرنا چائے میں.....
۵۸	رنگ استعمال کرنا معیار بہتر بنانے کے لیے.....
۵۸	رنگ کے ڈبے میں نقدی رکھنا.....
۵۹	روپیہ بھنانے میں بٹہ لینا.....
۶۰	روپیہ ٹمن ہے.....

صفحہ نمبر	عنوان
۶۱	روپے دو قسم کے چلتے ہیں.....
۶۱	روپے کے نقصان سے بچنے کے لیے ڈالر خریدنا.....
۶۱	روٹیاں جمع کر کے فروخت کرنا.....
۶۲	روزانہ کی سیل پر نفع مقرر کرنا.....
۶۲	روزی میں برکت کی دعا.....
۶۲	رول اوور (Roll Over).....
۶۲	رویت کا اختیار قابل انتقال نہیں ہے.....
۶۳	رویت کے لیے کافی ہے.....
۶۳	رہن طلب کرنا ادھار کی صورت میں.....
۶۳	رہن کو بیچنا.....
۶۳	رہن کی چیز سے فائدہ اٹھانا.....
۶۴	ریٹ مقرر کرنا.....
۶۵	ریٹ کم پر سودا کرنا ضرورت مند آدمی سے.....
۶۵	ریٹ کم کر کے مال بیچنا دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لئے.....
۶۵	ریٹ مہنگا ہونے پر بائع کا مشتری کی بیع کو فروخت کرنا.....
۶۵	ریٹ مہنگا ہونے تک سبزی اور فروٹ وغیرہ کو لڈاسٹور میں جمع رکھنا.....
۶۵	ریچھ.....
۶۵	ریچھ کو ذبح کر کے روغن نکال کر فروخت کرنا.....

صفحہ نمبر	عنوان
۲۶	ریچھ کی چربی
۲۶	ریچھ کی کھال
۲۶	ریڈیو سے بیع صرف کا معاملہ نہ کرے
۲۷	ریڈیو کی تجارت
۲۸	ریڈیو کے ذریعے عقد کرنا
۲۹	ریزگاری کا کاروبار
۷۰	ریشم
۷۰	ریشمی عمامہ
۷۱	ریشم مصنوعی
۷۱	ریشم مصنوعی ہے
	
۷۲	زائد بل بنانا
۷۲	زائد رقم آدھی آدھی
۷۲	زائد رقم بیچنے والا لے لے
۷۲	زائد رقم تمہاری ہے
۷۲	زبانی سودا
۷۳	زبردستی ایجاب و قبول کرایا
۷۳	زبردستی کرنا جائیداد فروخت کرنے پر

صفحہ نمبر	عنوان
۷۴	زخموں کے لیے خون خریدنا.....
۷۴	زر.....
۷۴	زر اعتباری.....
۷۴	”زر“ اور ”کرنی“ میں فرق.....
۷۵	”زر“، تخلیق کرنے کا اختیار.....
۷۶	زر شمن میں قبضہ سے پہلے تصرف کرنا.....
۷۷	زر حقیقی.....
۷۷	زر سونا چاندی کا ہونا ضروری نہیں.....
۷۸	زرعی قرض لینا.....
۸۰	زر کی تین خصوصیات ہیں.....
۸۰	زر کی قسمیں.....
۸۱	زعفران مصنوعی ہے.....
۸۲	زقوم کی خرید و فروخت کرنا.....
۸۲	زکاۃ مشترکہ کمپنی پر.....
۸۳	زکاۃ نہ دینے والے تاجر سے مال خریدنا.....
۸۴	زمین بٹالی پر دینا.....
۸۴	زمین پر قبضہ.....
۸۶	زمین پر قبضہ ہو گیا.....

صفحہ نمبر	عنوان
۸۷	زمین تقسیم سے پہلے فروخت کرنا.....
۸۷	زمین خریدنے کے بعد قبضہ سے پہلے فروخت کرنا.....
۸۸	زمین کا زمین سے تبادلہ کرنا.....
۸۸	زمین کی فصل.....
۸۹	زمین کی نشاندہی.....
۹۰	زمین کے اقالے میں خریدار بیع نامہ لایا.....
۹۰	زمین کے بغیر پانی فروخت کرنا.....
۹۰	زمین مشتری کے سے اپنا حصہ فروخت کرنا.....
۹۰	زندہ جانور تول کر بیچنا.....
۹۲	زندہ جانور کی کھال فروخت کرنا.....
۹۲	زیادہ آمدورفت والی جگہ کا انتخاب کرنا.....
۹۳	زیادہ دینا قرض واپس کرتے وقت.....
۹۳	زیادہ دینے کا مطالبہ کرنا.....
۹۳	زیادہ سے زیادہ نفع کی مقدار.....
۹۳	زیادہ قیمت پر بیچنا جھوٹ بول کر.....
۹۴	زیادہ قیمت کی لالچ میں غلہ دوسرے علاقے والوں کو فروخت کرنا.....
۹۴	زیادہ قیمت میں بیچ دیا ملازم نے.....
۹۴	زیادہ قیمت میں بیچنا کم قیمت پر خرید کر.....

صفحہ نمبر	عنوان
۹۴	زیادہ کام کو تھوڑا بتانا.....
۹۴	زیادہ کمیشن کی خاطر مہنگے داموں فروخت کرنا.....
۹۴	زیادہ لاگت کو کم کر کے بتانا.....
۹۴	زیادہ مقدار میں خریدنے کی بناء پر قیمت میں کمی کرنا.....
۹۴	زیادہ منافع کی امید پر کسی چیز کی فروخت میں تاخیر کرنا.....
۹۵	زیادہ منافع کے لیے ذخیرہ اندوزی کرنا.....
۹۵	زیادہ نفع نہ لینا.....
۹۵	زیرو مارجن.....
۹۶	زینت.....
۹۶	زیورات آرڈر پر بنانا.....
۹۶	زیورات میں دھوکہ.....
۹۷	زیور جڑاؤ ہو.....
۹۷	زیور دونوں طرف سادہ ہو.....
۹۸	زیور مورتیوں والے.....
	
۹۹	ساتھی کی بیع.....
۹۹	سادہ اور گمبیز والے زیور کا تبادلہ.....
۱۰۰	سادہ زیور دونوں طرف ہو.....

صفحہ نمبر	عنوان
۱۰۰	سادھوؤں کا لباس.....
۱۰۱	سامان بدل کر آئے.....
۱۰۱	سامان بکوا یا.....
۱۰۱	سامان تبدیل ہو جائے.....
۱۰۲	سامان خرید کر لانا.....
۱۰۲	سامان خرید کے واپس لینے نہیں آیا.....
۱۰۳	سامان خود خریدنا.....
۱۰۴	سامان دکھانے کے لئے لے گیا اور وہ ضائع ہو گیا.....
۱۰۵	سامان دلال کے پاس امانت ہے.....
۱۰۵	سامان دیتے وقت عیب چھپانا.....
۱۰۶	سامان دے کر واپس لینے نہیں آیا.....
۱۰۷	سامان زیادہ دید یا ملازم نے.....
۱۰۸	سامان صرف ایک کے پاس ہو.....
۱۰۸	سامان فروخت کر کے اتنی رقم مجھے دینا باقی آپ لینا.....
۱۰۸	سامان قبضے میں لینے سے پہلے بیچنا.....
۱۰۹	سامان کا عیب بتانا.....
۱۱۰	سامان یک مشت لانا.....
۱۱۰	سامان کے کاغذات کی خرید و فروخت.....

صفحہ نمبر	عنوان
۱۱۱	سامان لیتے رہنا اور پیسے بعد میں دینا.....
۱۱۱	سامان میں شرکت.....
۱۱۱	سامان واپس کرنا چاہے.....
۱۱۲	سانپ.....
۱۱۲	سانپ کی کھال.....
۱۱۳	سبزی پر پانی ڈال کر بیچنا.....
۱۱۴	سبزی تازہ اور پرانی ملا کر فروخت کرنا.....
۱۱۵	سبزی خراب نکلے.....
۱۱۶	سبسڈی (Subsidy).....
۱۱۶	سب سے افضل کمائی.....
۱۱۶	سب سے پاکیزہ کمائی.....
۱۱۶	سب سے زیادہ پسندیدہ کھانا.....
۱۱۶	ستر کھولنا ملازمت لینے کے لئے.....
۱۱۶	ٹہ.....
۱۱۷	ٹہ بازی.....
۱۱۷	ٹہ کی حقیقت.....
۱۱۹	سچا امانت دار تاجر.....
۱۲۰	سچا تاجر سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا.....

صفحہ نمبر	عنوان
۱۲۰	سچا تاجر.....
۱۲۱	سچ بولنا.....
۱۲۱	سچائی.....
۱۲۲	سچ بولنے والا تاجر.....
۱۲۲	سچی قسم اٹھانے سے پرہیز کرنا.....
۱۲۲	سحر کے آلات کی تجارت.....
۱۲۲	سرسوں دے کر سرسوں کا تیل لیا.....
۱۲۳	سرکار کے لئے سامان خریدتے وقت رعایت ملے.....
۱۲۳	سرکاری جنگلات کی لکڑیاں خریدنا.....
۱۲۵	سرکاری درختوں کی خرید و فروخت.....
۱۲۶	سرکاری راشن زیادہ قیمت میں فروخت کرنا.....
۱۲۷	سرکاری رقم سے نفع کمانا.....
۱۲۸	سرکاری کاغذات.....
۱۲۹	سرکاری کاغذات کے ذریعہ جائیداد وغیرہ خریدنا.....
۱۳۰	سرکاری کاغذات میں اندراج.....
۱۳۰	سرکاری کاغذات میں جعل سازی کر کے مالک ظاہر کرنا.....
۱۳۰	سرکاری لکڑیاں.....
۱۳۱	سرکاری لکڑیاں خریدنا.....

صفحہ نمبر	عنوان
۱۳۱	سرکاری ملازم کا ادارہ کے لئے مال خریدنا.....
۱۳۲	سرکاری ملازم کا کمیشن لینا رشوت ہے.....
۱۳۳	سرکاری ملازم کے لئے کمیشن لینا.....
۱۳۳	سرکہ بنانے میں مسلمان کی شرکت.....
۱۳۴	سرمایہ.....
۱۳۴	سرمایہ کاری کرنا امانت ہے.....
۱۳۴	سرمایہ کی ضرورت.....
۱۳۵	ستا بیچنا بازار کے عام نرخ سے.....
۱۳۵	ستی چیز ادھار کی وجہ سے مہنگی فروخت کرنا.....
۱۳۵	سفلی جذبات بھڑکانے والی باتوں سے اعلانات پاک ہوں.....
۱۳۵	سقوط کی صورتیں.....
۱۳۶	سکرین ملانا.....
۱۳۷	ستکے کب وجود میں آئے.....
۱۳۸	سگریٹ کی تجارت.....
۱۳۸	سلانی کا خرچہ اصل قیمت کے ساتھ ملانا.....
۱۳۸	سلم ان چیزوں میں بھی جائز ہے.....
۱۳۹	سلم اور استحصناع میں فرق.....
۱۳۹	سلم کی تعریف.....




صفحہ نمبر	عنوان
۱۴۰	سلم کی شرائط
۱۴۴	سلم میں فلاں کھیت کے گندم لینے کی شرط کرنا
۱۴۵	سلم میں نئی گندم لینے کی شرط کرنا
۱۴۵	سلم ہر چیز میں جائز نہیں
۱۴۶	سیمپل دکھا کر بیع کرنا مال کے بغیر
۱۴۶	سمجھ دار بچہ
۱۴۷	سمسار
۱۴۸	سمندر کے پھینکے ہوئے سامان
۱۴۸	سناروں سے خاک خریدنا
۱۴۹	سود
۱۴۹	سودا بکوا یا
۱۵۰	سودا ختم کرنا
۱۵۱	سودا طے نہیں کیا چیز ضائع ہوگئی
۱۵۱	سودا کم پیک کرنا
۱۵۱	سودا مکمل ہوتا ہے
۱۵۱	”سودا“ نہ ہونے پر بیعانہ کی رقم لے لینا
۱۵۳	سودا واپس کرنا
۱۵۴	سودا اور تجارتی منافع میں فرق

صفحہ نمبر	عنوان
۱۵۷ "سودا" ہر اعتبار سے صاف ہونا ضروری ہے۔
۱۵۸ سودا ہونے کے بعد اس پر قائم رہنا۔
۱۵۹ سودا ہونے کے بعد مال تاخیر سے دینا۔
۱۶۰ سودا ہونے کے بعد مال حوالہ کرنا لازم ہے۔
۱۶۰ سود پر سرمایہ حاصل کرنا۔
۱۶۰ سود پر قرض دینے والے دو ادارے۔
۱۶۱ سود پر قرض لینا۔
۱۶۲ سود چھتیس بار زنا سے زیادہ سخت گناہ ہے۔
۱۶۳ سود حرام ہونے کی بنیادی وجوہات۔
۱۶۴ سود خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔
۱۶۵ سود خور کے پیٹ میں سانپ۔
۱۶۵ سود زنا سے بدتر ہے۔
۱۶۶ سود سے پاک اشتہاری مہم۔
۱۶۶ سود سے پاک کرنا۔
۱۶۶ سود کا ادنیٰ گناہ۔
۱۶۷ سود کا انجام۔
۱۶۸ سود کا حکم مسلم اور غیر مسلم دونوں کے لئے برابر ہے۔
۱۶۸ سوکھانے اور کھلانے والے۔

صفحہ نمبر	عنوان
۱۶۸	سود کھانے والے.....
۱۶۹	سود کی رقم سے ٹیکس ادا کرنا.....
۱۶۹	سود کی رقم سے خرید و فروخت کرنا.....
۱۶۹	سود کی ستر سے زائد برائیاں ہیں.....
۱۷۰	سود کی شرح کو معیار بنانا.....
۱۷۳	سود مہلکات میں داخل ہے.....
۱۷۳	سودی ادارے ظلم اور گناہوں کے مراکز ہیں.....
۱۷۶	سودی بینک میں پیسہ رکھوانا.....
۱۷۷	سودی بینکوں کا اجارہ.....
۱۷۷	سودی قرض سے حاصل کیا ہوا نفع.....
۱۷۸	سودی قرض لینا.....
۱۷۹	سودی قرض لینے والے شخص کے ہاتھ اپنا سامان فروخت کرنا.....
۱۷۹	سودی قرضہ.....
۱۸۰	سودی قرضہ لینا.....
۱۸۰	سودی قرضہ لینا اچھے مقاصد کے لئے.....
۱۸۱	سودی کاروبار ترقی کا ذریعہ نہیں.....
۱۸۱	سودی کاروبار تنزلی کا سبب ہے.....
۱۸۱	سودی کاروبار کرنے والے اداروں میں بجلی کی فٹنگ کرنا.....

صفحہ نمبر	عنوان
۱۸۳	سودی کاروبار میں خاص تبدیلیاں آگئی ہیں.....
۱۸۶	سودی لین دین.....
۱۸۷	سودی معاملات کرنے والے سے قرض لینا.....
۱۸۸	سودی معاملہ کرنے والوں کے ساتھ شرکت.....
۱۸۹	سودے کی قیمت ادا کر کے سودا نہ لینا بھی جائز ہے.....
۱۸۹	سودے کے طور پر قبضہ ہوا.....
۱۸۹	سودے کے مطابق سامان دینا.....
۱۹۰	سودے میں ضمنی طور پر داخل ہونے والی چیز.....
۱۹۲	سور کی خرید و فروخت.....
۱۹۲	سوم علی سوم الغیر.....
۱۹۲	سونا چاندی ادھار بیچنا.....
۱۹۲	سونا چاندی کا کاروبار.....
۱۹۲	سونا چاندی کرایہ پر دینا.....
۱۹۳	سونے چاندی کے علاوہ چیزوں کا تبادلہ.....
۱۹۴	سونا فجر کے بعد.....
۱۹۴	سونا قسطوں میں خریدنا.....
۱۹۵	سونے چاندی کو ادھار بیچنا.....
۱۹۶	سونے کا سیال پانی.....

صفحہ نمبر	عنوان
۱۹۶	سونے کا گھڑا.....
۱۹۷	سونے کے زیورات کی ادھار تجارت.....
۱۹۷	سویڈن قیس العبدی کی تجارت.....
۱۹۷	سی، آئی، ایف.....
۱۹۹	سی اور ایف.....
۲۰۰	سیاہ خضاب تیار کرنا.....
۲۰۰	سیاہ خضاب کا استعمال.....
۲۰۱	سیاہ خضاب کی تجارت.....
۲۰۲	سیٹی.....
۲۰۲	سی ڈی.....
۲۰۲	سیکورٹی ڈپازٹ کا حکم.....
۲۰۵	سیل.....
۲۰۵	سیلز ٹیکس.....
۲۰۵	سیلز ٹیکس قیمت خرید میں ملانے کا حکم.....
۲۰۶	سیلری (Salary).....
۲۰۶	سیلز مین کا کمیشن لینا.....
۲۰۷	سیمناروں کا انعقاد.....
۲۰۷	سیمنز کی خرید و فروخت کرنا.....


صفحہ نمبر	عنوان
۲۰۹	سینما بنانا.....
۲۱۰	سیندور.....
	
۲۱۱	شارٹ سیل (Short Sale).....
۲۱۱	شاہانہ انداز.....
۲۱۱	شبہات سے بچنا.....
۲۱۲	شپنگ کے بعد بیچنا.....
۲۱۲	شراب اور ہماری معیشت.....
۲۱۳	شراب کا اعلان.....
۲۱۳	شراب کی آمدنی کے عوض اشیاء فروخت کرنا.....
۲۱۵	شراب کی بیع جائز نہیں.....
۲۱۶	شراب کی تجارت کرنے والے کے ہاتھ سامان فروخت کرنا.....
۲۱۷	شراب کی خرید و فروخت.....
۲۱۷	شراب کی دکان میں ملازمت کرنا.....
۲۱۸	شراب کے لئے بوتل فروخت کرنا.....
۲۱۹	شراب ملی ہوئی اشیاء.....
۲۲۰	شراکت بینک کی.....
۲۲۰	شراکت کا سرمایہ حلال ہونا چاہیئے.....

صفحہ نمبر	عنوان
۲۲۱	شراکت کا کاروبار جائز ہو.....
۲۲۲	شراکت کا معاہدہ کافر کے ساتھ.....
۲۲۲	شراکت کرنا تجارتی کمپنیوں میں.....
۲۲۲	شراکت کی جدید اقسام.....
۲۲۲	شراکت کی ذمہ داریاں.....
۲۲۳	شراکت کی مدت.....
۲۲۴	شراکت کی منسوخی.....
۲۲۶	شراکتی کاروبار میں ان چیزوں کا خیال رکھیں.....
۲۳۶	شرائط استصناع.....
۲۳۶	شرائط بیع مراحہ.....
۲۳۶	شرائط جو میمورنڈم میں ہوں.....
۲۳۶	شرائط کی ایک اور تقسیم.....
۲۳۷	شرائط کی تین قسمیں ہیں.....
۲۳۹	شرح سود کو معیار بنانا.....
۲۳۹	شرط.....
۲۴۱	شرط فاسد سے شرکت فاسد ہو جاتی ہے.....
۲۴۱	”شرط فاسد شرکت میں“.....
۲۴۲	شرط کا ذکر سود کرتے وقت نہیں کیا.....


صفحہ نمبر	عنوان
۲۴۲	شرط کی خلاف ورزی کرنے سے معاہدہ کا حکم
۲۴۳	شرط کے ساتھ بیع کرنا
۲۴۳	شرط لگا کر کوئی چیز فروخت کرنا
۲۴۴	شرط لگانا بیع میں
۲۴۴	شرکاء کا کل حصص کسی ایک شریک کو فروخت کرنا
۲۴۴	شرکاء میں سے ایک شریک کا انتقال ہو جائے
۲۴۵	شرکت
۲۴۷	شرکت اختیاری
۲۴۸	شرکت اضطراری
۲۴۸	شرکت اعمال
۲۴۹	شرکت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
۲۵۰	شرکت ختم کرنا کاروبار جاری رکھ کر
۲۵۰	شرکت صناعت
۲۵۰	شرکت عقود
۲۵۱	شرکت عنان
۲۵۲	شرکت عنان کی شرائط
۲۵۳	شرکت کا مال چوری سے بیچنا
۲۵۳	شرکت کا معنی

صفحہ نمبر	عنوان
۲۵۵	شہرت کو فسخ کرنا
۲۵۶	شہرت کو وقت سے پہلے ختم کرنا
۲۵۷	شہرت کی برکت کب ختم ہوتی ہے
۲۵۷	شہرت کے امور میں اللہ تعالیٰ کی شمولیت
۲۵۸	شہرت کے شرائط
۲۶۹	شہرت کے لئے وقت مقرر کرنا
۲۶۱	شہرت مال
۲۶۱	شہرت متناقصہ
۲۶۳	شہرت مفاوضہ
۲۶۵	شہرت مفاوضہ کی شرائط
۲۶۷	شہرت ملک
۲۶۸	شہرت ملک
۲۶۸	شہرت میں جبری فسخ
۲۶۹	شہرت میں شرط فاسد
۲۷۲	شہرت میں نقصان ایک شریک پر ڈالنا
۲۷۲	شہرت وجوہ
۲۷۳	شہرت و بدعت پر مشتمل کتب
۲۷۵	شہرت کا حکم ماننا ضروری ہے

صفحہ نمبر	عنوان
۲۷۲	شریک کو ملازم رکھنا.....
۲۷۷	شریک کے حصے کو فروخت کرنا.....
۲۷۸	شریک معاہدہ کے مطابق عمل نہ کرے.....
۲۷۸	شوروم میں مجسمے اور ڈمی (DUMMY) لگانا.....
۲۷۹	شوہر کا مال اجازت کے بغیر فروخت کرنا.....
۲۸۰	شہر سے باہر جا کر قافلے سے خریداری کرنا.....
۲۸۰	شہری بازاروں کا حکم.....
۲۸۰	شہری کا دیہاتی سے بیع کرنا.....
۲۸۰	شہری کے لئے دیہاتی کا مال فروخت کرنا.....
۲۸۱	شیرز کی خرید و فروخت.....
۲۸۲	شیر کا پاخانہ.....
۲۸۷	شیر کی چربی.....
۲۸۷	شیطان آج کل کیا کر رہا ہے.....
۲۸۸	شیعہ کے ساتھ خرید و فروخت کرنا.....
۲۹۰	شیو کرنے والا برش.....
۲۹۱	شیر (SHARE).....
۲۹۲	شیر جاری کرنے کے دو طریقے ہیں.....
۲۹۲	شیرز اور سکوک میں فرق.....

صفحہ نمبر	عنوان
۲۹۲	شیرز کی خرید و فروخت کرنا کب جائز ہوتا ہے
۲۹۳	شیرز کی دلالی
۲۹۳	شیرز کے کاروبار ناجائز تو تجارت کیسے چلے گی
۲۹۶	شیرز میں منافع کی تقسیم
۲۹۷	شیرز کمپنی کے آرٹیکلز میں یہ شق موجود ہے
۲۹۸	شیرز کو قبضہ سے پہلے آگے فروخت کرنا
	
۳۰۰	صارفین
۳۰۱	صانع کا بذات خود مطلوبہ چیز بنانا
۳۰۲	صبح دکان کھولیں
۳۰۲	صبح نکلنا برکت کا باعث ہے
۳۰۳	صحابہ کرام کا پیشہ
۳۰۴	صحیح چیز میں ردی کی ملاوٹ کر کے فروخت کرنا
۳۰۴	صدقات سے مال میں اضافہ ہوتا ہے
۳۰۵	صدقات نہ کرنے سے مال تباہ ہو جاتا ہے
۳۰۸	صدقہ کثرت سے کرنا
۳۰۸	صدقہ کر کے کاروبار کو پاک کرنا
۳۰۹	صدقہ کے لیے آمدنی کا کچھ حصہ مقرر کرنا

صفحہ نمبر	عنوان
۳۰۹	صراف
۳۰۹	صفات تاجر
۳۰۹	صفات کے متعلق عیب چھپانا
۳۰۹	صفت کی شرط لگا کر سودا کرنا
۳۰۹	صفت مرغوب کی شرط لگا کر سودا کرنا
۳۱۲	صکوک (SUKUK)
۳۱۳	صکوک
۳۱۵	صکوک اور بانڈز میں فرق
۳۱۵	صکوک اور شیئرز میں فرق
۳۱۵	صکوک کی خرید و فروخت
۳۱۷	صکوک کی قسمیں
۳۱۷	صکوک کے احکام
۳۱۹	صکوک کے احکام
۳۲۰	صکوک مشارکہ
۳۲۰	صکوک مضاربہ
۳۲۰	صلح کا معنی
۳۲۱	صلح کرنے کا طریقہ
۳۲۱	صلح کی کوشش کرنا

صفحہ نمبر	عنوان
۳۲۲	صلوٰۃ الحاجت
۳۲۲	صنعتی کاروبار
	
۳۲۳	ضائع ہو گیا سامان دکھانے کے لیے لے جانے والے سے
۳۲۳	ضبط بیعاً نہ صحیح نہ ہونے کی وجوہات
۳۲۳	ضبط کردہ مال خریدنا
۳۲۵	ضبط کرنا بیعاً نہ کو وقتی طور پر
۳۲۵	ضرورت
۳۲۶	ضرورت سے زائد مسجد کا سامان
۳۲۶	ضرورت مند آدمی سے کم ریٹ پر سودا کرنا
۳۲۷	ضرورتیں بقدر ضرورت حرام کو حلال بنا دیتی ہیں
۳۲۷	ضلع و تعجل
۳۲۸	ضلع و تعجل کی ممانعت نقد میں نہیں ہے
۳۲۹	ضلع ٹیکس اصل قیمت میں ملانا
۳۲۹	ضمانت دینا بینک سے قرضہ لینے والی کی
۳۲۹	ضمانت طلب کرنا ادھار کی صورت میں
۳۲۹	ضمانت طلب کرنے پر اجرت لینا
۳۳۰	ضمانت بیع کے بارے میں شریعت اور قانون میں فرق

صفحہ نمبر	عنوان
۳۳۰ عثمان میں آنے کے بعد فروخت کرنا
۳۳۱ ضمنی طور پر سودے میں داخل ہونے والی چیز
	
۳۳۲ طباعت سے پہلے کتاب بیچنا
۳۳۲ طباعت کا حق بیچنا
۳۳۳ طلب بڑھانے کے لئے قیمت میں کمی کرنا
۳۳۴ طلب و رسد
۳۳۴ طلحہ رضی اللہ عنہ کی تجارت
۳۳۴ طوطیوں کا کاروبار
۳۳۵ طے شدہ ٹمن سے زیادہ مطالبہ کرنا
	
۳۳۶ ظرف کا وزن بیع کے وزن کے ساتھ حساب کرنا
۳۳۶ قلم کے بقدر رقم حکومت سے وصول کرنا
۳۳۶ قلم ہے مال مثول کرنا
	
۳۳۷ عاجز ہو جاوگی سے
۳۳۷ عاشر
۳۳۸ عاقبت کے نو حصے تجارت میں ہیں

صفحہ نمبر	عنوان
۳۳۸	عائد
۳۳۸	عائد (Contractor) کے لئے شرائط
۳۳۹	عالم فقیہ کو تاجر لوگ سفر میں ساتھ رکھتے تھے
۳۳۹	عالمی منڈیوں میں شرکت
۳۴۰	عام ریٹ سے زیادہ داموں پر بیچنا
۳۴۰	عام ریٹ سے سستے داموں پر چیز بیچنا
۳۴۰	عام قیمت سے زیادہ قیمت پر فروخت کر دیا
۳۴۰	عام کنویں کا پانی
۳۴۰	عامل کے لئے کچھ نفع زیادہ متعین کرنا
۳۴۲	عباس رضی اللہ عنہ عطر امپورٹ کرتے تھے
۳۴۲	عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا پیشہ
۳۴۲	عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے مالدار بننے کا راز
۳۴۲	عثمان رضی اللہ عنہ کا پیشہ
۳۴۲	عجیب واقعہ قرض ادا کرنے کا
۳۴۲	عجیب واقعہ قرض ادا کرنے کے جذبہ کا
۳۴۲	عددی دستخط
۳۴۲	عرب ممالک میں مقامی باشندوں کی حرکت
۳۴۳	عرش کے سایہ میں

صفحہ نمبر	عنوان
۳۴۴	عرصہ گزر گیا دیکھنے کا.....
۳۴۴	عرف کی وجہ سے نص مذہب کو ترک کرنا.....
۳۴۵	عرفی اجازت نابالغ کے لئے کافی ہے.....
۳۴۵	عطر در آمد کرنا.....
۳۴۵	عطر فروش.....
۳۴۶	عطر کی تجارت.....
۳۴۶	عظیم جرم.....
۳۴۷	عقد.....
۳۴۷	عقد بیع.....
۳۴۷	عقد بیع میں طے شدہ شمن سے زیادہ مطالبہ کرنا.....
۳۴۷	عقد ربو کا حکم.....
۳۴۸	عقد کے الفاظ کیسے ہوں.....
۳۴۹	عقیقہ کا گوشت.....
۳۴۹	علی رضی اللہ عنہ کا فرمان نفع کے بارے میں.....
۳۴۹	عمارہ بن ولید رضی اللہ عنہ.....
۳۴۹	عمر رضی اللہ عنہ بازار کا چکر لگاتے تھے.....
۳۴۹	عمر رضی اللہ عنہ تجارت کے مسائل سے ناواقف آدمی کو تجارت کی اجازت
۳۵۰	نہیں دیتے تھے.....

صفحہ نمبر	عنوان
۳۵۰	عمر رضی اللہ عنہ کی تجارت
۳۵۰	عمر رضی اللہ عنہ نے بازاروں میں نگران مقرر فرمائے تھے
۳۵۰	عمر و بن العاص رضی اللہ عنہ تاجر تھے
۳۵۲	عمل کے بغیر اجرت میں شریک ہونا
۳۵۳	عمل کے ذریعہ ایجاب و قبول
۳۵۳	عملی اشارے سے سودا کرنا
۳۵۴	عموم بلوئی
۳۵۵	عوامی فنڈ سے بچی ہوئی چیز بلیک میں فروخت کرنا
۳۵۵	عورت کا دودھ
۳۵۵	عورت کو خرید کر رکھنا
۳۵۷	عورت کی خرید و فروخت کرنا
۳۵۸	عورت کے لیے تجارت کرنا
۳۵۹	عورت کے لیے کاروبار کرنا
۳۵۹	عورتوں کے بال کاٹنا مردوں کا
۳۶۰	عورتوں کا دکان پر بیٹھ کر تجارت
۳۶۱	عورتوں کو تجارتی اشتہارات میں استعمال کرنا
۳۶۱	عورتوں کا بال کاٹنا
۳۶۲	عورتوں کے جسم کو تجارتی اعلانوں میں استعمال کرنا

صفحہ نمبر	عنوان
۳۶۳	عورتوں کے لئے ملازمت کرنا
۳۶۳	عوض میں حرام مال آئے
۳۶۳	عہد نبوی کی کرنسی
۳۶۳	عیب بتا دیا
۳۶۵	عیب بیان کر دینا
۳۶۵	عیب پر بائع نے اطلاع دی
۳۶۶	عیب پر رضامندی کا اظہار
۳۶۶	عیب پر مطلع ہونے کے بعد واپس کرنا شرعاً منع ہو
۳۶۷	عیب پوشیدہ رکھ کر فروخت کرنا
۳۶۸	عیب جدید ختم ہو گیا
۳۶۹	عیب جدید کے ساتھ چیز کو واپس لینا
۳۷۰	عیب چھپا کر بیچنے والا مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہو جاتا ہے
۳۷۱	عیب چھپانا حرام ہے
۳۷۲	عیب چھپانا سامان دیتے وقت
۳۷۲	عیب چھپانے والے پر لعنت
۳۷۳	عیب دار اشیاء فروخت کرنا
۳۷۴	عیب دار چیز بائع واپس لینے پر قادر نہ رہے
۳۷۵	عیب دار چیز کی خرید و فروخت

صفحہ نمبر	عنوان
۳۷۵	عیب دار چیزوں کو الگ رکھ کر فروخت کرے
۳۷۶	عیب دار ہونے کا اقرار نہ کرنا
۳۷۶	عیب دیکھ کر خرید لی
۳۷۷	عیب سے براءت کی شرط
۳۷۸	عیب قدیم پر اطلاع ہوئی
۳۷۸	عیب کا اقرار کر کے پیسہ لینا
۳۷۸	عیب کا اختیار، شرط کے بغیر ثابت ہوتا ہے
۳۷۸	عیب کا علم کپڑا کاٹنے کے بعد ہوا
۳۷۸	عیب کیا ہے؟
۳۷۹	عیب کی وجہ سے قیمت میں کمی کا تعین
۳۷۹	عیب کی وجہ سے بیع کی واپسی کا خرچہ
۳۸۰	عیب کی وجہ سے واپس کرنے کی شرائط
۳۸۱	عیب کی وجہ سے واپسی کا اختیار
۳۸۲	عیب کے عوض میں قیمت کم کرنا
۳۸۲	عیب معلوم ہونے کے بعد واپسی کا حق
۳۸۳	عیب نکلے تو بائع ذمہ دار نہیں
۳۸۳	عیب نکلنے کے بعد واپس کرنے کا اختیار کب ہوتا ہے
۳۸۳	عیب نہ بتانا

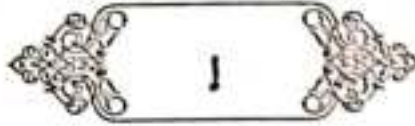
صفحہ نمبر	عنوان
۳۸۵	عیب ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہو.....
۳۸۵	عیب ہے.....
۳۸۲	عید کارڈ.....
۳۸۲	عین.....
۳۸۴	عیوب پر راضی ہے.....
۳۸۴	عیوب سے براءت کا اعلان کر کے کوئی چیز فروخت کرنا.....

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل

حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان

درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل





رأس المال

رأس المال: اصل سرمایہ (کیپیٹل) کو کہتے ہیں۔^(۱)

① شرکت میں رأس المال نقدی کی صورت میں ہونا چاہیے۔^(۲)

② سامان یا جائیداد وغیرہ کو اگر کیپیٹل بنانا ہو تو اس کو بیچ کر اس کی قیمت

شرکت میں شامل کرنی چاہیے۔^(۳)

③ مال کا تناسب واضح ہونا چاہیے، مثلاً ایک شریک کا چالیس فی صد اور

دوسرے شریک کا ساٹھ فی صد سرمایہ ہے۔^(۴)

④ لوگوں کے ذمے جو قرض ہیں انہیں وصول کیے بغیر شرکت کا سرمایہ نہیں

بنایا جاسکتا۔^(۵)

(۱) رأس المال عبارة عن سرمایه۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۴۷۴/۱) المادة: ۱۰۵۷، الكتاب

العاشر في أنواع الشركات، المقدمة: في الاصطلاحات الفقهية، ط: مكتبة فاروقية)

② شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۴۱۳/۴) المادة: ۱۰۵۷، ط: رشيدية۔

(۳، ۲) يشترط أن يكون رأس المال من قبيل النقود۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۵۶۲/۲) المادة:

۱۳۳۸، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الفصل الثالث في بيان الشروط الخاصة بشركة

الأموال، ط: مكتبة فاروقية)

④ (وشروطها كون رأس المال من الأثمان) كما مر في الشركة۔ (الدر مع الرد: (۶۳۷/۵) كتاب

المضاربة، ط: سعيد)

⑤ بدائع الصنائع: (۵۹/۶) كتاب الشركة، فصل: وأما بيان شرائط جواز هذه الأنواع، ط: سعيد۔

(۳) لم يبين مقدار رأس مال كل واحد منهما؛ لأن عند القسمة لا بد من تحصيل رأس مال كل واحد

منهما؛ ليظهر الربح، فلا بد من إعلام ذلك في كتاب الشركة ليرجع إليه عند المنازعة۔ (المبسوط

للسرخسي: (۱۵۶/۱۱) كتاب الشركة، ط: دار المعرفة)

⑤ بدائع الصنائع: (۶۳/۶) كتاب الشركة، فصل: وأما بيان شرائط جواز هذه الأنواع، ط: سعيد۔

(۵) يشترط أن يكون رأس مال الشركة عيناً ولا يكون ديناً أي لا يكون المطلوب من ذمم الناس رأس =

۳۱ اگر سرمایہ نقدی (کیش) میں نہ ہو تو اس طرح شرکت کرنا کہ اس سامان کی بازاری قیمت لگا کر ”رأس المال“ (کیپیٹل) میں اس شریک کے حصے کا تعین کر لیا جائے یہ امام احمد اور امام مالک رحمہما کے نزدیک درست ہے، احناف کے نزدیک درست نہیں۔^(۱)

راستے پر بیٹھ کر خرید و فروخت کرنا

عام راستہ عام لوگوں کے درمیان مشترک ہوتا ہے اور سب کو آمد و رفت کی اجازت ہوتی ہے اس لیے عام راستے پر بیٹھ کر خرید و فروخت کے جائز ہونے کے لیے چند شرائط ہیں:

۳۲ راستے پر بیٹھ کر خرید و فروخت کرنے سے عام لوگوں کو آمد و رفت وغیرہ میں پریشانی نہ ہو۔

= مال للشركة، مثلاً ليس لاثنين أن يتخذوا دينهما الذي في ذمة آخر رأس مال للشركة فيعقدا عليه الشركة. وإذا كان رأس مال أحدهما عيناً والآخر ديناً فلا تصح الشركة أيضاً. (شرح المجلة لرمسم باز: (۵۶۲/۲)، المادة: ۱۳۳۱، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الفصل الثالث في بيان الشروط الخاصة بشركة الأموال، ط: مكتبة فاروقية)

۳۳ بدائع الصنائع: (۶۰/۶) كتاب الشركة، فصل: وأما بيان شرائط جواز هذه الأنواع، ط: سعيد۔
۳۴ الدر مع الرد: (۶۳۸/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔

(۱) فأما العروض فلا تجوز الشركة فيها في ظاهر المذهب نص عليه أحمد في رواية أبي طالب وحرب وحكاه عنه ابن المنذر... وعن أحمد رواية أخرى أن الشركة والمضاربة تجوز بالعروض وتجعل قيمتها وقت العقد رأس المال... وهو قول مالك۔ (المغني لابن قدامة: (۱۲۳/۷) كتاب الشركة، فصل: شركة العنان، ط: هجر، قاهره)

۳۵ وقال الإمام مالك: لا يشترط كون رأس مال الشركة نقداً وإنما تصح الشركة في الدراهم والدنانير، كما تصح في العروض سواء اتفقا جنساً أو اختلفاً، وتكون الشركة في العروض مقدرة بقيمتها۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۸۰۸/۳) القسم الثالث العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الخامس: الشركات، المطلب الثاني: شرائط شركة العقود، ط: دار الفكر)

۳۶ إمداد الفتاوى: (۳۹۵/۳) كتاب الشركة، القصص السنني في حكم حصص كمپني، ط: دار العلوم كراچي۔

۳۷ اور اس سے کوئی عاقل و بالغ منع نہ کرے۔

۳۸ حکومت کی جانب سے اجازت ہو۔

۳۷

اور اگر راستے پر بیٹھ کر تجارت کرنے سے عام لوگوں کو گزرنے میں تکلیف ہوتی ہو یا کوئی عاقل و بالغ اس سے روکتا ہو اور حکومت سے اجازت بھی نہ ہو تو عام راستے پر بیٹھ کر خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔^(۱)

راستے پر ٹھیلہ لگانا

”فٹ پاتھ پر کاروبار کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۹/۵)

راستے کی جگہ کو شامل کرنا

عام راستے اور سڑک حکومت کی ملکیت ہوتی ہے، اور یہ راستے عام گزرنے والوں کے لئے بنائے جاتے ہیں، بعض لوگ راستے کے کنارے کی جگہ کو ذاتی زمین کی طرح اپنی دکان، مکان اور زمین میں شامل کر لیتے ہیں اور دکان وغیرہ کو کشادہ کر لیتے ہیں، اور گزرنے والوں کو تنگ راستے سے گزرنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ اس طرح راستوں کو تنگ کرنا اور حکومت کی زمین پر ناجائز طور پر قبضہ کرنا

(۱) قول صاحب الدر المختار ملحقاً:

ولكل احد اهل الخصومة متعه ومطالبة بنقضه بعده، هذا اذا بنى لنفسه بغير اذن الامام، وان بنى للمسلمين كمسجد ونحوه لا، وان كان يضر بالعمامة لا يجوز احداثه... والقعود في الطريق لبيع وشراء يجوز ان لم يضر باحد والا على هذا التفصيل السابق... الخ

(قوله: أو بنى باذن الامام) ظاهره انه الى ان قال: قال ابو حنيفة: لكل احد من عرض الناس ان يمنعه من الوضع وان يكلفه الرفع بعد الوضع سواء كان فيه ضرر او لا اذا وضع بغير اذن الامام لان التدبير فيما يكون للعمامة الى الامام لسكين الفتنة فالذى وضع بغير اذنه يفتات على رأي الامام فيه فلذلك واحداً ينكره عليه... الخ (الدرع الرد: ۵۹۲/۶) كتاب الديات، باب ما يحدثه الرجل في الطريق وغيره، ط: سعيد

مجمع الأنهر: (۳۶۰/۳) كتاب الديات، باب ما يحدث في الطريق، ط: دار الكتب العلمية

تبيين الحقائق: (۱۳۲/۶) كتاب الديات، باب ما يحدثه الرجل في الطريق، ط: امدية

اور دکان، مکان وغیرہ میں شامل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔^(۱) اور اس سے حاصل کی جانے والی کمائی بھی حلال نہیں ہے۔^(۲) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو دردناک عذاب دیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک بالشت کے برابر کسی کی زمین پر ظلم کے ساتھ قبضہ کیا تو اسے قیامت کے دن ساتھ زمینوں کا طوق بنا کر پہنایا جائے گا۔^(۳)

ایک اور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے ناحق کسی زمین کا تھوڑا سا حصہ بھی لے لیا تو قیامت کے دن اسے سات زمینوں تک

(۱) الکبیرة السابعة والعشرون بعد المائتين: الغصب، وهو استيلاء علي مال الغير ظلماً. (الزواج عن اقتراف الكبائر: (۱/۳۴) باب الغصب، الکبیرة السابعة والعشرون بعد المائتين: الغصب، ط: دار الفکر)
 (۲) الكبائر للذهبي: (ص: ۱۱۳)، الکبیرة الثامنة والعشرون: أكل الحرام وتناوله علي أي وجه كان، ط: وحيدى كتب خانة.

(۳) وعن أبي حرة الرقاشي، عن عمه رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا لا تظلموا، ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

فإن كان الخبث لعدم الملك يعمل في النوعين جميعاً حتى لا يطيب الربح كالمودع والغاصب إذا تصرفا في العرض والتقد. (الجامع الصغير وشرحه النافع الكبير: (ص: ۳۳۳)، كتاب البيوع، باب ما يجوز بيعه وما لا يجوز، ط: عالم الكتب)

الدرمع الرد: (۹۷/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في تعيين الدراهم في العفا الفاسد، ط: سعيد)

(۳) عن سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من اقتطع شبراً من الأرض ظلماً طوقه الله إياه يوم القيامة من سبع أرضين. (صحيح مسلم: (۲/۳۲) كتاب المساقاة والمزارعة، باب تحريم الظلم وغصب الأرض وغيرها، ط: قديمي)

السنن الكبرى للبيهقي: (۶/۹۸) كتاب الغصب، باب التشديد في غصب الأراضي وتضمينها بالغصب، ط: إدارة تاليفات اشرفيہ

مسند أحمد بن حنبل (۲/۳۳۲) رقم الحديث: ۹۵۷۹، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، ط: مؤسسة قرطبة.

دھنسیا جائے گا۔^(۱)

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر لعنت کرے جو زمین کے نشانات کو بدلنے والا ہے۔^(۲)

راستے میں چلنے کا حق

راستے میں چلنے کا حق مادی چیز راستے سے متعلق ہے اس لیے اس کی خرید و
فروخت جائز ہے۔^(۳)

(۱) عن سالم عن أبيه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أخذ من الأرض شيئاً بغير حقه خسف به يوم
القيامة إلى سبع أرضين. (صحيح بخاري: ۱/۲۳۲) كتاب المطالم، باب إثم من ظلم شيئاً من
الأرض، ط: قديمي)

مشكاة المصابيح (ص: ۲۵۶) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثالث، ط: قديمي.
كنز العمال: (۳/۵۳) رقم الحديث: ۱۶۲۰، الكتاب الثالث في الأخلاق، الباب الثاني، الفصل الثاني:
في الأخلاق والأفعال المذمومة، ط: مؤسسة الرسالة.

(۲) ابو الطفيل عامر بن واثلة، قال: كنت عند علي بن أبي طالب، فأتاه رجل، فقال: ما كان النبي صلى الله
عليه وسلم يسز إليك؟ قال: فغضب، وقال: ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يسر إلي شيئاً يكتمه الناس،
غير أنه قد حدثني، بكلمات أربع: قال: فقال: ما هن يا أمير المؤمنين؟ قال: "لعن الله من لعن والده، ولعن
الله من ذبح لغير الله، ولعن الله من آوى محدثاً، ولعن الله من غير منار الأرض". (صحيح
مسلم: ۱۶۰/۲) كتاب الأضاحي، باب تحريم الذبح لغير الله تعالى، ولعن فاعله، ط: قديمي)

السنن الكبرى: (۶/۹۹) كتاب الغصب، باب التشديد في غصب الأراضي وتضمنها بالغصب، ط:
إدارة تاليفات اشرفيه.

والمراد بمنار الأرض: بفتح الميم. علامات حدودها. (شرح النووي علي الصحيح لمسلم: ۲/
۱۲) كتاب الأضاحي، باب تحريم الذبح لغير الله تعالى، ولعن فاعله، ط: قديمي)

(۳) (وصح بيع حق المرور تبعاً) للأرض (بلا خلاف و) مقصوداً (وحده في رواية وبه أخذ عامة
المشايخ شمني وفي أخزى لا، وصححه أبو الليث) - (قوله: وبه أخذ عامة المشايخ) قال السانحاني
وهو الصحيح، وعليه الفتوى مضمرة اهـ والفرق بينه وبين حق التعلي حيث لا يجوز هو: أن حق
المرور يتعلق برقبة الأرض، وهي مال هو عين، فيما يتعلق به له حكم العين - أما حق التعلي فمتعلق بالهواء،
وهو ليس بعين مال اهـ فتح - (الدر مع الرد: ۵/۸۰) كتاب البيوع، باب البيع القاسد، مطلب في بيع
الشرب، ط: سعيد =

راستے میں چیز مل جاتی ہے

”تاجروں کی گاڑیوں سے کوئی چیز گر جائے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

راشن زیادہ قیمت میں فروخت کرنا

”سرکاری راشن زیادہ قیمت میں فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

راشن کارڈ سے مال لے کر زیادہ قیمت پر فروخت کرنا

آج کل بعض ممالک میں عوام کو حکومت کی جانب سے راشن کارڈ

(Ration Card) ملتا ہے اور اس سے کم قیمت میں سامان ملتا ہے بعض لوگ

راشن کارڈ سے سامان خریدنے کے بعد زیادہ قیمت پر دوسرے لوگوں کو فروخت کر

دیتے ہیں یہ جائز ہے، کیوں کہ راشن کارڈ سے سامان خریدنے کے بعد خریدنے والا

مالک بن جاتا ہے اور مالک کو اپنی چیز جس قیمت پر چاہے فروخت کرنے کا حق ہے،

اور رقم بھی حلال ہے، ہاں اگر قانون کے خلاف ہے تو اس سے بچنا بہتر ہے تاکہ

گرفتاری اور بے عزتی کا خطرہ باقی نہ رہے۔^(۱)

راکھی بیچنا

ہندوؤں کا ایک تہوار ”رکھشا بندھن“ آتا ہے، جس میں بہن اپنے بھائی کو

راکھی باندھتی ہے، تو اس تہوار کے موقع پر راکھی بیچنا کافروں کی مذہبی رسم میں تعاون

= شرح المعجزة لخالد الاناسي: (۱۱۵/۲) المادة: ۲۱۶، الكتاب الأول: البيوع، الباب الثاني

في بيان المسائل المتعلقة بالمبيع، ط: رشيدية۔

فتح القدير: (۳۹۵/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيدية۔

البحر الرائق: (۸۱، ۸۲/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(۱) تخریج کے لیے ”غیر قانونی طور پر مال لانا“ عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

کرنا ہے، اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے۔^(۱)

رائیلٹی

بعض لوگ کتابوں کی ”رائیلٹی“ وصول کرتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ مصنف اپنی کتاب کی طباعت کا حق کسی آدمی یا ادارے کو دیتا ہے اور یہ معاہدہ کرتا ہے کہ اگر ایک ہزار کتاب چھاپی ہیں تو مصنف کو مثلاً ایک ہزار اور اگر دو ہزار چھاپی ہیں تو مصنف کو دو ہزار روپے ملیں گے، باقی کتاب اور اس سے حاصل ہونے والی رقم ناشر کو ملے گی، اس کو ”رائیلٹی“ کہتے ہیں۔

اس طرح معاملہ کر کے رائیلٹی لینا درست نہیں ہے کیوں کہ یہ حقوق مجردہ میں سے ہے۔^(۲)

رائیلٹی کی شرعی حیثیت

① رائیلٹی یا توحق طباعت کا معاوضہ ہے اور یہ جائز نہیں ہے جس کی تفصیل ”کاپی رائٹ“ عنوان کے تحت آئے گی۔

(۱) قال اللہ تعالیٰ: {وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان}۔ (المائدة: ۲)

الإعانة فی المعصیة وترویجها وتقرب الناس إليها معصیة وفساد فی الأرض۔ (حجة اللہ البالغة:

۱۶۹/۲) من أبواب ابتغاء الرزق، البیوع المنہی عنہا، ط: دار الجیل

فہ تصریح بتحريم كتابة المترابین والشهادة علیہما، وبتحريم الإعانة علی الباطل۔ (مرقاة

المفتاح: ۵۱/۶) کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: رشیدیہ

وما كان سبباً لمحذور فهو محذور۔ (شامی: ۳۵۰/۶) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی

اللبس، ط: سعید۔

(۲) ولا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجزدة كحق الشفعة۔ (الدر مع الرد: ۵۱۹/۳) کتاب

البیوع، ط: سعید

شرح المجلة لرستم باز: (۸۵/۱) رقم المادة: ۲۱۶، کتاب الأول، فی البیوع، الباب الثاني فی

المسائل المتعلقة بالمبيع، الفصل الثاني فیما يجوز بیعه وما لا يجوز، ط: مکتبه فاروقیہ۔

شرح المجلة لخالد الأتاسی: (۱۲۱/۱) رقم المادة: ۲۱۶، ط: رشیدیہ۔

❶ یا یہ مسودہ کی قیمت ہے، عام طور سے جو طریقہ رائج ہے کہ ناشر جتنی مرتبہ بھی طباعت و اشاعت کرے گا ہر مرتبہ اتنی فی صد کتب یا ان کی قیمت مصنف کو دے گا تو اس میں مسودہ کی قیمت مجہول رہتی ہے، اور یہ جہالت جھگڑے کا باعث ہے اور ایسی جہالت سے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔^(۱)

۳۲

رب المال پر عمل کی شرط لگانا

مضاربت میں رب المال (سرمایہ لگانے والے) کا مضارب کے ساتھ کام کرنے کی شرط لگانے سے مضاربت فاسد ہو جاتی ہے۔^(۲)

رب المال کے لیے ماہانہ متعین رقم طے کرنا

”مضاربت میں مالک کے لیے ماہانہ متعین رقم طے کرنا“ عنوان کے تحت

دیکھیں۔ (۲۳۱/۶)

(۱) ومنها (أي شرائط صحة البيع) أن يكون المبيع معلوماً وثمنه معلوماً علماً يمنع من المنازعة فإن كان أحدهما مجهولاً جهالة مفضية إلى المنازعة ففسد البيع - (بدائع الصنائع: (۱۵۶/۵) كتاب البيوع، وأما شرائط الصحة فتأواع، ط: سعيد)

❶ الفتاوى الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع وركنه... الخ، ط: رشيدية۔
❷ البحر الرائق: (۲۶۰/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

(۲) واشترط عمل رب المال مع المضارب مفسد للعقد؛ لأنه يمنع التولية فيمنع الصحة (الدرع الرد: (۲۵۳/۵) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد)

❶ شرح المجلة للاتاسي: (۳۳۱/۳) [المادة: ۱۴۱۰] الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع في حق المضاربة، الفصل الثاني في بيان شروط المضاربة، ط: رشيدية)

❷ المضاربة تفسد بأشياء... ومنها: إذا شرط في المضاربة عمل رب المال مع المضارب لأن ذلك يمنع التولية بين المال والمضارب۔ (قاضى خان على هامش الهندية: (۱۶۱/۳) كتاب المضاربة، ط: رشيدية)

❶ فان شرط ان يعمل رب المال مع المضارب تفسد المضاربة سواء كان المالك عاقداً او غير عاقدا۔ (هندية: (۲۸۶/۳) كتاب المضاربة، ط: رشيدية)

❷ بدائع: (۸۵/۶) كتاب المضاربة، فصل: وأما شرائط الركن، ط: سعيد

رجسٹری کے مصارف

زمین، مکان، دکان اور آفس وغیرہ کی رجسٹری کے تمام مصارف مشتری (خریدار) کے ذمے ہیں کیونکہ رجسٹری کے کاغذات وغیرہ مشتری کے نام پر ہی بنائے جاتے ہیں۔^(۱)

رجسٹری میں نام نہیں ہے

”سرکاری کاغذات میں اندراج“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۰/۳)

رجوع کرنا

بائع اور مشتری کے درمیان ایجاب و قبول سے بیع تام ہو جاتی ہے اس کے بعد کوئی بھی دوسرے کی رضامندی کے بغیر رجوع نہیں کر سکتا۔^(۲)

رخصت تلاش کرنا

☆..... کسی معاملہ میں حیلہ کرنا یا رخصتیں ڈھونڈ کر نکالنے کا طریقہ کار جائز

(۱) الغرم بالغنم، یعنی أن من ینال نفع شیء یتحمل ضرره. (شرح المجلة لرستم باز: (۴۸/۱) المادة: ۸۷، المقالة الثانية: فی بیان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقیہ)

☐ الغرم بالغنم).... أي من ینال نفع شیء یتحمل ضرره... وإلیک فیما یلی بعض المسائل المتفرعة عن هذه القاعدة کل مسألة تحت عنوان من نوعها. البیع: أجرة كتابة سند المبيعة وحجة البیع تلزم المشتري: لأن منفعة السند تعود علیه لا إلی البائع. (دور الحکام شرح مجلة الأحکام: (۹۰/۱) المادة: ۸۷، ایضاً ط: دار الجیل)

☐ أجرة كتابة السندات والحجج، صکوک المبیعات تلزم المشتري. (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۳) المادة: ۲۹۲، کتاب الأول فی البیوع، الباب الخامس: فی بیان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الرابع فی مؤنة التسليم ولو ازم إتمامه، ط: فاروقیہ).

(۲) وإذا حصل الإيجاب والقبول لزم البیع ولا خيار لو احمدهما إلا من عیب أو عدم رؤية. (الهدایة: (۲۰/۳، ۲۱) کتاب البیوع، ط: رحمانیہ)

☐ الدر مع الرد: (۵۲۸/۳) کتاب البیوع، مطلب: ما یبطل الإيجاب سبعة، ط: سعید۔

☐ مجمع الأنهر: (۱۱/۳) کتاب البیوع، ط: دار الکتب العلمیة۔

بھی ہے اور ناجائز بھی، اس لیے حیلہ کرنے اور رخصت تلاش کرنے سے پہلے جائز اور ناجائز کی تمیز کرنا ضروری ہے، ورنہ یہودیوں اور مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں رہے گا، یہودیوں نے معمولی معمولی حیلہ کرتے ہوئے حرام کو حلال قرار دیا ہے۔^(۱)

☆..... حضرت بنوری نور اللہ مرقدہ فقہاء کرام کے حوالے سے ارشاد

فرماتے ہیں کہ:

”تتبع رخص“ کو مقصد نہ بنایا جائے کیوں کہ یہ دین ہی سے نکل جانے کے

مرادف ہے۔^(۲)

☆..... موجودہ دور خواہشات نفس کی اتباع، خود رائی، اور دین کے ساتھ

کھیل تماشاکا دور ہے اس لیے شدید ضرورت عموم بلوئی اور شرعی اعتبار سے اضطرار کے تحقق کے بعد حیلہ کرنا چاہیے۔^(۳)

☆..... اگر حیلہ کرنے کی وجہ سے کسی دوسرے آدمی کے حق کو باطل کرنا

لازم آئے تو وہ حیلہ جائز نہیں، شفعہ کے حق کو ساقط کرنے کے لیے حیلہ کرنا جائز ہے، اور زکاۃ کے وجوب کو ساقط کرنے کے لیے حیلہ کرنا منع ہے، کیوں کہ اس سے فقراء کا

(۱) لا تتركوا ما ارتكبت اليهود، فتستحلوا محارم الله بأدنى الحيل۔ (أعلام الموقعين: ۳/ ۱۶۳)

فصل في سد الذرائع، جواب الذين أبطلوا الحيل، ط: دار الكتب العلمية، بيروت

❏ ابطال الحيل لابن بطم، (ص: ۳۲) بحواله: موسوعة اطراف الحديث، (۴/ ۱۰۰) ط: دار الفكر بيروت، لبنان۔

(۲) فتاویٰ بینات: (۱/ ۴۸)، (۱/ ۶۰) مقدمہ، ط: مکتبہ بینات۔

(۳) والثالث: ان لا يكون على وجه تتبع الرخص فانه لا يجوز للعامة اجماعاً كما صرح به ابن عبد البر من انه لا يجوز للعامة تتبع الرخص اجماعاً، قلت: هذا رأي المتقدمين من مشايخنا الحنفية حيث لم يشترطوا الضرورة الشديدة والاضطرار بل اكتفوا على اشتراط عدم تتبع الرخص، أما زماننا هذا فهوزمان اتباع الهوى واعجاب كل ذي رأي برأيه والتلاعب بالدين فتتبع الرخص متعين ومتيقن باعتبار الغالب الاكثر فلا يجوز الا بشرائط الضرورة الشديدة وعموم البلوى والاضطرار۔ (جواهر الفقه: ۱/

۱۶۶) اتمام الخیر فی الافتاء، بمذهب الغير، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی

حق باطل کرنا لازم آتا ہے۔^(۱)

۳۵

رزق جو مقدر میں ہے وہ ضرور ملے گا

”مقدر میں جو لکھا ہے وہ ملے گا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۶/۶)

رزق حلال طلب کرنا فرض ہے

رزق حلال کے سلسلے میں اتنی محنت و مزدوری ضروری اور فرض ہے جو خود اس کے لیے اور اس کے اہل و عیال کے لیے کافی ہو، اس کے بعد باقی اوقات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں محنت و مجاہدہ کر کے گزارنا افضل ہے، اور اگر کوئی شخص اس سے زیادہ محنت و مزدوری کرتا ہے تاکہ ضرورت سے زائد مال جمع ہو جائے تو یہ واجب کے درجہ میں نہیں ہے، بلکہ مباح کے درجے میں ہے، بشرطیکہ اس سے فرائض اور واجبات میں خلل واقع نہ ہو اور حرام اور گناہ کا ارتکاب نہ ہو اور زائد مال کے حقوق ادا کرتا ہو۔^(۲)

(۱) کل حيلة يحتال بها الرجل لا بطل حق الغير او لا دخال شبهة فيه او لتمويه باطل فهو مكروهة۔ (الہندیہ: ۳۹۰/۶) كتاب الحيل، الفصل الاول في بيان جواز الحيل وعدم جوازها، ط: رشيدية كونث (الدرمع الرد: ۲۳۶/۶) كتاب الشفعة، باب ما يطلها، قبيل: مطلب: لاشفعة للمقر له بدان، ط: سعيد۔

كتاب بدائع الصنائع: (۳۵/۵) كتاب الشفعة، فصل: واما الكلام في كراهة الحيلة للاسقاط وعدمها، قبيل: كتاب الذبائح والصبود، ط: سعيد۔

ولا تکره الحيلة في اسقاط الشفعة عند ابی يوسف وتکره عند محمد لان الشفعة انما وجبت لدفع الضرر، ولو ابحننا الحيلة ما دفعنا، ولا بی يوسف انه منع عن اثبات الحق فلا يعد ضرراً، وعلى هذا الخلاف الحيلة في اسقاط الزكاة۔ (الهداية مع فتح القدير: ۳۳۳، ۳۳۵) كتاب الشفعة، باب ما بطل به الشفعة، فصل، ط: رشيدية كونث

(۲) عن عبد الله بن مسعود رضي الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: طلب كسب الحلال فریضة بعد الفریضة۔ رواه البيهقي في شعب الايمان۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۳۲) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: قديمی) =

رزق حلال کی طلب

رزق حلال کھانا اور اس کے لیے کوشش اور تدبیر کرنا ضروری ہے، اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شامل ہے اور آخرت میں نجات اور دنیا میں خیر و برکت اور امن و سکون کا ذریعہ ہے۔^(۱)

۳۶

رزق کی تنگی دور کرنے کا وظیفہ

رزق کی تنگی دور کرنے کے لئے یہ آیت روزانہ سات بار پڑھا کریں:

رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عَيْدًا لِأَوْلَادِنَا
وَآخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ.^(۲)

= قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: طلب كسب الحلال فريضة (أي على من احتاج إليه لنفسه أو لمن يلزم مؤنته - مرقاة المفاتيح: (۲۵/۶) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: رشيدية)

ثم الكسب نوعان: كسب من المرء لنفسه، وكسب منه على نفسه، فالكاسب لنفسه هو الطالب لمالاً بذل منه من المباح... ثم يتنبى على هذه المسألة مسألة أخرى وهي أنه بعد ما اكتسب ما لا بد منه هل الاشتغال بالكسب أفضل أم التفرغ للعبادة؟ قال بعض الفقهاء رحمهم الله: الاشتغال بالكسب أفضل، وأكثر مشايخنا رحمهم الله على أن التفرغ للعبادة أفضل... وجه القول الآخر، وهو الأصح أن الأنبياء والرسل ما اشتغلوا بالكسب في عامة الأوقات، ولا يخفى على أحد أن اشتغالهم بالعبادة في عمرهم كان أكثر من اشتغالهم بالكسب ومعلوم أنهم كانوا يختارون لأنفسهم أعلى الدرجات، ولا شك أن أعلى مناهج الدين طريق المرسلين عليهم السلام - (الميسر للسرخسي: (۲۳۸/۳۰)، (۲۵۲) كتاب الكسب، ط: دار المعرفة)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أطيب ما أكلتم من كسبكم وإن أولادكم من كسبكم... وفيه تحريض على الكسب الحلال... وقال عامة أهل العم: الكسب بمقدار ما يكفيه وعياله واجب فإن زاد على ذلك فهو مباح - (مجالس الأبرار: (ص: ۵۳۰، ۵۳۱) المجلس التاسع والستون في بيان لزوم طلب كسب الحلال، ط: سعيد)

(۱) انظر إلى الحاشية السابقة رقم ۳، على الصفحة السابقة.

(۲) (سورة المائدة آيت: ۱۱۴)

رزق کی تنگی ہو تو کیا کرے

گناہ سے رزق میں تنگی ہوتی ہے، عبادت، اطاعت، فرمانبرداری اور تقویٰ (۳۷) پر ہیزگاری سے رزق میں برکت، وسعت اور اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد ہوتی ہے، خود اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قرآن مجید میں تقویٰ کی بنیاد پر بے حساب رزق کا وعدہ فرمایا ہے:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں اسی چیز کا حکم دیتا ہوں جس کا اللہ پاک حکم دیتا ہے، اور اسی چیز سے منع کرتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے، پس رزق تلاش کرنے میں سنجیدگی اختیار کرو، اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں ابوالقاسم کی جان ہے! تم میں سے ہر ایک کو رزق اس طرح تلاش کرتا ہے جس طرح موت، پس اگر رزق میں تنگی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اسے حاصل کرو۔^(۱)

رزق کی دعا فجر کی نماز کے بعد

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر

(۱) اوروی عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما قال: صعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المنبر يوم غزوة تبوك، فحمد لله وأثنى عليه، ثم قال: يا ايها الناس اني ما امركم الا بما امر الله، ولا انهيكم الا عما نهاكم الله عنه فاجملوا في الطلب، فوالذي نفس ابي القاسم بيده ان احدكم ليطلبه رزقه كما يطلبه اجله، فان تعسر عليكم شئ منه فاطلبوه بطاعة الله عز وجل. رواه الطبراني في الكبير - (الترغيب والترهيب: (۲/۴۳۸) رقم الحديث: ۳۶۶۶، كتاب البيوع، الترغيب في الاقتصاد في طلب الرزق والاجمال فيه، ط: دار الكتب العلمية) المعجم الكبير للطبراني: (۳/۸۴) رقم الحديث: ۲۷۳۷، باب الحاء حسن بن حسن بن علي عن ابيه رضي الله عنه، ط: مكتبة ابن تيمية.

كنز العمال: (۴/۲۳) رقم الحديث: ۹۳۶۳، كتاب البيوع، الباب الأول: في الكسب، الفصل الثاني: في آداب الكسب، ط: مؤسسة الرسالة.

کی نماز کے بعد جب سلام پھیرتے تو یہ دعا مانگتے:

”اللہم انی اسئلك علما نافعاً و عملاً متقبلاً و رزقاً طیباً“^(۱)

۳۶

رزق مقدر ہے

☆..... تمام مسلمان تاجروں کا یہ پختہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ قسمت میں جو رزق لکھا ہوا ہے وہ زندگی میں مقررہ وقت پر ضرور ملے گا، وقت سے پہلے جتنی بھی کوشش کی جائے نہیں ملے گا، لہذا الحاج اور حرص سے بچنا چاہئے۔

☆..... حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا اور مال شریعت کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق طلب کرو، کیونکہ ہر ایک کو اسی کی توفیق دی جاتی ہے، جو اس کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اس کی توفیق ملتی ہے جو دنیا میں سے اس کے لئے قسمت میں لکھی گئی ہے۔^(۲)

☆..... حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رزق بندے کو ایسے ہی تلاش کرتا ہے جیسے موت اسے تلاش کرتی ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ رزق بندے کو اس سے زیادہ تلاش کرتا ہے جتنی

(۱) مشکاة المصابیح: (ص: ۲۲۰) کتاب الدعوات، باب جامع الدعاء الفصل الثالث، ط: قدیمی
 سنن ابن ماجہ: (ص: ۶۶) أبواب اقامة الصلوات والسنة فيها، باب ما يقال بعد التسليم، ط: قدیمی
 مسند أحمد: (۶/۲۹۴) رقم الحدیث: (۲۶۵۶۳)، حدیث أم سلمة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ط: مؤسسة قرطبة.

(۲) عن ابی حمید الساعدي رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: اجملوا فی طلب الدنيا: فان کلاً میسر لما خلق له. رواه ابن ماجه واللفظ له. وأبو الشیخ ابن حبان فی کتاب الثواب والحاکم إلا أنهما قالوا: فان کلاً میسر لما کتب له منها۔ (الترغیب والترہیب: (۲/۳۳۷) کتاب البیوع، الترغیب فی الاقتصاد فی طلب الرزق والإجمال فیہ، ط: دار الکتب العلمیہ.

سنن ابن ماجہ: (ص: ۱۵۵) أبواب التجارات، باب الاقتصاد فی طلب المعیشتہ، ط: قدیمی.
 مسند بزار: (۹/۱۶۹) رقم الحدیث: ۳۷۶۹، حدیث ابی حمید الساعدي المدني، ط: مکتبہ العلوم والحکم.

موت اس کو تلاش کرتی ہے۔^(۱)

☆..... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی ایک اپنے رزق کو چھوڑ کر بھاگتا ہے تو رزق اُسے آکر پالیتا ہے جیسے موت اس کو پالیتی ہے۔^(۲)

☆..... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”جو چیز تمہارے لئے وقت سے پہلے قسمت میں لکھی ہوئی نہ ہو اس کے بارے میں اس گمان کے ساتھ ہرگز جلدی نہ کرو کہ اگر تم جلدی کرو گے تو پالو گے (ایسا ممکن نہیں) اور جو نقصان تمہاری قسمت میں لکھا ہوا ہے اس کو اس خیال سے ہرگز مؤخر نہ کرو کہ اگر تم مؤخر کرو گے تو وہ تم سے اٹھا لیا جائے گا۔ (ایسا نہیں)“^(۳)

(۱) عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إن الرزق یطلب العبد کما یطلبہ اجلہ. رواہ ابن حبان والبیہقی والترمذی والبخاری والیسانہ: (۲/۴۳۸) کتاب البیوع، الترغیب فی الاقتصاد فی طلب الرزق والإجمال فیہ ط: دار الکتب العلمیة

صحیح ابن حبان: (۳۱/۸) رقم الحدیث: ۳۳۳۸، کتاب الزکاة، باب ماجاء فی الحرص وما یتعلق بہ، ط: مؤسسة الرسالة.

مسند بزار: (۲/۳۷) رقم الحدیث: ۴۹۹، حدیث أبی الدرداء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ط: مکتبة العلوم والحکم.

(۲) وعن أبی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لو فرز أحدکم من رزقہ أدرکہ کما یدرکہ الموت رواہ الطبرانی فی الأوسط والصغیر بإسناد حسن. (الترغیب والترہیب: ۲/۴۳۸) رقم الحدیث: ۶۶۴۸، کتاب البیوع، الترغیب فی الاقتصاد فی طلب الرزق والإجمال فیہ ط: دار الکتب العلمیة

المعجم الأوسط: (۳/۳۶۳)، رقم الحدیث: ۴۳۳۳، باب العین، من اسمہ: عبد اللہ، ط: دار الحرمین.

المعجم الصغیر: (۱/۳۶۵) رقم الحدیث: ۶۱۱، باب العین، من اسمہ: عبد اللہ، ط: المکتبة للإسلامی.

(۳) وروی عن معاویة بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا تعجلن إلی شیء تظن أنک إن استعجلت إلیہ إنک مدرکہ إن کان لم یقدر لک ذلك، ولا تستأخرن عن شیء تظن أنک =

رزق میں اضافہ کی دعا

۵۰

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا، کہنے لگا اے اللہ کے نبی! دنیا نے مجھ سے منہ موڑ لیا ہے (یعنی فقر و فاقہ کا شکار ہوں) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم فرشتوں کی دعا اور تمام مخلوق کی تسبیح سے کہاں غافل ہو جس سے تمام مخلوق کو روزی بھی دی جاتی ہے، وہ کہنے لگا وہ تسبیح کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبح صادق کے بعد فجر کی نماز تک کے وقت میں سو مرتبہ ”سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم استغفر اللہ“ پڑھا کرو، تو دنیا ذلیل ہو کر آئے گی، اور اس کے ہر کلمہ سے ایک فرشتہ پیدا کیا جائے گا جو قیامت تک اللہ کی پاکی بیان کرے گا اور اس کا اجر تمہارے لئے ہوگا۔^(۱)

= إن استأخرت عنه أنه مدفوع عنك إن كان الله قدره عليك. رواه الطبراني في الكبير والأوسط. (الترغيب والترهيب: (۲/۲۳۸) رقم الحديث: ۳۱۴۹، كتاب البيوع، الترغيب في الاقتصاد في طلب الرزق والإجمال فيه ط: دار الكتب العلمية)

المعجم الأوسط: (۳/۳۵۵)، رقم الحديث: ۳۳۹۱، باب الجيم، من اسمه: جعفر، ط: دار الحرمين۔

كنز العمال: (۱/۱۳۲)، رقم الحديث: ۶۲۰، الكتاب الأول من حرف الهمزة في الإيمان والإسلام، الباب الأول، الفصل السادس في الإيمان بالقدر، ط: مؤسسة الرسالة.

(۱) عن نافع ان ابن عمر رضي الله عنهما قال: أتني رجل إلي رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا عندهم فقال: يا نبي الله إن الدنيا تولت عني وادبرت، فقال النبي صلى الله عليه وسلم فأين أنت عن صلاة الملائكة وتسبيح الخلائق، وبه يرزقون؟ قال: وما هو يا نبي الله؟ قال: قل حين يطلع الفجر إلي صلاة الغداة: سبحان الله وبحمده، سبحان الله العظيم، استغفر الله مائة مرة، تأتيه الدنيا صاغرة راغمة وخلق من كل كلمة منها ملك يسبح الله عز وجل إلي يوم القيامة لك ثوابه.

امالی ابن بشران لأبي القاسم عبد الملك بن محمد بن عبد الله بن بشران البغدادي المتوفى: ۵۴۳: (۱/۲۵۱) رقم الحديث: ۲۶۶، المجلس التاسع والستون والستمان، الناشر: دار الوطن الرياض الطبعة الأولى: ۱۹۹۷/۱۴۱۸ھ

رزق میں فراوانی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۵۱) نے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ اس کے مال میں کسادگی اور فراوانی ہو، اور اس کی عمر میں اضافہ ہو تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کیا کرے یعنی عزیزوں اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے۔^(۱)

رزق میں وسعت کے لئے

رزق میں وسعت کے لئے روانہ فجر کی نماز کے بعد گیارہ بار پڑھے:

اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔^(۲)

رسید پر حقیقی رقم سے زیادہ رقم درج کرنا

مسلمانوں کو چاہئے کہ صداقت، دیانت، امانت اور سچائی کے ساتھ معاملات کریں، جھوٹ، فریب اور دھوکہ سے معاملات نہ کریں، اور ناحق لوگوں کا مال نہ کھائیں لہذا اگر ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو کوئی چیز خرید کر لانے کے لئے بھیجا تو اس کے لئے اسکی قیمت خرید سے زیادہ لینا یا رسید لکھوانا جائز نہیں۔^(۳)

(۱) عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من أحب أن يبسط له في رزقه وينسأله في الثرة فليصل رحمه. (مشکوٰۃ المصابیح: (۲/۴۱۹) کتاب الآداب، باب البر والصلة، الفصل الثالث، ط: قدیمی)

صحیح البخاری: (۲/۸۸۵) کتاب الأدب، باب من بسط له في الرزق بصلته الرحم، ط: قدیمی.

السنن الکبریٰ للبیہقی: (۷/۲۷) کتاب قسم الصدقات، باب الرجل يقسم صدقته علی قرابته وجيرانه، ط: إدارة تالیفات اشرفیہ.

(۲) (سورة العنكبوت: آیت: ۲۴)

(۳) یا ایہا الذین امنوا لاتاکلوا أموالکم بینکم بالباطل. (سورة النساء: ۲۹) =

اسی طرح بیچنے والے کے لئے بھی رسید پر حقیقی رقم سے زیادہ لکھنا حرام ہے، اور یہ گناہ اور زیادتی کے کام میں تعاون ہے، اور باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھانے کے مترادف ہے۔^(۱)

۵۲

رسید کا اہتمام کرنا

”نقد لین دین لکھنے کی ضرورت نہیں“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۹/۶)

رشک نہ کرو حرام کمانے والے پر

”حرام کمانے والے پر رشک نہ کرو“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۹/۳)

رشوت دے کر آرڈر حاصل کرنا

☆..... تجارت کو فروغ دینے کے لیے کسی ادارے یا آدمی کو رشوت دے کر آرڈر حاصل کرنا ناجائز اور حرام ہے، اس میں نقصانات زیادہ اور فوائد کم ہیں، بلکہ نقصانات کے مقابلے میں فوائد کا حجم نہ ہونے کے برابر ہے، مزید یہ کہ اس سے مہنگائی میں اضافہ ہوتا ہے، اور خریداروں پر بے جا بوجھ پڑتا ہے جو قیمت میں اضافہ کا باعث بنتا ہے، اور سامان کم فروخت ہوتا ہے، اور یہ بہت سے جرائم اور انفرادی و اجتماعی نقصانات میں اضافے کا ذریعہ بنتا ہے، جس کے نقصانات بعد میں خود اس تا جرتک پہنچتے ہیں، پھر یہ ان سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا۔

☞ قوله تعالى: يا أيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل (بالحرام، یعنی: بالربا والقمار والغصب والسرقة والخيانة ونحوها). (تفسير البغوي: (۱۹۹/۲) النساء: ۲۹، ط: دار طيبة)

☞ التفسير المظهری: (۸۷/۲) سورة النساء: ۲۹، ط: رشیدیہ.

(۱) ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب. (المائدة: ۲)

☞ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان یعنی لا تعاونوا علی ارتکاب المنہیات ولا علی الظلم. (احکام القرآن للقرطبی: (۱۹/۲)، المائدة: ۲، ط: دار الفکر).

☞ قال: النووي: فیہ تصریح بتحريم كتابة المتراہین والشهادة علیہا وبتحريم الإعانة علی الباطل. (مرقاة المفاتیح: (۴۳/۶) کتاب بیوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: رشیدیہ.

مثلاً: جب کسی ادارے سے رشوت دے کر آرڈر حاصل کیا گیا تو دوسرا تاجر زیادہ رشوت دے کر وہ آرڈر چھین لیتا ہے اس طرح تجارت کو اجتماعی طور پر نقصان ہوتا ہے اور لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں۔

☆.....ابتداء میں رشوت نہ دینے سے کچھ تنگیاں آئیں گی، کام نہیں چلے گا، مارکیٹنگ مشکل ہو جائے گی، فروخت کم ہوگی، لیکن اس پر ثابت قدم رہیں، صبر و تحمل اختیار کریں اور اللہ سے مانگیں، ہو سکے تو صدقہ خیرات بھی کریں تو ان شاء اللہ راستہ کھل جائے گا اور تنگی دور ہو جائے گی۔^(۱)

رشوت دینا پڑے ملازم کو

”ملازم کو رشوت دینی پڑتی ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۷/۶)

رشوت دینا ٹھیکہ حاصل کرنے کے لیے

”ٹھیکہ حاصل کرنے کے لیے رشوت دینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۷۱/۳)

رشوت دینا کسٹم ڈیوٹی سے بچنے کے لیے

”کسٹم ڈیوٹی سے بچنے کے لیے رشوت دینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لعنة الله على الراشي والمرتشي۔ رواه أبو داود وأحمد والترمذي وحسنه ابن حبان وصححه۔ (إعلاء السنن: (۶۰/۱۵) كتاب القضاء، باب الرشوة، ط: إدارة القرآن)

وعن عبد الله بن عمرو قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي۔ رواه أبو داود وابن ماجه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۶) كتاب الإمارة والقضاء، باب رزق الولاية وهداياهم، الفصل الثاني، ط: قديمي)

والإسلام يحرم الرشوة في أي صورة كانت وبأي اسم سميت، فتسميتها باسم الهدية لا يخرجه عن دائرة الحرام إلى الحلال۔ (الحلال والحرام في العلاقات الاجتماعية للقرضاوي: (ص: ۲۷۱) الرشوة لدفع الظلم، ط: مصطفى البابي الحلبي، مصر)

رشوت دینا گاڑی والے کا پولیس کو

”گاڑی والے کا پولیس کو رشوت دینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۳/۵)

رشوت دینا ملازمت برقرار رکھنے کے لیے

”ملازمت برقرار رکھنے کے لیے رشوت دینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

رشوت کی رقم سے خرید و فروخت کرنا

”حرام رقم سے خرید و فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۷/۳)

رشوت کی رقم سے قبرستان کے لیے جگہ خریدنا

رشوت کی رقم ناجائز اور حرام ہے، اس سے قبرستان کے لیے جگہ خریدنا اور اس میں مسلمان میتوں کو دفن کرنا جائز نہیں ہے اور ایسی رقم اصل مالک کو واپس کر دینا ضروری ہے، اگر مالک یا اس کے ورثاء کا علم نہ ہو تو ثواب کی نیت کے بغیر مستحق زکاۃ لوگوں کو صدقہ کو دینا ضروری ہے۔^(۱)

رضامندی

بائع اور مشتری کی رضامندی کے بغیر خرید و فروخت، لین دین کرنا جائز

(۱) مات رجل وكسبه من ثمن البازق، والظلم، واخذ الرشوة، تعود الورثة، ولا يأخذون منه شيئاً، وهو الأولی لهم ويردونه علی أربابه ان عرفوهم والایتصدق؛ لأن سبیل الكسب الخبیث التصدق اذا تعذر الرد۔ (البحر الرائق: ۲۰۱/۸) کتاب الکراهیة، فصل فی البیع، ط: سعید

فی البزازیة: اخذ مورثه رشوة او ظلماً ان علم ذلك بعینه لا یحل له اخذها والافله اخذها حکماً، اما فی الذیانة فی تصدق به بنیة ارضاء الخصم۔ (شامی: ۹۹/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی من ورت مالاً حراماً، ط: سعید

غمز عیون البصائر شرح الاشباه والنظائر: (۲۳۳/۳) کتاب الکراهیة، الحظر والاباحة، ط: دار الکتب العلمیة۔

رضامندی سے پورٹ (Port) وغیرہ میں چھوڑا ہوا مال

بعض اوقات امپورٹر کسی خاص وجہ کی بنا پر اپنا درآمد کیا ہوا مال وصول نہیں کرتا مثلاً بعض اموال کو درآمد کرنے پر پابندی ہے، اور بعض اموال کے درآمد کی اجازت ہے مگر حکومت کی جانب سے ایک حد متعین ہے لیکن کچھ امپورٹر اس طرح کا مال چھپا کر زیادہ لے آتے ہیں یا پابندی والا مال چھپا کر لے آتے ہیں، اور ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ اگر پکڑا گیا تو چھوڑ دیں گے یا کچھ رقم دے کر چھڑالیں گے لیکن ایسا آسان نہیں ہوتا، اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ سستا اور کم قیمت کا سامان منگوا یا جاتا ہے لیکن اس پر ڈیوٹی زیادہ لگتی ہے، ڈیوٹی دے کر چھڑانے میں کوئی فائدہ نہیں ہوتا، لہذا ایسے مال کو پورٹ میں چھوڑ دیا جاتا ہے، کسٹم والوں کی طرف سے نوٹس بھی ملتا ہے لیکن امپورٹر ایسے مال کو وصول نہیں کرتا، تو ایسے مال کا حکم لقطہ والا ہے، کسٹم والوں کے لئے ایسے مال کو نیلام کرنا اور لوگوں کے لئے ایسے مال کو خریدنا جائز ہے تاہم کسٹم والے پر جگہ کی اجرت کی رقم نکال کر باقی رقم مالک کو واپس کر دینا ضروری ہے۔ (۲)

(۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ (سورة النساء: ۲۹)

﴿التراضی﴾: هو الرضا من الجانبين بما يدل عليه من لفظ أو عرف، وهو أساس العقود بصفة عامة وأساس المباديات المالية بصفة خاصة فلا بيع ولا شراء ولا إجارة ولا شركة ولا غيرها من عقود التجارة مالم يتحقق الرضا. (التفسير الوسيط لطنطاوي: (۱۲۶/۳) سورة النساء: ۲۹، ط: دار نهضة القاهرة)

(۲) إنما ينتفع بها بعد الإشهاد والتعريف إلى أن غلب على ظنه أن صاحبها لا يطلبها والمراد جواز الإنفاق بها والتصدق، وله إمساكها لصاحبها وفي الخلاصة: له بيعها أيضاً. (شامی: (۲۷۹/۴) كتاب اللقطه، ط: سعيد)

﴿البحر الرائق: (۱۵۳/۵) كتاب اللقطه، ط: سعيد. =

رضامندی معلوم ہوتی ہے

”واپس دینے کا اختیار“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۲/۶)

رعایت دینا قیمت مقررہ وقت سے پہلے ادا کیگی پر
”مقررہ وقت سے پہلے ادا کیگی پر رعایت دینے کا حکم“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

رعایت ملے سامان خریدتے وقت

اگر کسی نے دکاندار سے کوئی سامان خریدا اور دکاندار نے مقررہ قیمت سے کچھ رقم واپس کر دی، تو یہ قیمت میں کمی کی ایک صورت ہے، لہذا اگر خریدار نے یہ چیز اپنے لئے خریدی ہے تو واپس کی ہوئی رقم خریدار کے لئے حلال ہے، اور اگر خریدار نے وہ چیز کسی اور آدمی یا ادارے کے لئے خریدی ہے تو واپس کی ہوئی رقم خریدار کے لئے رکھنا جائز نہیں ہوگا بلکہ جس ادارہ یا جس آدمی کے لئے چیز خریدی ہے یہ اس کا حق

☞ = والقاضی یحبس الحر المدیون لیبیع مالہ لدینہ۔ لایبیع القاضی عرضہ ولا عقارہ (للدین
(خلافا لہما وبہ) ای بقولہما بیعہما للدین (یفتی) اختیار، وصححہ فی تصحیح القدوری۔
قوله لیبیع مالہ) أطلق المال فشمّل المرهون والمؤجر والمعار، وكل ما هو ملک له۔ (الدر المختار مع
الرد: (۱۵۰/۶، ۱۵۱)، کتاب الحجر، ط: سعید)۔

☞ شامی: (۳۸۷/۵)، کتاب القضاء، مطلب فی ملازمة المدیون، ط: سعید۔

☞ ومن اشتری عبداً فغاب فبرهن البائع علی بیعہ وغیبتہ معرفة لم یبیع لدین البائع وإلا بیع لدینہ)۔
ولم یذکر المصنف أنه یدفع الثمن إلی البائع، لأن القاضی إنما یدفع له بقدر ما باعہ فإن فضل شیء عن دینہ
أمسکہ للمشتری الغائب لأنه بدل ملکہ۔ (البحر الرائق: (۱۷۳/۶، ۱۷۵) کتاب البیع، باب
المتفرقات، ط: سعید)۔

☞ وعنه (أی عن سمرة رضی اللہ عنہ) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: علی الید ما أخذت حتی تؤدی۔
(مشكاة المصابیح، (ص: ۲۵۵)، کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: قدیمی)۔

☞ (قال: علی الید ما أخذت) ای یجب علی الید ما أخذتہ۔ (حتى تؤدی) ای حتی تؤدیہ إلی مالکک
فیجب رده فی الغصب۔ یعنی من أخذ مال أحد بغصب أو عاریة أو دبیعة لزمه رده۔ (مرقاة المفاتیح:
(۱۳۷/۶)، کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: رشیدیہ جدید)۔

ہے اس کو واپس کر دینا لازم ہوگا۔

بعض لوگ سرکاری ادارے یا کمپنی کے لئے سامان خریدتے ہیں، اگر سامان خریدنے کے بعد دکاندار نے اس کو کچھ رقم واپس کر دی تو وہ سرکاری ادارے یا کمپنی کو واپس کر دینا ضروری ہے خریدنے والے کے لئے اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ہوگا۔^(۱)

۵۷

رقم نقد حاصل کرنے کا طریقہ

”نقد رقم کے لیے منصوبہ کے ساتھ خرید و فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

رمضان میں بیکری کا سامان فروخت کرنا

رمضان المبارک میں دن میں بیکری کا سامان فروخت کرنا جائز ہے، البتہ جس شخص کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ وہ کسی عذر کے بغیر دن کے وقت کھانے کے لیے خرید رہا ہے تو اسے فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، اور معلوم نہ ہونے کی صورت میں بیچنا جائز ہوگا۔^(۲)

(۱) وفي الواقعات الحسامية: ولو امر رجلا ان يشتري له جارية بالف، فاشترها ثم ان البائع وهب الألف من الوكيل فلكيل ان يرجع علي الأمر، ولو وهب منه خمس مائة لم يكن له ان يرجع علي الأمر الا بخمس مائة، ولو وهب منه خمس مائة، ثم وهب منه ايضا الخمس مائة الباقية لم يرجع الوكيل علي الأمر الا بالخمس الاخرى لان الاول حط والثاني هبة. (البحر الرائق: ۷/۳۳۳) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: رشيدية

لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (البحر الرائق: ۵/۶۸) كتاب الحدود، باب حد القذف، فصل في التعزير، ط: رشيدية

(۲) وبيع العصير ممن يتخذه خمزا وبيع الأمرد ممن يعصى به وإجارة البيت ممن يبيع فيه الخمر أو يتخذها كنيسة أو بيت نار وأمثالها فكله مكروه وتحريمًا بشرط أن يعلم البائع والأجر من دون تصريح به باللسان فإنه إن لم يعلم كان معذورًا وإن علم وصرح كان داخلًا في الإعانة المحرمة. (جواهر الفقه: ۲/۵۳۳) تفصيل الكلام في مسألة الإعانة على الحرام، ط: مكتبة دار العلوم كراچی =

رنگ

سودا کرتے وقت خریدار بیچنے والے سے خرید شدہ چیز کے علاوہ اور کوئی چیز مانگے تو اس کو ”رنگ“ کہتے ہیں، اگر بیچنے والا خوشی سے دے دے تو مانگنا اور لینا جائز ہے، اور یہ بیع کا جز بن جائے گا، لیکن اس کے رواج کو لازم قرار دینا مناسب نہیں بلکہ ترک کرنا ہی بہتر ہے۔^(۱)

۵۸

رنگائی کا خرچہ اصل قیمت کے ساتھ ملانا

”اصل قیمت کے ساتھ اضافی اخراجات“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۱/۱)

رنگ استعمال کرنا چائے میں

”چائے کا معیار بہتر بنانے کے لیے رنگ استعمال کرنا“ عنوان کے تحت

دیکھیں۔ (۱۵۶/۳)

رنگ استعمال کرنا معیار بہتر بنانے کے لیے

”معیار بہتر بنانے کے لیے کیمیکل استعمال کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

رنگ کے ڈبے میں نقدی رکھنا

بعض کمپنیاں اپنی مصنوعات مثلاً رنگ کی کمپنی رنگ کے ڈبے میں کاریگر کے لیے نقدی یا اس کا کارڈ رکھ دیتی ہے، یہ کمیشن نہیں بلکہ رشوت ہے، کاریگر کے لیے وہ رقم لینا جائز نہیں ہوگا۔ ہاں اگر مالک نے خریدا ہے تو وہ رقم مالک کو دے دے

= وبيع المكعب المفضض للرجل إن ليلسه يكره؛ لأنه إعانة على لبس الحرام۔ (شامی: ۳۹۲/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع ط: سعيد

تبيين الحقائق: (۲۹/۶) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: امداديه۔

(۱) تخریج کے لیے ”بیع میں زیادتی کا مطالبہ کرنا“ عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

روپیہ بھنانے میں بٹہ لینا

روپیہ بھنانے میں دونوں فریق کی طرف سے رقم ہوتی ہے، البتہ ایک فریق بڑی رقم کا نوٹ دیتا ہے اور دوسرا اسی قیمت کے چھوٹے نوٹ ادا کرتا ہے، یہ بیع صرف ہے، کمی بیشی جائز نہیں، کیوں کہ یہ سود ہونے کی وجہ سے حرام ہے اس لیے روپیہ بھناتے ہوئے اس میں سے کچھ بٹہ کاٹ لینا بالکل جائز نہیں ہے۔ (۲)

البتہ جہاں اس کی ضرورت ہو تو اس میں متبادل جائز صورت یہ اختیار کی جاسکتی ہے کہ دکان دار بٹہ میں پیسہ کاٹنا چاہے کاٹ لے اور اس کے بدلے میں

(۱) قال الله تعالى: [سَمَاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكْثَرُونَ لِلسَّحْتِ]۔ (المائدة: ۴۲)

قال أبو بكر: اتفق جميع المتأولين بهذه الآية على أن قبول الرشا محرم، واتفقوا على أنه من السحت الذي حرّمه الله تعالى۔ (أحكام القرآن للجصاص: ۵۴۱/۲) باب قطع السارق، ط: دار الكتب العلمية

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم على الراشي والمرتشي۔ (جامع الترمذي: ۳۲۹/۱) أبواب البيوع، باب ما جاء في أكل الربا، ط: سعيد

لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي۔ (شامی: ۶۱/۳) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد

لا يجوز لأحد أن يأخذ مال أحد بلا سبب شرعي... فعلى ذلك يجب أن ترد اللقطة التي تؤخذ بقصد امتلاكها أو المال الذي يؤخذ رشوة أو سرقة أو غصبا لصاحبها۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحكام۔ (۹۸/۱) المادة: ۹۷، المقالة الثالثة: في بيان قواعد الكلية الفقهية، ط: دار الجیل)

شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۲۶۳/۱، ۲۶۵) المادة: ۹۷، ط: رشيدیه۔

(۲) ولا يجوز بيع الذهب بالذهب، والفضة بالفضة إلا مثلا بمثل تبرا كان أو مصوغا أو مضروبا۔ (الفتاوى الهندية: ۲۱۸/۳) كتاب الصرف، الباب الثاني في أحكام العقد بالنظر إلى المعقود عليه، ط: رشيدیه

(الصرف بيع النقد بالنقد) أي بيع الثمن بالثمن... ويشترط لصحته عدم التأجيل وخيار الشرط والتساوي وزنا والتقاطب قبل الافتراق إذا اتحدا جنسا۔ (شرح المجلة لستم باز: (۵۷/۱) المادة: ۱۲۱، الكتاب الأزل: في البيوع، المقدمة: في الإصطلاحات الفقهية المتعلقة بالبيوع، ط: دار الكتب العلمية)

الدرم مع الرد: (۲۵۷/۵، ۲۵۸) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: سعيد۔

گا ہک کو کوئی معمولی چیز چاکلیٹ اور ٹافی وغیرہ دے دے تاکہ وہ چیز بٹہ میں کائے ہوئے پیسے کے بدلے میں ہو جائے اور سود سے بچ جائے اور دونوں فریق گناہ سے بچ جائیں۔^(۱)

روپیہ شمن ہے

☆..... موجودہ دور میں سونے اور چاندی کے روپے یعنی دینار اور درہم رائج نہیں ہیں، کاغذی نوٹ اور پیتل اور سلور وغیرہ کے سکوں کو ان کے قائم مقام قرار دیا گیا ہے اور اب سارا کاروبار کاغذی نوٹ اور سکوں سے ہی ہوتا ہے، اس لیے یہ اصطلاحی شمن ہیں، رسید یا حوالہ کی حیثیت نہیں ہے ورنہ لوگوں کے لیے بہت بڑی پریشانی کا باعث ہوگا، نہ اس سے زکاۃ واجب ہوگی اور نہ ادا ہوگی، نہ صدقہ اور فدیہ وغیرہ۔^(۲)

(۱) وإذا تباعا فضة بفضة، ووزن أحدهما أكثر ومع الأقل منهما شيء آخر من خلاف جنسه فالبيع جائز فإن كانت قيمة الخلاف تبلغ قيمة الزيادة أو أقل بما يتغابن الناس فيه يجوز من غير كراهة، وإن كانت قليلة كالفلس والجوزة والبيضة، وإنما أدخله ليجوز العقد فإن العقد جائز من طريق الحكم ولكنه مكروه۔ (الجوهرة النيرة: (۲۶۹/۱) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: حقانيه)

❏ الدر مع الرد: (۲۶۵/۵) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب: في حكم بيع فضة بفضة قليلة مع شيء آخر لإسقاط الربا، ط: سعيد۔

❏ الهداية: (۱۱۳/۳) كتاب الصرف، ط: رحمانيه

(۲) وبالجملة صارت هذه الاوراق اليوم كالنقود ويطلق عليها اسم النقد والعملية في العربية والانكليزية والاردية... فالذي ارى ان القول بثمانيتها اصبح قويا منذ ان جعلتها الحكومات المانا قانونية، وجبرت الناس بقبولها عند اقتضاء ديونهم۔ (تكملة فتح الملهم: (۵۲۰/۱) باب تحريم مطل الغني، ط: دار العلوم كراچی)

❏ فالذي اراه حقا وادين الله عليه: ان حكم الورق المالي كحكم النقدين في الزكاة سواء بسواء؛ لانه يتعامل به كالنقدين تماما؛ ولان مالكة يمكنه صرفه وقضاء مصالحه به في اي وقت شاء فمن ملك النصاب من الورق المالي ومكث عنده حولا كاملا، وجبت عليه زكاته۔ (شرح الفتح الرباني: (۸/۲۵۱) آخر باب الزكاة الذهب والفضة۔

❏ بحوث في قضايا فقهية معاصرة، (ص: ۱۵۹) ط: دار العلوم كراچی۔

☆..... روپیہ کی بیج روپیہ کے عوض میں یا سونا چاندی کے عوض میں بیج صرف ہے، نقد ہونا ضروری ہے ادھار جائز نہیں ہے۔^(۱)

روپے دو قسم کے چلتے ہیں

”دو قسم کے روپے چلتے ہیں“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۳/۳)

روپے کے نقصان سے بچنے کے لیے ڈالر خریدنا
”ڈالر خریدنا روپے کے نقصان سے بچنے کے لیے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

روٹیاں جمع کر کے فروخت کرنا

بعض لوگ ضرورت سے زائد روٹیاں اور اس کے ٹکڑے وغیرہ جمع کر کے فروخت کرتے ہیں تو یہ شرعاً جائز ہے، کیوں کہ خرید و فروخت صحیح ہونے کے لیے بنیادی طور پر کسی چیز کا مال مستقوم (قیمتی مال) ہونا ضروری ہے، روٹی اور روٹی کے ٹکڑے مال مستقوم ہیں لہذا ان کی خرید و فروخت جائز ہے۔^(۲)

(۱) الصرف ببيع النقد أي بالنقد أي ببيع الثمن بالثمن... ويشترط لصحته عدم التأجيل وخيار الشرط والتساوي وزناً والتقابض قبل الافتراق إذا اتحدا جنساً... وأما إذا لم يتجانسا فيلزم التقابض لا التساوي۔ (شرح المجلة لستم باز: (۵۷/۱) المادة: ۱۲۱، الكتاب الأزل في البيوع، المقدمة: في الاصطلاحات الفقهية المتعلقة بالبيوع، ط: مكتبة فاروقية)

☐ البحر الرائق: (۱۹۲/۶، ۱۹۳) كتاب الصرف، ط: سعيد۔

☐ الدر مع الرد: (۲۵۸/۵، ۲۵۹) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

(۲) وشرطان يكون في العقد عوضان كل واحد منهما مال ليتحقق ركن البيع وهو مبادلة المال بالمال۔

(تبيين الحقائق: (۶۱/۳) فصل في قبض المشتري المبيع في البيع الفاسد بامر البائع، ط: امداد به ملتان)

☐ وقيد بقوله: وكل من عوضه مال ليخرج البيع بالميتة وكل بيع باطل۔ (البحر الرائق: (۹۲/۶)

كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

☐ حاشية الشلبي على هامش تبين الحقائق: (۳/۳) كتاب البيوع، ط: امداد به ملتان۔

روزانہ کی سیل پر نفع مقرر کرنا

کسی دکان دار کو کاروبار کے لیے رقم دیتے وقت یہ شرط رکھنا کہ روزانہ کی بکری میں سے اتنی رقم نفع کے طور پر دینا ہے یہ درست نہیں ہے، یہ سود ہے اور شرط شرط فاسد ہے۔^(۱)

۶۲

روزی میں برکت کی دعا

”روزی میں اضافہ کی دعا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

رول اوور (Roll Over)

سودی نظام میں قرضہ کی ادائیگی کا وقت آجائے اور مقروض ابھی قرض ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو یا ابھی ادا نہ کرنا چاہتا ہو تو اس قرض کی مدت بڑھادی جاتی ہے، پہلا سود اصل قرضے میں شامل ہو جاتا ہے اور اس پر مزید سود لگا کر مزید مہلت دے دی جاتی ہے، اس کو (Roll Over) رول اوور کرنا کہتے ہیں۔

رؤیت کا اختیار قابل انتقال نہیں ہے

”خیار رؤیت میں وراثت جاری نہیں ہوتی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) فان كان فيه منفعة لاحد المتعاقدين، فالبيع فاسد؛ لأن الشرط باطل في نفسه، والمتنفع به غير راض بدونه فتتمكن المطالبة بينهما بهذا الشرط، فلهذا فسد به البيع۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۸/۱۳) باب البيوع اذا كان فيها شرط، ط: مکتبہ غفاریہ کوئٹہ)

وفي الأشباه: كل قرضي جزئياً حرام۔ (قوله: كل قرضي جزئياً حرام) أي إذا كان مشروطاً كما علم مما نقله عن البحر... ثم رأيت في جواهر الفتاوى إذا كان مشروطاً صار قرضاً فيه منفعة وهو ربا والآن فلا بأس به۔ (الدرع الرد: (۱۶۶/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب كل قرضي جزئياً حرام، ط: سعيد)

المبسوط للسرخسي: (۳۵/۱۳) كتاب الصرف، باب القرض والصرف فيه، ط: دار المعرفة۔

رہن کے لیے کافی ہے

”دیکھنے کے لیے کافی ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۱/۳)

رہن طلب کرنا ادھار کی صورت میں

”ادھار کی صورت میں ضمانت طلب کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۷/۱)

رہن کو بیچنا

اگر راہن (گروی رکھوانے والا) مقررہ وقت پر مرتہن (گروی رکھنے والے) کا قرض ادا نہیں کر سکا تو مرتہن کو رہن کی چیز فروخت کر کے اپنا قرض وصول کرنے کا حق ہوگا۔^(۱)

رہن کی چیز سے فائدہ اٹھانا

رہن کی چیز جس آدمی کے پاس ہوتی ہے اس آدمی کے لیے اس سے نفع حاصل کرنا اور اس کی پیداوار لینا اور اس کا کرایہ لینا جائز نہیں ہے۔^(۲) جب بھی

(۱) (وان مات الراهن باع وصيه الرهن وقضى الدين) لأن الوصى قائم مقام الموصى، ولو كان الموصى حياً كان له أن يبيع الرهن، فكذا لو وصيه (فإن لم يكن له وصى نصب له القاضى وصياً وأمر ببيعه) ولفعل ذلك إلى القاضى لأن القاضى نصب ناظر الحقوق المسلمين إذا عجزوا عن النظر لأنفسهم وقد تعين النظر فى نصب الوصى ليؤدى ماعليه لغيره ويستوفى حقوقه من غيره۔ (تبيين الحقائق: ۹۳/۶) كتاب الرهن، باب التصرف فى الرهن، ط: امداديه

مجمع الأنهر: (۳۰۳/۳) كتاب الرهن، باب التصرف فى الرهن، ط: دار الكتب العلميه۔

الاختيار لتعليل المختار: (۷۱/۲) آخر كتاب الرهن، ط: دار الكتب العلميه۔

(۲) لا يحل له أن يتنفع بشيء منه بوجه من الوجوه وان اذن له الراهن؛ لأنه اذن له فى الربا؛ لانه يستوفى

دينه كاملاً فيبقى له المنفعة فضلاً؛ فيكون رباً۔ (الدرع الرد: ۳۸۲/۶) كتاب الرهن، ط: سعيد

تولبه أيضاً: (۱۶۶/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب كل قرضي جز نفعاً حرام، ط:

سعيد

مجمع الأنهر: (۲۷۳/۳) كتاب الرهن، ط: غفاريه كوئته۔

قرض کی رقم وصول ہو جائے گی وہ چیز اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی وغیرہ سب واپس کرنا لازم ہوگا۔^(۱)

ریٹ مقرر کرنا

☆..... اگر دکان دار خریداروں سے چیزوں کی قیمت بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر لیتے ہیں تو حکومت ماہرین سے مشورہ کر کے ریٹ مقرر کر سکتی ہے جس میں مالک کا نقصان بھی نہ ہو اور عام لوگوں کو پریشانی بھی نہ ہو اور پرائز بھی کنٹرول ہو جائیں۔^(۲) اس کو اصطلاح میں ”تسعیر“ کہتے ہیں۔

☆..... اگر کسی دکان دار نے مقررہ ریٹ سے زیادہ قیمت پر چیز فروخت

(۱) (ونماء الرهن) كالولد والثمر واللبن والصوف والوبر والأرض ونحو ذلك (للراهن) لتولده من ملكه۔ (الدرمع الرد: ۵۲۱/۶) كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن والجنابة عليه، فصل في مسائل متفرقة، ط: سعيد

تبيين الحقائق: (۹۳۳۶) كتاب الرهن، فصل: رهن عصيراً قيمته عشرة عشرة فتخمر، ط: امداديه ملتان۔

(۲) وان كان ارباب الطعام يتحكمون على المسلمين ويتعدون عن القيمة تعدياً فاحشاً وعجز القاضي عن صيانة حقوق المسلمين الا بالتسعير، فلا بأس بالتسعير بمشورة أهل الرأي والبصر، فاذا فعل ذلك ثم تعدى رجل عن ذلك القدر، فباعه بشمن فوقه، اجازة القاضي يعني امضاه ولم يبطله۔ (المحيط البرهاني: ۲۶۸/۸) كتاب البيوع، الفصل الخامس والعشرون في البياعات المكروهة، فصل في الاحتكار، ط: غفاريه كوئٹہ

فان باع بأكثر مما سعره اجازة القاضي۔ (مجمع الانهر: ۲۱۵/۴) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: غفاريه كوئٹہ

وظاهره انه لو باعه بأكثر يحل ويتخذ البيع، ولا ينافي ذلك ما ذكره الزيلعي وغيره من انه لو تعدى رجل وباع بأكثر اجازة القاضي لان المراد ان القاضي يمضيه ولا يفسخه۔ (الدرمع الرد: ۳۰۰/۶) كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ط: سعيد

البحر الرائق: (۳۷۱/۸) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رشيديه كوئٹہ

ولا يسع حاكم الا اذا تعدى الارباب عن القيمة تعدياً فاحشاً ليسع بمشورة اهل الرأي۔ (شامی: ۳۹۹/۶) كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ط: سعيد

کی ہے تو بھی سود صحیح ہو جائے گا۔^(۱)

۶۵

ریٹ کم پر سودا کرنا ضرورت مند آدمی سے

”ضرورت مند آدمی سے کم ریٹ پر سودا کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

ریٹ کم کر کے مال بیچنا دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لئے

”بازار کے عام نرخ سے سستا بیچنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۴/۲)

ریٹ مہنگا ہونے پر بائع کا مشتری کی بیع کو فروخت کرنا

”قیمت دے کر بیع کو بائع کے پاس رکھنا، اور ریٹ مہنگا ہونے پر بائع کا

اسے فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۶/۵)

ریٹ مہنگا ہونے تک سبزی اور فروٹ وغیرہ کولڈ اسٹور میں جمع رکھنا

”کولڈ اسٹور میں سبزی وغیرہ جمع رکھنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۶/۵)

ریچھ

زندہ ریچھ اور بندر کو کسی حیلے سے پکڑ کر فروخت کرنا جائز ہے اور آمدنی بھی

حلال ہے۔^(۲)

ریچھ کو ذبح کر کے روغن نکال کر فروخت کرنا

ریچھ کو ذبح کر کے اس کے گوشت وغیرہ سے تیل نکال کر فروخت کرنا جائز

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة.

(۲) (ويجوز بيع الكلب والفهد والسباع) مثل الأسد والذئب ونحوهما - (البنية شرح الهداية:

۳۷۸/۸) كتاب البيوع، باب السلم، مسائل متورة، ط: دار الكتب العلمية

ويجوز بيع جميع الحيوانات سوى الخنزير وهو المختار - (الفتاوى الهندية: (۱۱۳/۳) كتاب

البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الرابع في بيع الحيوانات، ط: رشيدية

الدرمع الرد: (۲۲۶/۵) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد.

ہے، اور یہ تیل انسانوں کی خوراک کے علاوہ جانوروں اور دیگر ضروریات کے لیے استعمال کرنا جائز ہے۔^(۱)

رپچھ کی چربی

”شیر کی چربی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۸۷/۳)

رپچھ کی کھال

اگر رپچھ اور بندر کو شریعت کے مطابق ذبح کیا گیا ہے تو اس کی کھال کو دباغت سے پہلے بیچنا اور خریدنا جائز ہے۔ اور اگر رپچھ کو شریعت کے مطابق ذبح نہیں کیا گیا تو اس کی کھال کو دباغت سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔^(۲)

ریڈیو سے بیع صرف کا معاملہ نہ کرے

جن معاملات میں مجلس عقد میں قبضہ کرنا شرط ہے ان معاملات کو ٹیلی فون، ریڈیو اور انٹرنیٹ وغیرہ برقی آلات کے ذریعے انجام نہ دیں ورنہ عقد صحیح نہیں ہوگا، کیوں کہ ان چیزوں میں دونوں عوض پر مجلس میں قبضہ کرنا شرط ہے، تو ٹیلی فون کے ذریعے قبضے کے بغیر ایسے عقد کو انجام دینا صحیح نہیں ہے، قبضے کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ عاقدین میں سے ہر ایک کے وکیل کسی ایک جگہ پر ہوں جو اسی مجلس میں عوض پر

(۱) تخریج کے لیے ”حرام جانوروں کو ذبح کر کے تیل نکالنا“ عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

(۲) وأما جلود السباع والحمر والبیغال، فما كانت مذبوحة أو مدبوغة، جاز بیعها وما لا فلا۔ وهذا بناء على أن الجلود تطهر بالذكاة أو بالذباغ، إلا جلد الإنسان والخنزير۔ (الفتاویٰ الہندیہ: (۱۱۵/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه وما لا یجوز، الفصل الخامس فی بیع المحرم الصيد وفي بیع المحرمات، ط: رشیدیہ)

الدرمع الرد: (۷۳/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔

الخانیة علی هامش الہندیة: (۱۳۳/۲) کتاب البیوع، فصل فی البیع الفاسد، ط: رشیدیہ۔

ریڈیو کی تجارت

ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ کی خرید و فروخت اور مرمت درست ہے، اگر خریدنے والا اس کو غلط استعمال کرتا ہے تو گناہ گار ہے، فروخت کرنے والے پر اس کی ذمہ داری نہیں۔^(۲)

(۱) (و شرط فيه) أي في الصرف ... (التقايض قبل الافتراق) بالأبدان ... وكذا لو نادى أحدهما صاحبه من وراء جدار أو ناداه من بعيد لم يجز؛ لأنهما متفرقان بأبدانهما كما في البحر - (مجمع الأنهر: ۱۶۱/۳) كتاب الصرف، ط: دار الكتب العلمية

الدرمع الرد: (۲۵۳/۵) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: سعيد

(قوله: فلو تجانسا شرط التماثل والتقايض) ... وأما التقايض فالمراد التقايض قبل الافتراق بأبدانهما ... وكذا لو نادى أحدهما صاحبه من وراء جدار أو ناداه من بعيد لم يجز؛ لأنهما متفرقان بأبدانهما - والمعتبر افتراق المتعاقدين سواء كانا مالكين أو نائبين كالأب والوصي والوكيل؛ لأن القبض من حقوق العقد وحقوقه متعلقة بهما - (البحر الرائق: ۱۹۳/۶) كتاب الصرف، ط: سعيد

الاختيار لتعليل المختار: (۳۹/۲) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: دار الكتب العلمية

(ويجوز التوكيل بعقد الصرف والسلم)؛ لأنه عقد يملكه بنفسه فيملك التوكيل به - (الهداية: ۱۹۰/۳) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: رحمانيه

ويعتبر في الصرف والسلم مفارقة الوكيل لا المؤكل) فيبطل عقدهما بمفارقة الوكيل صاحبه قبل القبض لوجود الافتراق من غير قبض، ولا يبطل بمفارقة المؤكل إذ القبض للعاقده وهو ليس بعاقده - (مجمع الأنهر: ۳۲۱/۳) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: دار الكتب العلمية

الدرمع الرد: (۵۱۶/۵) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: سعيد

(۲) لا يكره بيع الجارية المغنية والكبش النطوح والديك المقاتل والحمامة الطيارة لانه ليس عينها منكر، وإنما المنكر في استعمال المحظور، قلت: لكن هذه الاشياء تقام المعصية بعينها، لكن ليست هي المقصود الاصلى منها فان عين الجارية للخدمة مثلاً والغناء عارض فلم تكن عين المنكر بخلاف السلاح فان المقصود الاصلى هو المحاربة به فكان عينه منكر اذ يبيع لاهل الفتنة فصار المراد بما تقام المعصية به ما كان عينه منكر ابلع عمل صنعة فيه، فخرج نحو الجارية المغنية، لانها ليست عين المنكر - (شامى: ۲۶۸/۳) كتاب الجهاد، باب البيعة، ط: سعيد

رجل اجربيتا ليتخذ فيه ناراً، او بيعة او كيسة او يباع فيه الخمر فلا بأس به وكذا كل موضع تعلقت =

ریڈیو کے ذریعے عقد کرنا

ریڈیو کے ذریعے عقد کرنے کے لیے عوام الناس کی طرف سے پیش کردہ ایجاب کو ذریعہ بنایا جائے گا لہذا اگر کوئی شخص ریڈیو کے ذریعے کوئی گاڑی فروخت کرنا چاہتا ہے اور گاڑی کی تمام تفصیلات، گاڑی کی حالت، معیار، طرز، تیار ہونے کی تاریخ وغیرہ سب چیزیں بیان کر دیتا ہے تو اس کا ایجاب شرعاً مقبول ہوگا اور اس وقت تک باقی سمجھا جائے گا جب تک کوئی شخص اس ایجاب کو قبول نہ کر لے اور ایسا ہونے کی صورت میں عقد مکمل ہو جائے گا۔^(۱)

= المعصية بفعل فاعل مختار۔ (خلاصة الفتاوى: (۳/۳۷۶، ۳۷۷) كتاب الكراهية، الفصل التاسع في المضمرات، جنس آخر، ط: امجد اكيذمي لاهور)

❑ ولا بأس بان يوجر المسلم داراً من الذمى ليسكنها فان شرب فيها الخمر او عبد فيه الصليب، او دخل فيها الخنازير، لم يلحق المسلم اثم في شيء من ذلك لانه لم يوجرها لذلك والمعصية في فعل المستاجر۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۶/۳۳) كتاب البيوع، باب الاجارة الفاسدة، ط: غفارية كوثه)

❑ البحر الرائق: (۵/۲۳۰) كتاب السير، باب البغاة، ط: رشيدية كوثه۔

❑ تبين الحقائق: (۳/۱۹۹) كتاب السير، باب البغاة، ط: دار الكتب العلمية بيروت

❑ قلت: وافاد كلامهم ان ما قامت المعصية بعينه يكره بيعد تحريماً والافتزياً (قوله: نهر) وعبارته: وعرف بهذا انه لا يكره بيع مالم تقم المعصية به كبيع الجارية المغنية به والكبش النطوح۔ (الدر مع الرد: (۳/۲۶۸) كتاب الجهاد، باب البغاة، ط: سعيد)

❑ ان ما قامت المعصية بعينه يكره بيعد ومالا فلا ولذا قال: انه لا يكره بيع الجارية المغنية والكبش النطوح۔ (البحر الرائق: (۵/۱۳۳) كتاب السير، باب البغاة، ط: سعيد)

❑ تنقيح الفتاوى الحامدية: (۲/۱۵۳) كتاب الاجارة، ط: امداديه۔

(۱) (فروع) لو تناديا وهما متباعدان صح البيع بلا خلاف۔ (المجموع شرح المذهب: (۹/۲۱۳)

كتاب البيوع، المسألة الثانية: فيما ينقطع به خيار المجلس، ط: مكتبة الإرشاد)

❑ روضة الطالبين وعمدة المفتين: (۳/۳۳۰) كتاب البيع، باب خيار المجلس والشرط، ط: دار الكتب العلمية۔

❑ ومنها: كان شيخنا الحافظ تقي الدين أبو الفتح السبكي يعد منها ما لو تناديا بالبيع متباعدين فإنه يصح۔ (الأشباه والنظائر للسبكي: (۱/۳۱۸) كتاب الزكاة، القول في قواعد بيع، ط: دار الكتب العلمية)

ریزگاری کا کاروبار

کسی کے پاس بڑا نوٹ ہے، اس کو کھلے پیسوں کی ضرورت ہے، وہ بڑا (۶۹) نوٹ دوسرے آدمی کو دے کر کھلے پیسے لیتا ہے، اسے ریزگاری اور روپیہ بھنانا کہتے ہیں۔

روپیہ بھنانے کا جائز طریقہ یہ ہے کہ کھلے پیسے بڑے نوٹ کے برابر دیئے جائیں کمی زیادتی نہ کی جائے، یہ تعاون کی وجہ سے ثواب کا کام ہے، لیکن آج کل کھلا یا ریزگاری دینا اور روپیہ بھنانا ایک تجارت اور کاروبار بن چکا ہے۔

بعض کاروبار یہ ہے کہ ایک ہی ملک کا بڑا نوٹ دیا جائے تو وہ چھوٹے نوٹ یا سکے ادا کر دیتے ہیں مگر ان کی مالیت برابر نہیں ہوتی بلکہ کم ہوتی ہے مثلاً سو روپے کا نوٹ دیا تو وہ پچانوے روپے دیں گے، پانچ روپیہ ان کا نفع ہے۔ شریعت میں یہ کاروبار حرام اور ناجائز ہے، اور اس سے جو نفع حاصل کیا وہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے، ایک ہی جنس کی کرنسی کا تبادلہ کمی بیشی کے ساتھ کرنا سود ہونے کی وجہ سے حرام ہے اور یہ بھی بیع صرف میں شامل ہے۔^(۱)

مزید ”روپیہ بھنانے میں بٹہ لینا“ عنوان کے تحت بھی دیکھیں۔ (۵۹/۴)

(۱) ان صور بیع الفلوس بالفلسین أربع: الأولى أن يبيع فلساً بغير عينه بفلسين بغير أعيانهما... لا خلاف

في عدم جوازها. (تبيين الحقائق: ۹۱/۴) كتاب البيوع، باب الربا، ط: امداديه

❦ ومشايخنا لم يفتوا بجواز ذلك في العدالي والغطارفة: لأنها أعز الأموال في ديارنا، فلو أبيع

التفاضل فيه يفتح باب الربا. (الهداية: ۱۱۵/۳) كتاب الصرف، ط: رحمانيه

❦ وقد منأنفأ أن مبادلة الفلوس بجنسها لا يجوز بالتفاضل عند محمد رحمه الله، وينبغي أن يفتي بهذا

القول في هذا الزمان، سداً لباب الربا، وعليه فلا يجوز مبادلة الأوراق النقدية بجنسها متفاضلة ويجوز

إذا كانت متماثلة. (تكملة فتح الملهم: ۵۹۰/۱) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، حكم الأوراق

النقدية، ط: دار العلوم كراچی.

ریشم

ریشمی کپڑے بنانا اور فروخت کرنا جائز ہے۔^(۱)

۷۰

ریشمی عمامہ

مردوں کے لیے ریشم استعمال کرنا حرام ہے اور ریشمی عمامہ استعمال کرنا بھی ناجائز اور حرام ہے،^(۲)

اس لیے مردوں کے استعمال کے لیے ریشمی عمامہ فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔^(۳)

(۱) عن نافع عن عبد الله: أن عمر رضي الله عنه رأى حلة سيرة تابع، فقال: يا رسول الله! لو ابتعتها تلبسها للوفد إذا أتوك والجمعة؟ قال: إنما يلبس هذه من لا خلاق له، وأن النبي صلى الله عليه وسلم بعث بعد ذلك إلى عمر حلة سيرة حرير كساها إياه فقال عمر: كسوتنيها وقد سمعتك تقول فيها ما قلت؟ فقال إنما بعثت إليك لتبيعها، أو تكسوها - (صحيح البخاري: (۸۶۸/۲) كتاب اللباس، باب الحرير للنساء، ط: قديمي)

☞ وفيه: جواز بيع الرجال الثياب الحرير وتصرفهم فيها بالهبة والهدية لا اللبس - (فتح الباري: (۳۰۱/۱۰) كتاب اللباس، باب الحرير للنساء، ط: دار المعرفة)

☞ وفيه: جواز بيع الحرير للرجال والنساء وهبته عمدة القاري: (۳۸۷/۶) كتاب العيدين، باب الحراب والدرق يوم العيد، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) (ولا بأس بلبس القلائس) غير حرير... وصح أنه حرم لبسها - وفي الرد: (وصح أنه حرم لبسها) أي قلائس الحرير والذهب تأمل - (الدرمع الرد: (۷۵۵/۶) كتاب الخنفي، مسائل شفي، ط: سعيد البحر الرائق: (۳۳۹/۸) كتاب الكراهية، فصل في اللبس، ط: رشيدية۔

☞ الفتاوى السراجية: (ص: ۳۲۸) كتاب الكراهية والاستحسان، باب اللبس، ط: دار الكتب العلمية۔

(۳) ويكره ان يبيع المكعب المفضض من الرجال اذا علم انه يشتري ليلبس - (قاضى خان: (۲۸۱/۴) كتاب البيوع، فصل فيما يخرج منه عن الضمان في البيع الفاسد والبيع المكروه، ط: رشيدية)

☞ شامى: (۳۹۲/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد۔

☞ تبين الحقائق: (۲۹/۶) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: سعيد۔

ریشم مصنوعی

”مصنوعی ریشم“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۸/۶)

ریشم مصنوعی ہے

موجودہ دور میں جتنے ریشمی کپڑے مشہور ہیں وہ مصنوعی ریشم سے بنے ہوئے

ہیں۔ اصل ریشم سے نہیں، لہذا ان کی خرید و فروخت اور تجارت درست ہے۔^(۱)

البتہ اگر کسی کپڑے کا اصلی ریشم ہونا ثابت ہو جائے تو مردوں کے لئے بنے

ہوئے اصلی ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے۔^(۲)

البتہ عورتوں کے لئے خالص ریشمی لباس پہننا جائز ہے اس لئے عورتوں کے

لئے اصلی ریشم سے بنے ہوئے کپڑوں کی تجارت اور خرید و فروخت جائز ہے۔^(۳)

(۱) لابأس بلبس الثياب الجميلة إذا كان لا ينكر عليه فيه۔ (البحر الرائق: ۳۳۹/۸) کتاب الکراہیۃ

فصل فی اللبس، ط: رشیدیہ

مجمع الأنهر: (۱۹۱/۴) کتاب الکراہیۃ، ط: دارالکتب العلمیۃ۔

أن جواز البیع بدور مع حل الانتفاع به۔ (شامی: ۵۱/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی

تعریف المال، ط: سعید

(۲) ویکره أن یبوع المکعب المفضض من الرجل ان علم أنه یشتری لیبسه۔ قاضیخان علی ہامش

الہندیۃ: (۲۸۱/۲) کتاب البیوع، باب فی بیع مال الربا بعضہ ببعض، فصل فیما یخرجه عن الضمان فی

البیع الفاسد و البیع المکروه، ط: رشیدیہ)۔

و بیع المکعب المفضض للرجل إن لیبسه یکره، لأنه إعانة علی لبس الحرام۔ (شامی: ۳۹۲/۶)

کتاب الحظر و الإباحۃ، باب استبراء و غیرہ، فصل فی البیع، ط: سعید

وماکان سبباً لمحظور فهو محظور۔ (شامی: ۳۵۰/۶) کتاب الحظر و الإباحۃ، قبیل: فصل فی

اللبس، ط: سعید)۔

(۳) ورجل للنساء لبس الحریر۔ (مجمع الأنهر: ۱۹۲/۴) کتاب الکراہیۃ، فصل فی اللبس، ط:

دارالکتب العلمیۃ۔

أن جواز البیع بدور مع حل الانتفاع به۔ (شامی: ۵۱/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی

تعریف المال، ط: سعید



زائد بل بنانا

”بل کی رقم زیادہ لکھوانا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۲/۲)

زائد رقم آدھی آدھی

”مقررہ قیمت پر زائد رقم آدھی آدھی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۸/۶)

زائد رقم بیچنے والا لے لے

”ٹاپ لگانا“ قیمت میں سے اتنی رقم مجھے دینا باقی آپ لے لینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۰/۳)

زائد رقم تمہاری ہے

”قیمت مقررہ سے زائد رقم تمہاری ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

زبانی سودا

اگر بیع (بیچی گئی چیز) موجود نہیں تو بائع اور مشتری کے درمیان زبانی سودا بیع معدوم کے حکم میں ہے، اس لیے بیع کے بغیر زبانی سودا ہونے سے بیع تام نہیں ہوگی اور اس طرح سودا کرنا اور منافع لینا جائز نہیں ہے، آج کل انٹرنیٹ وغیرہ میں تقریباً اسی طرح سودے ہوتے ہیں وہ درست نہیں ہیں، ہاں اگر زبانی سودا ہونے کے بعد مشتری (خریدار) بیع پر قبضہ کر لے پھر آگے کسی اور آدمی کو فروخت کرے تو یہ درست ہوگا اور نفع لینا بھی جائز ہوگا۔^(۱)

(۱) ومنہا فی المبیع: وهو ان یكون موجوداً فلا ینعقد بیع المعدوم وماله خطر العدم۔ (ہندیہ: ۲/۳)

کتاب البیوع، الباب الأول فی تعریف البیع، ط: رشیدیہ =

زبردستی ایجاب وقبول کرایا

بیع صحیح ہونے کے لیے ایجاب وقبول رضامندی کے ساتھ ہونا ضروری (۷۳) ہے، اگر زبردستی کر کے ایجاب وقبول کرایا گیا تو اس سے بیع فاسد ہو جائے گی اور بعد میں مجبور شخص کو یہ سودا ختم کرنے یا باقی رکھنے کا اختیار ہوگا۔^(۱)

زبردستی کرنا جائیداد فروخت کرنے پر

”مجبور کرنا بیچنے پر“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۳/۶)

= لان ركن البيع مبادلة العمال بالعمال ولم يوجد، والمعدوم كبيع حق التعلی لانه معدوم۔
 (الدرمع الرد: (۵۲/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع المغيب في الارض، ط: سعيد)
 وعنه (أي عن عمرو بن شعيب) قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحل سلف وبيع ولا شرطان في بيع، ولا ربح مال مضمون، ولا بيع ماليس عندك۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۳۸) كتاب البيوع، باب المهي منه من البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمي)
 (ولا ربح مال مضمون) يريد به الربح الحاصل من بيع ما اشتراه قبل أن يقبضه وينتقل من ضمان البائع إلى ضمانه فإن بيعه فاسد۔ في شرح السنة: قيل معناه: أن الربح في كل شيء إنما يحل أن لو كان الخسران عليه فإن لم يكن الخسران عليه كالباع قبل القبض إذا تلف فإن ضمانه على البائع ولا يحل للمشتري أن يسترد منافعه التي انتفع بها البائع قبل القبض؛ لأن المبيع لم يدخل بالقبض في ضمان المشتري فلا يحل له ربح المبيع قبل القبض۔ (مرقاة المفاتيح: (۷۹/۲) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: رشيدية)

(۱) ومنها الرضا . . . فلا يصح بيع المكره إذا باع مكرها وسلم مكرها؛ لعدم الرضا۔ (بدائع الصنائع: (۱۷۲/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد)

قلت: ينبغي استثناء بيع المكره فإنه موقوف على إجازته مع أنه فاسد كما حققناه أول البيوع۔ (شامی: (۵۰/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في تعريف البيع، ط: سعيد)

قال جمهور الحنفية: إن عقود البيع والشراء والإيجار ونحوها من المكره إكراهًا ملجئًا أو غير ملجئ تكون فاسدة؛ لأن الإكراه يزيل الرضا الذي هو شرط في صحة هذه العقود؛ لقوله تعالى: [يأيتها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل إلا أن تكون تجارة عن تراضي منكم] وحينئذ يحق للمستكره فسخ ما عقد أو أمضاءه۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۶۰/۳) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الثاني: شروط البيع، ط: دار الفكر)

زخمیوں کے لیے خون خریدنا

”خون مریض کے لیے خریدنا“ اور ”خون کی خرید و فروخت“ عنوانات کے

۷۳

تحت دیکھیں۔ (۲۷۳/۳) (۲۷۱/۳)

زر

☆..... جو چیز عرف و رواج کے مطابق آلہ مبادلہ کے طور پر استعمال ہوتی

ہے اور وہ قدر کا پیمانہ ہے اور اس کے ذریعے مالیت کو محفوظ کیا جاتا ہے اسے ”زر“ کہتے ہیں، اس کو عربی میں ”نقد“ اور انگریزی میں (Money) کہتے ہیں۔

☆..... ”زر“ وہ چیز ہے جس کے ذریعے سے تبادلہ ہوتا ہو، قدر کی پیمائش

ہوتی ہو اور مالیت کا تحفظ بھی ہو مگر یہ ضروری نہیں کہ قانونی طور پر بھی اس کو جبری آلہ تبادلہ قرار دیا گیا ہو، مثلاً: چیک یا انعامی بانڈ جیسی دستاویزات سے لوگ تبادلہ کرتے ہیں لیکن اگر کوئی شخص انعامی بانڈ سے ادائیگی کرے اور دوسرا شخص اپنا حق انعامی بانڈ کی صورت میں لینے پر آمادہ نہ ہو تو اس کو قانونی طور پر لینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

زراعتباری

”زر کی قسمیں“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۰/۳)

”زر“ اور ”کرنسی“ میں فرق

”کرنسی“ کے مقابلے میں ”زر“ عام ہے کیونکہ اس میں کرنسی کے علاوہ

اشیاء بھی شامل ہیں جن کی بنیاد پر معاشرہ میں لین دین کیا جاتا ہے، اس کے برعکس ”کرنسی“ کا اطلاق صرف کاغذی زر اور دھاتی سکوں پر ہوتا ہے۔

مزید یہ کہ کرنسی کے ذریعہ ادائیگی کرنے کی صورت میں دوسرے فریق پر قانونی اعتبار سے قبول کرنا ضروری ہوتا ہے جب کہ عام زر کے ذریعہ ادائیگی کرنے کی صورت میں دوسرے فریق پر اس کو قبول کرنا لازم نہیں ہوتا۔^(۱)

”زر“ تخلیق کرنے کا اختیار

شریعت نے ”زر“ کے انتخاب میں کسی قسم کی پابندی نہیں لگائی لیکن زر تخلیق کرنے کا کلی اختیار صرف حکومت کو دیا ہے کیونکہ مالیاتی لین دین کا مکمل نظام زر کی بنیاد پر ہے، اگر ہر آدمی کو اپنی منشا کے مطابق زر تخلیق کرنے کی اجازت دے دی جائے تو پورا مالیاتی نظام بد نظمی اور بگاڑ کا شکار ہو جائے گا اور ملکی نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

”الموسوعة الفقهية“ میں ہے کہ:

حاکم وقت کے علاوہ کسی کو کرنسی بنانے کی اجازت نہیں کیونکہ یہ اس پر ظلم ہے، اور حاکم وقت کو یہ حق پہنچتا ہے کہ جو شخص اس کا یہ حق سلب کرے وہ اسے سزا دے خواہ اس کی بنائی ہوئی کرنسی خالص سونے چاندی کی ہی کیوں نہ ہو۔

امام احمد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ درہم صرف حاکم وقت کی اجازت سے نکال سکتے ہیں (وہ جگہ جہاں سکے ڈھالے جاتے ہیں) میں ہی بنائے جاسکتے ہیں کیونکہ اگر لوگوں کو اس کی اجازت دے دی جائے تو وہ بڑے مصائب میں مبتلا ہو جائیں گے۔^(۲)

(۱) اسلام اور جدید معیشت و تجارت (ص: ۹۵) نظام زر، ط: إدارة المعارف۔

(۲) ولا يجوز لغير الامام ضرب النقود: لأن في ذلك اتياناً عليه، ويحق للامام تعزير من الختات عليه فيما هو من حقوقه، وسواء كان ما ضرب به مخالفاً لضرب السلطان أو موافقاً له في الوزن، ونسبة الغش وفي الجودة حتى لو كان من الذهب والفضة الخالصين.

قال الامام احمد في رواية جعفر بن محمد لا يصلح ضرب الدراهم الا في دار الضرب باذن السلطان: لأن الناس ان رخص لهم ركبو العظام. (الموسوعة الفقهية: (۱/۱۷۴، ۱۷۹) حرف النون، نقود حق إصدار الفرد، ط: وزارة الأوقاف والشؤون للإسلامية)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

حاکم وقت کے علاوہ کسی کو درہم اور دینار بنانے کی اجازت نہیں چاہے وہ خالص ہی ہوں کیونکہ یہ حاکم وقت کا حق ہے اور اس کی دوسرے لوگوں کو اس لئے بھی اجازت نہیں کہ اس میں جعل سازی اور بگاڑ کا اندیشہ ہے۔^(۱)

۷۶

اس سے معلوم ہوا کہ ملک میں کرنسی جاری کرنے کا اختیار صرف حکومت وقت کے پاس ہے، حکومت وقت کے علاوہ کسی اور آدمی کو کرنسی جاری کرنے کا اختیار ہی نہیں ہے کیونکہ اس طرح جعلی کرنسی وجود میں آجائے گی اور ملک میں فساد کا باعث بنے گی۔

موجودہ دور میں پوری دنیا میں کرنسی جاری کرنے کا اختیار حکومتوں کے ہاتھ میں ہی ہے، کسی اور کے پاس نہیں۔

زر ثمن میں قبضہ سے پہلے تصرف کرنا

کسی بھی چیز کو فروخت کرنے کے بعد اس کے ثمن پر قبضہ سے پہلے تصرف کرنا جائز ہے، مثلاً: اس سے کوئی چیز خریدنا یا اس کو ہبہ کرنا یا اس کے عوض میں کسی چیز کو کرایہ پر لینا یا اس کے بارے میں وصیت کرنا جائز ہے، البتہ بیع صرف کے ثمن اور مسلم فیہ پر قبضہ سے پہلے تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔^(۲)

(۱) ویکرہ ایضاً لغير الامام ضرب الدراهم والدنانیر، وان كانت خالصة لآنه من شأن الإمام ولآنه لا يؤمن فيه الغش والإفساد (المجموع شرح المہذب: (۱۷/۶) کتاب الزکاة، باب زکاة الذهب والفقہ، ط: دار الفکر)

(۲) والتصرف فی الثمن قبل القبض جائز بالبيع والهبة والاجارة والوصية سواء كان ممایعین او لا یعیین عندنا، سوى بدل الصرف والسلم لان الملك مطلق۔ (فتح القدير: (۵۱۸/۶) فصل من اشتری شیئاً ممایعین ویتحول، ط: مصطفى البابی الحلبي مصر)
و یجوز التصرف فی الأثمان قبل القبض إلا الصرف والسلم۔ (بدائع الصنائع: (۲۳۳/۵) کتاب البیوع، فصل وأما حکم البیع، ط: سعید)=

زر حقیقی

”زر کی قسمیں“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۰/۲۳)

۷۷

زر سونا چاندی کا ہونا ضروری نہیں

اسلام کے ابتدائی دور میں مالیاتی لین دین سونے چاندی کے سکوں کے ذریعے ہی ہوتا تھا، اور سونے چاندی کے زر ہونے کی صلاحیت مسلمہ حقیقت ہے لیکن شریعت نے ”زر“ ہونے کے لئے سونے چاندی کے سکوں کی شرط نہیں لگائی۔ مشہور مورخ احمد بن یحییٰ بلاذری نے لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں اونٹوں کی کھال سے درہم بنانے کا ارادہ کیا تھا مگر اس خدشے سے یہ ارادہ ترک کر دیا کہ اس طرح اونٹ ہی ختم ہو جائیں گے۔ چنانچہ بلاذری نے ان کا

☞ والحاصل جواز التصرف في الأثمان والديون كلها قبل قبضها عيني (سوی صرف و مسلم) فلا يجوز أخذ خلاف جنسه لفوات شرطه۔ (الدر مع الرد: (۵/۱۵۳) كتاب البيوع، باب المعرا بحة والتولية، مطلب في تعريف الكرم، ط: سعيد)

☞ وصح التصرف في الثمن قبل قبضه لقيام المطلق وهو الملك... واطلق التصرف قبل قبضه لقيام المطلق، فشمّل البيع والهبة والاجارة والوصية وتمليكه ممن عليه بعوض وغير عوض۔ (البحر الرائق: (۱۹۷/۶) كتاب البيوع، فصل في بيان التصرف، ط: رشيدية كوئٹہ)

☞ (وصح التصرف في الثمن) بيع وهبة واجارة ووصية وتمليك ممن عليه بعوض وغير عوض (قبل قبضه)۔ (مجمع الانهر: (۳/۱۱۵) كتاب البيوع، فصل، ط: غفارية كوئٹہ)

☞ وجاز التصرف في الثمن بهبة أو بيع أو غيرهما لو عينا: أي مشارا اليه ولو دينا بالتعين كملك، أو لا كنفود، ومثال التمليك بغير عوض هبة ووصية له فاذا وهب منه الثمن، ملكه بمجرد الهبة لعدم احتياجه الى القبض وكذا الصدقة۔ (الدر مع الرد: (۵/۱۵۲) كتاب البيوع، باب المعرا بحة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والثمن قبل القبض، ط: سعيد)

☞ حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۳/۱۰۱) كتاب البيوع، فصل في التصرف في المبيع، ط: دار المعرف لقيروت۔

یہ قول نقل کیا ہے:

هممت ان اجعل الدرهم من جلود الابل، فقيل له: إذا لا بعير،
فأمسك۔^(۱)

۷۸

میں نے اونٹوں کے چمڑوں سے درہم بنانے کا ارادہ کیا ہے، ان سے کہا گیا
تب تو اونٹ ختم ہو جائیں گے، اس پر انہوں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔
امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر لوگ اپنے درمیان چمڑوں کے ذریعے
خرید و فروخت کو رائج کر دیں یہاں تک کہ وہ چمڑے ٹخن اور سکہ کی حیثیت اختیار کر
جائے تو میں سونے چاندی کے بدلے ان چمڑوں کو ادھار فروخت کرنا پسند نہیں
کروں گا۔^(۲)

زرعی قرض لینا

بعض تاجر، قرض دینے والی انجمنیں، فلاحی ادارے اور بینک وغیرہ کسانوں
کو زراعت کے لئے آسان قسطوں پر سود کے ساتھ قرض دیتے ہیں، تاکہ کسان لوگ
اپنی ضرورتیں آسانی سے پوری کر لیں اور ساتھ ساتھ قسطوں پر معمولی سود کے ساتھ
قرض کی رقم بینک یا ادارے وغیرہ کو واپس کر دیں، تو یہ سودی قرضہ ہے اور سودی لین
دین کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنْتُمْ
مُؤْمِنِينَ. فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِمَحْرَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ. ^(۳)

(۱) لصوح البلدان: (۶۹/۵) أمر النقود، ط: مكتبة المعارف۔

(۲) لوان الناس أجازوا بينهم الجلود حتى تكون لها سكة وعين لكرهتها ان تباع بالذهب والورق نظرة،

(المدونة الكبرى) (۵/۳) كتاب الصرف التأخير لمي صرف الفلوس، ط: دار الكتب العلمية

(۳) (البقرة: ۲۷۹-۲۷۸)

عن علي أمير المؤمنين مرلوفاً: "كل قرض جر منفعة لهو ربا"۔ (إعلاء السنن: (۵۱۲/۴) كتاب

الحوالة، باب كل قرض جر منفعة لهو ربا، ط: إدارة القرآن) =

مسلمانوں پر ضروری ہے کہ سودی معاملات سے دور رہیں، سودی لین دین کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے کا اعلان کرنا ہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرنے کا اعلان کرتا ہے وہ ہمیشہ مغلوب ہی رہتا ہے، اس کے لئے دنیا اور آخرت میں کوئی پناہ گاہ نہیں ہوتی۔^(۱)

واضح رہے کہ سود کا جرم انتہائی سنگین اور قبیح جرم ہے، قرآن مجید میں سود کے علاوہ کسی اور چیز کو اللہ تعالیٰ سے جنگ کے اعلان کے مترادف نہیں کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سودی معاملات اور لین دین میں کسی بھی اعتبار سے شریک ہونے والے کو ملعون کہا ہے۔^(۲)

اور سودی مال سے برکت ختم ہو جاتی ہے، اکثر اوقات ہم سنتے ہیں کہ کتنے بڑے بڑے تاجر، مالدار، اور امیر لوگ سود کی وجہ سے غربت اور افلاس کے دروازے پر پہنچ جاتے ہیں۔ سودی رقم اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ بالآخر ان کی ساری جائیداد اور فیکٹریوں وغیرہ کو لے ڈوبتی ہے۔^(۳)

قیامت کے دن سودی لوگ قبروں سے پاگلوں اور دیوانوں کی طرح

= الاشباہ والنظائر: (ص: ۲۵۷) الفن الثانی، کتاب المداینات، ط: قدیمی.

كل قرض جر منفعة فهو ربا... ولهذا لا يجوز أن يرد المقرض إلى المقرض إلا ما اقترضه منه أو مثله تبعاً للقاعدة الفقہیة القتالة: كل قرض جر نفعاً فهو ربا. (فقہ السنة: ۳/۴۸)، البیع، القرض، ط: انار الکتاب العربی

(۱) یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربا ان کنتم مؤمنین، فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسوله. الاية. (البقرة: ۲۷۹)

(۲) عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل الربو وموكله وكتبه وشاهد به، وقال: هم سواء (رواه مسلم). - (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۲۳) كتاب البيوع، باب الربو، الفصل لأول، ط: قدیمی)

صحيح مسلم: (۲۷/۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قدیمی.

كنز العمال: (۲۰/۴) رقم الحديث: ۲۱۵۳، كتاب البيوع من قسم الأفعال، باب في الربا وأحكامه، ط: مؤسسة الرسالة.

(۳) بمعق الله الربو وربو البي الصدقات. (البقرة: ۲۷۶)

انھیں گے اس لئے سودی معاملات سے بچیں۔^(۱)

زر کی تین خصوصیات ہیں

۸۰

اقتصادی ماہرین کے نزدیک زر کی تین خصوصیات ہیں، جس مادہ میں بھی وہ تین خصوصیات پائی جائیں وہ زر شمار ہوگا۔

- ① مبادلہ کا ذریعہ ہو یعنی اس کے عوض اشیاء و خدمات حاصل کی جاسکیں۔
- ② اشیاء کی قیمتوں کے لئے معیار ہو یعنی اس کے ذریعے دیگر اشیاء کی قیمتیں طے کی جائیں۔

③ دولت محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہو، یعنی خراب ہونے سے محفوظ ہے۔^(۲)

زر کی قسمیں

”زر“ کی دو قسمیں ہیں۔

① حقیقی زر

② اعتباری زر

حقیقی زر کا اطلاق صرف سونے چاندی پر ہوتا ہے، سونے چاندی کے علاوہ ”زر“ کی باقی تمام اقسام، خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہوں ”اعتباری زر“ کہلاتی ہیں۔ سونے چاندی کو حقیقی زر اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کی قوت خرید فطری ہے اگر زر کی حیثیت سے ان کا رواج ختم بھی ہو جائے تب بھی جنس کے اعتبار سے ان کی ذاتی مالیت برقرار رہتی ہے، لیکن اگر اعتباری زر کی زر ہونے کی حیثیت ختم ہو جائے تو

(۱) اللذین یا کلون الربا لا یقومون إلا کما یقوم الذی یتخططه الشیطان من العس ذلک بأنہم قالوا انما البیع مثل الربو وأحل الله البیع وحرم الربو. (البقرہ: ۲۷۵)

(۲) ان للنقد ثلاث خصائص منی تو فرت فی مادة ما اعتبرت هذه المادة نقداً الا ولی ان یکون وسیطاً للتبادل، الثانية أن یکون مقبلاً للقیم، الثالثة ان یکون مستودعاً للثروة. (مجلة البحوث الاسلامیة: عدد ۱، ص: ۳۰) ط: إدارة البحوث العلمیة، والإفتاء والدعوة والإرشاد

سونے چاندی کی طرح اس کی افادیت باقی نہیں رہتی۔

زعفران مصنوعی ہے

۸۱

موجودہ دور میں زعفران بنایا بھی جاتا ہے جو رنگ مزہ اور طبی فوائد کے لحاظ سے اصلی زعفران کے مانند ہوتا ہے، اس میں بھی زبان پر گھلنے اور رنگ دینے میں وہی کیفیت پیدا ہوتی ہے جو اصل زعفران کی کیفیت ہے تو ایسے مصنوعی زعفران کو اصلی زعفران کہہ کر فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، ہاں اگر صاف بیان کر دے کہ اصلی زعفران نہیں بلکہ مصنوعی زعفران ہے تو اس کو فروخت کرنا جائز ہوگا ورنہ دھوکا اور جھوٹ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور گناہ ہوگا۔^(۱)

(۱) عن حکیم بن حزام عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: البیعان بالخیار مالہم یتفرقا، فان صدقا وبینا بورک لہما فی بیعہما، وان کذبا وکتما محقت برکۃ بیعہما۔ (صحیح مسلم: ۶/۲) کتاب البیوع، باب خیار المجلس للمتعاقدین، ط: قدیمی

صحیح بخاری: (۱/۲۷۹) کتاب البیوع، باب اذا بین البیعان ولم یکتما... الخ ط: قدیمی
 (قوله: وان کتما) ای: وان کتم البائع عیب السلعة والمشتري عیب الثمن۔ (عمدة القاری للعینی: ۲۷۸/۱) کتاب البیوع، باب اذا بین البیعان ولم یکتما ونصحاً، ط: رشیدیہ کوئٹہ
 قال النووی رحمہ اللہ تعالیٰ: ان بین کل واحد لصاحبه ما یحتاج الی بیانہ من عیب ونحوہ فی السلعة والثمن، وصدق فی ذلک۔ (شرح النووی علی الصحیح لمسلم: ۶/۲) کتاب البیوع، باب ثبوت خیار المجلس للمتعاقدین، ط: قدیمی

عن عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: المسلم باع المسلم ولا یحل لمسلم باع من اخیہ بیعاً فیہ عیب الا ینتہلہ۔ (سنن ابن ماجہ: ص: ۱۶۲) باب من باع عیبا فلینبہ، ط: قدیمی

عن واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من باع عیبا لم ینبہ لم یزل فی مقت اللہ، اولم تنزل الملائکة تلعنہ۔ (مشکاة المصابیح: ص: ۲۳۹) کتاب البیوع، باب المنہی عنہا من البیوع، الفصل الثالث، ط: قدیمی

لا یحل کتمان العیب فی مبیع او ثمن، لان الغش حرام۔ (الدر المختار)
 (قوله: لان الغش حرام) ذکر فی "البحر" اول الباب بعد ذلک عن "البرازیة" عن الفتاوی: اذا باع سلعة معیبة علیہ البیان، وان لم ینبہ، قال بعض مشایخنا: یفسق وترد شہادتہ۔ (الدرمع الرد: ۴۷/۵) کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: سعید

اور اگر اس میں اصلی زعفران کو ملایا بھی جائے گا تب بھی اصلی زعفران کہہ کر فروخت کرنا گناہ اور دھوکا ہوگا۔^(۱)

زقوم کی خرید و فروخت کرنا

زقوم (تھوہر) کا پھل کھانا اور اس کی خرید و فروخت کرنا جائز اور آمدنی حلال ہے۔ زقوم جہنم کا درخت ہے لیکن دنیا کے زقوم اور جہنم کے زقوم میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور دنیا والے زقوم کے پھل میں حرمت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔^(۲)

زکاۃ مشترکہ کمپنی پر

”مشترکہ کمپنی پر زکاۃ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۳/۶)

(۱) وعنه (ای: ابی ہریرۃ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مز علی صبرۃ طعام، فادخل یدہ فیہا، فنالت اصابعہ بدملاً، فقال: ما هذا یا صاحب الطعام؟ قال: أصابته السماء یا رسول اللہ! قال: أفلا جعلتہ فوق الطعام حتی یراہ الناس؟ من غش فلیس منی۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۳۸) کتاب البیوع، باب المنہی عنہما من البیوع، الفصل الثانی، ط: قدیمی کراچی)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مز برجل یبیع طعاماً، فسألہ، کیف تبیع؟ فأخبرہ، فأوحی الیہ أن ادخل یدک فیہ، فأدخل یدہ فیہ، فاذا هو مبلول، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لیس منا من غش۔ (سنن ابی داؤد: (۲/۱۳۳) کتاب البیوع، باب فی النہی عن الغش، ط: امدادیہ ملتان)

قال علیہ السلام: المکر والخدیعة فی النار ای تدخل اصحابہما فی النار... وهما اسمان، لكل فعل یقصد فاعلہ فی باطنہ خلاف ما یقتضیہ ظاہرہ۔ (فیض القدیر: (۱۲/۶۱۳۵، ۶۱۳۶) ط: نزار مصطفی الباز مکة)

(۲) (البیع) شرعاً مبادلۃ شیء مرغوب فیہ بمثلہ، خرج غیر المرغوب کتراب ومیتة ودم... (الدرمع الرد: (۳/۵۰۲) کتاب البیوع، ط: سعید)

بدائع الصنائع: (۵/۱۳۳) کتاب البیوع، ط: سعید۔

(البیع) هو مبادلۃ المال بالمال بالتراضی... ولہی کشف الکبیر: المال ما یمیل الیہ الطبع... والمالیۃ ما تثبت بتمول الناس كافة او بتقویم البعض والنقوم یثبت بہا وباباحۃ الانتفاع لہ شرعاً۔ (البحر الرائق: (۵/۲۵۶) کتاب البیوع، ط: سعید۔

زکاة نہ دینے والے تاجر سے مال خریدنا

زکاة واجب ہونے کے بعد زکاة نہ دینا گناہ ہے،^(۱) زکاة نہ دینے سے مال (۸۳) ہلاک ہو جاتا ہے۔^(۲) البتہ ایسے آدمی سے حلال مال خریدنا جائز ہے، کیوں کہ زکاة نہ دینا گناہ ہے، لیکن اس سے مال حرام نہیں ہوتا اور حلال مال خریدنا جائز ہے۔ اور اگر مال ہی حرام ہے تو اس کو فروخت کرنا اور خریدنا جائز نہیں ہے۔^(۳)

(۱) منها: عدم منع الزکاة کبیرة، هو ما أجمعوا علیه۔ (الزواج عن اقتراف الکبائر: (۲۸۷/۱) کتاب الزکاة، الکبیرة السابعة والثامنة والعشرون بعد المائة ترک الزکاة وتأخیرها بعد وجوبها لغير عذر شرعی، ط: دار الفکر)

کتاب الکبائر للذہبی: (ص: ۱۶) الکبیرة الخامسة: منع الزکاة، ط: قدیمی۔

(۲) ویأثم بارتکابه کما یأثم بترک الواجب۔ الدر مع الرد: (۳۳۷/۶) کتاب الحظر والاباحہ، ط: سعید۔
(۳) عن عائشة رضی اللہ عنہ قالت: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ماخالطت الزکاة مالاً قط إلا أهلکته۔ رواه الشافعی والبخاری فی تاریخہ والحمیدی وزاد قال: یكون قد وجب علیک صدقة فلا تخرجها فیهلك الحرام الحلال۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۱۵۷) کتاب الزکاة، الفصل الثالث، ط: قدیمی)

(۴) یقول: ماخالطت الزکاة مالاً قط) أي بأن یكون صاحب مال من النصاب فیأخذ الزکاة أو بأن لم ینخرج من ماله الزکاة۔ (مرقاة المفاتیح: (۲۵۰/۳) کتاب الزکاة، الفصل الثالث، ط: رشیدیہ)
لمعات التنقیح: (۲۵۷/۳) کتاب الزکاة، الفصل الثالث، ط: مکتبہ علوم اسلامیہ۔

(۵) غالب مال المہدی إن حلالاً لا بأس بقبول ہدیئہ و آکل ماله ما لم یتبین أنه من حرام وإن کان غالب ماله الحرام لا یقبلها ولا یأکل۔ (الفتاویٰ البزازیة علی هامش الہندیة: (۳۶۰/۶) کتاب الکراہیة، الرابع فی الہدیة والمیراث، ط: رشیدیہ)

(۶) الفتاویٰ الہندیة: (۳۳۳/۵) کتاب الکراہیة، الباب الثانی عشر فی الہدایا والضیافات، ط: رشیدیہ۔
مجمع الأنہر: (۱۸۶/۳) کتاب الکراہیة، فصل فی الکسب، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۷) لم یحل للمسلم أن یشتری شیئاً یعلم أنه مغمصوب أو مسروق أو مأخوذ من صاحبه بغير حق، قال علیہ السلام: من اشتزی سرقة أي مسروقاً و قاً و هو یعلم أنها سرقة فقد شرک فی إثمها و عارها۔ (الحلال والحرام فی الإسلام لبوسف القرضای: (ص: ۲۱۶) الفصل الرابع: فی المعاملات، ط: المکتبہ الإسلامی)

(۸) لمن علمت أنه سرق مالاً أو خانہ فی أمانتہ أو غصبه فأخذه من المغمصوب قهراً بغير حق لم یجز لی أن أخذه منه، لا بطریق الہبة ولا بطریق العوض، ولا وفاء عن أجره ولا ثمن مبیع۔ (مجموع الفتاویٰ لابن تیمیة: (۲۳۲/۲۹) ط: مکتبۃ الفیکان سعودی عرب)

زمین بٹالی پروینا

”مزارعت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۳/۶)

۸۴

زمین پر قبضہ

دوسرے کی زمین پر قبضہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ (۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کی ایک باشت زمین ظلم سے لے گا اس کو سات طبقے زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ (۲)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی کی ذرہ سی زمین بھی ناحق لے لے وہ

قیامت کے دن سات زمینوں میں دھنسا یا جائے گا۔ (۳)

(۱) الکبیرة السابعة والعشرون بعد المائتين: الغصب، وهو استيلاء علي مال الغير ظلماً. (الزواج عن اقتراف الكبائر: (۱/ ۴۳۴) باب الغصب، الکبیرة السابعة والعشرون بعد المائتين: الغصب، ط: دار الفکر)

الكبائر للذهبي: (ص: ۱۳۳)، الکبیرة الثامنة والعشرون: أكل الحرام وتناوله علي أي وجه كان، ط: وحیدی کتب خانہ.

(۲) عن سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من اقتطع شبراً من الارض ظلماً طوقه الله إياه يوم القيامة من سبع أرضين. (صحيح مسلم: (۲/ ۳۲) كتاب المساقاة والمزارعة، باب تحريم الظلم وغصب الأرض وغيرها، ط: قديمي)

السنن الكبرى للبيهقي: (۶/ ۹۸) كتاب الغصب، باب التشهد في غصب الأراضي وتضمينها بالغصب، ط: إداره تالیفات اشرفیہ.

مسند أحمد بن حنبل (۲/ ۳۳۲) رقم الحديث: ۹۵۷۹، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، ط: مؤسسة قرطبة.

(۳) عن سالم عن أبيه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أخذ من الارض شيئاً بغير حقه خسف به يوم القيامة إلي سبع أرضين. (صحيح بخاري: (۱/ ۳۳۲) كتاب المطالم، باب إثم من ظلم شيئاً من الارض، ط: قديمي)

مشكاة المصابيح (ص: ۲۵۶) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثالث، ط: قديمي.

كنز العمال: (۳/ ۵۱۳) رقم الحديث: ۶۲۰، الكتاب الثالث في الأخلاق، الباب الثاني، الفصل الثاني: في الأخلاق والأفعال المذمومة، ط: مؤسسة الرسالة.

آج کل دوسروں کی زمین پر قبضہ کرنے کی متعدد صورتیں رائج ہیں، مثلاً کسی نے مکان بنانے کے لئے زمین کا ٹکڑا یا پلاٹ خریدا، مگر مالی کمزوری یا کسی اور وجہ سے اس پر مکان نہیں بنا سکا، تو دوسرا آدمی اس زمین پر قبضہ کر لیتا ہے، اور متعلقہ ادارے سے پیسے دے کر رجسٹری بھی کروا لیتا ہے۔ مکان بھی تعمیر کر لیتا ہے، اور آگے فروخت بھی کر دیتا ہے، یہ ناجائز اور حرام ہے، کمائی بھی حرام ہے۔^(۱)

اور ایسے لوگوں کے بارے میں حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے۔

ایک صورت یہ بھی ہے مثلاً ”الف“ کی زمین ہے، اور ”ب“ ”الف“ سے زیادہ طاقتور ہے، اور وہ اس سے زمین، پلاٹ یا مکان وغیرہ خریدنا چاہتا ہے اور قیمت بھی مارکیٹ ریٹ کے مطابق دینے کو تیار ہے، مگر ”الف“ وہ جگہ فروخت کرنے پر راضی نہیں ہے، اور ”ب“ اپنے اثر و رسوخ سے وہ جگہ حاصل کرنا چاہتا ہے ایسی زبردستی بیع بھی جائز نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی توسیع کے لئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا مکان خریدنا چاہا جو مسجد کے ساتھ تھا، اور توسیع میں رکاوٹ بنا ہوا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جائز قیمت لے کر مکان دے دیں، لیکن حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس

(۱) وعن أبي حرة الرقاشي، عن عمه رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا لا تظلموا، ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والغارية، الفصل الثاني، ط: قدیمی).

كان كان الخبث لعدم الملك يعمل في النوعين جميعاً حتى لا يطيب الربح كالمودع والغاصب إذا تصرفا في العرض والنقد. (الجامع الصغير وشرحه النافع الكبير: (ص: ۳۳۳)، كتاب البيوع، باب ما يجوز بيعه وما لا يجوز، ط: عالم الكتب)

الدرمع الرد: (۹۷/۵) كتاب البيوع، باب البيع القاسد، مطلب في تعيين الدراهم في العقد القاسد، ط: سعيد)

بات پر راضی نہیں ہوئے اور تنازعہ کی شکل پیدا ہو گئی، آخر دونوں فریق نے (جن میں ایک طرف وقت کی حکومت تھی اور دوسری طرف حضرت عباس رضی اللہ عنہ) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو اپنا ثالث منظور کر لیا، اور حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے مقدمہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف فیصلہ دے دیا۔

جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مقدمہ جیت لیا تو انہوں نے یہ مکان مسجد کی توسیع کے لئے مفت میں دے دیا۔^(۱)

اس تنازعہ سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا مقصد صرف یہ تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ شریعت میں شخصی ملکیت کا اس قدر تحفظ موجود ہے کہ حکومت وقت بھی کسی سے اس کا یہ حق چھین نہیں سکتی۔

زمین پر قبضہ ہو گیا

اگر کسی کی زمین پر کسی ایسے آدمی نے قبضہ کر لیا کہ زمین کا مالک یا خریدار

(۱) عن يوسف بن مهران عن ابن عباس قال: كانت للعباس دار إلى جنب المسجد في المدينة، فقال عمر بن الخطاب رضي الله عنه: بعنيها أو هبها لي حتى أدخلها في المسجد فأبى، فقال: اجعل بيني وبينك رجلاً من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فجعلوا بينهما أبي بن كعب فقضى للعباس علي عمر، فقال عمر: ما أحد من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم أجراً علي منك، فقال أبي بن كعب أو أنصح لك مني، ثم قال: يا أمير المؤمنين أما بلغك حديث داؤد أن الله عز وجل أمره ببناء بيت المقدس فأدخل فيه بيت امرأة بغير إذنها، فلما بلغ حجز الرجال منع الله بناءه قال داؤد: أي رب إن متعتني ببناءه فاجعله في خلفه، فقال العباس: أليس قد قضيت لي بها وصارت لي؟ قال: بلي. قال: فإني أشهدك أنني قد جعلتها لله. (السنن الكبرى للبيهقي: ۱۶۸/۶) كتاب الوقف، باب اتخاذ المسجد والسقايات وغيرها، ط: إدارة تاليفات اشرفيه

كنز العمال: (۵۱۷/۳) رقم الحديث: ۳۷۳۱، كتاب الفضائل من قسم الأفعال، باب فضائل الصحابة، حرف العين، عباس بن عبد المطلب، ط: مؤسسة الرسالة.

الطبقات الكبرى لابن سعد: (۲۲/۴) الطبقة الدانية من المهاجرين والأنصار ممن لم يشهد بدرأ، العباس بن عبد المطلب، ط: دار صادر، بيروت

مقدمہ کیے بغیر اس سے زمین نہیں لے سکتا تو اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہوگی کیوں کہ اس صورت میں مالک کو زمین حوالہ کرنے پر قدرت حاصل نہیں ہے اور جس چیز کو بھی حوالہ کرنے پر قدرت نہیں ہوتی اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہوتی۔^(۱)

زمین تقسیم سے پہلے فروخت کرنا

وراثت اور مشترکہ زمین اور جائیداد کو باضابطہ تقسیم کرنے سے پہلے فروخت کرنا جائز ہے۔ مثلاً: وارثوں میں سے ایک وارث مشترکہ زمین میں سے اپنا حصہ تقسیم سے پہلے فروخت کرنا چاہے تو فروخت کر سکتا ہے۔^(۲)

زمین خریدنے کے بعد قبضہ سے پہلے فروخت کرنا

”قبضہ سے پہلے فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۸/۵)

(۱) يلزم أن يكون المبيع مقدور التسليم) فبيع غير مقدور التسليم باطل، قال في القروي عن جواهر الفتاوى: باع عقاراً ملكه لكن في يد آخر، الفتوى على أنه لا يصح عملاً بقول محمد؛ لأنه لا يقدر على تسليمه اهـ۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۷۸/۱) المادة: ۱۹۸، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني في بيان المسائل المتعلقة بالمبيع، الفصل الأول في شروط المبيع، ط: دار الكتب العلمية) بيع ما هو غير مقدور التسليم باطل۔ (شرح المجلة لخالد الأناسي: (۱۰۱/۲) المادة: ۲۰۹، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني في بيان المسائل المتعلقة بالمبيع، الفصل الثاني في شروط المبيع، ط: رشيدية)

شامی: (۶۱/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في حكم إيجاز البرك والاصطياد، ط: سعيد۔

(۲) بيع حصة شائعة معلومة كالثلاث والنصف والعشر من عقار مملوك قبل الافراز صحيح۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۸۳/۱) المادة: ۲۱۳، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني في المسائل المتعلقة بالمبيع، الفصل الثاني في ما يجوز بيعه وما لا يجوز، ط: دار الكتب العلمية)

يجوز بيع العقار قبل القبض۔ (الهداية: (۷۹/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل: ط: زحمانية)

تبیین الحقائق: (۷۹/۳) كتاب البيوع، باب التولية، فصل: صح بيع العقار قبل قبضه، ط: إمداديه ملتان۔

زمین کا زمین سے تبادلہ کرنا

زمین کا زمین سے تبادلہ کرنا بیع ہے لہذا ایسی بیع لازم ہو جائے گی^(۱) اور بعد میں ایسی بیع کو ختم کرنا چاہیں تو دونوں فریق کی رضامندی ضروری ہوگی، یک طرفہ کسی ایک فریق کو اس قسم کے سودے کو ختم کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔^(۲)

۸۸

زمین کی فصل

اگر کسی نے ایسی زمین فروخت کی جس میں فصل ہے تو فصل کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر بائع (سیلر) نے زمین فروخت کرتے وقت فصل کے ساتھ فروخت کی یا مشتری (خریدار) نے زمین خریدتے وقت یہ کہا تھا کہ میں نے فصل کے ساتھ خریدی ہے تو ان دونوں صورتوں میں مشتری کو زمین کے ساتھ فصل بھی ملے گی، اور اگر خرید و فروخت کے وقت فصل کا کوئی تذکرہ نہیں ہوا تو فصل بائع ہی کی ملک میں رہے گی اور مشتری کو صرف زمین ملے گی، البتہ بائع پر فصل کو فوری طور پر کاٹ لینا لازم ہوگا تا کہ خالی زمین مشتری کو حوالہ کر دے یا فصل پکنے تک مشتری سے زمین

(۱) بیع المقایضۃ بیع العین بالعین أي مبادلة مال بمال غیر التقدین - (شرح المجملۃ لرسنم باز: ۵۷/۱) المادة: ۱۲۲، الكتاب الأول فی البیوع، المقدمة فی الاصطلاحات الفقہیة، المصنفة بالبیوع، ط: دار الکتب العلمیة)

❏ وإذا حصل الإيجاب والقبول لزوم البیع ولا خيار لو احدث منهما - (الهدایة: ۲۰/۳) کتاب البیوع، ط: رحمانیة)

❏ الدر مع الرد: (۵۲۸/۳) کتاب البیوع، مطلب: ما یبطل الإيجاب سبعة، ط: سعید۔

(۲) لأن أحد المتعاقدين لا یفرد بالفسخ كما لا یفرد بالعقد - (الهدایة: ۱۵۳/۳) کتاب أدب القاضی، باب التحکیم، مسائل شفی، ط: رحمانیة)

❏ تبیین الحقائق: (۱۹۸/۳) کتاب القضاء، باب مسائل شفی، ط: إمدادیه ملتان۔

❏ البحر الرائق: (۶۳/۷) کتاب القضاء، باب التحکیم، مسائل شفی، ط: رشیدیہ۔

زمین کی نشاندہی

زمین فروخت کرنے کے بعد اس کی نشاندہی کے لئے آدمی بلائے جاتے ہیں، تو اس کا خرچہ ادا کرنا بائع پر ہے، کیونکہ زمین فروخت کرنے کے بعد اس کو مشتری (خریدار) کے حوالہ کرنا بائع (سیلر) کی ذمہ داری ہے، اور حوالہ کرنے کے

(۱) ولا يدخل الزرع في بيع الارض الا بالتسمية لانه متصل به للفصل فشا به المتاع الذي فيه... ويقال للبائع: اقطعها وسلم المبيع وكذا اذا كان فيها زرع لان ملك المشتري مشغول بملك البائع فكان عليه تفرغه وتسليمه كما اذا كان فيه متاع۔ (الهداية: ۳/۲۶) كتاب البيوع، ط: رحمانيه
 ❏ والزرع والثمر لا يدخلان في المبيع استحساناً الا ان يشترط المبتاع۔ (هنديّة: ۳/۳۳) كتاب البيوع، الباب الخامس فيما يدخل تحت البيع، الفصل الثاني فيما يدخل في بيع الأراضي والكروم، ط: رشديه

❏ بدائع الصنائع: (۵/۱۶۴) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد۔

❏ تبيين الحقائق: (۳/۱۱) كتاب البيوع، ط: امداديه ملتان۔

❏ باع ارضاً بدون الزرع فهو للبائع باجر مثلها، استشكله بان يجب على البائع قطعه وتسليمه الارض فارغاً، وجوابه انه محمول على ما اذا كان برضى المشتري۔ (النهر الفائق: ۳/۳۵۸) كتاب البيوع، ط: رشديه

❏ قوله: ويؤمر البائع بقطعها، أي: في ما اذا باع ارضاً فيها زرع أو شجر عليه ثمر لم يشترطه حتى بقي الزرع والثمر على ملك البائع... لان ملك المشتري مشغول بملك البائع فيجب على تسليمه فارغاً... قوله: وما في الفصولين: باع ارضاً بدون الزرع فهو للبائع باجر مثلها محمول على ما اذا رضى المشتري اى رضى بابقاء الزرع باجر مثل الارض والا امر البائع بالقلع توفيقاً بين كلامهم۔ (شامی: ۳/۵۵۲) كتاب البيوع، مطلب في بيع الثمر والزرع والشجر مقصوداً، ط: سعيد

❏ وان رضى المشتري بابقاء الزرع بأجر مثل الارض صح۔ (الفقه الحنفی في ثوبه الجديد: ۳/۹۱) ما يدخل في البيع وما لا يدخل، ط: دار القلم۔

❏ جامع الفصولين: (۲/۷۳) الفصل الثاني والثلاثون في بيع العصب والرهن والمستاجر وبيع الارض المدفوعة مزارعة، ط: اسلامي كتب خانہ۔

❏ غمز عيون البصائر شرح الاشباه والنظائر: (۳/۳۳) الفصل الثالث، خاتمة: الكلام في اجرة المثل، ط: دار الكتب العلمية۔

لئے نشاندہی کرنا ضروری ہے لہذا اس کا خرچہ بائع پر ہے۔^(۱)

زمین کے اقالے میں خریدار بیچ نامہ لایا

۹۰

خریدار زمین خریدنے کے بعد بائع (سیلر) کے پاس بیچ نامہ لایا تاکہ زمین کا سودا واپس کر دے، بائع نے اس سے ”بیچ نامہ“ لے لیا اور زمین میں کچھ تصرف کیا تو یہ اقالہ ہو گیا۔^(۲)

زمین کے بغیر پانی فروخت کرنا

”پانی فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۴/۲)

زمین مشترکہ سے اپنا حصہ فروخت کرنا

”مشترکہ زمین سے اپنا حصہ فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۲/۲)

زندہ جانور تول کر بیچنا

اگر خریدار اور فروخت کرنے والا جانور کو وزن کر کے خرید و فروخت کرنے پر راضی ہو جائیں تو زندہ جانور کو وزن کر کے نقد رقم یا کسی اور چیز کے عوض میں خریدنا

(۱) عن عثمان رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال له: اذا بعت فكل ما اذا ابعت فاكل.

(بخاري: (۲۸۵/۱)، كتاب البيوع، باب الكيل على البائع والمعطي، ط: قديمي)

المصارف المتعلقة بتسليم المبيع تلزم البائع وحده. (شرح المجله لرستم باز: (۱۱۹/۱) المادة:

۲۸۹، الكتاب الأول البيوع، الباب الخامس، الفصل الثالث في حق مكان التسليم، ط: فاروقيه)

درر الحکام شرح مجله الأحكام: (۲۷۱/۱) المادة: ۲۸۹، ايضاً، ط: دار الجليل.

مجمع الانهر: (۳۷/۳) كتاب البيوع، فصل، ط: دار الكتب العلمية.

(۲) (الإقالة بالتعاطي القائم مقام الإيجاب والقبول صحيحة) ولو كان التعاطي من أحد الجانبين هو

الصحيح. (شرح المجله لرستم باز: (۷۵/۱) المادة: ۱۹۲، الكتاب الأول في البيوع، الباب الأول

في بيان المسائل المتعلقة بعقد البيع، الفصل الخامس في إقالة البيع، ط: مكتبة فاروقيه)

شرح المجله لخالد الأثاسي: (۷۸/۲) رقم المادة: ۱۹۲، ط: رشيديه.

الفتاوى الهندية: (۱۵۷/۳) كتاب البيوع، الباب الثالث عشر في الإقالة، ط: رشيديه.

اور فروخت کرنا دونوں جائز ہیں، کیوں کہ ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں، بشرطیکہ متعین جانور کافی کلو کے حساب سے نرخ طے کر لیا گیا ہو اور جانور کا وزن کرنے کے بعد اس کی قیمت بھی متعین کر لی گئی ہو۔

اس کی صورت یہ ہے کہ خریدار کو مثلاً ایک بکرے کی ضرورت ہے، تاجر کے پاس جا کر وہ بکروں میں سے ایک بکر اپسند کر لیتا ہے اور تاجر اس کو بتا دیتا ہے کہ اس بکرے کا نرخ تین سو روپے کلو ہے اور اس بکرے کو خریدار کے سامنے وزن کر کے بتا دیتا ہے کہ مثلاً یہ بیس کلو کا ہے، اب اگر خریدار اس کو قبول کر لے تو بیع منعقد ہو جائے گی اور اس طرح کی گئی خرید و فروخت شرعاً جائز ہوگی۔

یہاں دو باتیں الگ الگ ہیں، ایک یہ کہ جانور کو وزن کر کے بیچنا اور خریدنا دوسری بات یہ ہے کہ جانور کو موزون قرار دینا اور اس پر موزونی اشیاء کے فقہی احکامات جاری کرنا۔

پہلی بات کی بنیاد پر جانور کو وزن کر کے بیچنا اور خریدنا جائز ہے کیوں کہ ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ نیز یہ کہ جن چیزوں کا کیلی، وزنی یا عددی ہونا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں منصوص یا معلوم ہو ان کی وہ حیثیت تبدیل نہیں ہوتی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں جانور کا عددی ہونا معلوم ہے، البتہ جن چیزوں کا کیلی یا وزنی ہونا منصوص نہیں تو ان کا مدار عرف پر ہے اگر عرف ان کے کیل کرنے کا ہے تو وہ کیلی ہیں اور اگر عرف وزن کرنے کا ہے تو وہ وزنی ہیں۔^(۱)

(۱) وعن عبادة بن الصامت رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثلٍ سواي بسواي يذأ بذي إذا اختلفت هذه الأصناف فبيعوا كيف شئتم إذا كان يذأ بذي. رواه مسلم. (مشكاة المصابيح: ۲۳۳) كتاب البيوع، باب الربوا، الفصل الأول، ط: قديمي =

زندہ جانور کی کھال فروخت کرنا

جانور ابھی تک زندہ ہے ذبح ہی نہیں ہوا تو اس کی کھال بیچنا جائز نہیں ہے یہ بیع فاسد ہے، اگر بیع ہو چکی ہے تو اسے فسخ کرنا ضروری ہے اور جب جانور کو ذبح کرنے کے بعد کھال الگ کر لی جائے تو دوبارہ بیع کر لی جائے۔^(۱)

زندہ جانور کی کھال بیچ کر جو رقم آئے گی وہ حلال نہیں ہوگی۔^(۲)

زیادہ آمد و رفت والی جگہ کا انتخاب کرنا

تجارتی میلے میں اسٹال لگانے کی جگہ منتخب کرنے سے پہلے ایک بار نمائش کی

= وکل شیئ نص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی تحریم النفاضل فیہ کیلا فہو کیلی ابدا وان ترک الناس الکیل فیہ ... وکل شیئ نص علی سحریمہ وزنا فہو وزنی ابدا وان ترک الناس الوزن فیہ ... ومالا نص فیہ ولم یعرف حالہ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعتبر فیہ عرف الناس، فان تعارفوا کیلہ فہو کیلی وان تعارفوا وزنہ فہو وزنی وان تعارفوا کیلہ ووزنہ فہو کیلی ووزنی۔ (الفتاویٰ الہندیہ: (۱۱۷/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ ومالا یجوز، الفصل السادس فی تفسیر الربا وأحكامہ، ط: رشیدیہ)

المحیط البرہانی: (۳۹۹/۹، ۳۳۰) کتاب البیوع، الفصل السادس فیما یجوز بیعہ ومالا یجوز، نوع آخر فی بیع الجنس بالجنس، ط: إدارة القرآن۔

المبسوط للسرخسی: (۱۸۰/۱۲) کتاب البیوع، بیع الشاة بالشاتین، ط: دار المعرفۃ۔

(۱) وفسد بیع ماسکت فیہ عن الثمن ... وصوف علی ظہر غنم۔ وجوزہ الثانی ومالک۔ وفي السراج: لو سلم الصوف واللبن بعد العقد لم ینقلب صحیحاً، وكذا كل ما اتصالة خلقي كجلد حیوان ونوی تمر۔ (الدر المختار مع الرد: (۶۰/۵، ۶۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی البیع الفاسد، ط: سعید)

ولو باع الجلد أو الكرش قبل الذبح لایجوز، فان ذبح بعد ذلك ونزع الجلد والكرش وسلم لاینقلب العقد جائزاً۔ (الفتاویٰ الہندیہ: (۱۲۹/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ ومالا یجوز، الفصل التاسع فی البیوع المتصلة بغيرها، ط: رشیدیہ)

البحر الرائق: (۷۵/۶) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔

(۲) -----

جگہ کا معائنہ کر لینا چاہیے، کسی بھی تجارتی میلے میں کچھ خاص جگہوں پر پیدل چلنے والوں کی آمد و رفت بہت زیادہ ہوتی ہے، لہذا ایسی جگہیں تلاش کرنی چاہئیں جو کہ داخلی راستوں، کھانے پینے کی جگہوں، آرام کرنے کے لیے مخصوص کمروں یا سیمینار کے کمروں یا نمائش کرنے والے بڑے اداروں کے نزدیک ہوں، اور نمائش کے آخری حصہ یا سامان اتارنے چڑھانے والی جگہوں اور رکاوٹ والی جگہوں یا کم آمد و رفت والی جگہوں سے دور ہوں۔^(۱)

زیادہ دینا قرض واپس کرتے وقت

”قرض واپس کرے تو زیادہ دے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۱/۵)

زیادہ دینے کا مطالبہ کرنا

”کچھ زیادہ دینے کا مطالبہ کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۵/۵)

زیادہ سے زیادہ نفع کی مقدار

”نفع کی زیادہ سے زیادہ مقدار“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۷/۶)

زیادہ قیمت پر بیچنا جھوٹ بول کر

”قیمت زیادہ لینا جھوٹ بول کر“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۳۱/۵)

(۱) من عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: طلب کسب الحلال لمن بعد الفریضۃ۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۳۲) کتاب البیوع، باب الکسب و طلب الحلال، الفصل الثالث، ط: قدیمی)

(۲) (طلب کسب الحلال لمن بعد الفریضۃ) أي علی من احتاج الیہ لنفسہ، أو لمن یلزمہ مؤنتہ۔ (مرقاۃ المفاتیح:

(۲۵۶) کتاب البیوع، باب الکسب و طلب الحلال، الفصل الثالث، ط: رشیدیہ)

(۳) المبسوط للسرخسی: (۲۳۵/۳۰) کتاب الکسب، ط: دار المعرفۃ۔

زیادہ قیمت کی لالچ میں غلہ دوسرے علاقے والوں کو فروخت کر

”بیچ مکروہ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۵/۲)

۹۳

زیادہ قیمت میں بیچ دیا ملازم نے

”قیمت زیادہ لے لی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۹/۵)

زیادہ قیمت میں بیچنا کم قیمت پر خرید کر

”کم قیمت پر خرید کر زیادہ قیمت میں بیچنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۲/۵)

زیادہ کام کو تھوڑا بتانا

”مشورہ صحیح دینا چاہئے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۰/۶)

زیادہ کمیشن کی خاطر مہنگے داموں فروخت کرنا

”بیچ مکروہ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۵/۲)

زیادہ لاگت کو کم کر کے بتانا

”مشورہ صحیح دینا چاہئے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۰/۶)

زیادہ مقدار میں خریدنے کی بناء پر قیمت میں کمی کرنا

”قیمتوں میں کمی کرنے کی مختلف صورتیں“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۱/۵)

زیادہ منافع کی امید پر کسی چیز کی فروخت میں تاخیر کرنا

اگر کوئی شخص کاروبار کے سلسلے میں کسی دوسرے شہر سے حیوانات کی خوراک

یا غلہ یا کھانے پینے کا سامان وغیرہ لائے اور اس وقت مارکیٹ میں مندی ہو اس لیے

یہ شخص ابھی مال فروخت نہ کرے بلکہ چند ماہ کے لیے مال روک لے تاکہ مارکیٹ

میں قیمت بڑھ جائے تو زیادہ منافع پر فروخت کرے تو یہ جائز ہے کیوں کہ اس میں مقامی لوگوں کی حق تلفی نہیں ہوتی، تاہم مسلمانوں کو تکلیف میں دیکھتے ہوئے ذاتی مفادات کو ترجیح دینا کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔

واضح رہے کہ ذخیرہ اندوزی میں بنیادی طور پر مقامی لوگوں کی حق تلفی کر کے اپنے منافع اور فوائد پیش نظر ہوتے ہیں لیکن کسی دوسرے شہر سے اجناس وغیرہ اپنے شہر یا گاؤں کو منتقل کرنے سے اس گاؤں والوں کی حق تلفی نہیں ہوتی۔^(۱)

مزید ”ذخیرہ اندوزی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۶/۳)

زیادہ منافع کے لیے ذخیرہ اندوزی کرنا

”ذخیرہ اندوزی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۶/۳)

زیادہ نفع نہ لینا

”نفع زیادہ نہ لینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۰/۶)

زیر و مارجن

اگر درآمد کنندہ، ایل سی کھلواتے وقت بینک کو بالکل رقم نہیں دیتا بلکہ بینک سے کاغذات چھڑوانے کے وقت ساری ادائیگی کرتا ہے، تو اس کو ”زیر و مارجن“ پر ”ایل سی“ کھلوانا کہتے ہیں۔

(۱) ومن احتكر غلة ضيعته او ماجلبه من بلد آخر فليس بمحتكر۔ (الهداية: ۳/۴۷۳) كتاب

الکراهية، فصل فی البيع، ط: رحمانیہ

ومن اشترى طعاماً فی مصر وجلبه الی مصر آخر واحتكره فيه فانه لا يكره، هكذا فی المحيط۔

(الهداية: ۳/۲۱۳) كتاب البيوع، الباب العشرون فی البياعات المکروهة، فصل فی الاحتكار، ط:

رشیدیہ۔

۱۲۹/۵) كتاب الاستحسان، ط: سعید۔

زینت

”زینت“ جس سے بدن کی کوئی خاص تقویت بھی نہیں، محض تفریح کی خواہش ہے، ظاہر ہے اس کام کے لیے کسی ناجائز چیز کے جائز ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔^(۱)

۹۶

زیورات آرڈر پر بنانا

”آرڈر پر زیورات بنانا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۵/۱)

زیورات میں دھوکہ

بعض سناریاں زیادہ اندازاً ۱۸ یا ۲۰ کیرٹ زیور بنا کر ۲۲ کیرٹ کی مہر لگا دیتے ہیں، یہ دھوکہ اور جھوٹ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔^(۲)

(۱) والحاجة كالجائع الذي لو لم يجد ما يأكله لم يهلك غير أنه في جهد ومشقة وهذا لا يبيح الحرام، ويبيح الفطر في الصوم - والمنفعة كالذي يشتهي خبز البر ولحم الغنم والطعام الدسم، والزينة كالمشتهي الحلوى والسكر - (غمز عيون الأبصار: (۲۷۷/۱) القاعدة الخامسة: الضرر يزال، الثانية: ما أبيع للضرورة يتقدر بقدرها، ط: دار الكتب العلمية)

☞ الأشباه والنظائر للسيوطي: (ص: ۸۵) القاعدة الثانية، ما أبيع للضرورة يتقدر بقدرها، ط: دار الكتب العلمية۔

☞ جواهر الفقه: (۳۵/۳) كتاب الحظر والإباحة، تنشيط الأذهان في الترقع بأعضاء الإنسان، ط: مكتبة دار العلوم كراچی۔

(۲) قال الله تعالى: لعنة الله على الكاذبين۔ (آل عمران: ۶۱)

☞ وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: آية المنافق ثلاث، زاد مسلم: ”وإن صام وصلى وزعم أنه مسلم“ ثم اتفقا: ”إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا أؤتمن خان۔“ (مشكاة المصابيح: (ص: ۷۱)، كتاب الإيمان، باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول، ط: قديمی)۔

☞ عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ قال: من غش فليس منا۔ (جامع الترمذی: (۲۳۵/۱)، أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)۔

اور کاریگروں کے لئے بھی دکاندار کی بات مان کر ایسی مہر لگانا جائز نہیں ہے
ورنہ کاریگر بھی دھوکہ اور تھوٹ کے گناہ کے مرتکب ہوں گے۔^(۱)

زیور جڑاؤ ہو

اگر زیور کا زیور ہی سے تبادلہ کرنا ہو اور دونوں طرف کا زیور جڑاؤ ہو تو ہر طرح
سے زیور کا زیور کے بدلے تبادلہ کرنا جائز ہوگا، اس وقت ایک طرف کا زائد سونا
دوسرے کے گینوں کی قیمت ہو جائے گی، دونوں طرف ایسا ہی سمجھا جائے گا۔^(۲)

زیور دونوں طرف سادہ ہو

اگر زیور کا زیور ہی سے تبادلہ کرتے وقت دونوں طرف کا زیور سادہ ہو اور
دکان دار کا زیور گاہک کے زیور کے وزن کے برابر ہو یا اس سے وزن میں کم ہو اور
دکان دار گاہک سے مزید کچھ لینا چاہتا ہے تو اپنے زیور کے ساتھ ”ایمی ٹیشن“ کا کوئی

(۱) ولا تعاونوا علی الیثم والعدوان واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب. (المائدہ: ۲)

(۲) ولا تعاونوا علی الیثم والعدوان یعنی لا تعاونوا علی ارتکاب المنہیات ولا علی الظلم. (احکام
القرآن للقرطبی: (۱۹/۳)، المائدہ: ۲، ط: دار الفکر).

قال: النووی: فیہ تصریح بتحريم كتابة المترابین والشهادة علیہا وبتحريم الإغانة علی الباطل.
مرفقة المفاتیح: (۳/۶) کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: رشیدیہ.

(۲) ولو وكله بخاتم ذهب فسه باقوتة بیعه، فباعه بفضة أو ذهب أكثر مما فیہ، أو بخاتم من ذهب أكثر
وزنًا منه ولس فیہ فص فهو جائز، كما لو باعه المؤکل بنفسه، وهذا لأن المثل من الذهب بصیر بازاء
المثل والباقي بازاء الفص... وإن باعه بخاتم ذهب أكثر مما فیہ من الذهب أو أقل و فیہ فص وتقابضا
جواز. (المبسوط للسرخسی: (۲۶/۱۹) کتاب الوكالة، باب من الوكالة بالبیع والشراء، ط: دار
المعرفة)

الفتاویٰ الہندیة: (۲۲۱/۳) کتاب الصرف، الباب الثانی فی احکام العقد بالنظر إلى المعقود
علیہ، الفصل الثانی فی بیع السیوف المحلاة وما شابهها، ط: رشیدیہ

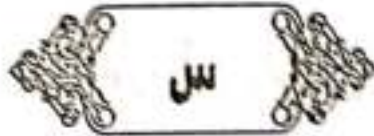
بدائع الصنائع: (۲۱۷/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما الشرائط فمنها قبض البدلین قبل الافتراق،
ط: سعید۔

زیور ساتھ کر دے تو جائز ہو جائے گا۔ اور اگر دکان دار کا زیور گاہک کے زیور سے زیادہ وزن کا ہے تو وہ گاہک سے زائد روپے بھی لے سکتا ہے۔^(۱)

زیور مورتیوں والے

”مورتیوں والے زیور“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۵/۶)

(۱) انظر الحاشية السابقة، رقم: ۲، علی الصفحة السابقة۔



ساتھی کی بیع

”کوئٹہ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۹/۵)

سادہ اور نگینہ والے زیور کا تبادلہ

☆ اگر جڑاؤ زیور دکان دار کا ہو اور سادہ زیور گاہک کا ہو تو خواہ گاہک کے زیور کا سونا دکان دار کے زیور میں موجود سونے سے کم ہو یا زیادہ ہو یا اس کے برابر ہو، ہر صورت میں تبادلہ کرنا اور زائد روپے لینا جائز ہے۔

☆ اگر سادہ زیور دکان دار کا ہو اور جڑاؤ والا زیور گاہک کا ہو تو اگر گاہک کے زیور میں سونا دکان دار کے سونے سے کم ہو تو دکان دار گاہک سے روپے لے سکتا ہے، اور اگر گاہک کے زیور میں موجود سونا دکان دار کے سونے کے مساوی ہو یا زائد ہو تو دکان دار گاہک سے مزید روپے نہیں لے سکتا۔^(۱)

(۱) لاباس بیع خاتم فیہ فص بخاتمین فیہما فسان، وکذلک السیف المحلی بسیفین. (الہندیہ:

۲۵۱/۳)، کتاب الصرف، الباب السادس فی المتفرقات، ط: رشیدیہ

المحیط البرہانی: (۵۰۱/۱۰)، کتاب الصرف، الفصل الرابع والعشرون فی المتفرقات، ط:

ادارۃ القرآن۔

فتاویٰ التاتاریخانیہ: (۷۳/۱۰)، کتاب الصرف، الفصل الرابع والعشرون فی المتفرقات، مکتبہ

فاروقیہ۔

☆ واذا اشتری فضة بیضاء جیدة بفضة سوداء باکثر منها، ومع البیضاء ذهب أو فلوس أو عروض فهو

جائز عندنا، وعند الشافعی رحمہ اللہ لایجوز... وعندنا یجعل من السوداء یازاء البیضاء مثل وزنها،

والبالی یازاء ما زاد ترجیحا لجهة الجواز علی جهة الفساد... وعلی هذا لو اشتری منطقة، أو سیفا

محلّی بدرہم اکثر منها ووزنہا ووزنہا لایجوز عندنا. (المبسوط للسرخسی: (۱۱/۱۳) کتاب الصرف، ط: دار

المعرفة) =

سادہ زیور دونوں طرف ہو

”زیور دونوں طرف سادہ ہو“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۷/۴)

۱۰۰

سادھوؤں کا لباس

کیڑے کی خرید و فروخت مسلمانوں کے لیے شرعاً جائز ہے، کفار ان کو خرید کر جس طرح چاہیں اور جس کام کے لیے چاہیں استعمال کریں، مسلمانوں پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔^(۱)

اور خاص طور پر ایسا کیڑا بھی فروخت کرنا درست ہے، اور سادھوؤں کا خاص لباس فروخت کرنا بھی جائز ہے، کفار کا خاص لباس کچھ اعزاز کی چیز نہیں، بلکہ

= وكذا إذا باع سيفاً محلياً بالفضة مفردة أو منطقة مفضضة أو لجاماً أو سرجاً أو سكيناً مفضضة أو جارية على عنقها طوق فضة بفضة مفردة، والفضة أكثر، حتى جاز البيع كان بحصة الفضة صرفاً، ويراعى فيه شرائط الصرف، وبحصة الزيادة التي هي من خلاف جنسها بيعاً مطلقاً فلا يشترط له ما يشترط للصرف، فإن وجد التقابض وهو القبض من الجانبين قبل التفرق بالأبدان تم الصرف والبيع جميعاً. (بدائع الصنائع: (۲۱۷/۵)، كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط فمئها قبض البدلين قبل الافتراق، ط: سعيد).

فتاویٰ الہندیہ: (۲۲۱/۳)، کتاب الصرف، الباب الثانی فی أحكام العقد بالنظر إلى المعقود علیہ، الفصل الثانی فی بیع السیوف المحلاة... إلخ، ط: رشیدیہ
(۱) لایکرہ بیع الجاریۃ المغنیۃ، والکبش النطوح، والدیك المقاتل، والحمامة الطیارة؛ لأنه لیس عینہا منکر، وإنما المنکر فی استعمالہ المحظور. (تبیین الحقائق: (۱۹۹/۴)، باب البغاة، ط: دار الکتب العلمیۃ، بیروت).

سراج آجر بیتا لیخذ فیہ ناراً أو بیعة أو کنیسة، أو باع فیہ الخمر، فلا بأس بہ، وكذا كل موضع تعلقت المعصية بفعل فاعل مختار. (خلاصة الفتاوی: (۳۷۷، ۳۷۶/۳)، الفصل التاسع فی المتفرقات، ط: امجد اکیڈمی، لاہور).

ولا بأس بأن یواجر داراً من الذی یسکنہا، فإن شرب فیہ الخمر، أو عبد فیہا الصلیب أو دخل فیہا الخنزیر، لم یلحق المسلم بئم فی شیء من ذلك، لأنه لم یواجرها لذلك والمعصية فی فعل المستاجر. (المبسوط للسرخسی: (۳۳/۱۶)، کتاب البيوع، باب الاجارة الفاسدة، ط: غفاریہ).

خاص وضع کے اعتبار سے اس میں ان کی تذلیل ہے،^(۱) تاہم ایسی چیزوں کی تجارت سے بچنا بہتر ہے۔^(۲)

سامان بدل کر آئے

”بدل کر آئے ہوئے سامان“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۹/۲)

سامان بکوا یا

”سودا بکوا یا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۹/۳)

سامان تبدیل ہو جائے

☆ اگر جہاز یا بس یا ریل گاڑی وغیرہ میں بیگ وغیرہ تبدیل ہو گیا، غلطی سے کسی دوسرے کا بیگ آ گیا تو اس کا استعمال جائز نہیں، کیونکہ یہ یقین نہیں کہ جس نے آپ کا بیگ اٹھایا ہے یہ بیگ بھی اسی کا ہو جو آپ اٹھا کر لائیں ہیں، اور اگر ایسا ہو بھی تب بھی چونکہ رضامندی کے ساتھ باہمی تبادلہ کا کوئی معاملہ نہیں ہو اس لیے جو بیگ وغیرہ ملا ہے اس کا حکم لفظ کا ہوگا، یعنی پہلے یہ کوشش کی جائے کہ اس کا مالک مل جائے اور اس کو واپس کر دیا جائے، اور اگر مالک کے ملنے سے مایوسی ہو جائے تو مالک کی طرف سے غریبوں کو صدقہ کر دیا جائے، اور اگر مالک نہ ملے اور خود بھی زکوٰۃ

(۱) وفي المحيط: لا يكره بيع الزانير من النصراني والقلنسوة من المجوسي؛ لأن ذلك إذلال لهما. (شامی: ۳۹۲/۶)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۲۵/۳)، كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: دار الكتب العلمية

المحيط البرهاني: (۳۷۰/۹)، كتاب البيوع، الفصل الخامس والعشرون: في البياعات المكروهة والأرباح الفاسدة وما جاء فيها من الرخصة، ط: إدارة القرآن

(۲) قلت: وأفاد كلامهم أن ما قامت المعصية بعينه بكرة ببعه تحرهما وإلا فتنزها. (الدر المختار: ۳/۳)

(۳۶۸)، كتاب السير، باب البغاة، ط: سعيد

البحر الرائق: (۱۳۳/۵)، كتاب السير، باب البغاة، ط: سعيد

النهر الفائق: (۲۶۸/۳)، كتاب الجهاد، باب البغاة، ط: رشديه

کا مستحق ہے تو اس کو خود بھی استعمال کر سکتا ہے۔^(۱)

☆ اسی طرح اگر کسی شخص کی مسجد سے چپل، جوتے تبدیل ہو گئے تو اس کا استعمال کرنا جائز نہیں، کیونکہ اولاً تو یہ یقین نہیں کہ جس نے جوتا لیا ہے یہ جوتا اسی کا ہے، اور اگر ایسا ہو بھی تو بھی چونکہ رضامندی کے ساتھ باہمی تبادلہ کا کوئی معاملہ نہیں ہوا، اس لیے جو جوتا ملا ہے اس کا حکم لفظ کا ہوگا۔^(۲)

۱۰۲

سامان خرید کر لانا

”منڈی سے فلاں سامان خرید کر لانا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۹/۶)

سامان خرید کے واپس لینے نہیں آیا

اگر کسی نے دکاندار سے کوئی چیز خریدی، اور پیسے بھی ادا کر دیئے، لیکن سامان لیکر جانا بھول گیا، اور سامان دکان میں ہی رہ گیا، اور اس کے بعد سامان لینے کے لیے دوبارہ نہیں آیا، تو اگر دکان دار کے پاس خریدار کا فون نمبر وغیرہ ہے تو اس

(۱، ۲) امرأة وضعت ملاتها فجاءت امرأة أخرى ووضعت ملاتها ثم جاءت الأولى وأخذت ملاتة الثانية وذهبت لا ينبغي للثانية أن تنتفع بملاتة الأولى؛ لأنه انتفاع بملك الغير، فإن أرادت أن تنتفع بها قالوا ينبغي أن تصدق هي بهذه الملانة على ابنتها إن كانت فقيرة على نية أن يكون ثواب الصدقة لصاحبها إن رضيت ثم تهب الابنة الملانة منها ليسعها الانتفاع بها؛ لأنها بمنزلة اللقطة وإن كانت غنية لا يحل الانتفاع بها، وكذا الجواب في المكعب إن سرق وترك له عوض. (الفتاوى الهندية: ۲/۲۹۵)

البحر الرائق (۱۵۸/۵)، كتاب اللقطة ط: سعيد

الشامية: (۲۸۵/۳)، كتاب اللقطة، مطلب أخذ صرف ميتة أو جلد هام ط: سعيد

فإن انتفع الراجع بهالو فقيرا، ولا تصدق أي من رفعها من الأرض: أي التقطها أو أتمى بالفاء فدل على أنه إنما ينتفع بها بعد الإشهاد والتعريف إلى أن غلب على ظنه أن صاحبها لا يطلبها، والمراد جواز الانتفاع بها والتصدق، وله إمساكها لصاحبها. (الشامية: ۲۷۹/۳)، كتاب اللقطة ط: سعيد

أبدان الصنائع: (۲۰۲/۶)، كتاب اللقطة، فصل وأما بيان ما يصنع بها ط: سعيد

سے رابطہ کرے، وہ جس طرح کہے اس پر عمل کرے۔^(۱)

۱۰۳

اور اگر رابطہ کی کوئی صورت نہیں، اور مالک کی آمد سے مایوسی ہو جائے اور چیز مزید بڑے رہنے سے خراب ہونے کا اندیشہ ہے یا دکاندار کے پاس رکھنے کے لئے جگہ نہیں تو اس کی دو صورتیں ہیں، یا تو بیچ کر اس کی رقم امانت کے طور پر محفوظ رکھے جب بھی مالک آجائے رقم حوالہ کر دے، اور دوسری صورت یہ ہے کہ مالک کی طرف سے نیت کر کے وہ چیز غریبوں میں صدقہ کر دے، خود استعمال نہ کرے۔^(۲)

سامان خود خریدنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت کا سامان کبھی خود خرید فرمایا ہے اور کبھی خادم اور وکیل کی معرفت بھی خریدا ہے، حالات اور وقت کے اعتبار سے دونوں سنت ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اونٹ خریدا، اور حضرت عبدالرحمن ابن ابی بکر رضی اللہ

(۱) یعنی ان يعرفها فی الموضوع الذی أصابها. وفي الجامع: فإن ذلك أقرب إلى الوصول إلى صاحبها. (الهداية: ۶۱۵/۲)، كتاب اللقطة، مكتبة شرکت علمیه ملتان

كما يعرف الملقط اللقطة في الأسواق والشوارع مدة يغلب على ظنه أن صاحبها لا يطلبها بعد ذلك هو الصحيح، كذا في مجمع البحرين. (الفتاوى الهندية: ۲۸۹/۲)، كتاب اللقطة، ط: رشیدیہ

(۲) بما يتبع بها بعد الإشهاد والتعريف إلى أن غلب على ظنه أن صاحبها لا يطلبها والمراد جواز الانشاع بها والتصدق وله إمساكها لصاحبها. وفي الخلاصة: له بيعها أيضا وإمساك ثمنها. (الشامية: ۲۷۹/۲)، كتاب اللقطة، ط: سعید۔

كما هو الواقع: (۱۵۳/۵)، كتاب اللقطة، ط: سعید

كما في فتاوى الهندية: (۲۸۹/۲)، كتاب اللقطة، ط: رشیدیہ

بها. (بدائع الصانع: ۲۰۲/۲)، كتاب اللقطة، فصل وأما بيان ما يصنع بها، ط: سعید

المسوط للسرْحسي: (۹/۱۱)، كتاب اللقطة، ط: دار المعرفة

عنہما کہتے ہیں کہ ایک بت پرست بکری لے کر آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بکری خریدی۔^(۱)

سامان دکھانے کے لئے لے گیا اور وہ ضائع ہو گیا
اگر خریدار سامان دکھانے کے لئے لے گیا اور وہ ضائع ہو گیا تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

❶ خریدار نے دکاندار سے کہا کہ یہ سامان یا یہ چیز مجھے دے دو، میں گھر لے جا کر دکھاتا ہوں یا اس بارے میں غور و فکر کرتا ہوں، ثمن کی تعیین نہیں کی اور دکاندار سے دے دے تو اس کو عربی زبان میں ”مقبوض علی سوم النظر“ کہتے ہیں یہ چیز خریدار کے پاس امانت ہوتی ہے، لہذا اگر خریدار کی غفلت اور زیادتی کے بغیر ہلاک ہو جائے تو اس پر ضمان نہیں ہے۔

❷ خریدار نے خریدنے کی غرض سے دکاندار سے کہا کہ یہ چیز یا یہ سامان

(۱) وقال ابن عمر اشترى النبي صلى الله عليه وسلم جملًا من عمر... وقال عبد الرحمن بن أبي بكر جاء مشرك بغنم فاشترى النبي صلى الله عليه وسلم منه شاة واشترى من جابر بعيراً. (صحيح بخاري: ۸/۲۸۱) كتاب البيوع، باب شري الإمام الحوائج بنفسه، ط: قديمي

وفي هذه الأحاديث مباشرة الكبير والشريف شراء الحوائج وإن كان له من يكفيه إذا فعل ذلك علي سبيل التراضع والاقتداء بالنبي صلى الله عليه وسلم فلا يشك أحد أنه كان له من يكفيه ما يريد من ذلك ولكنه كان يفعله تعليماً وتشريعاً. (فتح الباري: ۴/۳۳۰) كتاب البيوع، باب شراء الإمام الحوائج بنفسه، ط: دار المعرفة

عن عمرو بن أبي بن أبي الجعد البارقى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أعطاه ديناراً يشتري شاة فاشترى له شاتين فباع أحدهما بدينار وأتاه بشاة ودينار فدعا له رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيعه بالبركة فكان لو اشترى توأماً لربح فيه. (صحيح بخاري: ۸/۵۱۴) كتاب المناقب قبل باب فضائل اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، ط: قديمي

قال ابن الملك: فيه جواز التوكيل في المعاملات وكل ما تجرى فيه النيابة. (مرقاة المفاتيح: ۶/۱۲۳) كتاب البيوع، باب الشركة والوكالة، الفصل الأول، ط: رشيدية

مجھے دے دو اگر پسند آئی تو سو روپے پر لے لوں گا یا دکاندار نے اسے کہا کہ اس کی قیمت سو روپے ہے ایسی چیز کو عربی زبان میں ”مقبوض علی سوم الشراء“ کہتے ہیں، اگر یہ چیز خریدار کے پاس ہلاک ہو جائے یا ضائع ہو جائے تو خریدار ضامن ہوگا اور اس کو سو روپے ادا کرنا پڑے گا۔^(۱)

سامان دلال کے پاس امانت ہے

”دلال کے پاس سامان امانت ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۹/۳)

سامان دیتے وقت عیب چھپانا

خریدار کو سامان بیچتے وقت صرف اچھائیاں بیان کرنا، اور عیوب اور خامیوں کو چھپانا درست نہیں، مزید یہ کہ بعد میں یہ بات خریدار اور فروخت کرنے والے کے درمیان بد اعتمادی اور بد مزگی کا سبب بنتی ہے، اور فروخت کرنے والے کی ساکھ خراب ہو جاتی ہے، پھر اس کے بعد ایسے دکاندار سے لوگ سامان خریدنے سے بچتے ہیں، آخر میں دکان تباہ و برباد ہو جاتی ہے، اس لئے دکاندار اور کارخانہ

(۱) ... كالمقبوض علی سوم الشراء، فإنه بعد بیان الثمن مضمون بالقيمة... أما علی سوم النظر فغير مضمون مطلقاً. وقال المحقق الشامي رحمه الله: قلت: وبيان ذلك أن المساوم إنما يلزمه الضمان إذا رضي بأخذه بالثمن المسمي علی وجه الشراء، فإذا سمى الثمن البائع وتسلم المساوم الثوب علی وجه الشراء يكون راضياً بذلك كما إذا سمى هو الثمن وسلم البائع يكون راضياً بذلك فكأن التسمية صدرت منهما معاً، بخلاف ما إذا أخذه علی وجه النظر لأنه لا يكون ذلك رضا بالشراء بالثمن المسمي. فوله: أما علی سوم النظر) بأن يقول هاته حتى أنظر إليه أو حتى أريه غيري ولا يقول فإن رضيته أخذته، وفوله: مطلقاً: أي سواء ذكر الثمن أو لا.

ح عن النهي، ولا يخفى أن عدم ضمانه إذا هلك أمواله استهلكه القابض فإنه يضمن قيمته. (الدر المختار مع الرد: ۵۷۳، ۵۷۴) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب في المقبوض علی سوم الشراء، ط: سعيد.

شرح المعجل لستم باز: (۱۳۲/۱) المادة: ۲۹۸، الكتاب الأول البيوع، الباب الخامس في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل السادس فيما يتعلق بسوم الشراء وسوم النظر، ط: فاروقيه.

والوں پر ضروری ہے کہ فروخت کی جانے والی چیزوں کو عیب و خامی سے پاک رکھیں تاکہ بعد میں کسی قسم کی بد مزگی اور بد اعتمادی پیدا نہ ہو، اور اگر عیب دار چیز فروخت کرنی ہے تو خریدار کو پہلے سے بتادیں۔^(۱)

سامان دے کر واپس لینے نہیں آیا

اگر کوئی آدمی گھڑی ساز ہے، یا کاریگر یا دھوبی یا درزی یا کوئی بھی ایسا شخص جو لوگوں کی مختلف چیزوں کی مرمت کرتا ہے، لوگ اُسے اپنی چیزیں مرمت کے لئے دے کر جاتے ہیں، یا دھونے کے لئے کپڑے دے کر جاتے ہیں، اس کے بعد لینے کے لئے واپس نہیں آتے، تو ایسی صورت میں اگر مالکان کی آمد سے مایوسی ہو جائے، اور ان سے رابطہ کرنے کا کوئی ذریعہ بھی نہیں، اور چیز مزید پڑے رہنے سے خراب ہونے کا اندیشہ ہے تو ان چیزوں کو مالک کی طرف سے نیت کر کے غریبوں کو صدقہ

(۱) عن العداء بن خالد، قال: كتب لي النبي صلى الله عليه وسلم: هذا ما اشترى محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم من العداء بن خالد، بيع المسلم من المسلم، لا داء ولا خبث، ولا غائلة.... وقال عقبه بن عامر: لا يحل لامرء يبيع سلعة يعلم أن بها داء إلا أخبره عن حكيم بن حزام رضي الله عنه، قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا... فإن صدقا وبينا بورك لهما في بيعهما، وإن كتما وكذبا محقت بركة بيعهما. (صحيح البخاري: ۷۹۱/۲)، كتاب البيوع، باب إذا بين البيعان ولم يكتما ونصحا، ط: قديمي)

عن حكيم بن حزام رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا فإن صدقا وبورك لهما في بيعهما وإن كذبا محقت بركة بيعهما۔

قولہ: فإن صدقا وبينا، أى صدق البائع فى إخبار المشتري بصفة المبيع وبين العيب إن كان فى السلعة. (تكملة فتح الملهم: ۳۷۷/۱)، كتاب البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ط: مكتبة دار العلوم)

عن رجل أراد أن يبيع السلعة المعيبة وهو يعلم يجب أن يبينها. (الفتاوى الهندية: ۲۱۰/۳)، كتاب البيوع، الباب العشرون فى البيعات المكرهة والأرباح الفاسدة، ط: رشيدية)

ذكر فى البحر أول الباب بعد ذلك عن البزازیة عن الفتاوى: إذا باع سلعة معيبة عليه البيان. (الشامية: ۳۷۵/۵)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب فى جملة ما يسقط به الخيار، ط: سعيد)

کردیں خود استعمال نہ کریں۔^(۱)

۱۰۷

سامان زیادہ دید یا ملازم نے

اگر دکاندار کے ملازم نے دکاندار کے علم میں لائے بغیر سامان زیادہ دے دیا، اور یہ بات خریدار کو بعد میں معلوم ہوئی، اب اگر مالک کے پاس جا کر راز افشاء کرتا ہے تو ملازم کی ملازمت جاتی ہے اور اگر نہیں کہتا ہے تو حق بھی رہ جاتا ہے، اور چوری میں تعاون بھی ہوتا ہے، تو ایسا آدمی دکان کے مالک کو یہ کہہ کر رقم ادا کرے کہ حساب میں اتنے روپے آپ کے میری طرف ہیں، وہ یہ ہیں، لے لیجیے، یہ صورت زیادہ بہتر ہے۔^(۲)

اگر کسی وجہ سے ایسا نہیں کر سکتا تو ہدیہ کے طور پر دے دے، ملازم کے خیانت کرنے سے وہ سامان خریدار کے لئے حلال نہیں ہوگا۔^(۳)

(۱) فان كانت اللقطة مما لا يبقى إذا أتى عليه يوم أو يومان عرفها حتى إذا خاف أن تفسد تصدق بها لأن المقصود من التعريف إيصالها إلى صاحبها فتقيد مدة التعريف بالوقت الذي لا يفسد فيه لأن بعد الفساد لا فائدة لصاحبها إيصالها إليه وقد بينا أن التصدق بها طريق لحفظها على صاحبها من حيث الثواب فيصير إلى ذلك إذا خاف أن تفسد العين. (المبسوط للسرخسي: (۹/۱۱)، كتاب اللقطة، ط: دار المعرفة)

▫ بدائع الصنائع: (۲۰۲/۶)، كتاب اللقطة، فصل وأما بيان ما يصنع بها، ط: سعيد

▫ وإن كانت اللقطة شيئاً لا يبقى عرفه حتى يخاف فسادها فيصدق به. (الهداية: (۵۹۷/۲)، كتاب اللقطة، ط: رحمانية)

(۲) قال الله تعالى {إن الله يأمركم أن تؤدوا الأمانات إلى أهلها} وذلك بالتسليم إليه عند القدرة. (تبیین الحقائق: (۲۱۶/۳) كتاب اللقطة، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

▫ عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ "أذا أمانة إلى من ائتمنك ولا تخن من خانك". (جامع الترمذی: (۲۳۹/۱) أبواب البيوع، ط: سعيد)

▫ المبسوط للسرخسي: (۱۱۶/۱۱) كتاب الوديعة، ط: غفارية، كوئٹہ

▫ شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ۳۲۶) رقم المادة، (۷۶۹، ۷۷۰) ط: مكتبة حنفية كوئٹہ

(۳) ليس لأحد أن يأخذ مال غيره بلا سبب شرعي. (شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ۶۲) رقم العادة: (۹۷) ط: مكتبة حنفية كوئٹہ) =

سامان صرف ایک کے پاس ہو

”مارکیٹنگ صرف ایک کے پاس ہو“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۱/۶)

۱۰۸

سامان فروخت کر کے اتنی رقم مجھے دینا باقی آپ لینا

کسی کو سامان فروخت کرنے کے لئے دینے کے بعد یہ کہنا کہ سامان فروخت کرنے کے بعد مجھے اتنی رقم دینا، باقی اس پر جو زائد رقم ملے وہ آپ کی ہے، تو یہ معاملہ ناجائز ہے، کیونکہ اس میں اجرت کی رقم متعین نہیں ہے۔^(۱)

سامان قبضے میں لینے سے پہلے بیچنا

بعض تاجر بعض مصنوعات جیسے فریژر، واشنگ مشین، سلائی مشین، اسٹری، گاڑی، پلنگ وغیرہ نمونے کے طور پر شوروم میں رکھتے ہیں جب کوئی گاہک ان اشیاء میں سے کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے تو وہ اس کے ساتھ قیمت طے کر کے فروخت کر دیتے ہیں، پھر وہ امپورٹ کرنے والے تاجر سے رابطہ کر کے مطلوبہ مقدار میں چیز خرید لیتے ہیں، اور اپنی یا کرایہ کی گاڑی میں رکھ کر گاہک کے گھر پہنچا دیتے ہیں، پھر اس کے بعد قیمت وصول کرتے ہیں، یہ بیع جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں سامان خرید کر قبضہ میں لینے سے پہلے دوسرے کو بیچ دیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔^(۲)

☞ قواعد الفقہ: (ص: ۱۱۰) رقم المادة: (۲۶۹) ط: الصدف پبلشرز

☞ الدر مع الرد: (۶۱/۳)، کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب فی التعزیر بأخذ المال، ط: سعید

☞ البحر الرائق: (۴۱/۵)، کتاب الحدود، باب حد القذف، فصل فی التعزیر، ط: سعید

(۱) ونفسد الإجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد، فكل ما أفسد البيع، يفسدها كجهالة ما جاور

أو أجرة. (الدر المختار: (۳۶/۶)، کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعید)

☞ الفتاوى الكاملة: (ص: ۱۹۴)، کتاب الإجارة، مكتبة القدس

☞ البحر الرائق: (۵۳۰/۷)، کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: رشیدیہ

(۲) عن عبد الله بن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يحل سلف وبيع... ولا بيع =

سامان کا عیب بتانا

۱۰۹

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب سامان بیچتے تھے تو اپنے سامان کے تمام عیوب اور نقص بتاتے تھے اور کچھ نہ چھپاتے تھے، چنانچہ جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ راوی کہتے ہیں کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ جب سامان بیچنے لگتے تو سامان کے پاس کھڑے ہو جاتے اور خریدار کو سامان کے تمام عیوب دکھاتے اور پھر اس کو اختیار دیتے کہ اب تم چاہو تو خریدو ورنہ رہنے دو، تو ان سے کہا گیا کہ آپ یوں کرتے رہے تو سامان نہیں بکے گا، تو فرماتے کہ ”ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلمان سے خیر خواہی کرنے پر بیعت کی ہے“ (۱)۔

= ماليس عندك. (جامع الترمذی: (۱/۲۳۳) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع ماليس عندہ، ط: سعید)
 عن حكيم بن حزام قال: سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم: فقلت يأتيني الرجل فيسألني من البيع ماليس عندي أتباع له من السوق ثم أبعه؟ قال: لا تبع ماليس عندك. (جامع الترمذی: (۱/۲۳۳) ايضاً، ط: سعید)
 مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمي.
 فيحرم بيع كل شيء قبل قبضه، طعاماً كان أو غيره. (تكملة فتح الملهم: (۱/۳۵۰) كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ط: دار العلوم كراچی)

لا يصح بيع المنقول قبل قبضه، لنهي عليه السلام: عن بيع مال يقبض. (مجمع الأنهر: (۳/۱۱۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

(۱) عن زياد بن علاقة سمع جرير بن عبد الله يقول: بايعت النبي صلى الله عليه وسلم على النصح لكل مسلم. (صحيح مسلم: (۱/۵۵)، كتاب الايمان، باب بيان أن الدين النصيحة، ط: قديمي)

عن أبي زرعة قال: قال جرير: بايعت رسول الله صلى الله عليه وسلم على السمع والطاعة والنصح لكل مسلم، قال فكان جرير إذا بايع انساناً قال: أمان ما أخذنا منك أحب إلينا مما أعطينا فاختر يريد بذلك إتمام بيعته. (السنن الكبرى للبيهقي: (۵/۲۷۱)، رقم الحديث: ۱۵۳۰۱، كتاب البيوع، باب المتبايعان بالخيار، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)

وروي ابن عجلان عن عون بن عبد الله قال: كان جرير إذا قام إلى السلعة بصر عيوبها، ثم خبره، فقال: إن شئت فاشتر، وإن شئت فاترك، فقبل له: إذا فعلت هذا لم يتخذ لك بيع، فقال: إنا بايعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم على النصح لكل مسلم. (شرح البخاري لابن بطلان: (۱/۱۳۱)، تفسير كتاب الايمان، باب قول الرسول صلى الله عليه وسلم ”الدين النصيحة لله ولرسوله ولأئمة المسلمين وعامتهم، ط: مكتبة الرشد“)

سامان یک مشت لانا

مال خریدتے وقت اکٹھا ہی خریدا جائے، اور یکمشت لایا جائے، مستقبل کی منصوبہ بندی اور ترتیب بنائے بغیر وقتی ضرورت کے پیش نظر تھوڑا تھوڑا سامان لاتے رہنا دانشمندی اور صحیح پیشہ وارانہ ترتیب کے خلاف ہے، ایک مقدار کو ایک ہی دفع کی بجائے بار بار لانے اور فراہم کرنے سے ایک تو وقت اور طاقت کا ضیاع ہوتا ہے، دوسرا اس سے نقل و حمل کے اخراجات میں بھی اضافہ ہوتا ہے، مزید یہ کہ تھوڑی تھوڑی مقدار میں خریدنے کی وجہ سے تھوک قیمت کی بجائے پرچون قیمت پر خریدنا پڑتا ہے، اس لئے ذمہ دار دکاندار کی ذمہ داری ہے کہ وہ خریداروں کی طلب دیکھ کر اچھی طرح غور کرے، اور سارے سامان کو یکمشت خریدنے کی کوشش کرے، البتہ اتنا بڑا آرڈر بھی نہ دے یا اکٹھا مال خریدنے کے چکر میں اتنا زیادہ مال بھی نہ خریدے کہ رقم اس میں پھنس کر منجمد ہو جائے، یا پڑے پڑے مال پرانا ہو جائے، یا اس کا موسم نکل جائے، یا اس کی ضرورت نہ رہے، یا اس کی عمدگی میں کمی آجائے، پھر اس کے بعد اونے پونے دام میں فروخت کرنا پڑے۔^(۱)

سامان کے کاغذات کی خرید و فروخت

”ڈاکومنٹس کو فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۰/۳)

= احیاء علوم الدین: (۱۰۳/۲)، کتاب آداب الکسب والمعاش، الباب الثالث فی بیان العدل واجتناب الظلم فی المعاملة، ط: رشیدیہ

(۱) والکمال فی أن لا یغین ولا یغین کما وصف بعضهم عمر رضی اللہ عنہ فقال کان اکرم من أن یخدع وأعدل من أن یخدع وکان الحسن والحسین وغیرهما من خيار السلف یتقون فی الشراء ثم یبیون مع ذلک الجزیل من المال، فقبل بعضهم تستقصی فی شرائک علی البسیر ثم تهب الكثير ولا تالی؟ فقال: إن الواهب یعطى فضله وإن المغبون یغبن عقله. (احیاء علوم الدین: (۸۰/۲، ۸۱)، کتاب آداب الکسب والمعاش، ط: دار المعرفۃ)

سامان لیتے رہنا اور پیسے بعد میں دینا

”دکان سے سامان لیتے رہنا اور پیسہ بعد میں دینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۱)

سامان میں شرکت

شرکت مفروضہ اور شرکت عنان کے لئے شرکاء جو مال جمع کریں گے وہ نقد کے قبیل سے ہونا ضروری ہے، مثلاً سونا چاندی یا روپیہ وغیرہ میں سے کسی کا ہونا ضروری ہے، سامان میں شرکت درست نہیں۔^(۱)

البتہ بعض مفتیان کرام نے موجودہ زمانے کی ضرورت اور ابتلائے عام کی وجہ سے امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب پر فتویٰ دینے کی گنجائش دی ہے۔^(۲)

سامان واپس کرنا چاہے

”واپس کرنا چاہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۳/۶)

(۱) كون رأس المال من قبيل النقود شرط لصحة شركة الأموال سواء كانت مفاوضة او عنانا فلا تجوز بالعروض والمكيل والموزون عندنا؛ لأنه يؤدى إلى ربح مالهم بضمن؛ لأنه إذا باع كل واحد منهما رأس ماله وتفاضل الثمن، فما يستحقه أحدهما من الزيادة فى مال صاحبه ربح مالهم يملك ومالهم بضمن. شرح المجلة للاتاسى: (۲۶۱/۳) المادة: (۱۳۳۸) الكتاب العاشر فى أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الثالث فى بيان الشروط الخاصة بشركة الأموال، ط: رشيدية

(۲) أما الشركة بالأموال فلها شروط، منها أن يكون رأس المال من الأثمان المطلقة وهى التى لاتعين بالعين فى المفاوضات على كل حال وهى الدراهم والدنانير عنانا كانت الشركة أو مفاوضة عند عامة العلماء للاتصح الشركة بالعروض، وقال مالک رحمہ اللہ: هذا ليس بشرط وتصح الشركة فى العروض. (بدائع الصنائع: ۵۹/۶)، كتاب الشركة، فصل وأما بيان شرائط جواز هذه الأنواع، ط: سعيد

(۳) حاشية الشلبى على التبيين: (۳۱۶/۳)، كتاب الشركة، ط: امداديه، ملتان

(۴) امداد الفتاوى: (۳۹۵/۳)، كتاب الشركة، القصص السنى فى حكم حصص كمپنى، ط: مكتبة دار العلوم كراچى

(۵) امداد الاحكام: (۳۶۲/۳)، مسائل جديدہ متعلقہ بیوع، عنوان: خریدارى حصص کے مختلف اداکام، ط: دارالعلوم کراچى

سانپ

احناف کے نزدیک سانپ حرام ہے، کھانا جائز نہیں ہے،^(۱) البتہ اگر یہ جانور کسی ضرورت مثلاً دوا کے طور پر خارجی استعمال میں مفید ہو تو اس کی خرید و فروخت جائز ہوگی ورنہ نہیں۔^(۲)

۱۱۲

سانپ کی کھال

بعض علاقوں میں غیر مسلم تو میں سانپ کو زندہ پکڑ کر بے ہوش کر کے اس کا چمڑہ نکال لیتی ہیں اور اس کو فروخت کرتی ہیں، تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر سانپ بڑا ہے اور اس کا چمڑا دباغت کو قبول کرتا ہے تو دباغت دینے کے بعد اس کا خریدنا اور بیچنا جائز ہوگا، اور اگر سانپ چھوٹا ہے تو اس کا چمڑا کسی حال میں بھی خریدنا اور بیچنا جائز نہیں ہوگا۔^(۳)

(۱) وكذلك ماليس له دم سائل مثل الحية والوزع وسام الأبرص وجميع الحشرات وهوام الأرض من الفارة والجراد... ولاخلاف في حرمة هذه الأشياء۔ (الفتاوى الهندية: ۲۸۹/۵)، كتاب الذبائح، الباب الثاني في بيان ما يؤكل من الحيوان، ط: رشيدية۔

الشامية: (۳۰۲/۶)، كتاب الذبائح، ط: سعيد

بدائع الصنائع: (۳۶/۵)، كتاب الذبائح والصيد، ط: سعيد

(۲) تخریج کے لئے "مینڈک" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۳) إذا كان احد العوضين أو كلاهما محرماً، فالبيع فاسد كالبيع بالميتة والدم... فنقول: البيع بالميتة

والدم باطل۔ (الهداية: ۴۹/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: شركة علميه ملتان

وبيع جلود الميتات باطل إذا لم تكن مذبوحة أو مدبوغة۔ (الخانية على هامش الهندية: ۱۲/۱۳۳)

، كتاب البيوع، فصل في البيع الباطل، ط: رشيدية۔

الشامية: (۷۳/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(وكل إهاب) ومثله المثانة والكرش قال القهستاني: فالأولى وما (دبغ) ولو بشمس (وهو

يحتملها طهر) فيصلى به ويتروا منه (ومالا) يحتملها (فلا) وعليه (فلا يظهر جلد حية) صغيرة ذكره

الزبيعي، أما قميصها فطاهر (وفأرة) كما أنه لا يظهر بد كاة لتقيدهما بما يحتمله۔

(قوله وعليه) أي وبناء على ما ذكر من أن ما لا يحتمل الدباغة لا يظهر (قوله جلد حية صغيرة) أي لها دم، =

سبزی پر پانی ڈال کر بیچنا

خاص طور پر گرمی کے موسم میں بعض سبزیوں پر پانی ڈالنا ضروری ہوتا ہے (۱۱۳) ورنہ سبزی مرجھا جاتی ہے، ایسی حالت میں ضرورت کی وجہ سے ایسی سبزیوں پر ضرورت کے بقدر پانی ڈالنا درست ہے۔^(۱)

مگر پانی کو سبزی کے بھلاؤ پر بیچنا درست نہیں بلکہ پانی کے وزن کے برابر

تمام مادہ لیا ہی طاهرہ، لما تقدم أنها لو وقعت في الماء لا تفسده أفاده ح (قوله أما قميصها) أي الحية كما في البحر عن السراج، وظاهره ولو كبيرة. قال الرحمتي: لأنه لا تحله الحياة فهو كالشعر والعظم (فتاوى شامی: (۲۰۳/۱)، كتاب الطهارة، باب العیاء، ط: سعید).

و لو صلى معه جلد حية أكثر من قدر الدرهم لا تجوز الصلاة، مذبوحة كانت أو غير مذبوحة، لأن جلدها لا يحتمل الدباغ لتقام الذكاة فيه مقام الدباغ، فأما قميص الحية فقد ذكر شمس الأئمة الحلواني رحمه الله في "صلاة المستنثى" قال بعضهم: هو نجس، (وقال بعضهم) هو طاهر. وأشار إلى أن الصحيح أنه طاهر فإنه قال عين الحية طاهر، حتى لو صلى وفي كبد حية خراء الحية يجوز، وإذا كان عين الحية طاهراً كان قميصها طاهراً. (المحيط البرهاني: (۲۷۴/۱)، كتاب الصلاة، الفصل الرابع عشر لعين على ومعشى، من النجاسات، ط: دار الكتب العلمية، بيروت لبنان)

و الصحيح أنه بيع كل شيء ينتفع به كذا في التناخانية (الهندية: (۱۱۳/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الرابع في بيع الحيوانات، ط: رشيدية)

و أما جلود السباع والحمر والبغال، فما كانت مذبوحة أو مذبوغة جاز بيعها، وما لا فلا، وهذا بناء على أن الجلود تطهر بالذكاة أو بالدباغ الا جلد الإنسان والخنزير. (الهندية: (۱۱۵/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الخامس، ط: رشيدية)

و إن كان له ثمن كالسقفور و جلود الخنزير ونحوها يجوز، والافلا. (شامی: (۲۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع دودة القرمز، ط: سعید)

و الحاصل ان جواز البيع يدور مع حل الانتفاع. (الدر الملتقى على هامش مجمع الانهر، (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفاريه كوئته)

و (وجلد الميتة قبل الذبح) أي لم يجز بيعه (وبعد بيعه وينتفع به). (البحر الرائق: (۱۳۳/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: رشيدية)

(۱) الضرورات تبيح المحظورات... والثانية: ما أبيع للضرورة بقدر بقدرها. (الاشباه والنظائر:

ص: ۸۷) الفن الأول: القواعد الكلية، القاعدة الرابعة: المشقة تجلب التيسر، ط: قديمي)

شرح المحجل لمستم باز: (۲۱/۱) المادة ۲۱، ۲۲، المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقيه.

قیمت کم کر دینا چاہئے۔^(۱) یہی حکم پھلوں کا بھی ہے۔

سبزی تازہ اور پرانی ملا کر فروخت کرنا

۱۱۳

جو سبزی پرانی ہو کر خراب نہیں ہوتی جیسے آلو، پیاز، لہسن وغیرہ ان کو تازہ سبزی کے ساتھ ملا کر فروخت کرنا جائز ہے، جب تک خراب نہ ہو، اور جو سبزی جلدی خراب ہو جاتی ہے، اس کو تازہ سبزی میں ملا کر بیچنا ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ دھوکہ ہے ایسی صورت میں تازہ اور پرانی سبزی الگ الگ کر کے بیچے یا گاہک پر یہ بات واضح کر دے کہ تازہ اور پرانی سبزی ملی ہوئی ہے، تاکہ گاہک پر عیب ظاہر ہو جائے لینا چاہے تو لے لے ورنہ چھوڑ دے۔^(۲)

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ غلہ کے ڈھیر کے

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام فأدخل يده فيه فمالت أصابعه بللاً فقال: يا صاحب الطعام ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا... قال أبو عيسى: والعمل على هذا عند أهل العلم كره الغش وقالوا: الغش حرام. (جامع الترمذي: (۲۴۵/۱) أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد) صحیح مسلم: (۷۰/۱) کتاب الإیمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم من غشنا فليس منا، ط: قديمي

الترغيب والترهيب: (۴۵۰/۲) کتاب البيوع، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية.

(۲) ولا بأس ببيع المغشوش إذا كان الغش ظاهراً كالحنطة بالتراب وإن طحنه لم يجز حتى يبينه. (الفتاوى الهندية: (۳۱۵/۳)، کتاب البيوع، الباب العشرون في البياعات المكروهة والأرباح الفاسدة، فصل في الاحتكار، ط: رشيدية)

ولا بأس ببيع المغشوش إذا بين غشه أو كان ظاهراً يرى، وكذا قال أبو حنيفة رحمه الله تعالى في حنطة خلط بها الشعير والشعير يرى لا بأس ببيعه، وإن طحنه لا يبيع. وفي الرد: قوله: وإن طحنه لا يبيع أي إلا أن يبين لأنه لا يرى. (الدر مع الرد: (۲۳۸/۵)، کتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب شري شجرة وفي قلمها ضرر، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۲۵۲/۳)، کتاب الصرف، الباب السادس في المتفرقات،

البحر الرائق: (۱۷۷/۶)، کتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد

پاس سے گزرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلہ والے سے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! اس پر بارش کا پانی لگ گیا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اس تر غلہ کو باقی غلہ کے اوپر کیوں نہ رکھا تا کہ لوگ اس کو دیکھتے، پھر فرمایا کہ جو شخص دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔^(۱)

سبزی خراب نکلے

کھیرا، لکڑی، خر بوزہ، بادام، اخروٹ وغیرہ کچھ خریدنا، جب انہیں توڑا تو وہ اندر سے بالکل خراب نکلے، تو یہ دیکھا جائے گا کہ کام میں آسکتے ہیں یا بالکل نکلے اور پھینک دینے کے قابل ہیں، اگر بالکل خراب اور نکلے ہوں تو پورا ثمن واپس کیا جائے گا اور اگر کام میں آسکتے ہوں تو جتنے دام بازار میں لگیں اتنے دیئے جائیں گے، پوری قیمت نہیں دی جائے گی۔^(۲)

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام ما هذا؟ قال: أصابته السماء، يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس؟ ثم قال من غش فليس منا... حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش، وقالوا الغش حرام. (جامع الترمذی: ۲۳۵/۱)، ابواب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد

اعلاء السنن: (۵۷/۱۳)، كتاب البيوع، أبواب بيع العيب، باب حرمة الغش، ط: ادارة القرآن
لايجل كتمان العيب في مبيع أو ثمن لأن الغش حرام. (الدر المختار مع الرد: ۴۷/۵)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب في جملة ما يسقط به الخيار، ط: سعيد

البحر الرائق: (۲۵/۶)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: سعيد
(۲) ولو اشترى بيضاً أو قثاءً أو جوزاً فوجد فاسداً ينتفع به رجع بنقصان العيب والإبكل الثمن أي إن لم يكن منتفعا به فإنه يرجع بجميع الثمن لأنه ليس بمال فكان البيع باطلاً. (البحر الرائق: ۵۴/۶)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: سعيد

لمبين الحقائق: (۳۷/۳)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: امداديه ملتان
العناية شرح الهداية: (۳۳۲/۶)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: دار الكتب العلمية
المبسوط للسرخسي: (۱۱۳/۱۳)، كتاب البيوع، باب العيوب في البيوع، العيوب التي يظعن المشتري بها، ط: دار المعرفة

سبسڈی (Subsidy)

”سبسڈی“ کا معنی امداد ہے، سبسڈی دینا، امداد دینا۔

۱۱۶

سب سے افضل کمائی

”افضل کمائی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۱/۱)

سب سے پاکیزہ کمائی

”پاکیزہ کمائی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۱/۲)

سب سے زیادہ پسندیدہ کھانا

”پسندیدہ کھانا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۵/۲)

ستر کھولنا ملازمت لینے کے لئے

”ملازمت کے لئے ستر کھولنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۳/۶)

سٹہ

”سٹہ“ اصل میں بیج پر قبضہ کرنے سے پہلے آگے فروخت کرنے کا نام ہے مثلاً ایک چیز چین سے پاکستان میں درآمد ہونے کے لئے چلی ہے، اس کے پاکستان پہنچنے سے پہلے ہی اس کی کئی ہاتھوں میں خرید و فروخت ہو جاتی ہے، یا اسٹاک ایکسچینج (Stock Exchange) میں مختلف کمپنیوں کے حصص کی خرید و فروخت ہوتی ہے حالانکہ ان کا صرف زبانی زبانی اس پر قبضہ ہوتا ہے۔

اسلام نے خریدی ہوئی چیز پر قبضہ کرنے سے پہلے بیچنے کو ناجائز قرار دیا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اناج (غلہ) خریدے وہ اس کو وزن کرنے سے پہلے فروخت

بذکرے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:
احسب کل شیء مثله۔^(۱)

یعنی میں ہر چیز کو انانج پر قیاس کرتا ہوں۔
مزید ”ڈیفینس“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۶/۳)

سٹہ بازی

”مصنوعی قلت پیدا کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۰/۶)

سٹہ کی حقیقت

”سٹہ“ کا یعنی تخمینہ اور اندازہ لگانا، موجودہ دور میں اسٹاک آپیکسج (Stock Exchange) میں سٹہ بازی زیادہ ہوتی ہے، جہاں کمپنیوں، ملوں اور بڑے بڑے اداروں کے شیئرز کی تجارت چلتی ہے، عام طور پر شیئرز بیچنے والے کے قبضہ میں شیئرز ہوتے نہیں، اور وہ انہیں آگے فروخت کر دیتا ہے، عجیب بات یہ ہے کہ خرید و فروخت کا یہ سلسلہ تسبیح کے دانہ کی طرح جاری رہتا ہے، حالانکہ بعض اوقات شیئرز موجود ہی نہیں ہوتے، بیچنے والے کی ملکیت میں نہیں ہوتے، اور بعض اوقات اس پر قبضہ بھی نہیں ہوتا مثلاً زید نے یکم جنوری کو اندازہ لگایا کہ ابھی تو شیل کمپنی کا شیئر سو روپے کا ہے، مگر مارچ کے مہینے میں ایک سو پچاس تک پہنچ جائے گا اس لئے اس نے ایک ہزار شیئرز خرید لئے ابھی زید نے شیئرز پر قبضہ نہیں کیا تھا کہ بکر کو کہا کہ

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من ابتاع طعاماً فلا یبعه حتی یستولبه، قال ابن عباس: وأحسب کل شیء مثله. (صحیح مسلم: ۵/۲) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، ط: قدیمی

کتابسنن ابی داؤد (۱۳۸/۲) کتاب الإجارة، باب بیع الطعام قبل أن یستوفی، ط: رحمانیہ
کتاب المحرم بیع کل شیء قبل قبضه، طعاماً کان أو غیره. (تکملة فتح الملهم: ۳۵۰/۱) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، ط: دار العلوم کراچی

میں شیل کمپنی کے ایک ہزار شیئرز فی شیئر ایک سو بیس کا فروخت کرتا ہوں، آپ خرید لیں، مارچ میں قبضہ دے دوں گا، بکر اس قیمت پر خرید لیتا ہے پھر قبضہ سے پہلے ہی عمر و پر ایک سو تیس روپے فی شیئر کے حساب سے بیچ دیتا ہے مارچ آنے تک بے شمار سودے ہو چکے ہوتے ہیں، اور ان تمام سودوں میں شیئرز کی خرید و فروخت مقصود نہیں ہوتی بلکہ آخر میں جا کر آپس کا فرق (ڈیفرنس Difference) برابر کرنا مقصود ہوتا ہے۔ شیئرز پر قبضہ نہیں ہوتا ہے اور قبضہ کرنا مقصد بھی نہیں ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر مذکورہ صورت میں جب مارچ کا مہینہ آئے گا تو دیکھا جائے گا کہ شیئرز کی مارکیٹ قیمت کیا ہے؟ اگر اتفاق سے قیمت زیادہ ہو گئی ہے مثلاً جنوری میں سو روپے تھی اور مارچ میں ایک سو پانچ ہو چکی ہے تو زید شیل کمپنی سے شیئرز نہیں لے گا بلکہ دونوں قیمتوں کے درمیان جو فرق ہے یعنی پانچ روپیہ فی شیئر تو زید اس کے حساب سے کمپنی سے پانچ ہزار روپے لے لے گا، یہی فرق باقی تاجر بھی اپنے بیچنے والوں سے وصول کریں گے، اور اگر قیمت کم ہو جاتی ہے مثلاً ایک شیئر پچانوے روپے کا ہو گیا ہے تو زید کمپنی کو فی شیئر دس روپے دے دے گا، اس طرح شیئرز کے خرید و فروخت کا سارا معاملہ ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ یہاں بیع (شیئرز) کا بعض اوقات وجود بھی نہیں ہوتا مگر اس کے ایک سے زائد سودے ہو چکے ہوتے ہیں اور ہوائی طور پر بہت کچھ کما لیا جاتا ہے، شریعت میں جو چیز ملکیت میں نہیں، یا منقولی چیز ہے خریدنے کے بعد قبضہ میں نہیں آئی تو ایسی چیزوں کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے، اور یہ حکم ایسا ہے کہ شریعت نے اس سے بہت سارے ناجائز کاموں کا دروازہ بند کر دیا ہے، اور اس وقت دنیا میں عام مارکیٹ اور الیکٹرونک مارکیٹ میں سٹے اور جوا کی تمام شکلیں تقریباً قبضہ سے پہلے خرید و فروخت کرنے پر مبنی ہیں، اور اسکی وجہ سے چیزوں کی قیمت بڑھ جاتی ہے اور مہنگائی میں اضافہ ہوتا ہے، اگر

شریعت کے حکم پر عمل کیا جاتا تو مہنگائی بھی نہیں ہوتی اور گناہ سے بھی بچ جاتے۔ (۱)

سچا امانت دار تاجر

سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء کرام اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا اور یہ تاجروں کے لئے بہت بڑی فضیلت ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: سچ بولنے والا امانت دار تاجر نبیوں اور صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ (۲)

(۱) عن عبد الله بن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يحل سلفاً... وبيع ولا بيع ماليس عندك. (جامع الترمذي: (۱/۲۳۳) أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية بيع ماليس عنده، ط: سعيد)
 عن حكيم بن حزام قال: سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم: فقلت يا نبي الرجل فيسألني من البيع ماليس عندي أتباع له من السوق ثم أبيعته قال: لا تبع ماليس عندك. (جامع الترمذي: (۱/۲۳۳) أيضاً، ط: سعيد)
 مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمي.
 ومنها وهو شرط انعقاد البيع للبايع أن يكون مملو كالمبتاع عند البيع، فإن لم يكن لا يتعقد وإن ملكه بعد ذلك بوجه من الوجوه. (بدائع الصنائع: (۵/۱۴۷) كتاب البيوع، فصل وأما الذي يرجع إلي المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد)

وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجوداً مالم يتقو مالم يملكه كافي نفسه وكون الملك للبايع فيما يبيعه لنفسه وكونه مقدور التسليم، فلم يتعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم... ولا بيع ماليس مملو كآله وإن ملكه بعده. (شامي: (۵/۵۱۵) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)

فيحرم بيع كل شيء قبل قبضه، طعاماً كان أو غيره. (تكملة فتح الملهم: (۱/۳۵۰) كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ط: دارالعلوم كراچی)

لا يصح بيع المنقول قبل قبضه، لئيه عليه السلام: عن بيع مالم يقبض. (مجمع الأنهر: (۳/۱۱۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دارالكتب العلمية)

(۲) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: التاجر الصدوق الأمين مع النبيين والصدّيقين والشهداء، رواه الترمذي، (الترغيب والترهيب: (۲/۳۵۳)، كتاب البيوع، ترغيب التجار في الصدق وترهيبهم من الكذب، ط: دارالكتب العلمية)

جامع الترمذي: (۱/۲۳۹) أبواب البيوع، باب ما جاء في التجار وتسمية النبي صلى الله عليه وسلم إياهم، ط: سعيد

كنز العمال: (۷/۳) كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول: في الكسب، الفصل الأول: في فضائل الكسب، ط: مؤسسة الرسالة

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ بولنے والا امانت دار مسلمان تاجر قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔^(۱)

۱۲۰

سچا تاجر سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا
”جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

سچا تاجر

☆ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ”سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والا سچا تاجر ہوگا“۔^(۲)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک دوسری روایت ہے کہ سچے تاجر کو جنت میں جانے سے روکنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔^(۳)

(۱) عن ابن عمر ولفظه: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التاجر الامين الصدوق المسلم مع الشهداء يوم القيمة، رواه ابن ماجه۔ (الترغيب والترهيب: (۳۵۳/۲)، كتاب البيوع، ترغيب التجار في الصدق وترهيبهم من الكذب، ط: دار الكتب العلمية.

☆ سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۵) أبواب التجارات، باب الحث على المكاسب، ط: قديمي۔
☆ كنز العمال: (۷/۳) كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول في الكسب، الفصل الأول: في فضائل الكسب الحلال، ط: مؤسسة الرسالة.

(۲) أول من يدخل الجنة التاجر الصدوق. (كنز العمال: (۱۱/۳)، رقم الحديث: ۹۲۳۵، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول في الكسب، الفصل الأول: في فضائل الكسب، ط: مؤسسة الرسالة۔
☆ مصنف لابن أبي شيبة: (۲۷۵/۷)، رقم الحديث: ۳۶۰۳۳، كتاب الأوائل، باب أول من فعل ومن فعله، مكتبة الرشد۔

☆ جامع الأحاديث للسيوطي: (۳۲۱/۳)، رقم الحديث: ۸۸۹۳، الهمة مع الواو، الاكمال من الجامع الكبير، ط: دار الفكر، بيروت۔

(۳) التاجر الصدوق لا يحجب من أبواب الجنة. (كنز العمال: (۸/۳)، رقم الحديث: ۲۹۱۹، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول في الكسب، الفصل الأول في فضائل الكسب، ط: مؤسسة الرسالة) =

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”سچ بولنے والا تاجر قیامت کے دن عرش

کے سایہ میں ہوگا۔“ (۱)

سچ بولنا

سامان وغیرہ بیچنے والے پر لازم ہے کہ سامان کا حقیقی وصف بیان کرے اس کی حقیقت، کوالٹی اور بنانے والی کمپنی اور ملک کے بارے میں جھوٹ نہ بولے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: قیامت کے دن تاجر لوگ فاجروں کی صورت میں کھڑے ہوں گے، مگر وہ تاجر جو اللہ سے ڈرتا ہو اور اچھا معاملہ کرتا ہو اور سچ بولتا ہو۔ (۲)

سچائی

جس کاروبار میں صداقت اور سچائی پائی جائے وہ کاروبار جائز ہے، برکت

☞ فیض القدير للمتاوی: (۱۶۲/۳)، رقم الحدیث: ۳۳۹۳، حرف التاء، ط: دار الحدیث، القاہرہ

☞ كشف الخفاء: (۳۳۸/۱)، رقم الحدیث: ۹۳۱، حرف المشاة الفوقیة، ط: المكتبة العصرية

(۱) زروی عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: التاجر الصدوق تحت ظل

العرش يوم القيامة. (الترغیب والترہیب: (۲/۳۵۳)، رقم الحدیث: ۲۷۶۹، کتاب البیوع، ترغیب

التجار فی الصدوق وترہیبہم من الکذب... إلخ، ط: دار الکتب العلمیة)

☞ كنز العمال: (۷/۳)، رقم الحدیث: ۹۲۱۸، کتاب البیوع من قسم الأقوال، الباب الأول فی

الکسب، الفصل الأول فی فضائل الکسب، ط: مؤسسة الرسالة

☞ كشف الخفاء: (۳۳۸/۱)، رقم الحدیث: ۹۳۱، حرف المشاة الفوقیة، ط: المكتبة العصرية

(۲) عن إسماعیل بن عبید بن رفاعہ عن أبیہ عن جدہ أنه خرج مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلی المصلی،

فرأی الناس یتباعون، فقال: یا معشر التجار! ان التجار یبعثون يوم القیمة فجاراً الأ من اتقی اللہ وبر

وصدق. (سنن الترمذی: (۱/۳۳۰) أبواب البیوع، باب ماجاء فی التجار وتسمیة النبی صلی اللہ علیہ

وسلم أباهم، ط: سعید)

☞ سنن ابن ماجہ: (ص: ۱۰۰) أبواب التجارات، باب التوقی فی التجارة، ط: قدیمی

☞ كنز العمال: (۳/۳۷۳)، رقم الحدیث: ۹۴۳۷، کتاب البیوع من قسم الأقوال، الباب الثاني: فی البیع،

الفصل الأول، الفرع الثاني: فی آداب متفرقة، ط: مؤسسة الرسالة.

والا ہے، حلال کمائی کا ذریعہ ثابت ہوتا ہے، لیکن جس کاروبار میں جھوٹ اور غلط بیانی ہو، وہ ناجائز کاروبار ہے، اس میں برکت نہیں ہوتی۔

۱۳۲

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سچے تاجر قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوں گے۔^(۱)

دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تاجر برادری کے لوگوں کا حشر قیامت کے دن فسق و فجور کی حالت میں ہوگا، مگر یہ کہ جس نے اللہ سے ڈر کر تقویٰ اختیار کیا اور نیکی اور سچائی کے ساتھ کاروبار کیا۔^(۲)

سچ بولنے والا تاجر

”عرش کے سایہ میں“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۴/۴)

”سچا تاجر“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۰/۴)

(۱) عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: التاجر الصدوق الأمين مع النبین والصدیقین والشہداء. (جامع الترمذی: (۲۲۹/۱)، ابواب البیوع، باب ماجاء فی التجار وتسمیة النبی صلی اللہ علیہ وسلم إیاهم، ط: سعید)

مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۳)، کتاب البیوع، باب المساہلة فی المعاملة، الفصل الثانی، ط: قدیمی

فیض القدیر للمناوی: (۱۶۱/۴)، رقم الحدیث: ۳۳۹۲، حرف التاء، ط: دار الحدیث، القاہرہ۔

سنن الدار قطنی: (۵۷۲/۲)، رقم الحدیث: ۲۷۷۶، کتاب البیوع، ط: دار المعرفہ۔

(۲) عن اسماعیل بن عبید بن رفاعہ عن أبیہ عن جدہ، أنه خرج مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلی المصلی فواری الناس یتبايعون، فقال: یا معشر التجار! فاستجابوا الرسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم ورفعوا أعناقہم وأبصارہم إلیہ، فقال: إن التجار یبعثون یوم القیامة فجاءوا إلا من اتقى اللہ وصدق. (جامع الترمذی: (۲۳۰/۱)، ابواب البیوع، باب ماجاء فی التجار وتسمیة النبی صلی اللہ علیہ وسلم إیاهم، ط: سعید)۔

سنن ابن ماجہ: ص: ۱۵۵، ابواب التجارات، باب التوفی فی التجارہ، ط: قدیمی۔

کنز العمال: (۴۷۳/۳)، رقم الحدیث: ۹۳۳۷، کتاب البیوع من اسم الأقوال، الباب الثانی فی البیع، الفصل الأول فی آداب البیع، الفرع الثانی: فی آداب مضرقة، ط: مؤسسة الرسالة۔

سچی قسم اٹھانے سے پرہیز کرنا

جھوٹی قسم اٹھانا کبیرہ گناہ ہے، اور اپنے آپ کو گناہوں کے سمندر میں غرق کر دینا ہے اور سچی قسم اٹھانا گناہ نہیں ہے لیکن مسلمان تاجر کو اگر سچی قسم اٹھانے کی نوبت آئے تو اس سے بھی پرہیز کرنا بہتر ہے، کیونکہ قسم اٹھانا اللہ کے نام کو ہلکا سمجھنا ہے، مزید یہ کہ قسم اٹھانے سے بظاہر سامان نکل جاتا ہے اور رائج ہو جاتا ہے مگر اس سے برکت بھی مٹ جاتی ہے۔^(۱)

سحر کے آلات کی تجارت

”جادو کے سامان کی تجارت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۸/۳)

سرسوں دے کر سرسوں کا تیل لیا

سرسوں دے کر سرسوں کا تیل لیا، یا تیل دے کر تلوں کا تیل لیا، تو اگر یہ تیل جو سرسوں یا تیل دے کر لیا ہے، اس کی مقدار اس تیل سے زیادہ ہے جو اس سرسوں اور تیل میں سے نکلے گا تو یہ بدلنا جائز ہوگا، کیونکہ زائد تیل پھوک (تل کو نچوڑ کر تیل نکلانے کے بعد جو فضلہ بچے گا اس کو پھوک کہتے ہیں) کا عوض بن جائے گا، اور اگر تیل، تل سے نکلے ہوئے تیل کے برابر یا کم ہو یا شبہ اور شک ہو کہ شاید اس سے زیادہ نہ ہو تو سود ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا۔^(۲)

(۱) عن ابن شہاب قال ابن المسيب: إن أبا هريرة رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: الحلف منفقة للسلعة لمحقة للبركة. (صحيح بخاري: (۲۸۰/۱) كتاب البيوع، باب يمحق اهل الربا ويربي، الصدقات، ط: قديمي)

(۲) مسلم: (۲۲/۲) كتاب المساقاة والمزاعة، باب النهي عن الحلف في البيع، ط: قديمي.

(۳) سنن أبي داؤد: (۱۱۹/۲) كتاب البيوع، باب في كراهية اليمين في البيع، ط: رحمانيه.

(۲) ولا يجوز بيع الزيتون بالزيت والمسمم بالشيرج حتى يكون الزيت... والشيرج اكثر مما في الزيتون والمسمم... لتكون الزيادة بالشيرج... إعلم أن البيع لا يجوز في ثلاث صور، الأولى: =

سرکار کے لئے سامان خریدتے وقت رعایت ملے
 ”رعایت ملے سامان خریدتے وقت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۶/۳)

۱۲۳

سرکاری جنٹلات کی لکڑیاں خریدنا
 ”سرکاری لکڑیاں خریدنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۱/۳)

= أن يعلم أن الزيت الذي في الزيتون أكثر لتحقق الفضل من الدهن والثلث، والثانية: أن يعلم التساوي لخلو الثلث عن العوض، الثالثة: أن لا يعلم أنه مثله أو أكثر أو أقل فلا يصح عندنا، لأن الفضل المتوهم كالمحقق احتياطاً... ويجوز البيع في صورة بالإجماع بأن يعلم أن الزيت أكثر ليكون الفضل بالثلث. (البحر الرائق: (۱۳۵/۶)، كتاب البيع، باب الربا، ط: سعيد).

والزيتون بالزيت والسهم بالشرج، حتى يكون الزيت والشرج أكثر مما في الزيتون والسهم أي لا يجوز البيع حتى يكون الزيت الخالص أكثر مما في الآخر، ليكون قدره بمثله والزائد بالثجير، لاتحاد الجنس بينهما معنى باعتبار ما في ضمنها وإن اختلفا صورة فيثبت بذلك شبهة المجانسة والربا يثبت بالشبهة، فلو لم يكن الدهن الخالص أكثر من الذي في الآخر، كان الثجير بلا عوض يقابله، فيحرم ولو لم يعلم أن الخالص أكثر لا يجوز. (تبيين الحقائق: (۹۶/۳)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: امداديه، ملتان).

مجمع الأنهر: (۱۲۶/۳، ۱۲۷)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية.

ولا يجوز بيع الزيتون بالزيت والسهم بالشرج حتى يكون الزيت والشرج أكثر مما في الزيتون والسهم فيكون الدهن بمثله والزيادة بالثجيرة) ولاخير في ذلك نسيته. (الجوهرة النيرة: (۱/۲۶۱)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: حقانية).

(و) لا (الزيتون بزيت والسهم بخل) بمهملة الشرج (حتى يكون الزيت والخل أكثر مما في الزيتون والسهم) ليكون قدره بمثله والزائد بالثلث. قوله: حتى يكون الزيت الخ (أي بطريق العلم فلو جهل أو علم أنه أقل أو مساو لا يجوز فالاحتمالات أربع، والجواز في أحدهما فتح وكتب بعضهم هنا أنه يؤخذ من نظائره في باب الصرف اشترط القبض لكل من المبيع والثلث في المجلس بعد هذا الاعتبار خصوصاً من تعليل الزيلعي بقوله لاتحاد الجنس بينهما معنى باعتبار ما في ضمنها، وإن اختلفا صورة فثبت بذلك شبهة المجانسة والربا يثبت بالشبهة. اهـ قلت: وفيه غفلة عما تقدمت من أن التقابض معتبر في الصرف أما غيره من الربويات فالمعتبر فيه التعيين وتعليل الزيلعي بالجنسية لو جوب الاعتبار وحرمة التفاضل بدونه فتدبر. (فتاوى شامى: (۱۸۴/۵)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد).

سرکاری درختوں کی خرید و فروخت

سرکاری زمین پر اُگے ہوئے درختوں کو حکومت کی اجازت کے بغیر فروخت کرنا جائز نہیں ہے،^(۱) اور اگر حکومت کی طرف سے ملازمین کو سرکاری زمین کے درختوں کو فروخت کرنے کی اجازت ہے اور یہ لوگ حاصل ہونے والی رقم قومی خزانہ میں جمع کر دیتے ہیں تو ان ملازمین کے لئے سرکاری درختوں کو فروخت کرنا جائز ہوگا، اور اگر ملازمین خیانت، بددیانتی اور ماردھاڑ سے سرکاری درختوں کو فروخت کرتے ہیں تو یہ ناجائز ہے، اور خریداروں کے لئے جان بوجھ کر ایسے لوگوں سے سرکاری درخت خریدنا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ قومی ملکیت ہونے کی وجہ سے ان درختوں میں پوری قوم کا حق ہے۔^(۲)

(۱) لایجوز لأحد أن يأخذ مال أحد بلا سبب شرعی. (الشامیة: ۶۱/۳)، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ط: سعید۔

☐ البحر الرائق: (۴۱/۵)، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ط: سعید۔

☐ شرح المجلة لسلم رستم باز: (۵۱/۱)، رقم المادة: ۹۷، المقالة الثانية فی بیان القواعد الكلية الفقهية، ط: مكتبة فاروقية۔

☐ شرح الحموی علی الأشباه: (۳۳۳/۲)، کتاب الغصب، ط: إدارة القرآن۔

(۲) ليس للوكيل ان يبيع بانقص مما عينه الموكل یعنی إذا كان الموكل قد عين ثمنًا فليس للوكيل ان يبيع بانقص من ذلك، وإذا باع ينعقد البيع موقوفًا على اجازة موكله... ثم لو خالف الوكيل بالبيع وباع وسلم المبيع للمشتري، ثم هلك في يد المشتري يكون الوكيل ضامنًا لقيمته؛ لأنه بالمخالفة صار غاصبًا۔ (شرح المجلة للأثناسي: (۳۸۵/۳، ۳۸۶) رقم المادة: (۱۳۹۵)، الكتاب الحادي عشر: فی الوكالة، الباب الثالث، الفصل الثالث: فی الوكالة بالبيع، ط: رشيدية)۔

☐ شرح المجلة لسلم رستم باز: (۶۳۰/۲)، المادة: ۱۳۹۵، ط: مكتبة فاروقية۔

☐ قال عليه الصلاة والسلام: من اشترى سرقة وهو يعلم أنها سرقة، فقد شرك في عارهما وإثمهما. (لبعض القدير للمناوي: (۵۶۵۳/۱۱)، رقم الحديث: ۸۳۳۳، ط: مكتبة نزار مصطفى الباز، رياض)

☐ لم يحل لمسلم أن يشتري شيئًا يعلم أنه مغصوب أو مسروق أو مأخوذ من صاحبه بغير حق، قال عليه السلام: "من اشترى سرقة أي مسروقًا" وهو يعلم أنها سرقة، فقد اشرك في إثمها وعارها. (الحلال والحرام ليوסף القرضاوي: ص: ۲۱۶)، الفصل الرابع في المعاملات، ط: المكتبة الاسلامي)۔

سرکاری راشن زیادہ قیمت میں فروخت کرنا

حکومت عوام کو کم قیمت میں بعض ضروری اشیاء فراہم کرنے کے لئے ”راشن کا نظام“ قائم کرتی ہے، اور مخصوص ڈیلروں کو سامان حوالہ کرتی ہے، تاکہ عوام وہاں سے یہ چیزیں کم قیمت میں خرید سکیں، اخلاقی انحطاط اور زوال اس درجہ ہو چکا ہے، کہ تاجر حضرات اس قسم کی اشیاء بچانے کی کوشش کرتے ہیں، یا تو حق داروں کو کسی بہانے سے محروم کرتے ہیں، یا کسی نے اپنا راشن نہیں لیا تو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اور غیر قانونی راستہ سے اسی کو زیادہ قیمت میں فروخت کر دیتے ہیں۔

یہ صورت بالکل جائز نہیں ہے، کیونکہ اس صورت میں ڈیلرز محض حکومت کے وکیل ہیں، اصل فروخت کرنے والی حکومت ہے، لہذا حکومت نے جب ایک قیمت متعین کر دی ہے کہ اس سے زیادہ میں فروخت نہ کیا جائے، اور حکومت کی طرف سے یہ بھی متعین کر دیا ہے کہ کن اشخاص کے ہاتھ کتنا فروخت کیا جائے، تو اب ڈیلرز قانون اور شریعت کی رو سے اس کے پابند ہیں، ان کے لیے اس کی خلاف ورزی کرنا جائز نہیں ہے،^(۱) اور اس سے حاصل ہونے والا نفع بھی حلال نہیں

☞ فمن علمت أنه سرق مالا أو خا نة في أمانته أو غصبه فأخذه من المغصوب قهرا بغير حق لم يجز لي أن أخذه منه، لا بطريق الهبة ولا بطريق العوض ولا وفاء عن أجره ولا ثمن مبيع. (مجموعۃ الفتاوی لابن تیمیة: (۲۳۲/۲۹)، ط: مکتبۃ العبیکان، سعودی عرب)۔

☞ قوله: الحرمة تنعدي) نقل الحموی عن سیدی عبد الوہاب الشعرانی: أنه قال فی کتاب المنن: وما نقل عن بعض الحنفیة من أن الحرام لا یتعدي ذمتین، سألت عنه الشہاب بن السلبی، فقال: هو محمول علی ما إذا لم یعلم بذلك، أما لورأى المكاس مثلا، يأخذ من أحد شینا من المكس، ثم یعطیه آخر، ثم يأخذ من ذلك الآخر فهو حرام. (الشامیة: (۹۸/۵)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: الحرمة تنعدي، ط: سعید)

(۱) فالنوکیل بالبیع لا یخلو إما أن یكون مطلقا وإما أن یكون مقیدا، فإن کان مقیدا یراعی فیہ القید بالإجماع۔ (بدائع الصنائع: (۲۷/۶)، کتاب الوکالة، فصل وأما بیان حکم التوکیل، ط: سعید)۔ =

سرکاری رقم سے نفع کمانا

۱۳۷

بیت المال یعنی سرکاری رقم سے اس وقت کاروبار کرنا جائز ہے جب اس میں نفع یقینی ہو نقصان کا احتمال نہ ہو، اور حکومت کی جانب سے اجازت ہو، ورنہ نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ اور عبید اللہ بھی تجارت کرتے تھے ”موطا امام مالک“ میں ان دونوں صاحبزادوں کی تجارت کا واقعہ منقول ہے کہ یہ دونوں عراق کی طرف جہاد کے لئے گئے، واپسی پر بصرہ کے امیر حضرت ابومویٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ان کو کچھ مال دیا کہ اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دینا، وہ بیت المال میں داخل کر دیں گے، اور ان کو اس مال

= لأن الوكيل يتصرف بتفويض المؤكل فيملك قدر ما فوض إليه. (بدائع الصنائع: ۲۵/۶)،
كتاب الوكالة فصل وأما بيان حكم التوكيل، ط: سعيد

لو ولو كله ببيع عبده من فلان فباعه من غيره لم يجز. (المبسوط للسرخسي: ۱۵۰/۱۹)، كتاب
الوكالة باب الوكالة في الدم والصلح، ط: دار المعرفة

(۱) وعن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشکوٰۃ المصابيح: ص: ۲۵۵، كتاب البيوع، باب الغصب،
الفصل الثاني، ط: قديمي

وحرم الكسب من الحرام، كالغش والاحتيال والاتجار بالمحرمات من ربا وقمار ولهو محرم
وطعام محرم ولبس محرم. (الكافي في الفقه الحنفی: ۱۳۰۵/۳)، كتاب الكراهية الحظر
والإباحة، الحرص على الكسب الحلال، ط: مؤسسة الرسالة

وأطاب للبائع ما ربح لا للمشتري) أي لو اشترى شيئا يتعين بالتعيين بما لا يتعين كالدرهم والدنانير
وربح كل واحد منهما طاب ما ربح في الثمن ولم يطب للمشتري ما ربح في المبيع..... هذا في
الخبث لفساد الملك وإن كان الخبث لعدم الملك كالمغصوب والأمانات إذا خان فيها المؤمن
لأنه يشمل ما يتعين وما لا يتعين عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى لتعلق العقد بملك الغير فيما
يتعين حقيقة وفيما لا يتعين شبهة من حيث إنه يتعلق بملك الغير سلامة المبيع وتقرير الثمن. (تبيين

الحقائق: ۲۶/۳)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه، ملتان

الهداية: ۲۹/۳)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل في أحكامه، ط: رحمانيه

سے تجارت کرنے کی اجازت دی، انہوں نے تجارت کی اور نفع کمایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ سارا نفع بیت المال میں جمع کر دو، تم نے سرکاری رقم سے نفع حاصل کیا ہے، آخر میں فیصلہ یہ ہوا کہ آدھا نفع ان کو دے دیا جائے اور آدھا بیت المال میں جمع کر دیا جائے۔^(۱)

سرکاری کاغذات

☆ زمین، مکان، دکان اور فلیٹ وغیرہ، میں بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) کی رضامندی سے ایجاب و قبول ہو جانے کے بعد عقد بیع تام ہو جاتا ہے، اور مشتری بیع (پہنچی گئی چیز) کا مالک بن جاتا ہے، چاہے مشتری بیع کو اپنے قبضے میں لے یا نہ لے، دونوں صورتوں میں بیع، بائع کے ملک سے نکل جاتی ہے۔

بیع ہونے کے بعد سرکاری کاغذات میں مشتری کے نام منتقل ہونا ضروری نہیں ہے، اس لئے بیع ہونے کے بعد سرکاری کاغذات میں بائع کے نام موجود

(۱) مالک عن زید بن أسلم عن ابیہ أنه قال: خرج عبد الله وعبيد الله ابنا عمر بن الخطاب في جيش إلى العراق. فلما قفلا مرّا علي أبي موسى الأشعري. وهو أمير البصرة فرحب بهما وسهل، ثم قال: لو أقدر لكما علي أمر أنفعكما به لفعلت، ثم قال: بلي، فهنا مال من مال الله أريد أن أبعث بهما إلى أمير المؤمنين فأسلفكماه فتبتاعان به متاعاً من متاع العراق، ثم تبيعانه بالمدينة فتؤذيان رأس المال إلي أمير المؤمنين فيكون لكما الربح، فقالا: وددناه ذلك، ففعل وكتب إلي عمر بن الخطاب أن يأخذ منهما المال فلما قدما باعاً فأربحا، فلما دفعنا ذلك إلي عمر بن الخطاب، قال: أكل الجيش أسلفه مثل ما أسلفكما؟ قالوا: لا، فقال عمر بن الخطاب: ابنا أمير المؤمنين، فأسلفكما أديا المال وربحه، فأما عبد الله فسكت وأما عبيد الله فقال: ما ينبغي لك يا أمير المؤمنين هذا. لو نقص المال أو هلك لضمنناه، فقال عمر: أدياه، فسكت عبد الله وراجع عبيد الله فقال رجل من جلساء عمر: يا أمير المؤمنين، لو جعلته قراضاً، فقال عمر: قد جعلته قراضاً فأخذ عمر رأس المال ونصف ربحه وأخذ عبد الله وعبيد الله نصف ربح المال. (موطا الإمام مالك: (ص: ٦١٦، ٦١٧) كتاب القراض، ماجاء في القراض، ط: قديمي)

السنن الكبرى للبيهقي: (١١٠/٢) كتاب القراض، ط: إدارة تالیفات اشرفیہ۔

كنز العمال: (١٤٥/١٥) رقم الحديث: ٣٠٣٨١، كتاب القراض والمضاربة من قسم الأفعال، ط: مؤسسة الرسالة.

ہونے کی وجہ سے بائع کو مالک سمجھنا شرعاً جائز نہیں ہے، اور سرکاری کاغذات میں نام موجود رہنے کی وجہ سے بائع یا اس کے وارثوں کے لئے اس زمین وغیرہ میں ملکیت کا دعویٰ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔^(۱)

☆ سرکاری کاغذات میں کسی کا نام درج ہو جانے سے شرعاً اس کی ملکیت ثابت نہیں ہوتی جب تک کہ مالک اپنی رضامندی سے اس کو مالک نہ بنائے اور قبضہ نہ کرائے۔^(۲)

سرکاری کاغذات کے ذریعہ جائیداد وغیرہ خریدنا

اگر سرکاری کاغذات تغیر و تبدل سے محفوظ ہوں، جعلی نہ ہوں، تو ان کو قابل اعتماد قرار دے کر جائیداد وغیرہ کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے، موجودہ دور میں چونکہ رشوت، جھوٹ، دھوکہ اور فریب ہر جگہ عام ہو چکا ہے، اس لئے موجودہ دور میں تحقیق کے بغیر صرف کاغذات پر اعتماد کر کے خرید و فروخت نہیں کرنی چاہئے۔^(۳)

(۲۰) البیع یعتقد بالایجاب والقبول... وإذا حصل الإيجاب والقبول لزم البيع. (الهدایة: ۱۹/۳، ۲۰) کتاب البیوع، ط: رحمانیہ

❏ المبیع إنما یدخل فی ضمان المشتري بالقبض... لأن المبیع خرج عن ضمان البائع بقبض المشتري فنقرر علیه الثمن۔ (بدائع الصنائع: ۲۳۰/۵، ۲۳۱)، کتاب البیوع، فصل وأما حکم البیع، ط: سعید۔

❏ الغرم بالغنم أى من ینال نفع شیء یتحمل ضرره۔ (شرح المجملہ لسلمیہ رستم باز: ۳۸/۱) المادة: (۸۷)، المقالة الثانية: فی بیان القواعد الكلية الفقهية، ط: مکتبہ فاروقیہ۔

❏ وأما تفسیر التسليم والقبض، فالتسليم والقبض عندنا: هو التخلية والتخلي: وهو أن یدخل البائع بین المبیع و بین المشتري برفع الحائل بينهما علی وجه یتسكن المشتري من التصرف فيه فیجعل البائع مسلماً للمبیع والمشتري قابضاً له... ولینذا یدخل المبیع فی ضمان المشتري بالتخلية نفسها بلا خلاف۔ (بدائع الصنائع: ۲۳۳/۵)، کتاب البیوع، فصل وأما حکم البیع، ط: سعید۔

(۳) یعمل بالخط والخاتم فقط أما إذا كان سالماً من شبهة التزوير والتصنع، فیکون معمولاً به یعنی انه یكون مداراً للحکم، ولا یحتاج إلى الثبوت بوجه آخر. (مجلة الاحکام: ۳۵۲/۱)، الباب الثاني، الفصل الأول فی الحجج الخطية، ط: نور محمد، آرام باغ کراچی) =

سرکاری کاغذات میں اندراج

شریعت میں بیع صحیح ہونے کے لئے بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) کی رضامندی سے ایجاب و قبول ہونا ضروری ہے، سرکاری کاغذات میں اندراج ہونا، رجسٹرڈ ہونا اور انتقال ہونا ضروری نہیں ہے، لہذا اگر کسی نے کسی سے زمین خریدی لیکن کسی وجہ سے سرکاری کاغذات میں رجسٹرڈ نہیں کیا بلکہ سرکاری کاغذات میں بائع کا نام رہ گیا تو وہ زمین بائع کی نہیں ہوگی، اور نام کی وجہ سے بائع کے لئے اس زمین پر قبضہ کرنا یا ملکیت کا دعویٰ کرنا غصب اور ظلم ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا، اور آخرت میں سخت عذاب ہوگا، بائع پر لازم ہوگا کہ وہ زمین مشتری کو حوالہ کر دے۔^(۱)

سرکاری کاغذات میں جعل سازی کر کے مالک ظاہر کرنا

”جعل سازی کر کے مالک ظاہر کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۹/۳)

سرکاری لکڑیاں

سرکاری جنگلات کی ان لکڑیوں کو اجازت کے بغیر چوری چھپے کاٹنا اور ان

☞ فال حاصل ان المدار علی انتفاء الشبهة ظاهراً، وعلیہ، فمابو جد فی دفتر التجار فی زماننا اذا مات احدہم، وقد حرر بخطہ ما علیہ فی دفترہ الذی یقرّب من یقین انہ لایکتب فیہ سبیل التجرید والہزل یعمل بہ. (تنقیح الحامدیة: ۲۱/۲) مطلب فی دفاتر التجار حادثہ فی تاجر لہ دفتر، ط: رشیدیہ

☞ رسائل ابن عابدین: (۱۳۳/۲)، رسالہ ”نشر العرف فی بناء بعض الأحکام علی العرف“، ط: سہیل اکیڈمی۔

(۱) البیع یعتقد بایجاب و قبول۔ (مجلة الاحکام: المادة: ۱۶۷، (۳۳/۱) الفصل الأول فی ما یعلق برکن البیع، ط: نور محمد، آرام باغ کراچی)۔

☞ أما القول: فالایجاب والقبول وھما رکنہ، ظاہرہ ان الضمیر للایجاب والقبول۔ (شامی: ۲/۳۰۳) کتاب البیوع، ط: سعید

☞ البحر الرائق: (۲۵۸/۵) کتاب البیوع، ط: سعید

کی خرید و فروخت کرنا قانونی جرم ہے۔^(۱)

سرکاری لکڑیاں خریدنا

۱۳۱

اگر سرکاری جنگلات کے درخت خود رو ہیں، لیکن حکومت کی طرف سے ان لکڑیوں کو کاٹنا اور فروخت کرنا منع ہے تو ایسے لکڑیوں کو چوری چھپے کاٹنا اور خرید و فروخت کرنا قانونی جرم ہے۔^(۲)

اور اگر جنگل کے درخت خود رو نہیں، بلکہ حکومت کی جانب سے پودے لگا کر جنگل بنایا گیا ہے، تو ایسی لکڑیوں کو چوری چھپے کاٹنا اور ان کی خرید و فروخت کرنا قانونی اور شرعی دونوں اعتبار سے جرم ہوگا۔^(۳)

سرکاری ملازم کا ادارہ کے لئے مال خریدنا

سرکاری ملازم، وزراء اور افسران، سرکاری اداروں کے لئے جو مال

(۱) طاعة الامام فيما ليس بمعصية فرض - (الدر مع الرد: ۲۶۳/۳) كتاب الجهاد، باب البيعة، ط: سعيد

(۲) شامی: (۱۷۴/۲) كتاب الصلاة، باب العبدین، مطلب: تجب طاعة الإمام فيما ليس بمعصية، ط: سعيد

(۳) المنہج شرح العقيدة الطحاوية: (ص: ۳۰۲، ۳۰۳) ط: جامعة السارية كراچی۔

(۴) اما ان يكون ضررًا بذي المال او به و بعامّة المسلمين، فالأول يسمى بالسرقۃ الصغرى، والثانى بالكبرى... أى: لأنّ المعبر فى كل منهما أخذ المال خفية، لكن الخفية فى الصغرى هى الخفية عن عين المالك، ومن يقوم مقامه كالمودع والمستعير، وفى الكبرى عن عين الإمام الملتزم حفظ طرق المسلمين، وبلادهم۔ (شامی: ۸۴/۳) كتاب السرقۃ، ط: سعيد۔

(۵) السرقۃ تشمل الصغرى والكبرى، والخفية المعبره فى الصغرى هى الخفية عن عين المالك، او عن يقوم مقامه كالمودع والمستعير والمضارب والغاصب والمرتبين، كانت الخفية معتبره فى الكبرى مسارقة عين الإمام، ومنعة المسلمين الملتزم حفظ طرق المسلمين وبلادهم۔ (فتح القدير: ۳۵۵/۵) كتاب السرقۃ، ط: المصطفى البابى الحلبي، مصر۔

(۶) كسین الحقائق: (۲۳۵/۳)، كتاب الحدود، باب قطع الطريق، ط: امداديه، ملتان۔

خریدتے ہیں وہ مال فروخت کرنے والی کمپنی یا دکاندار کے وکیل اور نمائندے نہیں ہوتے بلکہ وہ سرکار کے وکیل اور نمائندے ہوا کرتے ہیں، اس لئے سرکاری ملازمین سرکاری اداروں کے لئے جو مال و سامان خریدتے ہیں وہ کمپنی اور دکاندار سے جتنی قیمت پر ملا ہوا تھی ہی قیمت پر متعلقہ سرکاری محکمے کو پہنچانا ضروری ہے، اور کمپنی اور دکاندار کی جانب سے جو رعایت یا کمیشن دیا جاتا ہے اس کو سرکاری ملازمین، افسران یا وزیر و منسٹر کا خود ہضم کر جانا غبن اور خیانت ہے، اس لئے ان کا اپنے ادارہ کے لئے خریدی ہوئی چیز میں سے کمیشن وصول کر کے خود ہضم کرنا کسی طرح جائز نہیں بلکہ قومی خزانے میں خیانت ہے اور ایسا کرنا حرام ہے۔^(۱)

سرکاری ملازم کا کمیشن لینا رشوت ہے

☆ حکومت سرکاری ملازمین کو ان کے فرائض منصبی کی ادائیگی پر باقاعدہ تنخواہ دیتی ہے لہذا جب حکومت کی طرف سے ان کی تنخواہ مقرر ہے، تو ان کے ذمہ عوام کا جو کام ہے، اس کے کرنے پر عوام سے کمیشن لینا ان کے لیے جائز نہیں ہے، یہ رشوت اور خیانت ہے، جو ناجائز اور حرام ہے۔

بعض صاحب منصب یہ کہتے ہیں کہ ہم ذاتی محنت اور کوشش سے ان کا کام

(۱) وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من غشنا فلیس منا والمکر والخداع فی النار۔ ورواہ أبو داؤد فی مراسیلہ عن الحسن مرسلًا مختصرًا قال: المکر، والخدیعۃ، والخیانۃ فی النار۔ (الترغیب والترہیب: (۳۵۰/۲)، رقم الحدیث: ۲۷۴۳، کتاب البیوع، الترہیب والترغیب فی النصیحۃ فی البیع وغیرہ، ط: دار الکتب العلمیۃ)۔

کنز العمال: (۵۳۵/۳)، کتاب الثالث فی الأخلاق، الباب الثانی، الفصل الثانی فی الأخلاق والأفعال المأمورۃ، ط: مؤسسۃ الرسالۃ۔

عن ابی حرۃ الرقاشی عن عمہ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ألا لا تظلموا، ألا لا یحل مال امرئ إلا بطیب نفس منہ۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۵۵)، کتاب البیوع، باب الغصب والعیار، الفصل الثانی، ط: قدیمی)۔

کرا کے دیتے ہیں، ان کا یہ کہنا بالکل غلط ہے، کیونکہ یہ کام ان کے فرائض منصبی میں داخل ہے، مثلاً کسی شہری کو پاسپورٹ کی ضرورت ہے، وہ افسر کے پاس جاتا ہے، افسر کہتا ہے کہ بنا کر دوں گا لیکن اتنی رقم لوں گا، یہ رشوت ہے، اس کا لینا حرام ہے، کچھ بھی تاویل کرے، جواز کی کوئی صورت نہیں۔^(۱)

سرکاری ملازم کے لئے کمیشن لینا

”سرکاری ملازم کا ادارہ کے لئے مال خریدنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

سرکہ بنانے میں مسلمان کی شرکت

سرکہ بنانے کی فیکٹری میں مسلمان کی شرکت جائز ہے، اور اس کا نفع حلال ہے، واضح رہے کہ سرکہ بنانے کے لئے انگور وغیرہ کے جوس کو شراب کے مرحلہ سے گزارنا پڑتا ہے لیکن شراب بنانا مقصود نہیں ہوتا، بلکہ سرکہ بنانا مقصود ہوتا ہے اس لئے جائز ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ کسی طرح شراب کو سرکہ بنانے سے پہلے پینے کے لئے استعمال نہ کیا جائے۔^(۲)

(۱) والحاصل أن حد الرشوة هو ما يؤخذ عما وجب على الشخص، سواء كان واجبا على العين أو على الكفاية، وسواء كان واجبا حقا للشرع كما في القاضي وأمثاله. (إعلاء السنن: (۶۱/۱۵)، كتاب القضاء، باب الرشوة، تحقيق معنى الرشوة لغة وشرعا، ط: إدارة القرآن).

تفسير البحر المحيط: (۵۳۳/۵)، سورة النحل: ۹۰، ط: دار الفكر، بيروت.

الثالث: أخذ المال ليسوى أمره عند السلطان دفعا للضرر أو جلبا للنفع، وهو حرام على الأخذ لفظ. (الشامية: (۵۶۲/۵) كتاب القضاء، مطلب في الكلام على الرشوة والهدية، ط: سعيد).

فتح القدير: (۲۳۶/۴)، كتاب أدب القاضي، ط: دار الكتب العلمية، بيروت.

البحر الرائق: (۲۶۲/۶)، كتاب القضاء، ط: سعيد.

الإسلام يحرم الرشوة في أي صورة كانت، وبأى اسم سميت، فتسميتها باسم الهدية لا يخرجه عن دائرة الحرام إلى الحلال. (الحلال والحرام ليوסף القرضاوى: (ص: ۲۷۱)، في العلاقات الاجتماعية، الرشوة لدفع الظلم، ط: مصطفى البابي الحلبي، مصر).

(۲) ولو امسك الخمر في بيته للتخليل جاز ولا يأنم. (الهندية: (۳۷۳/۵) كتاب الكراهية، الباب الثاني من المتفرقات، ط: رشيدية).

سرمایہ

”رأس المال“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵/۳)

سرمایہ کاری کرنا امانت ہے

”امانت سے سرمایہ کاری کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۶/۱)

سرمایہ کی ضرورت

ایک شخص کو دکان کے لئے سرمائے کی ضرورت ہے، اس نے کسی مالدار سے کہا کہ مجھے فلاں قسم کی اشیاء کی ضرورت ہے، آپ وہ خرید کر مجھے ادھار بیچ دیں، اگر میں نے وقت پر ادھار ادا نہیں کیا تو دکان میں جو مال پڑا ہوا ہے وہ آپ خرید لیں، اگر ادھار والے سودے کی قیمت وقت پر ادا نہیں ہوئی، پھر شرط کے مطابق اس طریقے پر خرید و فروخت کر لیں گے تو یہ ناجائز اور حرام ہوگا، اور اگر اس قسم کی شرط نہیں تھی اور آزادی سے سودا کیا تو گنجائش ہوگی۔ (۱)

☞ والمسلم يحمي خمر نفسه للتخليل۔ (الهداية: (۱۹۸/۱) كتاب الزكوة، باب فيمن يمر على العاشر، ط: المصباح)۔

☞ وللمسلم ولاية خمور نفسه حتى ان الذمي إذا اسلم وله خمور كان له حفظها أو يحفظها غيره لتخليلها أو يتخلل بنفسها۔ (البنایة فی شرح الہدایة: (۳۹۹/۳)، كتاب الزكوة، باب فيمن يمر على العاشر، الخلاف بين المزكي والعاشر، ط: دار الكتب العلمية)۔

☞ قوله: تبغى للخمر دون العكس لأنها ”أى الخمر“ أظهر مالية لأنها قبل التخمر مال وبعده كذلك بتقدير التخليل. (فتح القدير: (۲۳۰/۲)، كتاب الزكوة، باب فيمن يمر على العاشر، ط: دار الفكر)

☞ ان الخمر كما يكون للشرب، وانه معصية في حق المسلم، يكون للتخليل، وانه مباح لكل. (المحيط البرهاني: (۱۹۰/۹)، كتاب الإجازات، الفصل الخامس عشر في ما يجوز من الإجازات وما لا يجوز، نوع آخر، الامتنجار على المعاصي، ط: رشيدية)

(۱) ولواشترى شيئاً لبيعه من البائع، فالبيع فاسد. (الفتاوى الهندية: (۱۳۳/۳)، كتاب البيوع، الباب العاشر في الشروط التي تفسد البيع والتي لا تفسده، ط: رشيدية) =

ستا بیچنا بازار کے عام نرخ سے

”بازار کے عام نرخ سے ستا بیچنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۴/۲)

۱۳۵

ستی چیز ادھار کی وجہ سے مہنگی فروخت کرنا

ستی چیز ادھار کی وجہ سے مہنگی فروخت کرنا جائز ہے، البتہ عقد کی مجلس میں ادھار والی قیمت اور قیمت ادا کرنے کی مدت متعین کرنا ضروری ہے۔^(۱)

سفلی جذبات بھڑکانے والی باتوں سے اعلانات پاک ہوں

”اعلانات بے حیائی والی باتوں سے پاک ہوں“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

سقوط کی صورتیں

خیار شرط خود بخود ساقط ہونے کی پانچ صورتیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

① خیار کی مدت گزر جائے اور وہ بیع کو نسخ نہ کرے۔

② جس کے پاس خیار ہے وہ فوت ہو جائے۔

③ جو چیزیں موت کے حکم میں ہیں، ان کے پیش آنے سے خیار شرط ختم

ہو جاتا ہے، مثلاً جس کو خیار شرط حاصل ہے وہ مجنون یا مرتد ہو جائے، یا وہ سو جائے یا

اسے نشہ چڑھ جائے اور خیار کی مدت گزر جائے تو خیار شرط ختم ہو جائے گا۔

④ خیار شرط کی مدت میں بیع ہلاک ہو جائے تو خیار ساقط ہو جائے گا۔

⑤ خلاصۃ الفتاویٰ: (۵۰/۳)، کتاب البیوع، الفصل الخامس فی البیع إذا کان فیہ شرط، ط: رشیدیہ۔

⑥ وان ذکر البیع من غیر شرط، ثم ذکر الشرط علی وجه المواعدة جاز البیع. (الخانیة علی ہامش الہندیہ: (۱۲۵/۲)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الشروط المفسدة، ط: رشیدیہ)

⑦ الشامیہ: (۸۳/۵)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی البیع بشرط فاسد، ط: سعید

(۱) قرآن کے لئے ”ادھار ہے یا نقد مجلس میں ملے ہونا ضروری ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

بیع میں عیب پیدا ہو جائے، پھر تفصیل یہ ہے اگر خیار بائع (سیلر) کے پاس تھا اور بیع میں بائع کے نقل سے یا خود بخود عیب پیدا ہو گیا تو بیع ختم ہو جائے گی، خواہ بیع پر قبضہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، اور اگر خیار مشتری (خریدار) کے پاس تھا اور بیع میں عیب پیدا ہو گیا تو خیار ختم ہو جائے گا، اور مشتری پر بیع لازم ہو جائے گی۔^(۱)

۱۳۶

سکرین ملانا

شریت وغیرہ میں ”سکرین“ ملانا عیب ہے، اور بیع (بیچی گئی چیز) کے عیب کو مشتری (خریدار) کے علم میں لانا ضروری ہے، ورنہ دھوکہ دینے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا، اور اگر خریداروں کو پہلے سے معلوم ہے اس کے باوجود خریدتے ہیں تو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔^(۲)

(۱) يسقط الخيار ضرورة بأمر: أولاً: مضي مدة الخيار: يسقط الخيار بمضي مدته دون اختيار فسخ العقد... ثانياً: موت المشرو وطله الخيار... ثالث ما هو في معنى الموت: كالجنون والإغماء والنوم والسكر والردة واللحاق بدار الحرب، فإذا ذهب عقل صاحب الخيار بالجنون أو الإغماء في مدة الخيار ومضت المدة على تلك الحال صار العقد لازماً... وكذا يسقط الخيار لو بقي صاحبه نائماً لآخر مدة الخيار، كما يسقط على الصحيح لو سكر وظل سكرنا حتى مضت مدة الخيار... رابعاً: هلاك المبيع في مدة الخيار... خامساً: تعيب المبيع: فيه تفصيل أيضاً، لأن الخيار إما أن يكون للبائع أو للمشتري فإن كان الخيار للبائع: فيسقط خياره إذا تعيب المبيع بأفة سماوية أو بفعل البائع، سواء أكان المبيع في يد البائع أو في يد المشتري... وإن كان الخيار للمشتري: فيسقط خياره بالتعيب ولا يفسخ البيع... (الفقه الإسلامي وادلته: (۵/ ۳۵۳۹، ۳۵۵۰) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، المبحث الخامس: الخيارات، خيار الشرط، المطلب الثالث: طرق إسقاط الخيار، ط: رشيدية)

تحفة الفقهاء: (۱۶۲/۲) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: دار الكتب العلمية.

شرح المجلة لمرستم باز: (۱۲۸/۱) المادة ۳۰۵، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الأول في بيان خيار الشرط، ط: فاروقيه.

(۲) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام، ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! فقال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش قليس منا. (جامع الترمذی: (۱/ ۲۳۵)، كتاب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)۔

سکے کب وجود میں آئے

شروع میں ”زر“ اور نمٹن کے طور پر اشیاء اور اجناس کو استعمال کیا جاتا تھا (۱۳۷) لیکن ان اشیاء کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا آسان نہیں ہوتا تھا اس لئے یہ نظام مستقل طور پر جاری نہیں رہ سکا، لوگوں نے اس کی جگہ پر سونا چاندی استعمال کرنا شروع کر دیا ابتداء میں سونے چاندی کے وزن کا ہی اعتبار ہوتا تھا، سکوں کا رواج بعد میں ہوا لیکن سکے کا رواج کب سے ہوا اس کے بارے میں وثوق سے کچھ کہنا مشکل ہے البتہ قرآن مجید سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے دور میں دراہم موجود تھے اور ان سے خرید و فروخت کا رواج تھا کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کو انہیں دراہم کے عوض بیچا تھا۔

وَشَرُّوْهُ كَالْبَشْمَنِ بَخْسٍ دَرَاهِمًا مَّعْدُوْدَةً وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزَّالِمِيْنَ (۱)
 انہوں نے اس کو انتہائی کم قیمت جو گنتی کے چند درہم تھے کے عوض فروخت کر دیا، اور ان کو یوسف علیہ السلام سے کوئی دلچسپی تھی ہی نہیں۔

☐ صحیح مسلم: (۷۰/۱)، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غشنا فلیس منا، ط: قدیمی۔

☐ من علم بسلعته عیال لم یجز بیعها حتی یبینه للمشتري، فإن لم یبینه فهو اثم عاص، نص علیہ أحمد۔ (اعلاء السنن: (۵۸/۱۳)، کتاب البیوع، أبواب البیع العیب، باب خيار العیب، ط: إدارة القرآن)

☐ المعنی لابن قدامة: (۱۰۹/۳)، کتاب البیوع، باب بیع المصراة، فصل علم بالمبیع عیال لم یکن عالما به، ط: مکتبة القاہرہ۔

☐ ولا بأس ببيع المغشوش إذا بین غشه أو كان ظاهرا یرى۔ (الدر المختار مع الرد: (۲۳۸/۵)، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: شری شجرة وفي قلعها ضرر، ط: سعید)

☐ البحر الرائق: (۱۷۷/۶)، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ط: سعید۔

☐ الفتاویٰ الہندیة: (۲۵۲/۳)، کتاب الصرف، الباب السادس فی المتفرقات، ط: رشیدیہ۔ (۱) (یوسف: ۲۰)

حضرت یوسف علیہ السلام کا دور ۱۸۰۰ تا ۱۹۱۰ ق م ہے۔
یہ بھی مشہور ہے کہ سونے کا سکہ سب سے پہلے لیڈیا کے بادشاہ کروموس
(دور حکومت ۵۳۶ تا ۵۶۰ ق م) نے متعارف کرایا ہے باقی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی
کو معلوم ہے۔

سگریٹ کی تجارت

سگریٹ اور تمباکو کی تجارت جائز ہے، اور اس کا نفع استعمال میں لانا جائز
ہے، البتہ بدبو والی چیز ہے اس لئے پرہیز بہتر ہے۔^(۱)

سلائی کا خرچہ اصل قیمت کے ساتھ ملانا

”اصل قیمت کے ساتھ اضافی اخراجات“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۱/۱)

سلم ان چیزوں میں بھی جائز ہے

گندم، دھان (چاول) وغیرہ غلہ کے علاوہ اور جو چیزیں ایسی ہوں کہ ان
کی قیمت بیان کر کے مقرر کر دی جائے، اور لیتے وقت کچھ جھگڑا اور اختلاف ہونے کا
ڈر نہ رہے، تو ان چیزوں میں بیع سلم کرنا درست ہے، جیسے انڈے، اینٹیں، کپڑے
وغیرہ، مگر سب باتیں طے کر لینا ضروری ہے، مثلاً اتنی بڑی اینٹ ہو، لمبائی میں اتنی

(۱) (وصح بیع غیر الخمر) مما مر، ومفادہ صحۃ بیع الحشیثۃ والافیون (قولہ: وصح بیع غیر
الخمر) ای عندہ خلافا لہما فی البیع والضمان لکن الفتویٰ علی قولہ فی البیع۔ (الدر مع الرد: ۱۶/۳۵۳)
کتاب الأشربة، ط: سعید

قلت: فیفہم منہ حکم النبات الذی شاع فی زماننا المسمی بالتبن، فتنہ (قولہ: فیفہم منہ حکم
النبات) وهو الاباحۃ علی المختار او التوقف، ولہذا اشارۃ الی عدم تسلیم اسکارہ و تغیرہ واضرارہ۔
(الدر مع الرد: ۱۶/۳۶۰) کتاب الأشربة، ط: سعید

حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار: (۲۲۵/۳) کتاب الأشربة، ط: دار المعرفۃ بیروت

مزید تحریر: ”تمباکو کی خرید و فروخت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

انچ اور چوڑائی میں اتنی انچ ہو، کپڑا ہے تو سوتی ہو یا ٹیٹرون ہو، اتنا بار یک ہو یا اتنا موٹا ہو، ملکی ہو یا غیر ملکی، پاکستانی ہو یا جاپانی، غرض کہ سب باتیں بتانا اور طے کرنا ضروری ہے، تاکہ کسی قسم کی الجھن باقی نہ رہے۔^(۱)

سلم اور استصناع میں فرق

”استصناع اور سلم میں فرق“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۳/۱)

سلم کی تعریف

اس طرح سے بیع کرنا کہ خریدار نے قیمت کی ادائیگی تو ابھی نقد کر دی اور بائع سامان کچھ عرصہ بعد مہیا کرے گا اس کو بیع سلم کہتے ہیں۔

مثلاً فصل کٹنے سے پہلے یا کٹنے کے بعد کسی کو دس ہزار روپے دیے اور یوں

(۱) السلم إنما يكون صحيحاً في الأشياء التي تقبل التعيين بالقدر والوصف كالجودة والنخسة. وقال العلامة سليم رستم: ذلك لأن المسلم فيه دين لا يعرف إلا بوصفه وتعين مقداره فإذا لم يمكن ضبطه بهما فيكون مجهولاً جهالة تفضي إلى المنازعة فلا يجوز كسائر الديون وعلى هذا صح السلم في الكميات والموزونات المشتملة كالحنطة والملح، والعدديات المتقاربة كالجوز والبيض واللبن والأجر. (شرح المجمل لسليم رستم باز: (۱۷۲/۱)، المادة: ۳۸۱، الكتاب الأول في البيوع، الباب السابع، الفصل الثالث في السلم، ط: مكتبة فاروقية)

ما كان من العدديات كاللبن والأجر يلزم أن يكون قابلاً أيضاً معيناً. الكرباس والجوخ وأمثالهما من المدروعات يلزم تعيين طولها وعرضها ورقعتها ومن أي شيء تنسج ومن نسج أي محل هي. (شرح المجمل لسليم رستم باز: (۱۷۳/۱)، رقم المادتين: ۳۸۳، ۳۸۵، مكتبة فاروقية)۔

ويصح فيما أمكن ضبط صفته) كجودته وردائه (ومعرفة قدره كمكيل وموزون... ومثمن... وعددي متقارب كجوز وبيض وفس... ولبن... وأجر بملين معين) بين صفته ومكان ضربه... وذرعي كتوب بين قدره طولاً وعرضاً (وصنعته) كقطن وكتان ومركب منهما (وصفته) كعمل الشام أو مصر أريذ، أو عمرو (ورقته) أو غلظه. (الدر المختار مع الرد: (۲۰۹/۵)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد)

الهداية: (۱۰۶/۳)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: رحمانية

ملئقى الأبحر مع مجمع الأنهر: (۱۲۶/۳)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية

کہا کہ دو مہینے یا تین مہینے کے بعد فلاں مہینے کی فلاں تاریخ میں ہم آپ سے ان دس ہزار روپے کی بیس من گندم لیں گے، اور نرخ اسی وقت طے کر لیا کہ ایک من پانچ سو روپے کے حساب سے لیں گے، تو یہ بیج درست ہے، جس مہینے کا وعدہ ہوا ہے اس مہینے میں اس کو اسی بھاؤ میں گندم دینا پڑے گی، چاہے بازار میں گراں بک رہی ہو چاہے سستی، بازار کے بھاؤ کا کچھ اعتبار نہیں ہوگا، اس بیج کو سلم کہتے ہیں۔

۱۳۰

سلم کی اجازت اس عام قاعدے سے مستثنیٰ ہے جس کے مطابق مستقبل کی طرف منسوب بیج جائز نہیں ہے، سلم کی یہ اجازت چند کڑی شرائط کے ساتھ مشروط ہے، جو ”سلم کی شرائط“ عنوان کے تحت مذکور ہیں۔^(۱)

سلم کی شرائط

☆ سلم جائز ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ خریدار پوری کی پوری قیمت عقد کے وقت ادا کر دے، یہ اس لئے ضروری ہے کہ اگر عقد کے وقت خریدار پوری قیمت ادا نہیں کرے گا تو یہ دین کے بدلے میں دین کی بیع کے مترادف ہوگا، جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر منع فرمایا ہے۔

مزید یہ کہ سلم کے جواز کی بنیادی حکمت بائع کی فوری ضرورت کو پورا کرنا ہے، اگر قیمت اسے مکمل طور پر ادا نہیں کی جاتی تو عقد سلم کا بنیادی مقصد فوت

(۱) قال القدوری: السلم فی لغة العرب: عقد يتضمن تعجيل أحد البدلين وتأجيل الآخر، وهو نوع من البيع... وهو عقد شرع علی خلاف القیاس لكونه بيع المعدوم، إلا ان تركنا القیاس بالكتاب والسنة والإجماع۔ (الاختیار لتعلیل المختار: (۳۳/۲)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

مجمع الأنهر: (۱۳۸، ۱۳۷/۳)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية، بيروت
 درر الحکام شرح غرر الأفكار: (۱۹۳/۲)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار احیاء الكتب العربیة

ہو جائے گا، اس لئے عقد کے وقت قیمت کی مکمل ادائیگی ضروری ہے۔^(۱)

۱۳۱

☆ سلم صرف انہی اشیاء میں ہو سکتی ہے جن کی کوالٹی اور مقدار کا پیشگی طور پر تعین ہو سکتا ہو، ایسی اشیاء جن کی کوالٹی یا مقدار کا تعین نہیں کیا جاسکتا ہو، انہیں بیع سلم کے ذریعہ بیچنا جائز نہیں ہے، مثال کے طور پر قیمتی پتھروں کی سلم کی بنیاد پر بیع نہیں ہو سکتی، اس لئے کہ ان کا ہر ٹکڑا اور فرد عام طور پر دوسرے سے معیار، سائز یا وزن میں مختلف ہوتا ہے، اور ان کی بیان کے ذریعہ تعین کرنا عام طور پر ممکن نہیں ہوتا۔^(۲)

☆ کسی متعین چیز یا متعین کھیت یا فارم کی پیداوار کی بیع سلم نہیں ہو سکتی، مثلاً اگر بیچنے والا یہ ذمہ داری قبول کرتا ہے کہ وہ متعین کھیت کی گندم یا متعین درخت کا پھل مہیا کرے گا تو سلم صحیح نہیں ہوگی، اس لئے کہ اس بات کا امکان موجود ہے کہ ادائیگی سے پہلے ہی اس کھیت یا فارم کی پیداوار یا اس درخت کا پھل ہلاک ہو جائے، اس امکان کی وجہ سے بیچنے والی چیز کی ادائیگی غیر یقینی رہے گی، اور یہ قاعدہ ہر اس چیز

(۱) ولا یصح السلم حتی یقبض رأس المال قبل أن یفارقہ فیہ (أما إذا كان من النقود فلا تہ افتراق عن دین بدین وقد نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم: عن الکالی بالکالی، وإن کان عیناً، فلأن السلم أخذ عاجل بأجل إذا لا سلام والأسلاف یبشان عن التعجیل فلا بد من قبض أحد العوضین لیتحقق معنی الاسم، ولأنه لا بد من تسلیم رأس المال لیقلب المسلم إلیہ فیہ فیقدر علی التسلم. (الہدایة: ۱۰۱/۳، ۱۰۲)، کتاب البیوع، باب السلم، ط: رحمانیہ)

تکبیر الحقائق: (۱۱۷/۳)، کتاب البیوع، باب السلم، ط: امدادیہ، ملتان۔

تکبیر شرح الہدایة: (۹۲/۷)، کتاب البیوع، باب السلم، ط: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

(۲) (کل ما ممکن ضبط صفته ومعرفة مقدارہ جاز السلم فیہ) لأنه لا یؤدی الی المنازعة (وما لا فلا) لأنه یكون مجهولاً فیؤدی الی المنازعة، وهذه قاعدة یتنی علیها أكثر مسائل السلم، ولا بد من ذکر بعضها ليعرف باقيها بالتأمل فیہا، فنقول: یجوز فی المکیلات والموزونات والمعدودات المتقاربة كالجوز والبض، لأنه یمكن ضبط صفته ومعرفة مقدارہ، ولا یجوز فی العدديات المتفاوتة... ولا فی الجواهر والخرز، لأنه لا یمكن فیہ ذلك. (الاختیار لتعلیل المختار: ۳۵/۲) کتاب البیوع، باب السلم، ط: دار الکتب العلمیہ)

تکبیر الأنهر: (۱۳۸/۳، ۱۳۰)، کتاب البیوع، باب السلم، ط: دار الکتب العلمیہ

تکبیر المختار مع الرد: (۲۰۹/۵، ۲۱۲)، کتاب البیوع، باب السلم، ط: سعید

پر لاگو ہوگا جس کی فراہمی یقینی نہ ہو۔ (۱)

☆ یہ بھی ضروری ہے کہ جس چیز میں بیع سلم کرنا مقصود ہے اس کی نوعیت اور معیار واضح طور پر متعین کر لیا جائے جس میں کوئی ایسا ابہام باقی نہ رہے جو بعد میں تنازع کا باعث بن سکتا ہو، اس سلسلے میں تمام ممکنہ تفصیلات واضح طور پر ذکر کر لینا ضروری ہے۔

۱۳۲

☆ بیچی جانے والی چیز کی مقدار کسی قسم کے ابہام کے بغیر متعین کر لینا ضروری ہے، اگر اس چیز کی مقدار تاجروں کے عرف میں وزن کے ذریعہ متعین کی جاتی ہے، جیسے تول کر بکنے والی چیز، تو اس کا وزن متعین ہونا ضروری ہے، اور اگر اس کی مقدار کا تعین پیمائش کے ذریعے ہوتا ہے تو اس کی متعین پیمائش معلوم ہونا ضروری ہے۔ اور جو چیز عام طور پر تولی جاتی ہے، سلم میں اس کی مقدار کا تعین پیمائش کے ذریعہ سے نہیں ہونا چاہیے، اسی طرح پیمائش کی جانے والی چیز کی مقدار سلم میں وزن کے ذریعے متعین نہیں ہونی چاہیے۔

☆ بیچی گئی چیز کی سپردگی کی تاریخ اور جگہ کا تعین بھی عقد سلم کے اندر ہونا ضروری ہے۔ (۲)

(۱) (۱) ولای فی طعام قریة بعینھا أو ثمرۃ نخلة باینھا؛ لأنه قد یعثرہ افة فلا یقدر علی التسلیم والیہ اشار علیہ السلام حیث قال: رأیت لو اذهب اللہ تعالی الثمر بھم یمستحل أحدکم مال أخیه؟ (الہدایة: ۱۰۰/۳)، کتاب البیوع، باب السلم، ط: رحمانیہ

❏ الاختیار لتعلیل المختار: (۳۸، ۳۷/۲)، کتاب البیوع، باب السلم، ط: دار الکتب العلمیة

❏ البحر الرائق: (۱۵۹/۶)، کتاب البیع، باب السلم، ط: سعید

(۲) وشرائطه تسمية الجنس والنوع والوصف والأجل والقدر ومكان الإيفاء إن كان له حمل ومؤنة وقدر رأس المال في المكيل والموزون والمعدود وقبض رأس المال قبل المفارقة لأن يذكر هذه الأشياء تنفي الجهالة وتقطع المنازعة وعند عدمها يكون المسلم فيه مجهولاً فنفضى إلى المنازعة فالجنس كالحنطة والتمر والنوع كالبرني... والوصف كالجيد والردي... وأما القدر فقوله كذا فقيرا وكذا رطلا، وهو شرط لقوله عليه الصلاة والسلام: فليسلم في كيل معلوم ووزن معلوم، =

☆ بیع سلم ایسی اشیاء کی نہیں ہو سکتی جن کی فوری ادائیگی ضروری ہوتی ہے،

مثال کے طور پر اگر سونے، چاندی یا کرنسی کی بیع ہو رہی ہے تو دونوں چیزوں کی ادائیگی عقد کے وقت ہی ہونا ضروری ہے، یہاں بیع سلم کرنا جائز نہیں ہوگا، اسی طرح اگر گندم کی بیع جو کے بدلے میں ہو رہی ہے تو بیع صحیح ہونے کے لئے دونوں چیزوں پر عقد کی مجلس میں قبضہ ہونا ضروری ہے، اس لئے اس صورت میں بھی بیع سلم کا معاہدہ کرنا جائز نہیں ہوگا۔^(۱)

(نوٹ) جب تک یہ تمام شرائط مکمل طور پر پوری نہیں کی جائیں گی، تب

تک سلم کرنا درست نہیں ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ: جو شخص سلم کرنا چاہتا ہے تو اسے سلم کرنی چاہیے

متعین پیمائش اور متعین وزن میں ایک طے شدہ مدت تک۔^(۲)

= (الاختیار لتعلیل المختار: (۳۶، ۳۵/۲)، کتاب البیوع، باب السلم، ط: دار الکتب العلمیة، بیروت)

البحر الرائق: (۱۶۱، ۱۶۰/۶)، کتاب البیع، باب السلم، ط: سعید۔

الدرمع الرد: (۲۱۵، ۲۱۳/۵)، کتاب البیوع، باب السلم، ط: سعید۔

(۱) والثالث عشر: أن لا يشمل البدلین إحدى علی الربا؛ لأن انفراد أحدهما یحرم النساء۔ (البحر

الرائق: (۱۶۰/۶)، کتاب البیع، باب السلم، ط: سعید۔

فتح القدیر: (۸۶/۴)، کتاب البیوع، باب السلم، ط: دار الکتب العلمیة۔

الفتاویٰ الہندیة: (۱۸۰/۳)، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الأول فی

تفسیرہ وورکنہ وشرائطہ و حکمہ، ط: رشیدیہ۔

الدر المختار مع الرد: (۲۱۴/۵)، کتاب البیوع، باب السلم، مطلب: هل اللحم قیمی

أو مطلق؟ ط: سعید۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدينة وهم یسلفون فی

العمار السنو والمستین والثلاث، فقال: من أسلف فی شیء فلیسلف فی کیل معلوم ووزن معلوم إلى أجل

معلوم۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۵۰)، کتاب البیوع، باب السلم والرهن، الفصل الأول، ط:

قدیمی)

جامع الترمذی: (۲۳۵/۱)، أبواب البیوع، باب ماجاء فی السلف فی الطعام والتمر، ط: سعید۔

صحیح مسلم: (۳۱/۲)، کتاب البیوع، باب السلم، ط: قدیمی۔

☆ اسلامی تعلیمات کے مطابق سلم کا معاملہ ادھار ہونے کی وجہ سے تحریری طور پر گواہ بنا کر کرنا چاہیے، تاکہ آئندہ اختلاف اور جھگڑے کی صورت باقی نہ رہے۔ (۱)

☆ جس وقت بیع سلم کا معاملہ کیا جائے، اس وقت سے لیکر مسلم فیہ لینے اور وصول پانے کے زمانے تک وہ چیز بازار میں ملتی رہے، نایاب نہ ہو، اور اگر اس دوران وہ چیز نایاب ہو جائے، گو دوسری جگہ سے بہت مصیبت جھیل کر منگوا سکے تو بیع سلم باطل ہو جائے گی، (۲) مزید ”بیع سلم کی شرطیں“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

سلم میں فلاں کھیت کے گندم لینے کی شرط کرنا

”سلم میں نئی گندم لینے کی شرط کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۵/۴)

(۱) یا ایہا الذین آمنوا إذا تداینتم بدین إلى أجل مسمى فاكتبوه (سورة البقرة: ۲۸۲)۔

☞ قوله تعالى: يا ايها الذين آمنوا إذا تداینتم بدین... ”فاكتبوه“ یعنی الدین والأجل ويقال: أمر بالكتابة ولكن المراد به الكتابة والإشهاد، لأن الكتابة بغير شهود لا تكون حجة۔ (بحر العلوم للسمرقندی: ۱/۲۱۰) سورة البقرة: ۲۸۲، ط: دار الفکر۔

☞ قوله: وشرط حضور شاهدين) أى يشهدان العقد... وفي البحر قيدنا الإشهاد بأنه خاص بالنكاح لقول الاسبيجاني: وأما سائر العقود فتتخذ بغير شهود، ولكن الإشهاد عليه مستحب للآية وفي الواقعات: أنه واجب في المدانيات، وأما الكتابة ففي عتق المحيط: يستحب أن يكتب للعتق كتابا ويشهد عليه صيانة عن التجاحد كما في المدائنة۔ (الشامية: ۲۱/۳)، كتاب النكاح، قبيل مطلب: الخصاص كبير في العلم بجوز الاقتداء به، ط: سعيد۔

(۲) لا يجوز السلم في الشيء المنقطع لأن شرطه جوازه أن يكون موجودا من حين العقد إلى حين المحل حتى لو كان منقطعا عند العقد موجودا عند المحل أو بالعكس أو منقطعا فيما بين ذلك لا يجوز وحده الإنقطاع أن لا يوجد في الأسواق وإن كان في البيوت۔ (تبیین الحقائق: ۱۱۳/۴)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: امداديه، ملتان۔

☞ الدر مع الرد: (۲۱۲/۵)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد۔

☞ الفتاوى الهندية: (۱۸۰/۳)، الفتاوى الهندية، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل الأول: في تفسيره وركنه... إلخ، ط: رشيديه۔

مسلم میں نئی گندم لینے کی شرط کرنا

اگر عقد مسلم کرتے وقت یہ شرط کر دی کہ فصل کے کٹنے پر فلاں مہینے میں ہم (۱۳۵) نئے گیہوں لیں گے یا فلاں کھیت کے گیہوں لیں گے تو یہ معاملہ جائز نہیں ہوگا، اس لئے اس قسم کی شرط لگانا درست نہیں، مسلم الیہ کو وقت مقررہ پر اس بات کا اختیار ہوگا چاہے نئی گندم دے دے یا پرانی، رب المسلم کے لئے اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہوگا، البتہ اگر عقد مسلم کرتے وقت نئے گیہوں کٹ چکے ہوں تو نئے گیہوں کی شرط کرنا جائز ہوگا۔^(۱)

مسلم ہر چیز میں جائز نہیں

بیع مسلم ہر چیز میں جائز نہیں بلکہ صرف وزنی، کیلی، یا مزروعی (گزر اور میسر سے فروخت ہونے والی اشیاء) اور ان عددی اشیاء میں جائز ہے جن کے عدد میں جسم اور صفات کے اعتبار سے قیمت میں خاصا فرق نہیں ہے، مثلاً انڈے ہیں، اور جن عددی اشیاء میں جسم اور صفت کے اعتبار سے قیمت میں فرق اور تفاوت ہے ان میں بیع مسلم جائز نہیں مثلاً ہر قسم کے جانور، تربوز، خر بوزہ، جب کہ ان چیزوں کو عدد کے اعتبار سے فروخت کیا جائے تو بیع مسلم جائز نہیں ہوگی۔^(۲)

(۱) قولہ: ویر قریبہ أو تمر نخلة معينة) أى لا يجوز لاحتمال أن يعتبريهما أفة فلا يقدر على التسليم... وفي شرح الطحاوی: لو أسلم في حنطة حديثة قبل حدونها فالسلم باطل، لأنها منقطعة في الحال وكونها موجودة في وقت العقد إلى وقت المحل شرطها وفي الجوهرية: ولو أسلم في حنطة جديدة أو في ذرة لم يجز لأنه لا بد أن يكون في تلك السنة شي، أم لا هو. وعلى هذا فما يكتب في وثيقة السلم جديد عامه المسد له ولكنه ينبغي حمله على ما إذا كان قبل وجود الجديد أما بعد وجوده فيصح كما يشير إليه ما في شرح الطحاوی. (البحر الرائق: ۱۵۹/۶، ۱۶۰)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعید۔

(۲) الدر مع الرد: (۲۱۳/۵)، كتاب البيوع، باب السلم، مطلب: هل اللحم قيمى أو مثلى؟، ط: سعید۔

(۲) ومنها أن يكون مما يمكن أن يضبط قدره وصفته بالوصف على وجه لا يبقى بعد الوصف إلا تفاوت =

سیمپل دکھا کر بیع کرنا مال کے بغیر

”نمونہ دکھا کر بیع کرنا مال کے بغیر“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۲/۶)

۱۳۶

سمجھ دار بچہ

نابالغ سمجھ دار بچہ کی خرید و فروخت صحیح ہے۔

اور سمجھ دار سے مراد خرید و فروخت کے بارے میں کچھ علم کا ہونا ہے، مثلاً مال جتنا دینا ہے اتنا ہی دیتا ہے اس سے زیادہ یا کم نہیں دیتا اور قیمت جتنی لینا ہے اتنی ہی لیتا ہے اس سے کم یا زیادہ نہیں لیتا۔^(۱)

= یسر فإن كان ممالا يمكن ويقي بعد الوصف تفاوت فاحش لا يجوز السلم فيه..... وبين ذلك أنه يجوز السلم في المكيلات والموزونات التي تحتل التعيين والعدديات المتقاربة... من الجوز والبيض... ولا يجوز السلم في العدديات المتفاوتة من الحيوان والجواهر واللاكي... والبطيخ والقضاء والرمان والسفرجل ونحوها من العدديات المتقاربة؛ لأنه لا يمكن ضبطها بالوصف. (بدائع الصنائع: (۲۰۸/۵، ۲۰۹)، كتاب البيوع، فصل وأما الذي يرجع إلى المسلم فيه فأنواع، ط: سعيد).
 الفتاوى الهندية: (۱۸۰/۳)، كتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل الأول في تفسيره وركنه... إلخ، ط: رشيديه.

الهداية: (۹۷/۳)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: رحمانيه.

(۱) أما شرائط الانعقاد فأنواع منها في العاقد وهو أن يكون عاقلًا مميزًا كذا في الكافي والنهاية، فيصح بيع الصبي والمعوه اللذان يعقلان البيع وأثره كذا في فتح القدير. (الفتاوى الهندية: (۲/۳)، كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع وركنه وشرطه... إلخ، ط: رشيديه).

فتح القدير: (۲۳۰/۶)، كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية.

الشامية: (۵۰۳/۳)، كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد

وتفسير العاقل أن يعلم أن المبيع سالب والشراء جالب ويعلم أنه لا يجتمع الثمن، والمثمن في ملك واحد، قال في شاهان: ومن علامة كونه غير عاقل إذا أعطى الحلواني فلو سافأخذ الحلوى وجعل يكي ويقول: اعطني فلوسى فهذا علامة كونه غير عاقل، وإن أخذ الحلوى وذهب ولم يسترد الفلوس فهو عاقل. (الجوهرة النيرة: (۲۹۲/۱)، كتاب الحجر، ط: حقايقية)

سمسار

عربی زبان میں کمیشن ایجنٹ کے لئے متعدد الفاظ استعمال ہوتے ہیں، ان (۱۳۷) میں سب سے زیادہ معروف اور مشہور لفظ ”سمسار“ ہے، اور یہ اصل میں فارسی زبان کا لفظ ہے جس کو عربی لفظ کی شکل دے دی گئی ہے۔

عربی لغت کی کتاب ”المعجم الوسیط“ میں ہے کہ:

سمسار: وہ شخص ہے جو سودا آسان بنانے کے لئے بائع اور مشتری کے درمیان واسطہ ہو، ماہر ارضیات کو ”سمسار الارض“ کہتے ہیں اس کی جمع ”سماسرہ“ آتی ہے، یہ فارسی لفظ ہے جس کو عربی میں ڈھالا گیا ہے۔^(۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کاروباری طبقہ کے لئے ”سماسرہ“ یعنی ”بروکرز“ کا لفظ استعمال ہوا تھا، مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لئے اس کی جگہ ”تاجر“ کی اصطلاح متعارف کرائی ہے۔

حضرت قیس بن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہمیں ”سماسرہ“ (بروکرز) کہا جاتا تھا، چنانچہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے تو آپ نے ہمارا اس سے اچھا نام رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے تاجروں کی جماعت بلاشبہ خرید و فروخت میں لغو گفتگو اور قسمیں بھی شامل ہوتی ہیں لہذا تم اس میں صدقہ ملا لیا کرو۔^(۲)

(۱) (السمسار) الوسیط بین البائع والمشتري لتسهيل الصفقة سمسار الارض العالم بها (جمع) سماسرة (فارسی معرب). (المعجم الوسیط: (ص: ۴۴۸) باب السین، ط: دار الدعوة)

(۲) عن قیس بن ابی غرزہ قال کنا فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نسمی السماسرة فمر بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسمانا باسم هو احسن منه فقال یا معشر التجاران البیع بحضرة اللغو والحلف فشوہوہ بالصدقہ. (سنن ابی داؤد: (۱۱۷/۲) کتاب البیوع، باب فی التجارة یخالطها الخلف واللغو، ط: رحمانیہ)

سنن ابن ماجہ: (ص: ۱۵۵) ابواب التجارات، باب التوقی فی التجارة، ط: قدیمی

مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۳۳) کتاب البیوع، باب المساهلة فی المعاملة، الفصل الثانی، ط: قدیمی

اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کاروباری افراد کے لئے ”بروکرز“ کی بجائے ”تاجر“ کے لفظ کو پسند فرمایا ہے۔

مزید ”کمیشن ایجنٹ کی تعریف“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۰/۱۵)

۱۳۸

سمندر کے پھینکے ہوئے سامان

سمندر کے کنارے پر پڑے ہوئے گم شدہ مال یا اس کے پھینکے ہوئے سامان کا بھی وہی حکم ہے جو لقطہ کا حکم ہے۔^(۱)

ساروں سے خاک خریدنا

سونے کی خاک کو سونے کے عوض میں اور چاندی کی خاک کو چاندی کے عوض میں خریدنے کی صورت میں سونا سونے کے ساتھ اور چاندی چاندی کے ساتھ برابر ہونا شرط ہے۔

اور اگر سونے اور چاندی کی خاک کو پیسوں سے خریدا جائے تو برابر کرنا ضروری نہیں ہے، کمی بیشی کے ساتھ خرید و فروخت کرنا جائز ہے، اسی طرح سونے کی خاک کو چاندی سے اور چاندی کی خاک کو سونے سے خرید و فروخت کرنے کی صورت میں برابر کرنا لازم نہیں ہے، کمی بیشی کے ساتھ جائز ہے۔^(۲)

(۱) اللقطۃ... مال يوجد في الطريق غير بني آدم... وفي الشريعة عبارة عن مال يوجد ولا يعرف له مالك، وليس بمساح. (الفتاوى القاتار خانية: ۶۱۴/۷) كتاب اللقطۃ ط: فاروقية

(۲) وما وجد المسلمون من متاع علي ساحل البحر ووجدوا سفينة قد ضربتها الريح فرمت بها علي الساحل وفيها متعه، فان كان ذلك الموضوع الذي وجد فيه من أرض الحرب فهو في... وإن وجدوا ذلك في موضع من الساحل هو من أرض أهل الإسلام فالحكم فيه ما هو الحكم في اللقطۃ. (شرح السجر الكبير: ۱۴۶/۳) ما يحمل عليه الفی وما یركبہ الرجل من الدواب ط: دار الکتب العلمیة

(۲) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عن رسول اللہ ﷺ قال: لا تبیعوا الذهب بالذهب الا مثلا بمثل، ولا تشفوا بعضها علی بعض، ولا تبیعوا الورق بالورق الا مثلا بمثل، ولا تشفوا بعضها علی بعض، ولا تبیعوا منها غائبًا بواجز۔ (الصحيح لمسلم: ۲۳/۲) كتاب المساقاة، والمزارعة، باب الربا ط: قديمی =

سود

ایک جنس میں تبادلہ کرتے وقت جو زیادتی بلا عوض شرط کے ساتھ وصول ہو (۱۳۹) وہ سود ہے، جیسے ایک من گندم دے کر ایک من اور ایک سیر مزید گندم لینا، دس تولہ چاندی دے کر گیارہ تولہ چاندی لینا، پانچ تولہ سونا دے کر پانچ تولہ سے زائد سونا لینا، سو روپے دے کر سو روپے سے زیادہ لینا وغیرہ یہ سود ہے۔^(۱)

سودا بکوا یا

بازار میں ایک شخص کو یا دکاندار کو کہا کہ ہمارا سامان فروخت کر دو اور اجرت

عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، والبر بالبر، والشعیر بالشعیر، والتمر بالتمر، والملح بالملح، مثلاً بمثل، سواء بسواء یدا بیدا فإذا اختلفت هذه الاصناف، فبیعوا کیف شئتم، إذا كان یدا بیدا۔ (الصحيح لمسلم: (۵۲/۲)، كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قديمی)

تبيين الحقائق: (۴۵۲/۳)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

البحر الرائق: (۲۱۳، ۲۱۲/۶)، كتاب البيع، باب الربا، ط: رشيدية۔

مجمع الانهر: (۱۲۱/۳)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: غفارية كوئٹہ۔

(۱) الربو هو الفضل المستحق لأحد المتعاقدين في المعاوضة الخالي عن عوض شرط فيه۔ (الهداية: (۸۰/۳) باب الربا، ط: مكتبة شركت علمية ملتان)

امام في اصطلاح الفقهاء: فهو زيادة احد البدلين المتجانسين من غير ان يقابل هذه الزيادة عوض۔ (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: (۲۴۷/۲) مباحث الربا، تعريفه وأقسامه، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

وهو في الشرع عبارة عن فضل مال لا يقابله عوض في معاوضة مال بمال۔ (الهندية: (۱۱۷/۳) الباب التاسع، الفصل السادس في تفسير الربا وأحكامه، ط: رشيدية)۔

الربا... وشرعا فضل ولو حكما، فدخل ربا التسيئة والبيوع الفاسدة فكلها من الربا خال عن العوض بمعيار شرعي، وهو الكيل والوزن مشروط احد المتعاقدين في المعاوضة۔ (الدر مع الرد: (۱۶۸/۵)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد)۔

تبيين الحقائق: (۴۳۶/۳)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

ملئى الابحر مع مجمع الانهر: (۱۱۹/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: مكتبة غفارية كوئٹہ۔

تكملة فتح الملهم: (۵۶۶/۱) كتاب البيوع، باب الربا، ط: مكتبة دار العلوم كراچی۔

کا کچھ ذکر نہیں کیا، سامان فروخت کر کے اس شخص نے اجرت کا سوال کیا تو بازار والوں کے رواج کو دیکھا جائے گا، اگر ان میں یہ رواج ہے کہ اجرت پر کام کرتے ہیں، اجرت کے بغیر نہیں کرتے، تو اس شخص کو اجرت مثل دی جائے گی ورنہ نہیں۔^(۱)

۱۵۰

سودا ختم کرنا

سودا مکمل ہونے کے بعد بائع (SELLER) یا خریدار (BUYER)،

(PURCHASER) دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کی رضامندی کے بغیر یکطرفہ سودا ختم نہیں کر سکتے، بلکہ بائع پر ضروری ہے کہ وہ فروخت کی ہوئی چیز خریدار کے حوالہ کرے اور خریدار پر ضروری ہے کہ وہ قیمت بائع کے حوالہ کرے، البتہ چیز میں عیب ہونے یا سودا کرتے وقت چیز کو نہ دیکھنے کی صورت میں دیکھنے کے بعد خریدار کو اختیار ہوگا، پسند ہے تو رکھے اور اگر پسند نہ ہو تو واپس کر دے۔^(۲)

اور اگر سودا کرتے وقت بائع یا خریدار نے خیار شرط وغیرہ کا کوئی اختیار

(۱) استعان برجل فی السوق لیبيع متاعه، فطلب منه اجراً فالعبرة لعادتهم أى لعادة اهل السوق، فإن كانوا يعملون بأجر يجب اجر المثل والا فلا۔ (رد المحتار: ۴۲۶)، کتاب الإجارة، فرع فی المنح عن الخانية، ط: سعید۔

شرح المجله لسلم رستم باز: (۲۹/۱)، شرح المادة: ۳۷، المقالة الثانية فی بیان القواعد الكلية الفقهية، مكتبة فاروقيد۔

الأشياء والنظائر: ص: ۲۶۲، کتاب الإجازات، ط: قديمی۔

(۲) وإذا حصل الإيجاب والقبول لزم البيع ولا خيار لواحد منهما إلا من عیب أو عدم رؤية. (الهداية: ۲۰/۳، ۲۱)، کتاب البيوع، ط: رحمانیہ

الدر المختار مع الرد: (۵۲۸/۳)، کتاب البيوع، ط: سعید۔

لأن أحد المتعاقدين لا يتفرد بالفسخ كما لا يتفرد بالعقد. (الهداية: ۱۵۳/۳)، کتاب أدب القاضی، باب التحكيم، ط: رحمانیہ

تبيين الحقائق: (۱۹۸/۳)، کتاب القضاء، باب مسائل شتى، ط: امدادیہ، ملتان۔

مجمع الأنهر: (۲۳۶/۳)، کتاب القضاء، مسائل شتى من کتاب القضاء، ط: دار الكتب العلمية۔

حاصل کر لیا تھا تو اس اختیار کی وجہ سے سودا ختم کرنا جائز ہوگا۔^(۱)

سودا طے نہیں کیا چیز ضائع ہوگئی

”پسند آگئی تو میں لے لوں گا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۴/۲)

سودا کم پیک کرنا

”اصل وزن سے کم سودا پیک کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۴/۱)

سودا مکمل ہوتا ہے

ایجاب کے بعد اسی مجلس میں قبول کرنے سے سودا مکمل ہو جاتا ہے۔^(۲)

”سودا“ نہ ہونے پر بیعانہ کی رقم لے لینا

مثلاً ایک گاہک دکان پر آتا ہے، اور ایک مال پر اس شرط پر بیعانہ دے کر جاتا ہے کہ اگر میں تین ماہ تک نہ آؤں اور مال نہ لے جاؤں تو مجھے بیعانہ پر کوئی

(۱) واما بیان ما یرفع حکم البیع، فنقول وبالله التوفیق: حکم البیع نوعان، نوع یرفع بالفسخ وهو الذی یقوم برفعه أحد العاقدین وهو حکم کل بیع غیر لازم کالبیع الذی فیہ أحد الخیارات الأربع. (بدائع الصنائع: ۳۰۶/۵)، کتاب البیع، فصل واما بیان ما یرفع حکم البیع، ط: سعید

کل من شرط له الخيار فی البیع یصیر مخیرا بفسخ البیع فی المدة المعینة للخیار. (شرح المجلة لسلم رسم باز: ۱۲۶/۱)، المادة: ۳۰۱، کتاب الأول فی البیوع، الباب السادس فی بیان الخیارات، الفصل الأول فی بیان خيار الشرط، مکتبہ فاروقیہ

الهدایة: (۳۳/۳)، کتاب البیوع، باب خيار الشرط، ط: رحمانیہ۔

(۲) وإذا حصل الإيجاب والقبول لزم البیع. (الهدایة: ۲۰/۳)، کتاب البیوع، ط: رحمانیہ۔

الدر المختار مع الرد: (۵۲۸/۳)، کتاب البیوع، ط: سعید۔

الشرط الأول: أن يتحد مجلس الإيجاب والقبول، فلا يجوز أن يكون الإيجاب فی مجلس، والقبول فی مجلس. (الفقه الإسلامی وأدلته: ۲۹۳۵/۳)، القسم الثانی: النظریات الفقہیة، الفصل الرابع: نظریة العقد، المبحث الثانی، المطلب الثانی: عناصر العقد، مجلس العقد، ط: رشیدیہ۔

اختیار نہیں ہوگا، اس بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر مشتری (گاہک) مال نہ لے تو یہ حال میں بیعانہ کی رقم واپس کرنا ضروری ہے، شرط کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، وہ رقم مشتری کی امانت ہے، اس کا لینا شرعاً جائز نہیں، اگر سودا ہو تو وہ رقم حساب میں لے لی جائے، اور اگر سودا نہ ہو تو وہ رقم واپس کر دی جائے، تاجر کو روک لینے کا حق نہیں ہے،^(۱) گاہک کا نام و پتہ معلوم ہو یا فون یا موبائل نمبر موجود ہو تو اسے خبر کر کے رقم واپس لوٹانے کا انتظام کریں، اور اگر نام پتہ اور فون یا موبائل نمبر معلوم نہ ہو، اور رقم پہنچانا دشوار ہو تو اس کی طرف سے غریبوں کو دے دی جائے، اگر اس کے بعد وہ کسی وقت آجائے اور تقسیم کر دینے پر رضامندی کا اظہار کرے تو بہت ہی اچھی بات ورنہ اتنی مقدار رقم واپس کر دیں اس صورت میں ثواب دکاندار کو ملے گا۔^(۲)

(۱) ونہی عن بیع العربان، أن يقدم إليه شيء من الثمن، فإن اشترى حسب من انثمن والا فهو له مجاناً، وفيه معنى الميسر. (حجة الله البالغة: ۲۸۸/۲)، بیوع فیہا معنی المیسر ط: قدیمی۔
 (۲) بیع العربان و صورتہ: أن يشترى الرجل شيئاً فيدفع إلى المبتاع من ثمن ذلك المبيع شيئاً على أنه إن نفذ البيع بينهما كان ذلك المدفوع من ثمن السلعة، وإن لم ينفذ ترك المشتري بذلك المبيع شيئاً على أنه الثمن عندا لبتاع، ولم يطالب به، وإنما صار الجمهور إلى منعه لأنه من باب الغرور والمخاطرة واكل مال بغير عوض. (بداية المجتهد ونهاية المقتصد: ۸/۵)، الباب الرابع في بیوع الشرط والشيء ط: دار الكتب العلمية، بيروت۔

تأسن ابن ماجه: ص: ۱۵۸، أبواب التجارات، باب بیع العربان، ط: قدیمی۔
 إعلاء السنن: (۱۶۶/۱۳)، كتاب البيوع، باب النهی عن بیع العربان، ط: إدارة القرآن۔
 (۲) يعرف إلى أن يغلب على رأيه أن صاحبه لا يظلمه بعد ذلك، فبعد ذلك في القليل إن جاء صاحبها دفعها إليه، وإن لم يجيء فهو بالخيار إن شاء أمسكها حتى يجيء صاحبها وإن شاء تصدق بها، فإن تصدق ثم جاء صاحبها كان صاحبها بالخيار إن شاء أجاز الصدقة ويكون الثواب له، وإن لم يجز الصدقة فإن كانت قائمة في يد الفقير يأخذها من الفقير، وإن لم تكن قائمة كان له الخيار إن شاء ضمن الفقير وإن شاء ضمن الملتقط... فإن ضمن الملتقط ملكها الملتقط من وقت الأخذ فيكون الثواب له. (الخاتمة على هامش الهندية: ۳۸۹/۳)، كتاب اللقطة، ط: رشيدية۔

الذم مع الرد: (۲۸۰، ۴۷۹/۳)، كتاب اللقطة، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۱۹۳/۵)، كتاب اللقطة، ط: سعيد۔

سودا واپس کرنا

۱۵۳

☆ سودا واپس کرنے کی عام طور پر تین صورتیں ہیں:

☆ بیع یعنی خرید و فروخت کے لفظ کے ساتھ سودا واپس کرے، یعنی خریدار اپنے بائع سے کہے کہ یہ چیز میں نے آپ کے ہاتھ فروخت کی، اور بائع نے قبول کر لی، یا بائع کہے کہ واپس نہیں لیتا، البتہ آپ سے خریدتا ہوں، اور خریدار قبول کر لے تو یہ بائع، مشتری اور دیگر سب لوگوں کے حق میں بیع شمار ہوگی، اقالہ نہیں ہوگا۔^(۱)

نوٹ: یہ حکم اس صورت میں ہے کہ مشتری نے چیز واپس کرنے سے پہلے پوری قیمت ادا کر دی ہو ورنہ پوری قیمت ادا کرنے سے پہلے دوبارہ آپس میں سودا کرنا جائز نہیں ہوگا۔^(۲)

☆ خریدار قیمت کی ادائیگی کے بعد جب سودا واپس کرنا چاہے، اور بائع کہے کہ میں سودا واپس نہیں لیتا، البتہ میں آپ سے خرید لیتا ہوں، اور خریدار راضی ہو جائے تو یہ کسی بھی قیمت پر خریدنا جائز ہوگا، خواہ سابقہ قیمت پر ہو یا اس سے کم

(۱) ولو بلفظ البیع فی بیع إجماعاً۔ قوله: بلفظ البیع) كما لو قال البائع له بعني ما اشتريت فقال: بعث كان بيعاً بحر. (الدر مع الرد: (۱۲۷/۵)، كتاب البيوع، باب الإقالة، مطلب تحرير مهم في إقالة الوكيل بالبيع، ط: سعيد).

البحر الرائق: (۱۰۳/۶)، كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد.

حاشية الطحطاوى على الدر: (۹۱/۳)، كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: المكتبة العربية.

اللباب في شرح الكتاب: (۲۱۸/۱)، كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: قديمي.

(۲) ولا يجوز شراء مباح البائع... بأقل مما باع... قبل نقد كل الثمن الأول أو بعضه وإن بقي من ثمنه

درهم كما في السراج. (مجمع الأنهر: ۸۸/۳)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

الدر مع الرد: (۷۳/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في التداوى ببلين البنت للرمذ قولان، ط: سعيد.

حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۷۳/۳)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: المكتبة العربية.

و بیش قیمت پر ہو بہر صورت جائز ہے کیونکہ دوسرے سودے کا تعلق پہلے سودے سے نہیں ہے۔^(۱)

۱۵۳

☆ اگر سودے کو فسخ کرنے یا اس کو چھوڑنے یا رد کرنے کے الفاظ کے ساتھ سودے کو واپس کیا تو وہ واپس کرنے والے اور واپس لینے والے اور دیگر تمام لوگوں کے حق میں فسخ شمار ہوگا، بیع شمار نہیں ہوگی۔^(۲)

☆ اگر اقالہ کے لفظ کے ساتھ سودے کو واپس کیا، مثلاً خریدار نے بائع سے کہا کہ سودے کا اقالہ کر لے، تو یہ عاقدین کے حق میں فسخ شمار ہوگا، اور دوسرے کے حق میں جدید بیع شمار ہوگی۔^(۳)

سود اور تجارتی منافع میں فرق

تجارتی منافع اور سود میں فرق یہ ہے کہ تجارت اور بیع میں جو نفع حاصل ہوتا ہے وہ مال کے عوض ہوتا ہے، اور قرض میں جو منافع لیا جاتا ہے وہ بلا عوض لیا جاتا

(۱) انظر رقم الحاشية: ۱، على الصفحة السابقة.

(۲) ولو بلفظ مفاسخة أو متاركة أو تراد لم تجعل بيعا اتفاقا. قوله: ولم تجعل بيعا اتفاقا (اعمالا لموضوعه اللغوي ط عن الدرر) (الدر مع الرد: ۱۲۷/۵)، كتاب البيوع، باب الإقالة، مطلب تحرير مهم في إقالة الوكيل بالبيع، ط: سعيد.

☐ مجمع الأنهر: (۱۰۵/۳)، كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: دار الكتب العلمية.

☐ البحر الرائق: (۱۰۳/۶)، كتاب البيع، باب الإقالة، ط: سعيد.

☐ حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۹۱/۳)، كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: المكتبة العربية.

(۳) وحكم الإقالة أيضا أنها بيع جديد في حق ثالث إذا تمت بلفظ الإقالة. (شرح المجلة لسليم رستم باز: ۷۳/۱)، قبيل المادة: ۱۹۰، الكتاب الأول في البيوع، الباب الأول، الفصل الخامس في إقالة البيع، ط: مكتبة دار وقية.

☐ (وهي الإقالة) (فسخ في حق المتعاقدين... (بيع جديد في حق غيرهما) لو بعد القبض بلفظ الإقالة. (الباب في شرح الكتاب: (۲۱۸/۱)، كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: قديمي).

☐ الدر المختار مع الرد: (۱۲۷/۵)، كتاب البيوع، باب الإقالة، مطلب تحرير مهم في إقالة الوكيل بالبيع، ط: سعيد.

ہے، مثلاً اگر کسی نے ایک گز کپڑا سو روپے میں خریدا پھر اس کو ایک سو دس روپے میں فروخت کیا، تو جس طرح سو روپے کو ایک گز کپڑے کا بدل قرار دیا جائے گا، اسی طرح ایک سو دس روپے کو بھی ایک گز کپڑے کا بدل قرار دیا جائے گا، لہذا یہ حلال ہے، بلکہ ایک گز سو روپے کے کپڑے کو اگر ایک سو دس روپے کی جگہ ایک سو پندرہ یا ایک سو بیس روپے میں فروخت کرے تب بھی یہ منافع چونکہ مجموعہ کپڑے کے عوض میں ہے اس لئے جائز و حلال ہے، البتہ یہ دوسری بات ہے کہ مارکیٹ کے بھاؤ سے بہت زیادہ قیمت وصول کرنا غبن فاحش ہونے کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہے، لیکن پھر بھی یہ سود کی طرح حرام نہیں ہے۔

لیکن اگر کسی دوسرے کو ہزار روپیہ قرض دیا ہے، تو اس سے اگر ایک ہزار دس روپیہ لیتا ہے، تو ایک ہزار روپیہ تو قرض کے بدلے اور عوض میں ہوئے، لیکن دس روپیہ زائد اور بلا عوض اور بلا بدل ہوئے، اس لئے اس کا لینا سود ہے، ناجائز اور حرام ہے۔

واضح رہے کہ سود میں مقدار کی کمی بیشی سے کچھ فرق نہیں پڑتا، سود ہر حال میں حرام و ناجائز ہے، مثلاً سو روپے پر ایک روپیہ منافع لینا جیسا سود ہے، دس روپے کا منافع لینا بھی سود ہے۔

اور اس میں نکتہ یہ ہے کہ سونا چاندی اور اس کے متبادل نقد اور رائج الوقت سکوں میں جبکہ جنس متحد ہو تو تقابل کے وقت ”مقابلة الأجزاء بالأجزاء“ ہوگا، مثلاً ایک روپے کے عوض میں اگر کسی نے دو روپے لئے تو ایک روپیہ کے اجزاء ایک روپیہ کے عوض میں ہوں گے، باقی ایک روپیہ بلا عوض ٹھہرے گا۔

اور جب جنس مختلف ہو تو اس وقت ”مقابلة الأجزاء بالأجزاء“ نہیں ہوگا، بلکہ مجموعہ کا تقابل مجموعہ سے ہوگا، مثلاً کسی نے ایک ڈالر کے عوض میں اگر سو

روپے لئے تو ایک ڈالر کے مجموعہ کو پورے سو روپے کے مجموعے کے مقابل ٹھہرائیں گے، ایسا نہیں کہ ایک ڈالر کے بدلے میں ایک روپے کو اور ۹۹ روپے کو سود قرار دیا جائے، کیونکہ دونوں کی حیثیت میں فرق ہونے کی وجہ سے مالیت اور منافع اور مقصد میں بہت فرق ہے اور دونوں کی کرنسی ہونے کے اعتبار سے جنس میں فرق بھی ہے، اس فرق کے باوجود دونوں کا مقابلہ اجزاء کے اعتبار سے کرنا اور دونوں میں فرق کا لحاظ نہ کرنا عقل و دانش کی بات نہیں ہوگی، اس واسطے کہ مختلف الجینس نقد اور اشیاء میں مقابلہ مجموعہ کا مجموعہ سے ہوتا ہے، اجزاء سے نہیں ہوتا، اور متحد الجینس نقد میں اجزاء کا مقابلہ اجزاء سے ہوتا ہے۔

بہر حال یہ فرق تو صرف سمجھانے کے لئے بیان کیا ہے، ورنہ اگر اللہ تعالیٰ کے قول کی کوئی وجہ بھی بیان نہ کی جائے، پھر بھی قرض پر سود اور منافع لینا جائز نہیں ہوگا، اور تجارت اور بیع پر منافع لینا جائز ہوگا، جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں دونوں کو برابر قرار دیتے ہوئے حلال قرار دیتا ہے، اس کی دلیل اور استدلال کی مثال اس طرح ہے کہ جیسا کہ کوئی کہے کہ بیوی جس طرح عورت ہے، ماں بہن بھی عورت ہیں، اگر بیوی حلال ہے تو ماں بہن اور بیٹی بھی حلال ہے، کیونکہ عورت ہونے کے اعتبار سے سب برابر ہیں، ایک کی حلت اور دوسری کی حرمت سمجھ سے باہر ہے۔

دوسری مثال یہ ہے کہ کوئی کہے کہ چوپائیوں میں بکرے، بھیڑ، دنبے جس طرح جانور ہیں تو کتے، بھیڑیے، چیتے بھی جانور ہیں، سب ایک جیسے ہیں، جسامت اور شکل و شبابت میں سب ملتے جلتے ہیں، لہذا سب جانور حلال ہونے چاہئیں، حالانکہ شریعت نے پہلی قسم کے جانوروں کو حلال اور دوسری قسم کے جانوروں کو حرام قرار دیا ہے، لہذا جس طرح حلال اور حرام عورتوں میں فرق نہ کرنا، اور حلال جانور اور حرام میں فرق نہ کرنا حد درجہ بے وقوفی اور بے عقلی ہے، اسی طرح سود اور تجارتی

منافع میں فرق نہ کرنا بھی حد درجہ بے وقوفی اور بے عقلی کی بات ہے۔^(۱)

”سودا“ ہر اعتبار سے صاف ہونا ضروری ہے

بیچنے اور خریدنے میں یہ بھی ضروری ہے کہ جو سودا خریدے ہر طرح سے اس کو صاف کر لے، کوئی بات گول مول نہ ہو، تاکہ دونوں کے درمیان جھگڑا نہ ہو، اسی طرح قیمت بھی صاف صاف مقرر کریں، اگر دونوں میں سے ایک چیز بھی اچھی

(۱) قال اللہ تعالیٰ: أحل اللہ البيع وحرم الربا۔ (سورة البقرة: ۲۷۵)۔

وذكر الفقهاء رحمہ اللہ تعالیٰ الفرق بين البابين، فقال: من باع ثوبا يساوي عشرة بعشرين فقد جعل ذات الثوب مقابلا بعشرين، فلما حصل التراضي على هذا التقابل صار كل واحد منهما مقابلا للآخر في المالية عندهما، فلم يكن أخذ من صاحبه شيئا بغير عوض، أما إذا باع العشرة بالعشرة فقد أخذ العشرة الزائدة من غير عوض، ولا يمكن أن يقال: إن غرضه هو الإمهال في مدة الأجل لأن الإمهال ليس مالا أو شيئا يشار إليه حتى يجعله عوضا عن العشرة الزائدة، فظهر الفرق بين الصورتين. (تفسير الرازي: (۱۰۳۹/۱)، سورة البقرة: ۲۷۵، ط: دار احياء التراث العربي)۔

اللباب في علوم الكتاب: (۳/۵۲۲)، سورة البقرة: ۲۷۵، ط: دار الكتب العلمية۔

أما بيعها (أي السيف المحلي بالفضة) بالفضة فعلى أربعة أوجه: إن كان يعلم أن فضة الحلية أكثر فهو فاسد، وكذلك إن كانت الحلية مثل النقد في الوزن، لأن الجفن والحمانل فضل خال عن العوض، فإن مقابلة الفضة بالفضة في البيع تكون بالأجزاء. (المبسوط للسرخسي: (۵/۱۳)، كتاب الصرف، ط: دار المعرفة)۔

استدل الحنفية على أن علة الربا هي الكيل أو الوزن: بأن التساوي أو المماثلة في العوضين شرط في صحة البيع، وحرمة الربا لوجود فضل مال خال عن العوض، وهذا يوجد في غير المنصوص عليه في الحديث السابق، مثل الجص والحديد ونحوهما. والتساوي أو المماثلة بين الشئتين يكون باعتبار الصورة والمعنى والقدر المتفق (وهو الكيل أو الوزن) يحقق المماثلة صورة، والجنس يحقق المماثلة معنى؛ لأن المجانسة في الأموال عبارة عن تقارب المالية، فالقفيز يماثل القفيز، والدينار يماثل الدينار، ليكون القفيز الزائد فضل مال خال عن العوض يمكن التحرز عنه في عقد المعاوضة، فكان ربا. (الفقه الإسلامي وأدلته: (۵/۱۵۷)، الربا، المطلب الثالث مذاهب الفقهاء في علة الربا، ط: رشيدية)۔

بدائع الصنائع: (۵/۱۸۳)، كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد۔

معارف القرآن للكاندهلوي: (۱/۵۲۸، ۵۲۷)، سورة البقرة: ۲۷۵، عنوان: ”بیج اور سود میں فرق“، ط: مكتبة المعارف۔

طرح معلوم اور طے نہیں ہوگی تو بیع صحیح نہیں ہوگی۔^(۱)

سودا ہونے کے بعد اس پر قائم رہنا

۱۵۸

جب بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) نے قیمت وصول کر کے، کسی چیز کا سودا کر لیا تو اس کی پابندی کرنا ضروری ہے، اگر چیز پر قبضہ کرنے سے پہلے چیز کی قیمت بڑھ گئی تو بائع زیادہ قیمت نہیں لے سکتا، اور اگر قیمت کم ہو گئی تو خریدار قیمت بھی کم نہیں کر سکتا، اور لینے سے انکار بھی نہیں کر سکتا، کیونکہ سودا ہونے کے بعد اس پر پابندی کرنا ضروری ہے،^(۲) ہاں اگر سودا ختم کرنے کا ارادہ ہے تو بائع اور مشتری دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔^(۳)

(۱) ومنها أن يكون المبيع معلوما وثمنه معلوما علما يمنع المنازعة، فإن كان أحدهما مجهولا جهالة مفضية إلى المنازعة فسد البيع. (بدائع الصنائع: (۱۵۶/۵)، كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الصحة فأشياء ط: سعيد).

البحر الرائق: (۲۶۰/۵)، كتاب البيوع، ط: سعيد.

الفتاوى الهندية: (۳/۳)، كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع ورکنه... الخ، ط: رشیدیہ۔
(۲) وكذا لو جاء رجل إلى بائع الحنطة ودفع له خمسة دنانير وقال: بكم تبیع المدمن هذه الحنطة؟ فقال: بدینار فسكت مشتری، ثم طلب منه الحنطة، فقال البائع: أعطيك إياها غداً يتعقد البيع أيضاً وإن لم يجز بينهما الإيجاب والقبول وفي هذه الصورة لو ارتفع سعر الحنطة في الغد إلى دينار ونصف يجبر البائع على إعطاء الحنطة بسعر المد بدینار وكذا بالعكس لو رخصت الحنطة وتدنيت قيمتها فالمشتری مجبر على قبولها بالثمن الأول. (مجلة الأحكام العدلية: (۳۶/۱)، رقم المادة: ۱۷۵، الكتاب الأول في البيوع، الباب الأول، الفصل الثاني في بيان لزوم موافقة القبول الإيجاب، ط: نور محمد)

شرح المجلة لسليم رستم باز: (۶۳، ۶۵/۱)، رقم المادة: ۱۷۵، ط: مكتبة فاروقیہ۔

شرح المجلة لخالد الأتاسی: (۳۷، ۳۸/۲)، رقم المادة: ۱۷۵، ط: رشیدیہ

الشامية: (۵۱۳/۳)، كتاب البيوع، قبيل مطلب البيوع بالتعاطي، ط: سعيد۔

(۳) وأما شرائط صحة الإقالة فمنها رضا المتقابلين. (بدائع الصنائع: (۳۰۸/۵)، كتاب البيوع، فصل وأما بيان ما يرفع حكم العقد، ط: سعيد).

البحر الرائق: (۱۰۱/۶)، كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

للعاقدين أن يتقابلا البيع برضاها بعد انعقاده. وقال العلامة سليم رستم: فالرضاء شرط في الإقالة =

سودا ہونے کے بعد مال تاخیر سے دینا

خریدار نے بائع (سیلر) یا دکاندار سے کہا کہ چینی کیا دام ہے؟ بائع یا (۱۵۹)

دکاندار نے کہا ستر روپے کلو، تھوڑی دیر کے بعد خریدار نے بائع یا دکاندار سے وہی چینی پانچ کلو طلب کی، بائع یا دکاندار نے کہا کہ میں آپ کو کل دے دوں گا، تو اس طرح کرنے سے ان کے درمیان سودا ہو گیا اب آئندہ اگر وہی چینی مہنگی ہوگئی تو بائع یا دکاندار اس خریدار کو مہنگے دام سے نہیں دے گا، بلکہ ستر روپے کلو کے حساب سے دے گا، اسی طرح اگر چینی سستی ہوگئی تو خریدار ستر روپے کلو کے حساب سے لینے سے انکار نہیں کر سکتا۔

اور یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ چینی پہلے سے بائع یا دکاندار کے پاس موجود ہو، لیکن وہ ان کی ادائیگی تاخیر سے کرتا ہے۔^(۱)

اور اگر چیز موجود ہی نہ ہو، اور سودا ہو جانے کے بعد بائع وہ چیز بعد میں حوالہ کرے تو یہ سودا ناجائز اور باطل ہے، اور جب بائع چیز حوالہ کر دے گا تو بیع تعاطی بھی نہیں ہوگی۔^(۲)

= کمالی سائر العقود. (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۷۴/۱)، رقم المادة: ۱۹۰، الكتاب الأول في البيوع، الباب الأول، الفصل الخامس في إقالة البيع، ط: مكتبة فاروقية).

(۱) انظر رقم الحاشية: ۳، على الصفحة السابقة.

(۲) يلزم أن يكون المبيع موجودا. قال العلامة سليم رستم باز: فيبيع المعدوم باطل. (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۷۸/۱)، رقم المادة: ۱۹۷، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول: في شروط المبيع وأوصافه، ط: مكتبة فاروقية)

وَأَمَّا شَرَطُ الْمَعْقُودِ عَلَيْهِ فَأَنْ يَكُونَ مَوْجُودًا... فَلَمْ يَتَعَقَّدْ بِبَيْعِ الْمَعْدُومِ. (البحر الرائق: ۱۵/۲۵۹، كتاب البيع، ط: سعيد).

يشترط في بيع التعاطي أن يسمى الثمن وأن يكون المبيع موجودا. (درر الحکام شرح مجلة الأحكام: (۱۳۳/۱)، شرح المادة: ۱۷۵، الكتاب الأول في البيوع، الباب الأول، الفصل الأول فيما يتعلق بركن البيع، ط: دار الجليل)

سو دا ہونے کے بعد مال حوالہ کرنا لازم ہے
”بیع کے بعد مشتری چیز کا مالک بن جاتا ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

۱۶۰

سو د پر سرمایہ حاصل کرنا

ایکسپورٹ وغیرہ کے لئے سو د کی بنیاد پر سرمایہ لینا یا سو دی قرضہ لینا ناجائز اور حرام ہے،^(۱) مزید تفصیل کے لئے ”ایکسپورٹ کرنے کے لئے سرمایہ کا حصول“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

سو د پر قرض دینے والے دوا دارے

اس وقت دنیا میں بڑے ادارے مختلف ملکوں کو سو د پر قرض دیتے ہیں تقریباً ایک سو اسی (۱۸۰) سے زائد ممالک کسی نہ کسی سطح پر ان دوا داروں (ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف) کے زیر اثر ہیں۔ یہ ادارے نہ صرف ملکوں کو کنٹرول کرتے ہیں بلکہ ان کی سیاست، سفارت کاری، ثقافت اور بیوروکریسی پر بھی حکومت کرتے ہیں، یہ جس ملک سے ناراض ہو جائیں یا اس ملک کے صاحبان اقتدار ان کی ہاں میں ہاں نہ ملائیں تو وہ ملک سسکنا شروع ہو جاتا ہے، صرف انہی ملکوں کی صنعت و تجارت ترقی

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل الربا ومؤکله وکاتبہ وشاہدہ وقال: ہم سوا۔ (صحیح مسلم: ۲۸/۲)، کتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قدیمی۔

مشکاة المصابیح: (ص: ۲۳۳)، کتاب البیوع، باب الربو، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

سنن أبی داؤد: (۱۱۷/۲)، کتاب البیوع، باب اکل الربا ومؤکله، ط: مکتبہ امدادیہ ملتان۔

ربا الجاہلیة: قال العلامة الجصاص: الربا الذی کانت العرب تعرفه وتفعله إنما کان قرض الدراہم والدنانیر الی أجل زیادة علی مقدار ما استقرض علی ما یتراضون بہ۔ وقال فی موضع آخر: معلوم أن ربا الجاہلیة إنما کان قرضاً مؤجلاً بزیادة شرطه فكانت الزیادة بدلاً من الأجل فأبطله اللہ تعالیٰ وحرّمه۔ فما یستقرضه المسلم من المصرف سوا کان للتجارة أو زواج أو شراء مسکن کل ذلک ربا۔ (الکافی فی الفقہ الحنفی: ۱۳۳/۳)، کتاب البیوع، باب الربا، ربا الجاہلیة، ط: مؤسسة الرسالہ۔

کی شاہراہ پر گامزن ہوتی ہے، جس ملک کو یہ ترقی کی اجازت دیتے ہیں۔ جب یہ کسی سے خوش ہوتے ہیں تو اس کے لئے اپنی تجویروں کے منہ کھول دیتے ہیں، اور اگر ہاراض ہوتے ہیں تو حکمرانوں کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ عوام کو مہنگائی کی چکی میں پیس کر رکھ دیں، ان کے لئے ضروریات زندگی ٹیکس لگا کر مہنگی کر دیں، بجلی گیس اور پیٹرول میں خاطر خواہ اضافہ کر دیں، اس جمہوری دور میں جب ضروریات زندگی گراں اور مہنگی ہوتی ہیں تو عوام جلسوں اور جلوسوں کی شکل میں حکمرانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حکمران مسند اقتدار سے جلد فارغ ہو کر گھر جا بیٹھتا ہے انکار کرتا ہے تو اسے ”دیوالیہ“ ہونے کی خوشخبری سنادی جاتی ہے، اس کے لئے ”نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن“ والا معاملہ ہو جاتا ہے۔^(۱)

سوڈ پر قرض لینا

سوڈ لیننا اور دینا دونوں ہی بہت ہی بڑے گناہ اور معصیت کے کام ہے، اور اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کا اعلان کرنا ہے،^(۲) اور سوڈ کے ایک درہم کا گناہ اپنی ماں سے ۳۶ دفعہ ناجائز تعلق قائم کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے،^(۳)

(۱) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور تجارت تالیف جناب حکیم محمود احمد ظفر (صفحہ: ۲۸۳) ط: بیت العلوم لاہور

(۲) یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وذرُوا ما بقی من الربا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ۔ (سورۃ البقرۃ: ۲۷۸، ۲۷۹)۔

(۳) عن عبد اللہ بن حنظلہ غسیل الملائکۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: درہم الربا یا کله الرجل وهو یعلم اشد من ستۃ وثلاثین زنیۃ۔ (مسند الإمام أحمد: (۲۹۶/۶)، رقم الحدیث: ۲۱۵۰، حدیث عبد اللہ بن حنظلہ بن الراہب بن ابی عامر الغسیل غسیل الملائکۃ رضی اللہ عنہ، ط: دار احیاء التراث العربی) کنز العمال: (۱۰۶/۳)، رقم الحدیث: ۹۷۶۱، کتاب البیوع، الباب الرابع، فی الربا، الفصل الأول، فی الترهیب عنہ، ط: مؤسسۃ الرسالہ۔

مجمع الزوائد: (۲۱۰/۳، ۲۱۱)، رقم الحدیث: ۶۵۷۳، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا، ط: دار الفکر۔

مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۳۶، ۲۳۵)، کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قدیمی۔

اس لئے سودی قرض لینا اور دینا جائز نہیں ہے، اس سے بچنا ضروری ہے، ورنہ آخرت کے عذاب کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی خیر و برکت سے محرومی رہے گی۔^(۱)

ہاں اگر آدمی شدید مجبور ہو اور ذریعہ معاش اور بنیادی ضرورت مثلاً کھانے کپڑے اور مکان کی تکمیل قرض کے بغیر ممکن نہ ہو اور کہیں سے بلا سودی قرضہ نہ ملے تو مجبوراً بقدر ضرورت سودی قرضہ لے کر کھانا، کپڑا اور مکان خریدنے کی اجازت ہوگی، محض تعیش، آرام طلبی، اور معاشی معیار بلند کرنے کے لیے سودی قرضہ لینا جائز نہیں ہوگا، یہ مسئلہ حد سے زیادہ نازک ہے، اس میں حد سے زیادہ احتیاط کرنا ضروری ہے، ورنہ آخرت میں تباہی ہوگی۔^(۲)

سود چھتیس بار زنا سے زیادہ سخت گناہ ہے

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی سود کا ایک درہم کھائے حالانکہ اسے پتہ

(۱) انظر رقم الحاشية: ۱، علی الصفحة: ۱۶۰۔ (عن جابر رضی اللہ عنہ قال: لعن رسول اللہ)

(۲) وفي الفنية والبعية: يجوز للمحتاج الاستقراض بالربح۔ (الاشباه والنظائر: (ص: ۹۳)، الفن الأول، قبيل القاعدة السادسة ط: قديمي)۔

وذلك نحوه أن يقترض عشرة دنانير مثلا ويجعل لربها شيئاً معلوماً في كل يوم ربها۔ (حاشية الحموي على الاشباه: (۲۶۷/۱)، القاعدة الخامسة: الضرر يزال، ط: إدارة القرآن)۔

وعن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عن رسول اللہ ﷺ أكل الربا ومؤكله وكتبه وشاهده وقال هم سواء، ولا يحل الا عند الضرورة الملجئة استأداً للقاعدة الفقهية۔ [الضرورات تبيح المحظورات] التي استمدت حجيتها من الآية الكريمة {إنما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير... فمن اضطر غير باغ ولا عاد فلا إثم عليه}۔ (البقرة: ۱۷۳) فمن الجائز الضرورة إلى الأكل من هذه المحرمات فيح له ذلك بشرط أن يأكل منها غير قاصد للتلذذ، وألا يعدى في مقدار ما يأكل حد الضرورة، بل يقصد دفع الضرورة وحفظ الحياة فالضرورات تقدر بقدرها... وهذا الحكم أيضاً ينسحب على الربا، فهو محظور لا يحل الا في حال الضرورة الملجئة۔ (الفقه الحنفی فی ثوبه الجديد: (۲۵۰/۳)، انواع الربا، الضرورات تبيح المحظورات، ط: دار القلم دمشق)۔

(۱) یہی ہے کہ سود کا ہے تو یہ چھتیس بار زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے۔

۲۳

سود حرام ہونے کی بنیادی وجوہات

سود حرام ہونے کی بنیادی وجوہات یہ ہیں کہ اس سے لوگوں کے اندر رحم دلی کی جگہ سنگدلی اور بے رحمی پیدا ہوتی ہے، سخاوت کی جگہ بخل پیدا ہوتا ہے، معاشی ہمدردی کی جگہ معاشی کھنچاؤ پیدا ہوتا ہے، انسانی ہمدردی کی جگہ انسان کا خون چوسنے کی عادت پڑتی ہے، جبکہ شریعت کا منشاء اور مقصد یہ ہے کہ ایک ضرورت مند انسان کی ضرورت کو دیکھ کر دوسرے انسان کے دل میں رحم دلی پیدا ہو اور وہ سخاوت کا مظاہرہ کرے، اپنے بھائی کی ہمدردی کرے، اور بے غرض ہو کر اس کی مدد کرے، اگر دوسرے کو قرض دے تو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور اس کی خوشنودی کو مد نظر رکھ کر مقرض کو بلا کسی منافع کے قرض دے، اور اس سے کوئی معاملہ کرے تو ایسا کوئی معاملہ نہ کرے جس سے بخل پیدا ہوتا ہو، ہمدردی کی جگہ نفرت پیدا ہوتی ہو، معاشی تعاون کی جگہ عدم تعاون پیدا ہوتا ہو، اسی واسطے سود کے جتنے معاملات اور کاروبار ہیں، شریعت اسلامیہ نے سب کو حرام قرار دیا ہے، کیونکہ اس سے وہ تمام اخلاق رذیلیہ پیدا ہوتے ہیں جن کی وجہ سے انسان سے انسانیت ختم ہو جاتی ہے، اور اس

(۱) عن عبد اللہ بن حنظلہ غسیل الملائکة. قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم درهم ربا یا کله الرجل وهو يعلم اشد من ستة وثلاثين زنية. رواه احمد والطبرانی فی الكبير (الترغیب والترہیب: ۲/۲۷۲)، کتاب البیوع، الترہیب من الرباء ط: دار الکتب العلمیة.

مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۴۵، ۲۴۶) کتاب البیوع، باب الرباء الفصل الثالث، ط: قدیمی.

مسند احمد: (۵/۲۲۵) رقم الحدیث: ۲۳۳۷، حدیث عبد اللہ بن حنظلہ بن الراہب، ط: مؤسسة الرطبہ.

کنز العمال: (۱۶/۱) رقم الحدیث: ۹۷۶۱، کتاب البیوع من قسم الأقوال، الباب الرابع: فی الرباء الفصل الأول: فی الترہیب عنہ، ط: مؤسسة الرسالة.

کے اندر حیوانیت اور درندگی پیدا ہوتی ہے۔^(۱)

سود خور جنت میں داخل نہیں ہوگا

۱۶۳

سود خور جنت میں داخل نہیں ہوگا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار بندے ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ ان کو نہ جنت میں داخل کریں گے اور نہ ان کو جنت کی کوئی نعمت چکھائیں گے۔ ① دوام (ہیشگی) کے ساتھ شراب پینے والا۔ ② سود کھانے والا۔ ③ ناحق طور پر یتیم کا مال کھانے والا۔ ④ اپنے ماں باپ کی نافرمانی

(۱) إن حکمة تحریم ربا النسئنة إجمالاً: هی مافیہ من إرہاق المضطربین، والقضاء علی عوامل الرفق والرحمة بالإنسان، ونزع فضیلة التعاون والتناصر فی هذه الحیاء، واستغلال القوى لحاجة الضعیف، وإلحاق الضرر العظیم بالناس، فإذا صارت النقود محلاً للتعامل بزيادة ربویة، كالسلف العادیة حالاً أو نسئنة، اختل معیار تقویم الأموال الذی ینبغی أن یکون محدوداً مضبوطاً لا یرتفع ولا ینخفض. وإذا جاز ربا النسئنة فی المطعومات بیع بعضها ببعض لأجل، اندفع الناس إلی هذا البیع، طمعاً فی الربح، فیصبح وجود الطعام حالاً عزیز المنال، فیقع الضرر فی أقوات العالم. (الفقه الاسلامی وأدلته: (۳۷۱۳/۵)، الربا، المطلب الثالث مذاهب الفقهاء فی علة الربا، حکمة التحريم، ط: رشیدیہ).

⊞ وأبدأ التحريم الربا أموراً غیر مطردة فی کل أنواعه، ومن ثم قلت فیما مر إن بعضه تعبدی: منها: أنه إذا باع درهما بدرهمین نقداً أو نسئنة أخذ فی الأول زيادة من غیر عوض، وحرمة مال المسلم كحرمة دمه وكذا فی الثاني لأن انتفاع الأخذ بالدرهم الزائد أمر موهوم، فمقابلة هذا الانتفاع الموهوم بدرهم زائد فیہ ضرر أی ضرر. ومنها: أنه لو حل ربا الفضل لبطلت المكاسب والتجارات إذ من یحصل درهمین بدرهم کیف یتجشم مشقة كسب أو تجارة وبطلانهما تنقطع مصالح الخلق، إذ مصالح العالم لا تنظم إلا بالتجارات والعمارات والحرف والصناعات. ومنها: أن الربا یفضی إلی انقطاع المعروف والإحسان الذی فی القرض إذ لو حل درهم بدرهمین ما سمح أحد بإعطاء درهم بمثله. ومنها: أن الغالب غنی المقرض وفقر المستقرض، فلو مکن الغنی من أخذ أكثر من المثل أضر بالفقیر ولم یلق برحمة الرحمن الرحیم. (الزواج عن القتراف الكبائر: (۳۶۹/۱، ۳۷۰)، كتاب البیوع، الكبیره التاسعة والسبعون والثمانون حتی الرابعة والثمانون بعد المائة أكل الربا، ط: دار الفکر، بیروت).

⊞ المفصل فی احکام الربا علی بن نایف الشحود: (۱۲۵/۱)، الباب الثاني: النهی عن الربا فی السنة النبویة، ط: مكتبة صیدا الفوائد.

سود خور کے پیٹ میں سانپ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: شب معراج میں میرا گزرا ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ گڑھوں کی مانند بہت بڑے بڑے تھے، اور ان کے اندر سانپ بھرے ہوئے تھے جو پیٹ کے باہر ہی سے نظر آ رہے تھے، میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ یہ سود خور ہیں۔ (۲)

سود زنا سے بدتر ہے

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سود کا ایک درہم جو آدمی قصداً کھالے وہ چھتیس دفعہ زنا کرنے سے بدتر ہے۔ (۳)

(۱) عن ابی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: أربع حق علی اللہ ان لا یدخلہم الجنة ولا یدفہم نعیمہا: مدمن الخمر، واکل الربا، واکل مال الیتیم بغير حق، رواہ الحاکم۔ (الترغیب والترہیب: (۴۷۲/۳) رقم الحدیث: ۲۸۷۵، کتاب البیوع، الترہیب من الربا، ط: دار الکتب العلمیة)
 المستدرک للحاکم: (۳۷/۲) کتاب البیوع، ان أربی الربا عرض الرجل المسلم، ط: دار المعرفۃ.
 شعب الإیمان للبیہقی: (۴/۳۹۷) رقم الحدیث: ۵۵۳۰، الباب الثامن والثلاثون من شعب الإیمان: وهو باب فی قبض الید عن الأموال المحرمۃ، ط: دار الکتب العلمیة.

(۲) وعن ابی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "أتیت لیلۃ أسری بی علی قوم بطونہم کالیوت فیہا الحیات تری من خارج بطونہم فقلت: من هؤلاء یا جبریل؟ قال: هؤلاء آکلۃ الربا۔ رواہ أحمد وابن ماجہ. (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۳۶)، کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قدیمی)

سنن ابن ماجہ: (ص: ۱۶۳)، ابواب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، ط: قدیمی۔

مجمع الزوائد: (۲۱۱/۳)، رقم الحدیث: ۶۵۷۷، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا، ط: دار الفکر، بیروت۔

(۳) وعن عبد اللہ بن حنظلۃ غسیل الملائکۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: درہم ربا یا کله الرجل وهو یعلم أشد من ستۃ وثلاثین زنیۃ. رواہ أحمد والدارقطنی. (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۳۵)، (۲۳۶)، کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قدیمی)۔

مسند الإمام أحمد: (۲۹۶/۶)، رقم الحدیث: ۲۱۳۵۰، حدیث عبد اللہ بن حنظلۃ بن الراحب =

سود سے پاک اشتہاری مہم

”اشتہاری مہم سود سے پاک ہو“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۸۸/۱)

سود سے پاک کرنا

بیع کو سود کے شبہ سے بھی پاک کرنا ضروری ہے، ورنہ بیع فاسد ہو جائے گی۔^(۱)

سود کا ادنیٰ گناہ

سود کا ادنیٰ گناہ ماں سے بدکاری کے برابر ہے:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

= بن ابی عامر الغسیل غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہم ط: دار احیاء التراث العربی۔

☞ مجمع الزوائد: (۲۱۱/۳، ۲۱۰)، رقم الحدیث: ۶۵۷۳، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا ط: دار الفکر، بیروت۔

☞ کنز العمال: (۱۰۶/۳)، رقم الحدیث: ۹۷۶۱، کتاب البیوع، الباب الرابع فی الربا، الفصل الأول: فی الترهیب عنہ ط: مؤسسة الرسالہ۔

(۱) و شرط الربا فی العقد مفسد. (بدائع الصنائع: (۱۹۲/۵)، کتاب البیوع، فصل وأما شرائط جريان الربا ط: سعید)

☞ وقال الحنفیة: اشتراط الربا فی البیع مفسد للبیع. (المفصل فی أحكام الربا: (۱۵۹/۱)، الباب

الرابع: الخلاصة فی أحكام الربا عند الفقهاء، أولاً: فی الموسوعة الفقهیة ط: مكتبة صید الفوائد)

☞ وأيضاً فیہ (۱۶۹/۱)، الباب الرابع: الخلاصة فی أحكام الربا عند الفقهاء، ثانياً جاء فی کتاب الفقه الاسلامی، مكتبة صید الفوائد۔

☞ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ: أن آخر ما نزلت آية الربوا، وأن رسول الله صلی اللہ علیہ

وسلم قبض ولم يفسر هالنا، فدعوا الربوا والريبة“ رواه ابن ماجه والدارمی۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۳۶)

☞ كتاب البیوع، باب الربوا، الفصل الثالث، ط: قديمی۔

☞ سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶)، ابواب التجارات، باب التغليظ فی الربا ط: قديمی۔

☞ قوله: فدعوا) أى أيها الناس (الربا والريبة) أى: شبهة الربا أو الشك فى شىء مما اشتملت عليه

هذه الآيات أو الأحاديث، فإن الشك فى شىء من ذلك ربما يؤدى إلى الكفر۔ (مرقاة المفاتيح: (۱۶/۵۷، ۵۸)

☞ كتاب البیوع، باب الربا ط: رشیدیہ۔

وسلم نے فرمایا کہ سود کے بہتر دروازے ہیں، ان میں سے کم ترین یہ ہے کہ جیسے آدمی اپنی ماں کے پاس آئے، اور سب سے بڑا سود آدمی کا اپنے بھائی کی عزت کے بارے میں زبان درازی کرنا ہے۔^(۱)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سود ستر گناہ رکھتا ہے، ان میں سے سب سے ہلکا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے بدکاری کرے۔^(۲)

سود کا انجام

سود کے انجام کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی جتنا بھی زیادہ سود حاصل کر لے اس کا انجام قلت اور کمی ہی ہے۔^(۳)

(۱) عن البراء بن عازب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الربا اثنان وسبعون باباً، ادناها مثل اتيان الرجل امه، وربي الربا استطالة الرجل في عرض اخيه. (الترغيب والترهيب: (۳/ ۴۷۳) رقم الحديث: ۲۸۸۵، كتاب البيوع، الترهيب من الربا، ط: دار الكتب العلمية) المعجم الأوسط للطبراني: (۴/ ۱۵۸) رقم الحديث: ۱۵۱، باب الميم، من اسمه: محمد، ط: دار الحرمين، القاهرة.

(۲) مجمع الزوائد: (۴/ ۱۱۷) رقم الحديث: ۶۵۷۵، كتاب البيوع، باب ماجاء في الربا، ط: مكتبة القدس. (۳) وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الربا سبعون باباً أدناها كالذي يقع على أمه. (الترغيب والترهيب: (۳/ ۴۷۴) رقم الحديث: ۲۸۷۸، كتاب البيوع، الترهيب من الربا، ط: دار الكتب العلمية)

(۳) مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۶)، كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمي.

(۳) سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۴)، أبواب التجارات، باب التخليط في الربا، ط: قديمي.

(۳) المستدرک للحاکم: (۲/ ۳۷) إن أربي الربا عرض الرجل المسلم، ط: دار المعرفة.

(۳) عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ما أحد أكثر من الربا إلا كان عاقبة أمره إلى قلة. (الترغيب والترهيب: (۳/ ۴۷۳)، رقم الحديث: ۲۸۹۵، كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية)

(۳) سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۴) أبواب التجارات، باب التخليط في الربا، ط: قديمي.

(۳) كنز العمال: (۴/ ۲۵) رقم الحديث: ۹۷۵۷، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الرابع، في الربا، الفصل الأول: في الترهيب عنه، ط: مؤسسة الرسالة.

سود کا حکم مسلم اور غیر مسلم دونوں کے لئے برابر ہے
سود کا حکم مسلمان اور کافر دونوں کے لئے برابر ہے، جس طرح بیع فاسد میں
مسلمان کے حق میں بیع (بیچی گئی چیز) میں خبث اور خرابی ہوتی ہے، اسی طرح کافر
کے حق میں بھی بیع فاسد میں خبث ہوتا ہے۔^(۱)

سود کھانے اور کھلانے والے

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ سود کھانے والے اور کھلانے والے اور اسے لکھنے والے، اور اس کے
دونوں گواہوں پر لعنت بھیجی ہے، اور فرمایا کہ وہ گناہ میں برابر ہیں۔^(۲)

سود کھانے والے

سود کھانے والے قیامت کے دن اپنی قبروں سے اس حالت میں اٹھائے
جائیں گے جیسے ان کو شیطان نے پکڑ کر حواس باختہ بنا دیا ہو۔
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ

(۱) وأنا اسلام المتبايعين، فليس بشرط لجريان الربوا، فيجوز الربا بين أهل الذمة وبين المسلم
والذمي، لأن حرمة الربوا ثابتة في حقهم۔ (بدائع الصنائع: (۲۹۳/۳) فصل في شرائط جريان الربوا،
و: (۸۲/۶) ط: دار الكتب العلمية، بيروت)۔

البحر الرائق: (۱۷۳/۶)، كتاب البيع، باب المتفرقات، ط: سعيد۔

تبیین الحقائق: (۱۲۶/۳)، كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: امداديه، ملتان۔

(۲) عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم أكل الربا وموكله وكتابه
وشاهديه وقال: هم سواء، رواه مسلم وغيره۔ (الترغيب والترهيب: (۳۷۱/۳) كتاب البيوع، باب
الترهيب من الربا، ط: دار الكتب العلمية)

صحیح مسلم: (۲۷/۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي۔

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۴) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قديمي۔

الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَيْسِ (۱)

ترجمہ وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں، کھڑے نہیں ہوں گے مگر جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر خبطی بنا دیا ہو۔

مطلب یہ ہے کہ سودی لوگ قبروں سے پاگلوں اور دیوانوں کی طرح نکلیں گے لہذا ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ اس کی قباحت، شاعت اور حرمت کا احساس کرے اور فوری طور پر اس سے جان چھڑائے اور توبہ استغفار کرے، کسی بھی طرح سود سے فائدہ اٹھانا، مثلاً کھانا، پینا، لباس، سواری، رہائش، اخراجات بچوں کی پڑھائی وغیرہ کو سود کی آمیزش اور ملاوٹ سے بچانا چاہئے۔

سود کی رقم سے ٹیکس ادا کرنا

”بینک کے سود سے انکم ٹیکس ادا کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۶/۲)

سود کی رقم سے خرید و فروخت کرنا

”حرام رقم سے خرید و فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۷/۳)

سود کی ستر سے زائد برائیاں ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سود کے گناہ کے ستر درجات ہیں، سب سے ادنیٰ درجہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے کے برابر ہے۔ (۲)

(۱) (البقرة: ۱۷۶)

(۲) وعن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الربا سبعون جزءاً أيسرها أن ينجح الرجل أمد. (مشكاة المصابيح: ص: ۲۳۶)، كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمي
 سنن ابن ماجه: ص: ۱۶۳، ابواب التجارات، باب التغليظ في الربا، ط: قديمي
 كنز العمال: (۱۰۵/۳)، رقم الحديث: ۹۷۵۵، كتاب البيوع، الباب الرابع: في الربا، الفصل الأول في الترهيب عنه، ط: مؤسسة الرسالة.

مطلب یہ ہے کہ سود کا گناہ اتنا خطرناک اور بدترین گناہ ہے کہ اس کا ادنیٰ درجہ بھی اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے کے برابر ہے، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ فساد کے اس پرفتن دور میں بھی کسی غیرت مند انسان کے لئے اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنا تو دور کی بات ہے، کوئی ایسی بات سوچ بھی نہیں سکتا ہے کہ اپنی ماں کے ساتھ منہ کالا کرے، نبی کریم ﷺ نے سود کے گناہ کو اس سے بھی بدتر قرار دیا ہے، ایسے ارشادات سننے کے بعد بھی سودی معاملے کو ترک نہ کرنا بہت بڑی افسوس کی بات ہوگی۔

۱۷۰

سود کی شرح کو معیار بنانا

مروجہ اسلامی بینکوں میں اپنے منافع اور کرائے کے تعین کے لئے سودی فارمولے اور مروجہ سود کی شرح کو معیار بنایا جاتا ہے، اور یہ درست نہیں، مروجہ اسلامی بینک کے حامی حضرات اس بارے میں کوئی دلیل تو پیش نہیں کرتے البتہ ایک فرضی مثال بیان کر کے اس کے جواز پر استدلال کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور وہ مثال یہ ہے کہ:

”زید اور خالد دو بھائی ہیں، زید لوگوں کو سود پر قرض دیتا ہے، جبکہ خالد گارمنٹس کا کاروبار کرتا ہے، خالد یہ کہتا ہے کہ میں اپنے گارمنٹس کے کاروبار سے کم از کم اتنا منافع ضرور حاصل کروں گا جتنا میرا بھائی زید سود لیتا ہے، چنانچہ وہ اپنی اشیاء پر زید کی شرح سود کے مطابق نفع لے کر آگے فروخت کرتا ہے، اگرچہ خالد کے لئے ایسا کرنا پسندیدہ نہیں لیکن اگر وہ خرید و فروخت کی تمام شرائط پوری کر رہا ہے تو اس کے کاروبار کو محض اس لئے ناجائز نہیں کہا جائے گا کہ اس نے شرح سود کو معیار بنایا ہے، اسی طرح اگر روایتی سودی بینکوں کی طرح اسلامی بینک بھی شرح سود کے مطابق کرایہ لیں تو یہ ناجائز نہیں ہوگا۔“ (۱)

(۱) (اسلامی بینکوں میں رائج اجارہ) (ص: ۱۳۱، ۱۳۲)

عام لوگ اس مثال کو پڑھ کر دھوکے میں آجاتے ہیں اور مروجہ اسلامی بینکوں میں نفع کے لئے سودی بینکوں کی شرح سود کو جو معیار بنایا گیا ہے اس کو جائز سمجھتے ہیں حالانکہ اس مثال میں اور اسلامی اور سودی بینکوں میں کوئی مناسبت نہیں مثلاً مروجہ اسلامی بینک ہو یا سودی بینک دونوں مالیاتی ادارے ہیں، اور مذکورہ مثال میں خالد زید کی طرح مالیاتی ادارہ بنا کر مالی وسائل مہیا کرنے کا کام نہیں کرتا بلکہ اس نے گارمنٹس کی دکان کھولی ہے جو واقعی تجارت ہے اور اس کا ارادہ بھی تجارت ہی ہے، تو اس سے واضح ہوا کہ خالد کی دکان مالیاتی ادارہ نہیں بلکہ تجارت کی دکان ہے، لہذا دونوں کو ایک سمجھنا درست نہیں ہے، ہاں اگر خالد گارمنٹس کی دکان کھول کر تجارت کی آڑ میں وہی کچھ کرتا جو زید کر رہا ہے اور علماء کرام اس کو جائز قرار دیتے تو یہ مثال درست ہوتی حالانکہ حقیقت ایسی نہیں ہے۔

مذکورہ مثال میں خالد کا ادارہ مالیاتی ادارہ نہیں تجارتی ادارہ ہے اور زید کا ادارہ مالیاتی ادارہ ہے تجارتی ادارہ نہیں اور دونوں اداروں میں کوئی مناسبت نہیں لہذا اگر خالد نے اپنے منافع کا معیار شرح سود کو بنالیا ہے تو اس میں اعتراض کی بات نہیں لیکن یہاں معاملہ اس کے الٹ ہے کہ جس طرح سودی بینک مالیاتی ادارہ ہے اسی طرح مروجہ اسلامی بینک بھی مالیاتی ادارہ ہے، مالیاتی ادارہ ہونے میں دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے، اور مروجہ اسلامی بینک اجارہ وغیرہ کے نام پر مالیات کی سہولت فراہم کر کے فائدہ اٹھاتا ہے، حالانکہ حقیقت میں وہ اجارہ کا معاملہ ہی نہیں کرتا جس کی ایک واضح دلیل وہ معاہدہ ہے جو ابتدائی مرحلہ میں ماسٹر فنانشنگ ریگریمنٹ ”اصولی معاہدہ برائے تحویل“ کے عنوان سے بینک اور کلائنٹ کے درمیان طے پاتا ہے، جب یہ سرمایہ کی سہولت کا معاہدہ ہے تو اس میں مروجہ شرح سود کو معیار بنانا جائز نہیں ہے۔^(۱)

(۱) مروجہ اسلامی بینکاری از رفقاہ ادارہ الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ: (ص: ۲۵۸) ط: مکتبہ بیتات۔

مزید یہ کہ خالد کا اپنے حلال منافع کے لئے شرح سود کو معیار بنانا ایک انفرادی عمل ہے اگر فقہی نقطہ نظر سے اس کی کوئی گنجائش نکلتی بھی ہو تو اس کو ایک مستقل نظام کی حیثیت دینا درست نہیں کیونکہ بعض اوقات انفرادی عمل میں وہ خرابیاں نہیں پائی جاتیں جو اس کو ایک مستقل نظام کی صورت دینے سے رفتہ رفتہ اس میں پیدا ہو جاتی ہیں۔^(۱)

مروجہ اسلامی بینک کا بکنگ کی تاریخ سے قبضہ (Delivery) تک کی درمیانی مدت (Grace Period) میں اس رقم پر حاصل ہونے والے متوقع سود کو اپنی لاگت میں شمار کرنا بھی جائز نہیں کیونکہ پیسوں کا متعین نفع سود ہے۔^(۲)

سودی بینک لیزنگ کے لئے جس وقت رقم فراہم کرتا ہے اسی تاریخ سے کرایہ لینا شروع کر دیتا ہے خواہ کلائنٹ کو گاڑی چند ماہ بعد ملے، مروجہ اسلامی بینکوں کا لیزنگ کا طریق کار بھی یہی ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ اسلامی بینک اس کو علیحدہ

(۱) ولا يجوز بالضعيف العمل
ولا به يجاب من جاء يستل
إلا لعامل له ضرورة
أو من له معرفة مشهورة

وقد ذكر صاحب البحر في الحيض في بحث ألوان الدماء أقوالاً ضعيفة ثم قال: وفي المعراج عن فخر الأئمة لو أفتى مفتي بشئ من هذه الأقوال في مواضع الضرورة طلباً للتيسير كان حسنا وبه علم أن المضطر له العمل بذلك لنفسه كما قلنا وأن المفتي له الإفتاء به للمضطر. فما مر من أنه ليس له العمل بالضعيف والإفتاء به، محمول على غير موضع الضرورة كما علمته من مجموع ما قررناه والله تعالى أعلم. (شرح عقود رسم المفتي: (ص: ۸۷، ۸۴) ط: مكتبة البشري)

(۲) لقلوله عليه السلام: "كل قرض جر منفعة فهو ربا" أي في حكم الربا، فيكون عقد القرض باطلاً. (فيض القدير للمناوي: (۹/۴۴۸۷) رقم الحديث: ۶۳۳۶، مكتبة نزار مصطفى الباز رياض)

عن علي أمير المؤمنين رضي الله عنه، مرفوعاً كل قرض جر منفعة فهو ربا. (إعلاء السنن: (۱۴/۴۹۹) كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

كل قرض جر نفعاً فهو حرام. (شامي: (۵/۱۶۶) كتاب البيوع، باب المراهبة والتولية، فصل في القرض، ط: سعيد.

وصول کرنے کی بجائے اپنے اخراجات میں شمار کر لیتا ہے، سودی بینک اس کو الگ لیتے ہیں اور اخراجات میں شمار نہیں کرتے۔

مروجہ اسلامی بینک بنگلہ کی تاریخ سے قبضہ تک کی مدت کا منافع (سود) کس اصول کے تحت لاگت میں شمار کرتے ہیں اسلامی بینکوں کے محققین کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے، آخر میں یہ کہتے ہیں کہ فریقین باہمی رضامندی سے کوئی بھی کرایہ مقرر کر سکتے ہیں اس لئے بینک کے لئے بھی اس بات کی گنجائش ہے، مگر یہ بات بھی درست نہیں کیونکہ قبضہ سے پہلے کرایہ لازم کرنا جائز نہیں ہے۔^(۱)

سود مہلکات میں داخل ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

سات قسم کی مہلکات سے بچو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت فرمایا

کہ: یا رسول اللہ! وہ کون سے ہیں؟ تو ارشاد فرمایا:

① اللہ تعالیٰ کے ساتھ (ذات یا صفات میں) کسی کو شریک ٹھہرانا۔

② جادو کرنا۔

③ کسی ایسے آدمی کو قتل کرنا جس کا قتل کرنا شرعاً حرام ہو۔

④ سود کھانا۔

⑤ یتیم کا مال کھانا۔

⑥ کفار سے مقابلے کے وقت لڑائی سے منہ موڑنا (یعنی جہاد میں جبکہ کفار

کی تعداد مسلمانوں کے مقابلے میں دو گنا سے زیادہ نہ ہو، میدان جنگ چھوڑ کر

(۱) إذا تأخر الموجه في تسليم العين عن الموعد المحدد في عقد الإجارة فإنه لا تستحق أجرة عن

المدة الفاصلة بين العقد والتسليم الفعلي، ويحسم مقابلها من الأجرة. (المعايير الشرعية: ص: ۱۷۶)

رقم المعيار: ۹، الإجارة والإجارة المنتهية بالتسليم، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات

المالية الإسلامية.

❶ کسی پاک دامن بھولی عورت پر تہمت لگانا۔^(۱)

سوڈی ادارے ظلم اور گناہوں کے مراکز ہیں

جس مقام پر سوڈ لیا اور دیا جاتا ہے، اسی مقام پر ظلم ہوتا ہے، لہذا جن اداروں میں بے شمار سوڈی کاروبار ہوتا ہے (مثلاً بینک، انشورنس کے ادارے وغیرہ) تو وہ بے شمار ظلم کے مراکز ہوتے ہیں، اور حرام لینے اور دینے کے مراکز ہوتے ہیں، دوسرے الفاظ میں یہ گناہوں کے مراکز ہوتے ہیں، کیونکہ سوڈ لینے والا اور دینے والا جس طرح گناہ گار ہوتے ہیں، اس طرح اس کو لکھنے والا، کاروبار میں مدد کرنے والا، گواہ، سب گناہ گار ہیں، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں میں اس کا احساس پیدا کر دے تاکہ وہ اس اجتماعی گناہ سے بچنے کی کوشش کریں۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ لوگ زنا کو جس طرح گناہ سمجھتے ہیں، زنا کا ادارہ اور اڈہ قائم کرنے کو بھی اس طرح گناہ اور معاشرے کے لئے انتہائی تباہ کن برائی سمجھتے ہیں، اس طرح شراب کو مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ حرام اور ناجائز سمجھتا ہے، اور شراب بنانے اور اس کی خرید و فروخت اور اس کی تجارت کو بہت بڑا جرم سمجھتا ہے۔

لیکن افسوس کہ قرض یا تجارت پر سوڈ کو ناجائز اور حرام سمجھتے ہوئے اس کے اڈے اور ادارے، بینک وغیرہ قائم کرنے کو گناہ ہی نہیں سمجھتے، معاشی نظام کو بہتر

(۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ قال: اجتنبوا السبع الموبقات، قال: یا رسول اللہ! وما هن؟ قال: الشرك بالله، والسحر، وقتل النفس التي حرم الله الا بالحق، واكل الربوا، واكل مال الیتیم، والتولی يوم الزحف، وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات۔ (متفق علیہ)۔ (مشكاة المصابیح: ص: ۱۷۷)، كتاب الايمان، باب الكبائر، ط: قديمی۔

❷ صحيح مسلم: (۶۳/۱)، كتاب الايمان، باب الكبائر واکبرها، ط: قديمی۔

❸ صحيح البخاری: (۳۸۷/۱، ۳۸۸)، كتاب الوصايا، باب قول الله ان الدين ياكلون اموال الیتامی، ط: قديمی۔

بیٹانے کی غرض سے نئے نئے سودی ادارے اور بینک قائم ہو رہے ہیں، چنانچہ بے دین اور اللہ کے رسول کے منکر اور دہریے جس طرح اس سے راضی اور خوش ہیں، اسی طرح بعض دین اور مذہب کو ماننے والے بھی اسی پر راضی اور خوش ہیں، کوئی آواز نہیں ہے، امیر بھی خوش ہیں اور غریب بھی، خواص بھی چپ چاپ بیٹھے ہیں اور غیور عوام بھی، مسلمان مرد بھی اور مسلمان خواتین بھی۔^(۱)

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس اجتماعی جرم پر اجتماعی عذاب نازل ہونے والا ہے، مگر یہ کہ ہم توبہ کریں، اور جس طرح دوسرے اجتماعی گناہوں سے بچنے اور دوسروں کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں، اسی طرح سود اور سودی اداروں کو ختم کرنے کی کوشش کریں، تب کہیں جا کر اللہ تعالیٰ کے عمومی عذاب سے بچنے کی توقع ہے۔^(۲)

(۱) اقی الحدیثین دلالة علی أن وجه زيادة الربا علی معصية الزنا إنما هو لتعلق حقوق العباد إذ الغالب أن الزنا لا يكون إلا برضا الزانية۔ (مرواة المفاتیح: (۶۵/۶)، کتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: رشیدیہ)
 وعن عبد الله بن حنظلة غسيل الملائكة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: درهم ربا يأكله الرجل وهو يعلم أشد من ستة وثلاثين زنية..... قوله: أشد من ست وثلاثين..... إلخ) يدل علی أن معصية الربا من أشد المعاصي، لأن المعصية التي تعدل معصية الزنا التي هي في غاية الفظاعة والشناعة سفار العدد المذكور بل أشد منها لا شك أنها تجاوزت الحد في القبح وأقبح منها استطالة الرجل في عرض أخيه المسلم ولهذا جعلها الشارع أربى الربا وبعد الرجل يتكلم بالكلمة التي لا يجد لها لذة ولا تزيد في ماله ولا جاهه فيكون ألمه عند الله أشد من إثم من زنا ست وثلاثين زنية هذا ما لا يصنعه بنفسه عاقل سأل الله السلامة أمين أمين۔ (نيل الأوطار: (۱۹۳/۵)، کتاب البيوع، ابواب الربا، باب التشديد فيه، ط: دار احیاء التراث العربی)

وتعاونوا علی البر والتقوى ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان، المائدة: ۲

الإعانة فی المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد فی الأرض۔ (حجة الله البالغة: (۱۶۹/۲)، البيوع المنهى عنها، ط: دار الجیل، بیروت)۔

(۲) عن ابن مسعود، عن النبي صلى الله عليه وسلم فذكر حديثا وقال فيه: ما ظهر فی قوم الزنا والربا إلا سلطوا بأنفسهم عقاب الله۔ (مجمع الزوائد: (۲۱۳/۳)، رقم الحديث: ۶۵۸۱، کتاب البيوع، باب ما جاء فی الربا، ط: دار الفکر)۔

سند أبي يعلى: (۳۹۶/۸)، رقم الحديث: ۳۹۸۱، مسند عبد الله بن مسعود، ط: دار المأمون للتراث، دمشق)۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو اس کی توفیق دے کہ ہم سود کی لعنت اور برائی کو سمجھیں، اور نہ صرف اس سے بچنے کی کوشش کریں، بلکہ اس ملک سے سود کی لعنت کو ختم کرنے کی اجتماعی کوشش کریں۔

۱۷۶

سودی بینک میں پیسہ رکھوانا

سودی کاروبار کرنے والے بینکوں میں پیسہ رکھوانا جائز نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سود حرام قرار دیا ہے اور اس پر بڑی سخت وعید سنائی ہے۔^(۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے، کھلانے، لکھنے اور اس پر گواہی دینے والے پر لعنت کی ہے۔^(۲)

لہذا اسے صدقہ کرنے، فقیروں کو دینے اور رفاہ عامہ کے کاموں میں لگانے کی نیت سے بھی لینا جائز نہیں کیونکہ یہ حرام اور خبیث کمائی ہے، اور اللہ تعالیٰ طیب

= كنز العمال: (۱۰۷/۳)، رقم الحدیث: ۹۷۶۸، كتاب البيوع، الباب الرابع: في الربا، الفصل الأول: في الترهيب عنه، ط: مؤسسة الرسالة۔

قال الله تعالى: إنما التوبة على الله للذين يعملون السوء بجهالة ثم يتوبون من قريب فأولئك يتوب الله عليهم وكان الله عليماً حكيماً۔ (سورة النساء: ۷۷)۔

قال ابن الملك: فإن العذاب لا يدفعه الفرار وإنما يمنعه التوبة والاستغفار۔ (مرقاة المفاتيح: ۱۳/۲۳)، شرح رقم الحدیث: ۱۵۳۸، كتاب الجنائز، باب عبادة المريض، الفصل الأول، ط: رشیدیہ۔

(۱) قال الله تعالى: الذين يأكلون الربا لا يقومون إلا كما يقوم الذي يتخبطه الشيطان من المس ذلك بأنهم قالوا إنما البيع مثل الربا وأحل الله البيع وحرم الربا۔ (البقرة: ۲۷۵)۔

يا أيها الذين اتقوا الله وذروا ما بقى من الربا إن كنتم مؤمنين، فإن لم تفعلوا فآذونا بحرب من الله ورسوله (البقرة: ۲۷۹)۔

(۲) عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم أكل الربا وموكله وكتابه وشاهديه وقال: هم سواء، رواه مسلم وغيره۔ (الترغيب والترهيب: (۳۷۱/۳) كتاب البيوع، باب الترهيب من الربا، ط: دار الكتب العلمية)

صحیح مسلم: (۲۷/۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمی۔

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۴) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قديمی۔

اور پاکیزہ ہے، جو طیب اور پاکیزہ کے علاوہ کچھ قبول نہیں کرتا۔^(۱)

البتہ رقم کی حفاظت کے لئے مجبوراً کرنٹ اکاؤنٹ میں رقم رکھنے کی

اجازت ہے۔

سوڈی بینکوں کا اجارہ

”فائنانشل لیز کی صورت سوڈی بینکوں میں“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

سوڈی قرض سے حاصل کیا ہوا نفع

سوڈی قرض لینا ناجائز اور حرام ہے، البتہ اگر کسی نے سوڈی قرض لے کر کاروبار کر کے نفع کمایا ہے تو وہ نفع حرام نہیں ہوگا، اور کاروبار کرنے والا اس کا مالک ہو جائے گا، لیکن حلال طیب بھی نہیں ہوگا، اس لئے سوڈی قرض لے کر کاروبار نہیں کرنا چاہئے۔^(۳)

(۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إن اللہ طیب لا یقبل إلا طیباً. الحدیث (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۴۱) کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قدیمی)
صحیح مسلم: (۱۳۶/۱) کتاب الزکاة، باب بیان اسم الصدقة یقع علی کل نوع من المعروف، ط: قدیمی)
جامع الترمذی: (۲۸/۲) أبواب التفسیر، ومن سورة البقرة، ط: قدیمی.

(۲) الضرورات تبيح المحظورات... والثانية: ما أیبح للضرورة یقدر بقدرها. (الاشباه والنظائر: (ص: ۸۷) الفن الأول: القواعد الكلية، القاعدة الرابعة: المشقة تجلب التيسر، ط: قدیمی)

(۳) شرح المجملہ لستمہ باز: (۲۴/۱) المادة: ۲۳، ۲۶، المقالة الثانية: فی بیان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقیہ.
(۲) ظاهر ما فی جمع العلوم وغيره ان المشتري یملك الدرهم الزائد إذا قبضه فیما إذا اشتري درهمين بدرهم، فانهم جعلوه من قبيل الفاسد، وهكذا صرح به الاصوليون فی بحث النهی۔ (البحر الرائق: (۱۲۵/۲)، کتاب البیع، باب الربا، ط: سعید).

والبیع الربوی عند الحنفیة من البیوع الفاسدة، وحکم البیع الفاسد عندهم أن العوض یملك بالقبض ویجب رده لو قائما، ورد مثله أو قیمته لو مستهلكا، وعلیه فإنه یجب رد الزيادة الربویة لو قائمة لا رد ضمانها۔ (المفصل فی احکام الربا: (۱۵۹/۱)، الباب الرابع: الخلاصة فی احکام الربا عند الفقهاء، أولاً: فی الموسوعة الفقهية، ط: مكتبة صيد الفوائد)۔ =

سودی قرض لینا

۱۷۸

قرآن مجید کی آیات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے صاف اور واضح طور پر یہ ثابت ہے کہ سودی معاملہ قطعی طور پر حرام ہے، سودی قرض دینے والے اور سودی قرض لینے والے سخت گنہگار، فاسق، باغی، سرکش، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے والے ہیں، ایسے لوگوں کا ایمان موت کے وقت سلب ہونے کا اندیشہ ہے، قرآن و سنت کی رو سے سودی معاملہ کی قطعاً اجازت نہیں ہے، البتہ اضطرار اور انتہائی مجبوری کی حالت میں جب کہ جان نکلنے کا ڈر ہو، جس طرح ضرورت کے بقدر مردار کھا کر اپنی جان بچانے کی اجازت ہوتی ہے، اسی طرح فقہاء کرام نے اضطرار اور حد درجہ کی احتیاج اور شدید مجبوری کی صورت میں جب کہ بلا سودی قرض وغیرہ ملنے کی بھی امید نہ ہو تو بقدر ضرورت سودی قرض لینے کی اجازت دی ہے، ضرورت سے زیادہ لینا درست نہیں۔^(۱)

= ذهب جمهور الحنفية إلى أن العقود الفاسدة ومنها الربا تملك إذا اتصل بها القبض، ولكنه ملك خبيث يجب فسخه، فإن تصرف به ببيع أو هبة أو نحوه صح، وعليه فإن الأوراق المالية الربوية تملك عند الجمهور الحنفية إذا اتصل بها القبض، لكنها ملك خبيث يجب عليها رد الربا على من أربى عليه. (المفصل في أحكام الربا: ۶۵/۲)، حکم تملك الأوراق المالية وأرباحها بالقبض، ط: مكتبة صيد الفوائد

(۱) قال الله تعالى: إنما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل به لغير الله، فمن اضطر غير باغ ولا عاد فلا إثم عليه، إن الله غفور رحيم. (سورة البقرة: ۱۷۳)۔

وفي القنية والبيعة يجوز للمحتاج الاستقراض بالربح - (الاشباه والنظائر: (ص: ۹۳)، الفن الأزل، القاعدة الخامسة، الضرر يزال، ط: قديمي)۔

البحر الرائق: (۱۲۶/۲) باب الربوا، ط: سعيد)۔

ما أبيع للضرورة يتقدر بقدرها۔

الضرورات تقدر بقدرها۔ (مجلة الأحكام العدلية: (۱۸/۱)، المادة: ۲۳، المقدمة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: نور محمد)۔

سودی قرض لینے والے شخص کے ہاتھ اپنا سامان فروخت کرنا

سودی قرض لینے والے شخص کے ہاتھ اپنا سامان فروخت کرنا جائز ہے، (۱۷۹) واضح رہے کہ سودی قرض لینا سنگین گناہ ہے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کا اعلان ہے لیکن جو پیسے سودی قرض کے طور پر اس کے پاس آئے ہیں، اگر وہ ان پیسوں سے کوئی چیز خریدتا ہے تو سامان فروخت کرنے والے پر اس کے سودی قرض لینے کے گناہ کا اثر نہیں پڑے گا۔^(۱)

سودی قرضہ

اکثر اوقات ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ کتنے بڑے بڑے تاجر، مالدار اور امیر لوگ سود کی وجہ سے غربت اور افلاس کے دروازے پر پہنچ جاتے ہیں، سودی رقم اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ آخر میں ان کی ساری جائیداد، کارخانے، فیکٹری اور بینک بیلنس وغیرہ تمام چیزوں کو لے ڈوبتی ہے، اس کے علاوہ مال میں برکت کا تو تصور بھی نہیں رہتا۔

(۱) وأما حکم القرض فهو ثبوت المملک للمستقرض فی القرض للحال وثبوت مثله فی ذمة المستقرض۔ (بدائع الصنائع: (۳۹۶/۷)، کتاب القرض، فصل وأما حکم القرض، ط: سعید)۔

❏ ويملک المستقرض القرض بنفس القبض عندهما۔ (الدر المختار: (۱۶۳/۵)، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولية، فصل فی القرض، ط: سعید)۔

❏ مجمع الأنهر: (۱۱۸/۳)، کتاب البیوع، قبیل باب الربو، ط: دار الکتب العلمیة۔

❏ قال اللہ تعالیٰ: "ولاتنزر وازرة وزر أخرى" (سورة الفاطر: ۱۸)۔

❏ قوله تعالیٰ: "ولاتنزر وازرة وزر أخرى" أى لاتحمل نفس أئمة "وزر أخرى" أى إثم نفس أخرى بل نحمل کل نفس وزرها۔ (روح المعانی: (۱۸۳/۲۲)، فاطر: ۱۸، ط: امدادیہ)۔

❏ أما من يستقرض بالربوا، فإنه بالرغم من اعترافه إثمًا كبيرًا فی عنقه، يملک ما استقرضه وهو مضمون عليه وذلك لأن القرض مما لا يبطل بالشروط الفاسدة، وإنما يبطل الشرط فما بشریه بما استقرضه ليس حرامًا، وعلى هذا، لو أهدى إلى رجل شيئًا، فإنه يحل للأخذ، وكذلك يجوز البیع إليه والشراء منه۔ (فقه البیوع علی المذاهب الأربعة: (۱۰۶۰/۲)، المبحث العاشر فی احکام المال الحرام، حکم الفنادق والمطاعم التي تباع فیها الخمر، ط: مکتبة معارف القرآن)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الربا وان کثر فان عماقته تصیر الی قل۔^(۱)

ترجمہ: سود اگر چہ دیکھنے میں زیادہ لگتا ہے لیکن انجام ہمیشہ قلت اور تنگدستی

ہی ہوتا ہے۔

جس طرح پیشاب تھوڑا ہو یا زیادہ بہر حال ناپاک اور حرام ہے، اسی طرح سود خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ بہر حال حرام ہے، اس میں کوئی تخصیص نہیں کہ اتنی مقدار جائز ہے اور اتنی مقدار ناجائز ہے بلکہ ہر مقدار ناجائز اور حرام ہے۔

سودی قرضہ لینا

”زرعی قرض لینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۸/۴)

سودی قرضہ لینا اچھے مقاصد کے لئے

جس طرح عام مقاصد کے لئے سودی قرضہ لینا حرام ہے اسی طرح اچھے اور اعلیٰ مقاصد کے لئے بھی سودی قرضہ لینا حرام اور ناجائز ہے، نیک مقاصد کے لئے حرام وسائل کو جائز قرار دینا درست نہیں۔^(۲)

(۱) المستدرک للحاکم: (۲۷/۲) کتاب البیوع، إذا ظهر الزنا والربا فی قریة الخ، ط: دار المعرفۃ صحیح الجامع: (۶۶۳/۱) رقم الحدیث: ۳۵۳۲، حرف الرءاء، فصل فی المحلي ب (ال) هذا الحرف، ط: المکتب الإسلامی.

(۲) مشکاة المصابیح: (ص: ۲۶۶)، کتاب البیوع، باب الرءاء الفصل الثالث، ط: قدیمی.

(۲) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالذهب والفضة بالفضة، والبر بالبر، والشعير بالشعير، والتمر بالتمر، والملح بالملح، مثلاً بمثل، سواء بسواء، يبدأ بيد، فمن زاد أو استزاد فقد أربى، الأخذ والمعطى فيه سواء۔ (صحیح مسلم: (۲۵/۲) کتاب البیوع، باب الربا، ط: قدیمی)۔

مشکاة المصابیح: (ص: ۲۳۳) کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

ما حرم أخذه، حرم إعطاءه۔ فأخذ الرشوة ممنوع كإعطائها ومثل ذلك الربا۔ (شرح المنجلى لرستم با: (۲۷/۱) المادة: ۳۳، المقالة الثانية فی بیان القواعد الكلية للفقہ، ط: فاروقیہ۔

ما حرم أخذه، حرم إعطاءه۔ كالربا، (الاشباه والنظائر: (ص: ۱۵۵) الفن الأول، ط: قدیمی)۔

ہاں اگر سودی قرضہ نہیں تو وہ لینا جائز ہے تاہم ایسے لوگوں سے قرض لینا چاہئے جن کے اموال سود کی آمیزش سے پاک ہوں۔^(۱)

سودی کاروبار ترقی کا ذریعہ نہیں

”سودی کاروبار تنزیلی کا سبب ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۱/۳)

سودی کاروبار تنزیلی کا سبب ہے

سود اور ربا کے منافع بظاہر بہت زیادہ نظر آتے ہیں، اس سے مال اور سرمایہ کا بڑھنا نظر آتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس سے مال بڑھتا نہیں بلکہ گھٹتا ہے، قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے، اور صدقہ و خیرات کو بڑھاتا ہے، اور جو اس بات کو نہ مانے وہ ناشکر ہے، اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکری کرنے والے اور گناہ گار کو پسند نہیں کرتا۔

آج کل سود اور سودی کاروبار میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، لیکن لوگوں کے معاشی حالات بدتر سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں، مسلمانوں کا جو ترقی کا دور تھا، جس میں عام مسلمان کسی ملک کے دست نگر نہ تھے، کسی ملک کے قرض دار نہ تھے، اور معاشی و اقتصادی لحاظ سے خود کفیل تھے، اس وقت سود اور سودی کاروبار کا نام و نشان بھی نہ تھا، حلال تجارت تھی، بلا عوض قرض کا سادہ نظام رائج تھا، ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی پست حالی پر غم ہوتا تھا، عام لوگ مالی و اقتصادی لحاظ سے اتنے پریشان نہ تھے، جیسا کہ آج ہیں، بیرون ممالک سے وہ بھی تجارت کیا کرتے تھے، لیکن دین کیا کرتے تھے، لیکن بلا سود کاروبار تھا، اور جب تک سود کی لعنت اور دوسری برائیاں ان میں پیدا نہیں ہوئیں، مسلمانوں کی حکومت ترقی پر ہی رہی، سود اور سودی کاروبار کی کوئی ضرورت پیش نہیں آئی۔

لیکن جب سے مسلمانوں نے حلال تجارت کو چھوڑا اور مسلمانوں کی حکومت نے دین حق کے معاشی نظام کو چھوڑ کر اغیار کے معاشی نظام کو اپنانا شروع کر دیا تو وہ خود اور ان کی حکومت اغیار اور کفار کے قرضوں کے زیر بار ہو گئی، جس کی وجہ سے مسلمانوں کے احوال دن بدن گرتے جا رہے ہیں، اور مسلمان ہر اعتبار سے پریشان ہیں اور پریشانی ان میں بڑھتی ہی جا رہی ہے۔^(۱)

سودی کاروبار کرنے والے اداروں میں بجلی کی فٹنگ کرنا

سودی اداروں میں بجلی کی فٹنگ کرنے کی گنجائش ہے، اس کام میں شرعی اعتبار سے کوئی قباحت نہیں ہے، اداروں کا سودی کاروبار ان کا اپنا فعل ہے، جس کا وبال اور گناہ انہی پر ہے، البتہ کمپنی سے معاہدہ کرتے وقت یہ شرط کر لی جائے کہ ہمیں اجرت سودی منافع سے نہ دی جائے بلکہ حلال رقم سے دی جائے۔^(۲)

(۱) [یمحق اللہ الربا ویربی الصدقات، واللہ لا یحب کل کفار ائیم۔] (البقرة: ۲۷۶)۔

المحق النقصان و ذهاب البرکة۔ (عمدة القاری: ۳۵۴/۸)، کتاب البیوع، باب یمحق اللہ الربا ویربی الصدقات، ط: دار الفکر۔

وعن ابن مسعود قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إن الربا وإن کثر فإن عاقبته تصیر الی قل۔ (مشکاة المصابیح: ص: ۲۳۶)، کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قدیمی۔

کنز العمال: (۱۱۰/۳)، رقم الحدیث: ۹۷۸۶، کتاب البیوع، الباب الرابع: فی الربا، الفصل الأول: فی الترهیب عنہ، ط: مؤسسة الرسالة۔

المعجم الكبير للطبرانی: (۲۲۳/۱۰)، رقم الحدیث: ۱۰۵۳۸، من اسمہ عبد اللہ، عبد اللہ بن مسعود الہذلی یکنی أبا عبد الرحمن حلیف بنی زہرة بدری، ط: مكتبة العلوم والحکم۔

(۲) اكل الربا وكاسب الحرام أهدي إليه أو أضافه وغالب ماله حرام لا يقبل ولا يأكل ما لم يخبره أن ذلك المال أصله حلال ورثه أو استقرضه، وإن كان غالب ماله حلالا لا بأس بقبول هديه والأكل منها كذا في الملتقط۔ (الفتاوى الهندية: ۳۳۳/۵)، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيدية۔

مجمع الأنهر: (۱۸۷، ۱۸۷/۳)، كتاب الكراهية، فصل في الكسب، ط: دار الكتب العلمية۔

احسن الفتاوى: (۳۲۹/۷)، كتاب الاجارة، عنوان: فٹنگ کرنا اور اس کی اجرت لینا حرام ہے، ط: سعید۔

سوڈی کاروبار میں خاص تبدیلیاں آگئی ہیں

حقیقت یہ ہے کہ زمانے کی جدت کے ساتھ ساتھ جس طرح ہر چیز کے اندر

۱۸۳

جدت اور تبدیلی آرہی ہے، اسی طرح سوڈ کے کاروبار، جوے اور سٹ کے کاروبار میں بھی خاصی تبدیلیاں آگئی ہیں، لیکن ان کاروباروں کے بنیادی عناصر کو دیکھا جائے تو ان کی اصلیت اور حقیقت وہی ہے جو سوڈی کاروبار اور قمار بازی میں ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ شیطان انسان کے خون اور رگوں میں دوڑتا ہے، اور اس کو گمراہ کرنے کے لئے تمام ایسے حربے، طریقے اور راستے اختیار کرتا ہے جس سے انسان راہ راست سے ہٹ جائے، اور صراط مستقیم سے دور ہو جائے۔^(۱)

اور یہ بھی قرآن کریم میں ہے کہ شیطان، انسان اور جنوں میں سے ہوتا ہے، اور ہر حال میں ظاہری یا خفیہ طریقہ سے طرح طرح کے وسوسے ڈالتا ہے، شیطان اپنی اصلی صورت میں ظاہر ہو کر اور یہ کہہ کر کہ میں شیطان ہوں، دھوکہ نہیں دیتا، بلکہ دلوں کے پاس جا کر شیطانی طریقے بتاتا ہے۔

اور یہ بھی واضح رہے کہ شیطان جیسے صحیح عقائد اور ایمان سے ہٹانے کے لئے غلط اور باطل عقیدے کے سبق پڑھاتا ہے، اسی طرح اعمال میں بھی صحیح اعمال سے ہٹانے اور دور کرنے کے ارادے سے غلط اعمال کو مزین اور خوشنما کرا کے پیش کرتا ہے، حلال کو حرام بنا کر اور حرام کو حلال کی صورت میں پیش کرتا ہے، اور لوگوں

☐ قولہ تعالیٰ: ولا تزروا زرة وزر آخری "آئی لاتحمل نفس ائمة" و زر آخری "آئی ائم نفس آخری بل تحمل کل نفس وزرها۔ (روح المعانی: (۱۸۳/۲۲)، فاطر: ۱۸، ط: امدادیہ)۔

(۱) وعن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إن الشیطان یجری من الإنسان مجری الدم۔ (مشکاة المصابیح: ص: ۱۸، کتاب الایمان، باب الوسوسة، الفصل الأول، ط: قدیمی)۔

☐ صحیح بخاری: (۱۰۶۳/۲)، کتاب الأحکام، باب الشهادة تكون عند الحاكم، ط: قدیمی۔

☐ صحیح مسلم: (۲۱۶/۲)، کتاب السلام، باب بیان أنه یستحب لمن رأى خالیاً بامرأة، ط: قدیمی۔

کی تو جہات اپنی جانب مائل کرنے کے لئے نئے نئے ناموں اور عنوانات سے گمراہی پھیلاتا ہے، مثلاً قمار بازی اور جوئے کی جملہ اقسام قرآن و سنت کی رو سے حرام ہیں، یہ تو بالکل واضح ہے، اس لئے شیطان کبھی یہ کہہ کر کہ قمار بازی اور جوئے کا کاروبار جائز ہے، مسلمانوں کے سامنے تو آ نہیں سکتا، تو اس نے سوچا کہ اب اس کا نام بدل دیا جائے، عنوانات بدل دیے جائیں تو لوگوں کو دھوکہ دیا جاسکتا ہے،^(۱) اس واسطے اب تک قمار بازی کے معاملات میں جوئے نام اور نئے عنوانات سے دھوکے دیئے جا رہے ہیں وہ یہ ہیں:

① مختلف کمپنیوں اور حکومت کے اداروں کی جانب سے مختلف ناموں سے انعامی بانڈز کے ذریعہ سرمایہ بڑھانے کی اسکیم، قرعہ اندازی اور لاٹری کے ذریعہ سرمایہ کو تحفظ فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ امیر بنا دینے والے پروگرام بنائے جاتے ہیں۔

② مختلف سرٹیفکیٹس جن کو خریدنے پر اسکیم کے تحت ماہانہ منافع کے وعدے کے ساتھ سہ ماہی یا ششماہی قرعہ اندازی میں نکلنے پر ہزار روپے سے لاکھوں روپے تک کے انعامات دینے کے اعلانات کئے جاتے ہیں۔

(۱) عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول: "إن أول ما يكفأ قال زيد بن يحيى الراوى: یعنی الإسلام كما يكفأ الإناء" یعنی الخمرة قيل: فكيف يا رسول الله وقد بين الله فيها ما بين؟ قال: "يسمونها بغير اسمها فيستحلونها" رواه الدارمي۔ (مشكاة المصابيح: ص: ۳۶۰، ۳۶۱)، كتاب الآداب، باب الانذار والتحذير، الفصل الثاني، ط: قديمي۔

② سنن الدارمي: (۱۵۵/۲)، رقم الحديث: ۲۱۰۰، كتاب الأشربة، باب ما قيل في المسكر، ط: دار الكتاب العربي، بيروت۔

③ عن أبي مالك الأشعري أنه سمع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول: ليشربن ناس من أمتي الخمر يسمونها بغير اسمها۔ رواه أبو داود وابن ماجه۔ (مشكاة المصابيح: ص: ۳۷۲، كتاب الأطعمة، باب النقع والأبذة، الفصل الثاني، ط: قديمي)۔

۱۴) مختلف اشیاء کے کاروبار کرنے والے دکاندار جو اپنے کاروبار کو چمکانے اور فروغ دینے کے لئے قسطوں میں اشیاء فروخت کرتے ہیں، اور اس میں بھی بعض ناجائز شرائط لگانے کے علاوہ یہ بھی کرتے ہیں کہ اپنی دکان میں قسطیں جمع کرانے والوں کے نام قرعہ اندازی کرتے ہیں، اور جن لوگوں کا نام قرعہ اندازی میں نکلتا ہے، انہیں مختلف مقدار کی رقوم یا مختلف اشیاء ان کی رقم کے تناسب سے دیتے ہیں، مثلاً جس شخص نے لاکھ روپے کی گاڑی خریدنے کے واسطے قسطیں جمع کرانا شروع کر دیں، اگر ایک دو قسط جمع کرانے کے بعد اس کے نام لاکھ روپے کا انعام نکل آیا، تو یہ شخص مجاز ہوگا، چاہے لاکھ روپے کی وصولی کرے، یا دوسری چیز اس سے کم قیمت کی خریدے، بقیہ پیسے وصول کرے، یا زیادہ قیمت کی گاڑی خریدے، اور ایک لاکھ سے زائد کا فرق دکاندار کو ادا کر دے، غرض آگے اس کو معاہدے کے تحت قسطیں ادا کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی، اور قرعہ اندازی میں جن لوگوں کا نام نہیں آتا، وہ آخری قسطیں جمع کرانے کے بعد چاہیں تو مطلوبہ چیز وصول کر لیں، یا اپنی رقم واپس لے لیں۔

۱۵) مختلف فرضی ادارے اور کمپنیوں کے شیرز کی خرید و فروخت اور اس میں منافع دینے کے اعلان، پھر قرعہ اندازی میں نام آنے پر ہزاروں سے لے کر لاکھوں تک انعامات دینے کی اسکیمیں، یہ اور ان جیسے تمام انعامی بٹنڈز اور قرعہ اندازی، لٹری، معنی کے پروگرام سب کاروبار قمار بازی، جوئے اور سودی لین دین ہونے کی بنا پر قرآن و سنت کی رو سے ناجائز اور حرام ہیں، لیکن شیطان اور اسکی اولاد نے چونکہ ہمارے ہوشیار اور چالاک تاجروں کو اور سادہ لوح مسلمانوں کو یہ سمجھا دیا ہے کہ قمار بازی کے کاروبار میں منافع اور فائدے دوسرے کاروبار کے مقابلے میں زیادہ ہیں لہذا انہیں کو اختیار کرنا مناسب ہے، پھر وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کے احکام کو بھی پامال کر دیتے ہیں،^(۱) فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

سو دی لین دین

۱۸۶

سو دی لین دین کرنا بہت بڑا گناہ ہے، قرآن مجید، اور حدیث شریف میں اس کی بڑی برائی، اور اس سے بچنے کی بڑی تاکید آئی ہے، حضرت محمد ﷺ نے سو دی لینے والے اور لینے والے اور بیچ میں پڑ کے سو د لانے والے، سو دی دستاویز لکھنے والے اور اس میں گواہ بننے والے، سب پر لعنت فرمائی ہے، اور فرمایا ہے کہ سو د لینے والا اور لینے والا گناہ میں دونوں برابر ہیں، اس لئے اس سے بچنا ضروری ہے۔^(۲)

اس کے مسائل بہت نازک ہیں، ذرا ذرا سی بات میں سو د کا گناہ ہو جاتا

(۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رَجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ، فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ۔ (سورۃ المائدہ: ۹۰)۔

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما: أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: نہی عن الخمر و المیسر و الکوبہ۔ (سنن ابی داؤد: ۱۶۳/۲)، کتاب الاشریۃ، باب ماجاء فی السكر، ط: امدادیم ملتان)۔

وسمی القمار قماراً؛ لأن کل واحد من المقامرین ممن یجوز أن یدھب مالہ الی صاحبہ ویجوز أن یسئد مال صاحبہ، وهو حرام بالنص۔ (الشامیہ: ۳۰۲/۶)، کتاب الحظر و الإباحہ، فصل فی البیع، ط: سعید)۔

ولا خلاف بین أهل العلم فی تحريم القمار۔ (احکام القرآن للجصاص: ۳۲۹/۱)، سورۃ البقرۃ: ۲۱۹، ط: دار الکتب العربی، بیروت)۔

قال اللہ تعالیٰ: وأحل اللہ البیع و حرم الربوا۔ (سورۃ البقرۃ: ۲۷۵)۔

وقال تعالیٰ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّكَلُوا الرَّبْوَا أضعافاً مضاعفہ، واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ (سورۃ آل عمران: ۱۳۱)

(۲) عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: أکل الربوا و مؤکلہ و کتابہ و شاہدہ و قال: ہم سواء۔ (صحیح مسلم: ۲۸/۲)، کتاب المساقاۃ و المزارعہ، باب الربوا، ط: قدیمی)

مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۳۳)، کتاب البیوع، باب الربوا، الفصل الاول، ط: قدیمی)۔

کنز العمال: (۲۰۰/۳)، رقم الحدیث: ۱۰۱۵۳، کتاب البیوع، باب الربوا و احکامہ، ط: مؤسسۃ الرسالہ)۔

ہے، اور انجان لوگوں کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ کیا گناہ ہوا، اس لئے کاروبار شروع کرنے سے پہلے تجارت کے مسائل کو لازمی طور پر معلوم کریں، ورنہ ڈرائیوری سیکھنے سے پہلے گاڑی چلانے کی مانند ہوگا، نتیجہ واضح ہے، خود بھی ہلاک ہوگا، دوسروں کو بھی ہلاک کرے گا۔^(۱)

سووی معاملات کرنے والے سے قرض لینا

حرام اور سووی معاملات کرنے والے سے بلا سووی قرض لینا بھی مناسب نہیں ہے، اس لئے ایسے لوگوں سے قرض نہ لیں، بلکہ ان سے بچیں اور دور رہیں۔^(۲)

(۱) حکمی الإمام الشافعی فی الرسالة، والغزالی فی الإحیاء الإجماع علی أن المکلف لا یجوز له أن یقدم علی أمر حتی یعلم حکم اللہ فیہ، قال القرافی فی الفروق: فمن باع و جب علیه أن یعلم ما عبثه اللہ و شرعه فی البیع... و فی نهج البلاغة أن علیا علیه السلام قال: من اتجر بغير فقه فقد ارتطح (ارتبک) فی الربا. (التراتب الإداریة) (۱۷/۲، ۱۷/۱) القسم التاسع، باب کون الناس كانوا أول الإسلام لا یصاطون البیع و الشراء حتی یعلموا أحكامه و آدابه و ما ینجی من الربا، ط: دار الأقم۔

❏ احياء علوم الدين: (۲۳/۲)، کتاب آداب الکسب و المعاش، الباب الثانی فی علم الکسب بطریق البیع و الربا... إلخ، ط: دار المعرفة.

(۲) مافی الوجود من الأموال المغصوبة و المقبوضة بفقود لا یتباح بالقبض، إن عرفه المسلم اجتنبه، فمن علمت أنه سرق مالا أو عانته فی أمانته أو غصبه، فأخذ من الغصب قهرا بغير حق، لم یجز لي أن أخذه منه لا بطریق الهبة ولا بطریق المعاوضة ولا وفاء عن أجره ولا ثمن مبيع ولا وفاء من قرض، فإن ذلك عين ذلك المظلوم. (مجموع الفتاوی لابن تیمیة: (۱۷۸/۲۹) قواعد جامعة فی عقود المعاملات، نکاح، فصل: النهی بؤخذ من الشرع حتی لو لم یعلل، أصول فی التحريم و التحلیل، ط: دار الوفاء)

❏ قوله: الحرمة ینقل) أي ینقل حرمة و إن تداولته الأیدی و تبدلت الأملاك قوله: ولا للمشتري منه) فیکون بشرائه منه مسیناً: لأنه ملکه بکسب خبیث. (شامی: (۹۸/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی تعیین الدراهم فی العقد الفاسد، ط: سعید)

❏ و جاز أخذ دين علی کافر من ثمن خمر لصحة بیعه، بخلاف دين علی المسلم، لبطلته. قوله: من ثمن خمر) بأن باع خمر أو أخذ ثمنها و قضی به الدين. قوله: لصحة بیعه) أي بیع الکافر الخمر بقبی الثمن علی ملک المشتري... قال الشيخ عبدالوهاب الشعرا نی فی کتاب الثمن: و ما نقل عن بعض الحنفیة من أن الحرام لا یعدی إلی ذمتین، سألت عنه الشهاب ابن الشلیبی، فقال: هو محمول علی =

ہاں اگر شدید مجبوری ہو اور حلال رقم سے قرض نہ ملے تو بقدر ضرورت کے لیں۔ (۱)

سووی معاملہ کرنے والوں کے ساتھ شرکت

جو لوگ سووی کاروبار کرتے ہیں، یا ان کے کاروبار میں سووی آمیزش ہے ان کے ساتھ تجارت میں شریک ہونا جائز نہیں ہے، اسی طرح جو کمپنیاں اور تنظیمیں سووی اسکیمیں کچھ نہ کچھ رکھتی ہیں ان سے معاملہ کرنا درست نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کسی یہودی، عیسائی اور مجوسی کو اپنے کاروبار میں شریک نہ کیا کرو، ان سے پوچھا گیا ایسا کیوں؟ تو انہوں نے جواب دیا اس وجہ سے کہ وہ سووی کاروبار کرتے ہیں اور سوو حلال نہیں ہے۔ (۲)

ما إذا لم يعلم بذلك، أما من رأي المكاس أحد من أخذ شيئاً من المكس، ثم يعطيه آخر، ثم يأخذه من ذلك الآخر، فهو حرام. (الدر المختار مع الرد: ۳۸۵/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد البحر الرائق: (۳۶۹/۸) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: سعيد.

(۱) الضرورات تبيح المحظورات... والثانية: ما أبيع للضرورة بقدر بقدرها. (الاشباه والنظائر: ص: ۸۷) الفن الأول: القواعد الكلية، القاعدة الرابعة: المشقة تجلب التيسر، ط: قديمي شرح المعجله لرستم باز: (۲۴/۱) المادة: ۲۲، ۲۱، المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقية.

(۲) عن ابن عباس قال: لا تشارك يهودياً ولا نصرانياً، ولا مجوسياً قيل: ولم؟ قال: لأنهم يربون والربا لا يحل. (كنز العمال: ۱۹۳/۴) رقم الحديث: ۱۱۱۶، كتاب البيوع من قسم الأفعال، باب في الربا وحكمه، ط: مؤسسة الرسالة.

عن أبي حمزة قال: قلت لابن عباس: إن رجلاً جلاًباً يجلب الغنم، وإنه يشارك اليهودي، والنصراني قال: "لا يشارك يهودياً ولا نصرانياً ولا مجوسياً" قال: قلت: لم؟ قال: "لأنهم يربون والربا لا يحل." (مصنف ابن أبي شيبة: ۳۸۱/۴) رقم الحديث: ۱۹۹۸۰، كتاب البيوع والأفضية، في مشاركة اليهودي والنصراني، ط: مكتبة الرشد.

المسنن الكبرى للبيهقي: (۳۳۵/۵) كتاب البيوع، باب كراهية مباحة من أكثر ماله من الربا أو ثمن المحرم، ط: إدارة تاليفات أشرافية.

کے سودے کی قیمت ادا کر کے سودا نہ لینا بھی جائز ہے، یہ ہیں

ہاں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اونٹ خریدا اور اس کی قیمت ادا کر دی، پھر فرمایا کہ اپنا اونٹ لے لو اور رقم

بھی اپنے پاس رکھو، یہ تمہارا مال ہے۔^(۱)

سودے کے طور پر قبضہ ہوا

(A) قبضہ سودے کے طور پر ہوا، عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۵/۵)

سودے کے مطابق سامان دینا

☆ سودے کی شرائط کے مطابق مصنوعات تیار کرنا اور دینا ضروری ہے،

اس میں کمی کرنا یا شرائط کے مطابق نہ دینا دھوکہ اور جھوٹ ہونے کی وجہ سے ناجائز

ہے، تاہم اگر مصنوعات شرائط کے مطابق نہ بن سکیں، یا حاصل نہ ہو سکیں، تو اس

صورت میں خریدار کو سامان حوالہ کرنے سے پہلے اچھی طرح درست اور مناسب

طریقے سے اس کو مطلع کرنا ضروری ہے، اس کی اچھائیاں اور خاصیات بتانے کے

ساتھ ساتھ عیب اور خامیوں کو بھی بتانا ضروری ہے، اور اگر بہت زیادہ فرق ہو تو

قیمت بھی اس کی مناسبت سے کم و بیش کر لینا چاہیے۔

☆ اگر آرڈر کی شرائط کے مطابق سامان تیار نہیں ہوا، بلکہ اس سے کم درجہ

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ قال: ... وغزوت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ناضح لنا فأزحف الجمل

لتخلف علی فوکرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من خلفہ قال: بعنہ و لك ظہرہ الی المدینة... فأخبرت

خالی بیع الجمل، فلأمنی فأخبرته بأعیاء الجمل وبالذی کان من النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووکرہ ایاء

للمالدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم غدوت الیہ بالجمل فأعطانی ثمن الجمل والجمل وسہمی مع القوم.

(صحيح بخاري: ۳۲۴/۱) كتاب فی الاستقراض، باب الشفاعة فی وضع الذین، ط: قديمی

(صحيح نسائي: ۳۳۷/۲) كتاب البیوع، البیع بكون فیہ الشرط لیصح البیع والشرط، ط: قديمی

(صحيح مسلم: ۲۶/۲) كتاب المساقاة والمزارعة، باب بیع البعیر واستشاء وکونه، ط: قديمی

کی چیز تیار ہوئی، تو بھی خریدار کو فوراً اطلاع کر دینی چاہیے، اگر وہ اطلاع ملنے کے بعد خریدنے کے لئے ذہنی طور پر تیار ہو تو بہتر ورنہ رضامندی کے بغیر ایسی چیز اس کو نہ بیچیں۔ (۱)

سودے میں ضمنی طور پر داخل ہونے والی چیز

☆ جب کسی نام کی کوئی چیز فروخت کی جاتی ہے، تو عرف و رواج میں اس نام سے جو چیز سمجھی جاتی ہے، وہ اور اس کے تمام توابع (Accessories) اور متعلقہ اشیاء اس چیز کے سودے میں خود بخود داخل ہو جاتی ہیں، خواہ ان متعلقہ چیزوں کا سودے میں ذکر کیا جائے یا نہ کیا جائے، اور اس کا دار و مدار عرف پر ہے۔

جیسے گاڑی خریدنے کی صورت میں گاڑی کے علاوہ اسٹپنی اور جیک وغیرہ بھی خود بخود گاڑی کے سودے میں داخل ہو جائیں گے۔ (۲)

(۱) عن العداء بن خالد قال: كتب لي النبي صلى الله عليه وسلم هذا ما اشترى محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم من العداء بن خالد بيع المسلم المسلم لاداء ولا خبث ولا غائلة... وقال عقبه بن عامر: لا يحل لامرئ بيع سلعة يعلم ان بها داء الا اخبره عن حكيم بن حزام رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا... فان صدقا وبينا بورك لهما في بيعهما وان كتما وكذبا محقت بركة بيعهما۔ (صحيح بخاری: (۲۷۹/۱)، كتاب البيوع، باب اذا بين البيعان ولم يكتما ونصحاه ط: قديمي)

عن عقبه بن عامر: قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: المسلم اخو المسلم ولا يحل لمسلم باع من اخيه بيعا فيه عيب الا بينه له۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۲)، ابواب التجارات، باب من باع عيبا فليبه ط: قديمي)۔

عن رجل اراد ان يبيع السلعة المعيبة وهو يعلم يجب ان بينها۔ (الفتاوى الهندية: (۲۱۰/۳)، كتاب البيوع، الباب العشرون في البياعات المكرهة والأرباح الفاسدة ط: رشيدية)۔

عن ولا بأس ببيع المعشوش اذا بين غشه أو كان ظاهرا يرى۔ (الدر المختار مع الرد: (۲۳۸/۵)، كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب: شري شجرة وفي قلعها ضرر ط: سعيد)۔

(۲) كل ماجرى عرف البلدة على أنه من مشتعلات المبيع يدخل في البيع من غير ذكر، مثلا: يدخل في بيع الدار المطبخ والكيلار۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (۹۱/۱)، المادة: ۲۳۰، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني، الفصل الرابع في بيان ما يدخل في البيع بدون ذكر صريح وما لا يدخل ط: مکتبه دار ولبه)۔ =

☆ زمین کو فروخت کرنے کی صورت میں اس زمین پر لگے ہوئے درخت بھی اس زمین کے سودے میں خود بخود داخل ہو جائیں گے، خواہ ان کا سودے میں ذکر کیا ہو یا نہیں، نیز خواہ درخت پھل دار ہوں یا بے پھل، البتہ زمین پر لگی ہوئی کھیتی ذکر کئے بغیر زمین کے سودے میں داخل نہیں ہوگی، اسی طرح باغ کے درختوں کو فروخت کرنے کی صورت میں ان پر لگے ہوئے پھل بھی ذکر کئے بغیر درختوں کی فروخت کرنے میں داخل نہیں ہوں گے۔^(۱)

☆ جو توابع ذکر کئے بغیر سودے میں داخل ہو جاتے ہیں، اگر سودا کرتے وقت ان میں سے کسی کا استثناء (Exception) کر لیا جائے تو وہ تابع سودے میں داخل نہیں ہوگا۔^(۲)

= كل ما كان في الدار من البناء... أو متصلا به تبعاً لها دخل في بيعها... فيدخل البناء والمفاتيح المتصلة أغلاقها كضبة و كيلون... والسلم المتصل والسريفة والدرج المتصل في بيعها... ويدخل الشجر في بيع الأرض بلا ذكر... مشمرة كانت أو لا... ولا يدخل الزرع في بيع الأرض بلا تسمية... ولا الثمر في بيع الشجر بدون الشرط... (الدر المختار مع الرد: ۵۳۷/۳ إلى ۵۵۳)، كتاب البيوع، فصل فيما يدخل في البيع تبعاً وما لا يدخل، ط: سعيد۔

يدخل البناء والمفاتيح في بيع الدار والشجر في بيع الأرض بلا ذكر لأن اسم الدار للعرضة في الأصل وفي العرف يتناول البناء تبعاً... ولا يدخل الزرع في بيع الأرض بلا تسمية ولا الثمر في بيع الشجر إلا بالشرط... (تبين الحقائق: ۹/۳، ۱۱)، كتاب البيوع، فصل يدخل في بيع الدار... إلخ، ط: امداديه، ملتان۔

أن كل ما هو متناول اسم المبيع بأن يعتبر من أجزائه عرفاً يدخل في البيع، وإن لم يذكر في العقد صراحة، وهذا مثل من باع داراً أو شقة، فإنه يدخل فيه جميع غرفه ومطبخه وبهو، ودورة المياه فيه، فإن اسم الدار يتناول الجميع عرفاً ولكن لا يدخل فيه علوه إلا بالتصريح، لأن لفظ الدار لا يتناوله تماماً بخلاف ما إذا باع فلة، فهو شامل في العرف للعلو والسفل، فيدخلان في البيع إلا إذا استثنى أحدهما۔ (فقه البيوع: ۷۹۹/۲)، المبحث الثامن تقسيم البيع، الباب الأول في أحكام البيع الصحيح بدون الخيار، ما يدخل في البيع وما لا يدخل، ط: مكتبة معارف القرآن۔

(۲، ۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم ۲، على الصفحة السابقة۔

سور کی خرید و فروخت

”خنزیر کی بیج“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۱/۳)

سوم علی سوم الفخیر

”دوسرے کا سودا خراب کرنا حرام ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۴/۳)

سونا چاندی ادھار بیچنا

سونا چاندی ادھار بیچنا جائز نہیں ہے، سونے چاندی کی بیج (خرید و فروخت) نقد کرنا ضروری ہے۔^(۱)

سونا چاندی کا کاروبار

سونے چاندی کی تجارت جائز ہے البتہ نقد کرنا ضروری ہے، ادھار کرنا حرام ہے حضرت زید بن ارقم اور براء بن عازب رضی اللہ عنہما سونے چاندی کا کاروبار کرتے تھے۔^(۲)

سونا چاندی کرایہ پر دینا

سونے چاندی کے زیورات متعینہ ایام تک عورتوں کو پہننے کے لئے کرایہ پر

(۱) ”فکوس میں بیج سلم“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) وفي الصحيح عن أبي المنهال قال: كنت أتجر في الصرف فسألت زيد بن أرقم رضي الله عنه والبراء بن عازب عن الصرف، فقالا: كنا تاجرین علی عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، فسألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الصرف، فقال: إن كان يبدأ بفلا بأس، وإن كان نسيئاً فلا يصح، والصرف بيع الذهب بالفضة والنساء التاخير. (الترتيب الإداري: (۲/۲۸) القسم التاسع، الباب الأول، باب في الصرف، ط: دار الأرقم)

صحیح بخاری: (۲۷۷/۱) کتاب البیوع، باب التجارة فی البز، ط: قدیمی.

السنن الکبری للبیہقی: (۲۸۰/۵) کتاب البیوع، باب من قال الربا فی النسیئة، ط: ادارہ تالیفات اشرفیہ.

یہنا جائز ہے کیونکہ زیورات کو پہن کر فائدہ اٹھانا جائز ہے، اور جائز چیزوں کو کرایہ پر لینا جائز ہے۔^(۱)

سونے چاندی کے علاوہ چیزوں کا تبادلہ

سونا چاندی کے علاوہ باقی چیزوں میں اگر دونوں طرف ایک ہی چیز ہے، اور وہ چیز تول کر بکتی ہے، جیسے گندم کے عوض میں گندم، چنے کے عوض میں چنا وغیرہ، تب تو وزن میں برابر ہونا بھی واجب ہے، اور اسی وقت سامنے رہتے رہتے لین دین ہو جانا بھی واجب ہے۔

اور اگر دونوں طرف سے ایک ہی چیز ہے لیکن تول کر نہیں بکتی، جیسے کیلے دے کر کیلے، انڈے دے کر انڈے، کپڑے دے کر ویسے ہی کپڑے لیے، یا ادھر سے اور چیز ہے اور اس طرف سے اور چیز، لیکن دونوں تول کر بکتی ہیں، جیسے گیہوں کے بدلے چنا، چنے کے بدلے جوار لینا، ان دونوں صورتوں میں وزن میں برابر ہونا واجب نہیں، کمی بیشی جائز ہے، البتہ اسی وقت لین دین ہونا واجب ہے۔

اور جہاں دونوں باتیں نہ ہوں، یعنی دونوں طرف ایک ہی چیز نہیں، اس طرف کچھ اور ہے اس طرف کچھ اور ہے، اور وہ دونوں وزن کے حساب سے بھی نہیں

(۱) و ذکر عن الحسن رحمہ اللہ قال: لا بأس بأن يستأجر الرجل حلي الذهب بالذهب وحلي الفضة بالفضة وبه نأخذ، فإن البديل بمقابلة منفعة الحلي دون العين ولا ريبين المنفعة وبين الذهب والفضة ثم الحلي عين منتفع به واستجاره معتاد فيجوز (المبسوط للسرخسي: ۱۷۰/۱۵) كتاب الإجازات، باب إجارة الدواب، ط: دار المعرفة

فتاویٰ الہندیہ: (۴/۴۶۸) كتاب الإجارة، الباب العشرون في إجارة الثياب والأمتعة والحلي، ط: رشیدیہ

فتاویٰ التاتاری خانیہ: (۱۵/۱۹۱) كتاب الإجارة، الفصل العشرون في إجارة الثياب وغيرها، ط: فاروقیہ

المحیط البرہانی: (۱۲/۴۵) ایضاً، ط: إدارة القرآن

بکتیں، وہاں کی بیٹی بھی جائز ہے، اور اسی وقت لین دین کرنا بھی واجب نہیں، جیسے کیلا دے کر موبسی لینا۔^(۱)

سونا فخر کے بعد

”فخر کے بعد سونا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۰/۵)

سونا قسطوں میں خریدنا

☆..... سونا، سونے، چاندی یا کرنسی کے بدلے میں قسطوں پر خریدنا ناجائز

اور حرام ہے۔

☆..... سونے کے بدلے سونا بیچنے کی دو شرطیں ہیں:

الف۔ پہلی شرط: وزن میں برابری۔

ب۔ دوسری شرط: عقد کی مجلس میں دونوں جانب سے ہاتھ در ہاتھ قبضہ کرنا۔

☆..... اور اگر سونے کی بیع چاندی یا کرنسی کے ساتھ ہو تو اس میں ایک ہی

شرط ہے اور وہ یہ کہ مجلس عقد سے جدا ہونے سے پہلے دونوں جانب ہاتھ در ہاتھ

قبضہ ہونا۔

(۱) وإذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المضموم إليه) وهو القدر (حل التفاضل والنساء) كبيع الحنطة بالدرهم أو الثوب الهروي بمرورين إلى أجل والجوز بالبيض إلى أجل (لعدم العلة المحرمة... وإذا وجدا) أي الجنس والمعنى المضموم إليه وهو القدر (حرم التفاضل والنساء) كالشعير بالشعير لا يجوز إلا مع التساوي والتقابض (لوجود العلة... وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النساء مثل أن يسلم ثوبا هرويا في ثوب هروي) في صورة اتحاد الجنس مع عدم المضموم إليه من الكيل والوزن لا يجوز، وكذا إذا باع عبدا بعبد إلى أجل لوجود الجنسية... (أو حنطة في شعير) في صورة اختلاف الجنس مع اتحاد المضموم وهو المسوي۔ (فتح القدير: (۱۰۷/۱، ۱۱)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية)۔

تبيين الحقائق: (۸۷/۳، ۸۸)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: امداديه، ملتان۔

الجوهرة النيرة: (۲۵۹/۱)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: حقیانیہ۔

☆..... اگر سونا، سونا چاندی اور کرنسی کے علاوہ کسی اور چیز کے بدلے ادھار خریدا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں مثال کے طور پر زمین، مکان، فلیٹ، بیگلے، گاڑی کے بدلے سونا یا چاندی ادھار خریدا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔^(۱)

سونے چاندی کو ادھار بیچنا

سونے اور چاندی کو کسی بھی ملک کی کرنسی کے عوض ادھار بیچنا جائز نہیں ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر لوگ اپنے درمیان چھڑوں کے ذریعے خرید و فروخت کو رائج کر دیں یہاں تک کہ وہ چھڑے ٹمن اور سکے کی حیثیت اختیار کر جائے تو میں سونے چاندی کے بدلے ان چھڑوں کو ادھار فروخت کرنا پسند نہیں کروں گا۔^(۲)

یعنی اگر چھڑا زر کی حیثیت سے رائج ہو جائے تو اس پر بھی وہی احکام جاری ہوں گے جو درہم و دینار پر ہوتے ہیں۔

علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ نے خراسان کے امیر غنطریف بن عطا کنڈی کی طرف منسوب غطارفہ نامی درہم جن میں ملاوٹ زیادہ اور چاندی کم ہوتی تھی کی بحث میں لکھا ہے کہ ”ولو اُلحی نے ذکر کیا ہے کہ غطارفہ جب دو سو ہوں تو ان میں زکوٰۃ

(۱) وإذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المضموم اليه حل التفاضل والنساء... وإذا وجد حرم التفاضل والنساء... وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النساء... فحرمة ربو الفضل بالوصفين وحرمة النساء بأحدهما. (الهداية: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب الربو، ط: رحمانیہ)

دارالمختار مع الرد: (۱۷۲/۵) كتاب البيوع، باب الربو، مطلب في الإبراء عن الربا، ط: سعید.

تبیین الحقائق: (۸۷/۴) كتاب البيوع، باب الربا، ط: امدادیہ.

(۲) لو ان الناس اجازوا بينهم الجلود حتى تكون لها سكة وعين لكرهتها ان تباع بالذهب والورق نظرة. (المدونة الكبرى: (۵/۳) كتاب الصرف، التأخير في صرف الفلوس، ط: دار الكتب العلمية)

واجب ہوگی، کیونکہ اگرچہ پہلے زمانے میں یہ لوگوں کے درہم نہیں تھے، مگر آج کل یہی ہیں، اور ہر دور میں اس زمانے کا رواج معتبر ہوتا ہے۔^(۱)

سونے کا سیال پانی

سونے کا سیال پانی سونے کے حکم میں ہے، اس لئے اس کی خرید و فروخت نقد کرنا ضروری ہے، ادھار کرنا جائز نہیں ہے۔^(۲)

سونے کا گھڑا

”واقعہ دیانت داری کا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۰/۶)

(۱) و ذکر الولوالجی ان الزکاة تجب فی الفطارفة اذا كانت مائتین لانہما البوم من دراهم الناس، وان لم تکن من دراهم الناس فی الزمن الاول وانما یعتبر فی کل زمان عادیة اهل ذلک الزمان. (البحر الرائق شرح کنز الدقائق: ۳۹۷/۲) کتاب الزکوة، باب زکوة المال، ط: رشیدیہ

فتاویٰ الولوالجی: (۸۲/۱) کتاب الزکاة، الفصل الثانی: فیما یقع عن الزکاة، فیما لا یقع الی آخره، ط: دار الکتب العلمیة.

(۲) قولہ: فلو تجانسا شرط التماثل والتقاضی (أی النقدان بأن بیع أحدهما بجنس الآخر فلا بد لصحته من التساوی وزنا ومن قبض البدلین قبل الافتراق۔ (البحر الرائق: ۱۹۲/۶)، کتاب الصرف، ط: سعید

تبیین الحقائق: (۱۳۵/۳)، کتاب الصرف، ط: امدادیہ، ملتان۔

مجمع الأنهر: (۱۶۱/۳)، کتاب الصرف، ط: دار الکتب العلمیة۔

التمنیة تثبت بقانون الحكومة، ولا ترتفع الا بقانون الحكومة۔ (کفایت الفتی: ۵۹/۸) باب السلم۔

نوٹ: کوئٹوس نافقہ پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔

سونے کے زیورات کی ادھار تجارت

سونے کے زیورات کی تجارت روپے کے عوض میں نقد کرنا ضروری ہے، (۱۹۷) ادھار پر بیچنا یا ماہانہ قسطوں پر بیچنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ بیع صرف ہے، اور بیع صرف میں دونوں جانب نقد ہونا ضروری ہے، ادھار جائز نہیں ہے۔^(۱)

سويد بن قيس العبدی کی تجارت

حضرت سويد بن قيس العبدی کپڑے کی تجارت کرتے تھے، اور یہ وہ صحابی ہیں جن سے نبی علیہ السلام نے شلو اور خریدی تھی۔^(۲)

سی، آئی، ایف

جہاز کے ذریعہ امپورٹر کی طرف سامان بھیجنے کا ایک طریقہ ہے: سی، آئی،

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة.

(۲) ومنهم سويد بن قيس العبدی، ترجمه في الإصابة، فذكر أن سماك بن حرب روي عنه، أن النبي صلى الله عليه وسلم اشترى منه رجل (كذا) سراويل أخرجه أحمد وأصحاب السنن وفي رواية عنه: جلبت أنا ومخرمة العبدی بزاً من هجر فأتيت مكة فجاء نارسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن بمني فساومنا سراويل فبعناه منه فوزن ثمنه وقال للوازن: زن وأرحج. (التراتب الإدارية: (۲/۳۶) القسم التاسع، الباب الأول، باب في ذكر من كان بزاً في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، ط: دار الأرقم.

الإصابة في تمييز الصحابة: (۳/۱۸۹) حرف السين، باب س. و. ط: دار الكتب العلمية.

تأليف القدير: (۴/۶۵) شرح رقم الحديث: ۵۷۵، حرف الزاي، ط: المكتبة التجارية الكبرى.

ایف (یعنی کاسٹ، انشورنس، فریٹ) لاگت، انشورنس اور بار برداری اور نقل و حمل کے اخراجات برداشت کرنا۔

اس صورت میں سامان کو بھیجنے کا کرایہ ”ایکسپورٹرز“ (بائع) ادا کرتا ہے، اور ایکسپورٹرز، امپورٹرز کے لئے مال کا بیمہ کراتا ہے، اور اس بیمہ کا فائدہ بھی امپورٹرز کو حاصل ہوتا ہے، ایکسپورٹرز بیمہ کرانے اور مال جہاز پر چڑھانے کے بعد فارغ ہو جاتا ہے اور عرف عام کی وجہ سے سی، آئی، ایف میں شپ منٹ کے بعد مال کارسک امپورٹرز کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، لیکن شریعت میں مال کارسک امپورٹرز کی طرف اس وقت منتقل ہوگا جب ایکسپورٹرز امپورٹرز سے اجازت لے کر مذکورہ جہاز پر مال چڑھائے گا ورنہ نہیں۔^(۱)

واضح رہے کہ ایک ماہر معیشت نے امپورٹرز کی اجازت کے بغیر بھی ایکسپورٹرز کے مال جہاز پر چڑھا کر دینے سے امپورٹرز کے ضمان میں منتقل ہونے کا حکم دیا ہے یہ شرعاً درست نہیں۔^(۲)

(۱، ۲) المبیع إنما یدخل فی ضمان مشتری بالقبض۔ (بدائع الصنائع: (۲۳۰/۵)، کتاب البیوع، فصل وأما حکم البیع، ط: سعید)۔

کتاب ومالم یسلم المبیع ہو فی ضمان البائع فی جمیع زمان حیسہ، فلو هلک فی بد البائع بفعله أو بفعل المبیع بنفسه بأن کان حیوانا فقتل نفسه أو بأمر سماری بطل البیع۔ (فتح القدير: (۲۷۳/۶)، کتاب البیوع، فصل: ومن باع دارا دخل بناؤها فی البیع... إلخ، ط: دارالکتب العلمیة)۔

کتاب والخروج عن ضمان البائع والدخول فی ضمان مشتری مبنی علی القبض۔ (العنايه شرح الهدایة مع فتح القدير: (۳۰/۹)، کتاب الہبہ، ط: رشیدیہ)۔

کتاب إذا قال مشتری للبائع ابعث إلى ابني واستأجر البائع رجلا یحملہ إلى ابنه فهذا لیس بقبض، والأجر علی البائع إلا أن یقول استأجر علی من یحملہ فقبض الأجير یكون قبض مشتری۔ (الفتاویٰ الہندیہ: (۱۹/۳)، کتاب البیوع، الفصل الثانی فی تسلیم المبیع وفیما یكون قبضا وفیما لا یكون قبضا، ط: رشیدیہ)۔

کتاب الفتاوی التاتاریخانیہ: (۲۶۳/۸)، کتاب البیوع، الفصل الرابع فی حبس المبیع بالثمن ولی قبض المبیع یاذن البائع وبغیر اذنه، ط: مکتبہ فاروقیہ۔

نیز یہ کہ بیمہ کرانا جائز نہیں اس لئے یہ صورت بھی جائز نہیں۔^(۱)

سی اور ایف

جہاز کے ذریعہ امپورٹر کی طرف سامان بھیجنے کا ایک طریقہ سی اور ایف (کاسٹ اینڈ فریٹ) لاگت اور بار برداری اور نقل و حمل کے اخراجات برداشت کرنا، یعنی اس صورت میں سامان کو جہاز کے ذریعہ بھیجنے کا کرایہ ”ایکسپورٹر“ (بائع) ادا کرتا ہے، اس صورت میں بھی تاجروں کے درمیان موجودہ عرف یہ ہے کہ ”شپنگ کمپنی“ کو امپورٹر (خریدار) ہی کا ایجنٹ سمجھا جاتا ہے، لیکن شریعت میں یہ ہے کہ اگر ایک ایکسپورٹر نے امپورٹر سے بات کر کے سامان مذکورہ شپنگ کمپنی کو حوالہ کیا تو جہاز کمپنی کو امپورٹر کا ایجنٹ سمجھا جائے گا ورنہ نہیں، یعنی اگر امپورٹر کی اجازت سے مال شپنگ کمپنی کو حوالہ کیا تو اسی وقت اس سامان کا ضمان (رسک) امپورٹر (خریدار) کی طرف منتقل ہو جائے گا۔^(۲)

(۱) ولاخلاف بین اهل العلم فی تحریم القمار، وأن المخاطرة قمار، وأن اهل الجاهلیة كانوا یخاطرون علی المال والزوجة، وقد كان مباحا إلى أن ورد تحریمه۔ (احکام القرآن للجصاص: (۳۶۵/۲)، ط: دار احیاء التراث العربی)۔

❏ وسمى القمار قمارا، لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن یذهب ماله إلى صاحبه ویجوز أن یشئد مال صاحبه، وهو حرام بالنص۔ (الشامیة: (۳۰۳/۶)، كتاب الحظر والاباحة، فصل: فی البیع، ط: سعید) ❏ وأما الذي یرجع إلى نفس القرض، فهو أن لا یكون فیہ جر منفعة، فإن كان لم یجز، نحو: ما إذا أقرضه درهما غلّة علی أن یرد علیه صحاحا، أو أقرضه وشرط شرطه فیہ منفعة لماروی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم أنه نهى عن قرض جر نفعاً، ولأن الزیادة العشر وطة تشبه الربا، لأنها فضل لا یقابله عوض، والتحرز عن حقیقة الربا وعن شبهة الربا واجب۔ (بدائع الصنائع: (۳۹۵/۷)، كتاب القرض، فصل: فی الشروط، ط: سعید)

❏ الربا: هو القرض علی أن یزدی إليه اکثر وأفضل مما أخذ۔ (حجة الله البالغة: (۲۸۲/۲)، الربا سحت باطل، ط: قدیمی)۔

(۲) إذا قال المشتري للبائع ابعث إلى ابني واستأجر البائع رجلا یحمله إلى ابني فهذا لیس بقبض، والأجر علی البائع إلا أن یقول استأجر علی من یحمله فقبض الأجر یكون قبض المشتري۔ =

سیاہ خضاب تیار کرنا

”سیاہ خضاب کی تجارت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۰۱/۴)

۲۰۰

سیاہ خضاب کا استعمال

خالص سیاہ خضاب کا استعمال سر میں ہو یا ڈاڑھی میں مرد و عورت دونوں کے لئے حرام ہے^(۱) البتہ سیاہ خضاب تیار کرنا اور فروخت کرنا جائز ہے، کیونکہ دشمن پر ہیبت بٹھانے کے لئے مجاہدین استعمال کر سکتے ہیں، اور یہ جواز کا ایک محل ہے، اس بنا پر خرید و فروخت جائز ہے،^(۲) البتہ بنانا بیچنا بہتر نہیں،^(۳) اور جس آدمی کے

= (الفتاویٰ الہندیہ: (۱۹/۳)، کتاب البیوع، الفصل الثانی فی تسلیم المبیع و فیما یكون قبضاً و لیعملاً یكون قبضاً، ط: رشیدیہ)۔

الفتاویٰ التاتاریخانیہ: (۲۶۳/۸)، کتاب البیوع، الفصل الرابع فی حبس المبیع بالثمن و فی قبض المبیع یا ذن البائع و غیر اذنه، ط: مکتبہ فاروقیہ۔

(۱) قال میرک ذهب اکثر العلماء إلى كراهة الخضاب بالسواد و جنح النووي إلى أنها كراهة تحريم (مرقاة المفاتيح: (۲۹۳/۸)، كتاب اللباس، باب الرجل، الفصل الثاني، ط: رشیدیہ)۔

و يكره الخضاب بالسواد قيل لأبي عبد الله: يكره الخضاب بالسواد؟ قال: إي والله قال: وجاء أبو بكر بأبيه إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ورأسه ولحيته كالنغامة بياضاً فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: غير وهما و جنبوه السواد۔ (المغنى لابن قدامة: (۱۱۵/۱)، كتاب الطهارة، فصل في الفطرة، الخضاب، ط: دار الحديث القاهرة)۔

اتفقوا على ذم خضاب الرأس أو اللحية بالسواد... والصحيح بل الصواب أنه حرام، ومن ضرح بتحريمه صاحب الحاوي في باب الصلاة بالنجاسة قال إلا أنه يكون في الجهاد... ولا فرق في المنع من الخضاب بالسواد بين الرجل والمرأة۔ (المجموع شرح المهذب: (۱۰۳/۱)، كتاب الطهارة، باب السواك، ط: دار الحديث القاهرة)۔

(۲) أنظر رقم الحاشية: ۲، على الصفحة الآتية۔

(۳) قلت: وألاد كلامهم أن ما قامت المعصية بعينه يكرهه تحريماً وإلا فتزبيها۔ نهر (الدر المختار مع الرد: (۲۶۸/۳)، كتاب السير، باب البغاة، ط: سعيد)۔

البحر الرائق: (۱۳۳/۵)، كتاب السير، باب البغاة، ط: سعيد۔

النهر الزائق: (۲۶۸/۳)، كتاب الجهاد، باب البغاة، ط: رشیدیہ۔

بارے میں معلوم ہے کہ وہ ناجائز طور پر استعمال کرے گا اس کے ہاتھ فروخت کرنا جائز نہیں۔^(۱)

سیاہ خضاب کی تجارت

سیاہ خضاب بنانا اور فروخت کرنا جائز ہے، کیونکہ سیاہ خضاب کا استعمال جائز مواقع میں بھی ممکن ہے، مثلاً جہاد میں کفار پر رعب ڈالنے کے لئے مجاہدین استعمال کر سکتے ہیں، اسی طرح وہ بوڑھا شخص جس کی بیوی جوان ہے، تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہے، اگرچہ امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ نہیں، اس لئے سیاہ خضاب بنانے اور بیچنے سے اجتناب کرنا بہتر ہے، اور ایسے شخص کو فروخت کرنا جائز نہیں جس کے بارے میں یقینی طور پر معلوم ہو کہ وہ ناجائز طور پر استعمال کرے گا۔^(۲)

(۱) ثم السب إن لم يكن محرراً وداعياً بل موصلاً محضاً، وهو مع ذلك سب قريب بحيث لا يحتاج في إقامة المعصية به إلى إحداث صنعة من الفاعل، كبيع السلاح من أهل الفتنة وبيع العصير ممن يتخذة عمراً... فكله مكروه تحريراً بشرط أن يعلم به البائع أو الأجر من دون تصريح به باللسان، فإنه إن لم يعلم كان معذوراً۔ (جواهر الفقه: (۳۵۲/۲)، باب تفصيل الكلام في مسألة الإعانة على الحرام، عنوان: أقسام السب وأحكامه، ط: مكتبة دار العلوم كراچی)۔

(۲) لأن الحرمة ليست بقائمة بعينه، وإنما الحرمة في الاستعمال إذا استعمله خادعاً ومن شاب قبل أو ان المشيب، أو خضب لإرهاب العدو في الحرب يجوز له الخضاب بالسواد كما صرح به في الهندية وغيرها۔ (إمداد الأحكام: (۳۹۰/۳)، كتاب البيوع (المتفرقات) عنوان: بفرض تجارة سیاہ خضاب بنانا اور فروخت کرنا جائز ہے، ط: مكتبة دار العلوم كراچی)۔

وأما الخضاب بالسواد: فمن فعل ذلك من الغزاة ليكون أهيب في عين العدو فهو محمود منه، اتفق عليه المشايخ، ومن فعل ذلك ليزين نفسه للنساء، وليحجب نفسه إليهن فذلك مكروه، عليه عامة المشايخ، ويتحوه ورد الأثر عن عمر رضي الله عنه، وبعضهم جوزوا ذلك من غير كراهة، روى عن أبي يوسف رضي الله عنه أنه قال: كما يعجبني أن تتزين لي يعجبها أن تتزين لها، هذه الجملة من شرح "السير الكبير"۔ (المحيط البرهاني: (۱۲۲/۶)، كتاب الاستحسان والكراهية، الفصل الحادي والعشرون في الزينة واتخاذ الخادم للخدمة، ط: رشيدية)

كقوله: ويكره بالسواد أي لغير الحرب قال في الذخيرة: أما الخضاب بالسواد للغزو، ليكون أهيب في عين العدو، فهو محمود بالاتفاق۔ (شامی: (۳۲۲/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)

سیٹی

”بچوں کا باجہ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۸۶۲)

سی ڈی

☆ سادہ سی ڈی یا جب سی ڈی میں قرآن کریم، وعظ، تقریر، یا اور کوئی دینی، مذہبی یا اصلاحی پروگرام محفوظ ہو، اور اس میں کسی جاندار کی تصویر نہ ہو، یا اور کوئی ایسی چیز بھری ہوئی نہ ہو جو شریعت کے خلاف ہو، تو ایسی ”سی ڈیز“ کا کاروبار کرنا جائز ہے، اور آمدنی حلال ہے۔

اور جن سی ڈیز میں گانے، ساز، ڈھولک، سارنگی، ہامونیم، میوزک، اور جاندار کی تصاویر وغیرہ بھری ہوئی ہو، ان سی ڈیز کا کاروبار کرنا ناجائز اور حرام ہے اور آمدنی بھی حرام ہے۔^(۱)

سیکورٹی ڈپازٹ کا حکم

سیکورٹی ڈپازٹ کی حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں مروجہ اسلامی بینکوں کے شریعہ ایڈوائزر کے جواب مختلف ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ یہ رقم بینک کے پاس امانت ہے بینک اس میں تصرف کا مجاز نہیں، کبھی اسے قرض قرار دیتے ہیں، کبھی اسے

(۱) قلت: وفاد کلامہم ان ما قامت المعصیة بعینہ بکرہ بیعہ تحریمہ والا فتزیہا، نہر۔ (الدر المختار مع الرد: (۲۶۸/۳)، کتاب السیر، باب البغاة، ط: سعید۔

☞ البحر الرائق: (۱۳۳/۵)، کتاب السیر، باب البغاة، ط: سعید۔

☞ النہر الفائق: (۲۶۸/۳)، کتاب الجہاد، باب البغاة، ط: رشیدیہ۔

☞ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: إن اللہ تعالیٰ إذا حرم شیئاً حرم ثمنہ.

(سنن الدارقطنی: (۳۸۸/۳)، رقم الحدیث: ۲۸۱۵، کتاب البیوع، ط: مؤسسة الرسالة)

☞ إعلاء السنن: (۱۱۳/۱۳)، کتاب البیوع، أبواب البیوع الفاسدة، باب حرمة بیع الخمر والمیتة

والخنزیر والأصنام، ط: إدارة القرآن

پیشگی کرایہ قرار دیتے ہیں یعنی کرائے کے دو حصے ہوتے ہیں ایک حصہ ماہانہ قسطوں کی صورت میں لیا جاتا ہے اور دوسرا حصہ سیکورٹی ڈپازٹ کے نام پر کل مدت اجارہ کے مقابلے میں پیشگی وصول کر لیا جاتا ہے لیکن ان توجیہات میں سے کوئی بھی توجیہ اعتراض سے خالی نہیں ہے۔

امانت قرار دینے پر یہ اعتراض ہے کہ امانت سے اجازت کے بغیر فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے، اور مالک جب چاہے اپنی امانت کو واپس لینے کا حق رکھتا ہے۔ جبکہ بینک اجازت کے بغیر سیکورٹی ڈپازٹ کی رقم سے فائدہ بھی اٹھاتا ہے اور مالک جب چاہے سیکورٹی ڈپازٹ کی رقم واپس نہیں لے سکتا اور بینک مالک کی منشاء کے مطابق واپس بھی نہیں کرتا۔^(۱)

قرض قرار دینے سے یہ خرابی پیدا ہوتی ہے کہ اس طرح قرض اور بیع کا معاملہ جمع ہو جاتے ہیں کیونکہ کلائنٹ بینک کو سیکورٹی ڈپازٹ کا قرض اس شرط پر دیتا ہے کہ بینک اسے اجارہ کی سہولت فراہم کرے، یہ جائز نہیں ہے۔^(۲)

(۱) وأما حکمها فوجوب الحفظ علی المودع وصيرورة المال امانة في يده ووجوب أدائه عند طلب مالكة، كذا في الشمني۔ الودیعة لا تودع ولا تعار ولا تؤجر ولا ترهن، وإن فعل شيئاً منها ضمن۔ (الفتاویٰ الہندیہ: (۳۳۸/۴) کتاب الودیعة، ط: رشیدیہ)
شامی: (۶۷۹/۵) کتاب العاریة، ط: سعید۔

خلاصۃ الفتاویٰ: (۲۹۱/۴) کتاب العاریة، الفصل الأول، ط: رشیدیہ۔
(ہی امانت) وهذا حکمها مع وجوب الحفظ والأداء عند الطلب واستحباب قبولها۔ (الدر المختار مع الرد: (۶۶۳، ۶۶۴) کتاب الإیداء، ط: سعید)

(۲) ما یبطل بالشرط الفاسد، ولا یصح تعلیقه بالشرط الفاسد: البیع والقسمۃ والإجارة۔ (کنز الدقائق: (۳۵۱، ۳۵۲) کتاب البیوع، باب المتفرقات، ط: مکتبۃ البشری)

قولہ: والإجارة) أي کأن أجر داره علی أن یقرضه المستأجر أو یهدی إلیه۔ (البحر الرائق: (۳۹۹/۶) کتاب البیع، باب المتفرقات، ط: رشیدیہ)

ولو استأجر داراً بأجرة معلومة وشرط الأجر تطین الدار وتعلیق باب علیها أو إدخال جلد فی سقفها علی المستأجر فالإجارة فاسدة، وكذا إذا أجر أرضاً وشرط كری نهرها أو حفر بئرها أو ضرب =

مزید یہ کہ قرض کے بدلے حاصل ہونے والا ہر فائدہ سود ہے جبکہ یہاں ہمیشہ کرایہ سیکورٹی ڈپازٹ کی رقم کو دیکھ کر مقرر کیا جاتا ہے، اگر سیکورٹی ڈپازٹ کی رقم بینک کی فرمائش سے زائد ہو تو کرایہ کم رکھا جاتا ہے اور اگر سیکورٹی ڈپازٹ کی رقم کم ہے تو کرایہ زیادہ رکھا جاتا ہے، اس اعتبار سے اس میں سود کا عنصر شامل ہو جاتا ہے، اور سود لینا دینا حرام ہے۔^(۱)

۲۰۳

سیکورٹی ڈپازٹ کو پیشگی کرایہ بھی نہیں کہا جاسکتا کیونکہ یہ رقم اجارہ کے وعدہ کے موقع پر لی جاتی ہے جو کہ مروجہ اسلامی بینکوں کے بقول معاہدہ نہیں ہے، اور اجارہ کے قوانین کے مطابق اجارے کا معاہدہ ہونے کے بعد اجارہ پر دینے والے کو پیشگی کرایہ وصول کرنے کا حق ہوتا ہے، معاہدہ سے پہلے نہیں، لہذا سیکورٹی ڈپازٹ کی رقم کو پیشگی کرایہ قرار دینا بھی درست نہیں۔ کیونکہ اس سے مروجہ اسلامی بینکوں کے اس موقف کی نشی ہوتی ہے کہ اجارہ کا حتمی معاہدہ مطلوبہ چیز کی خریداری کے بعد ہوتا ہے۔ غرض کہ مروجہ اسلامی بینک کی سیکورٹی ڈپازٹ شتر مرغ کی طرح ہے خود شتر مرغ کو بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ اونٹ ہے یا پرندہ اسی طرح اس کا حال ہے کہ سیکورٹی ڈپازٹ کی حیثیت کیا ہے ان کو بھی معلوم نہیں۔

= مسناة علیہا کذا فی البدائع (الفتاویٰ الہندیہ: ۴/۴۴۳) کتاب الإجارة، الباب الرابع، عشر فی تجدید الإجارة بعد صحتها، الفصل الثانی: ط: رشیدیہ

(۱) قال علیہ الصلاة والسلام: کل قرض جر منفعة فهو ربا. (فیض القدير للمنادي: ۶/۲۸۲) رقم الحديث: ۶۳۳۶، حرف الکاف، ط: دار الحديث، القاهرة

☐ کل قرض جر منفعة فهو وجه من وجوه الربا۔ (السنن الكبرى للبيهقي: ۵/۳۵۰) کتاب البيوع، باب کل قرض جر منفعة، فهو ربا، ط: إدارة تالیفات اشرفیہ

☐ عن علی امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ مرفوعاً: کل قرض جر منفعة، فهو ربا. (إعلاء السنن: ۴/۵۱۲) کتاب الحوالم باب کل قرض جر منفعة، فهو ربا، ط: إدارة القرآن

☐ عن جابر رضی اللہ عنہ قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أکل الربا وموكله وکاتبه وشاهديه وقال: هم سواء. (صحيح مسلم: ۲/۲۷) کتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قدیمی.

سیل

”بیٹری“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۸/۲)

سیلز ٹیکس

☆ سیلز ٹیکس شرعا درست نہیں، اس لئے تاجروں سے زبردستی سیل ٹیکس وصول کرنا درست نہیں ہے، ہاں اگر تاجر حضرات خوشی سے ادا کریں تو لینا جائز ہے۔^(۱)

☆ اگر کوئی تاجر سیلز ٹیکس ادا کئے بغیر پوشیدہ طور پر مال فروخت کرتا ہے تو جائز ہے، اور آمدنی بھی حلال ہے، البتہ اپنی عزت اور مال کو خطرہ میں ڈالنا مناسب نہیں ہے۔^(۲)

سیلز ٹیکس قیمت خرید میں ملانے کا حکم

موجودہ دور میں حکومت کی طرف سے عائد کردہ سیلز ٹیکس جائز حدود سے نکل کر ظلم و زیادتی اور تعدی کے دائرہ میں داخل ہیں، اور اس میں کسی امیر یا غریب، مسلم اور کافر کی تمیز بھی نہیں، ظلم پر ظلم یہ ہے کہ شرح ٹیکس بھی اتنی زیادہ ہے کہ دینے

(۱) قال الله تعالى: يا ايها الذين امنوا لا تاكلوا اموالكم بينكم بالباطل۔ (سورة النساء: ۲۹)۔

من اخذ مال غيره لا على وجه اذن الشرع فقد اكله بالباطل۔ (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي: ۲/۳۳۶) سورة البقرة: ۱۸۸، ط: رشيدية۔

لا يأكل بعضكم اموال بعض بالوجه الذي لم يبيحه الله تعالى۔ (تفسير أبي السعود: ۱/۲۵۵)، سورة البقرة: ۱۸۸، ط: دار الفكر۔

واكل المال بالباطل على وجهين: أحدهما أخذه على وجه الظلم والسرقة والغصب وما جرى مجراه۔ (احكام القرآن للجصاص: ۱/۲۳۳)، سورة البقرة: ۱۸۸، باب ما يحله حكم الحاكم، ط: لذهبي۔

(۲) تخریج کے لئے ”بلیک کا حکم“ عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

والا اس کو ادا کرنے سے عاجز ہے، اس اپنا پریسیلز ٹیکس بالکل اس رقم کی طرح ہے جو راتے میں تاجروں سے جبر اور ظلم سے وصول کی جاتی ہے، اس لئے بیع مرابحہ کی صورت میں بائع مشتری کو قیمت بتاتے وقت ٹیکس کے اضافے کو قیمت خرید میں ضم کر کے یہ نہ بتائے کہ میری قیمت خرید یہ ہے بلکہ یہ کہے کہ مجھے اتنے میں پڑی ہے، ورنہ خیانت ہوگی۔^(۱)

اور اگر بیع مرابحہ نہیں ہے اور قیمت خرید بتائے بغیر جملہ ٹیکسوں کا حساب کر کے مشتری سے کسی قیمت پر اتفاق کر لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

سیلری (Salary)

رومی بادشاہ جو لینیس سیزر (دور حکومت ۶۰ تا ۴۴ ق م) کے بارے میں مشہور ہے کہ اس کی فوج کو تنخواہ نمک کی شکل میں ملتی تھی، لاطینی زبان میں نمک کو ”سیل“ کہتے ہیں اور اسی سے لفظ (Salary) نکلا ہے جس کا معنی ”تنخواہ“ ہے۔

سیلز مین کا کمیشن لینا

اگر سیلز مین کی تنخواہ ادارہ کی طرف سے مقرر ہے اور ادارہ والوں سے ان کی چیزیں لینے پر کمیشن لینے کا معاہدہ نہیں ہوا، تو ادارے کی اشیاء کو فروخت کرنے کے بعد تنخواہ کے علاوہ کمیشن لینا جائز نہیں ہوگا، اور اگر سیلز مین اور ادارے کے درمیان تنخواہ کے علاوہ کمیشن کی بات بھی ہوئی ہے تو حلال اور جائز اشیاء بیچ کر کمیشن لینا بھی

(۱) لا یضم اجر الطیب... وما یأخذ فی الطریق من الظلم الا اذا جرت العادة بضمه هذا هو الاصل كما علمت للیکن المعمول علیہ۔ (الدر مع الرد: (۱۳۷/۵) باب المرابحة والتولیة، ط: سعید)
والذی یؤخذ فی الطریق من الظلم لا یضم الا فی موضع جرت العادة فیہ بینہم بالضم۔ (البحر الرائق: (۱۱۰/۶) باب المرابحة والتولیة، ط: سعید)۔

الہندیہ: (۱۶۲/۳)، کتاب البیوع، الباب الرابع عشر فی المرابحة والتولیة، ط: رشیدیہ۔

سیمیناروں کا انعقاد

بڑے تجارتی میلوں میں سیمینار منعقد کئے جاتے ہیں، اس مقصد کے لئے تاجر کے پاس اپنے کاروبار کے متعلق دستاویزی معلومات کے بتانے والے کتابچوں اور کاروباری کارڈز کا ہونا ضروری ہے تاکہ ان کی مدد سے سامعین بعد میں تاجر کے ساتھ رابطہ کر سکیں، تاجر تقریر کرنے کے بعد لوگوں کے سوالات کے جوابات دینے کے لئے وہیں موجود رہے۔

سیمنز کی خرید و فروخت کرنا

آج کل جانوروں کی اچھی سے اچھی نسل حاصل کرنے کے لئے مصنوعی طریقے سے ان کی افزائش نسل کی جاتی ہے، جس میں کسی اعلیٰ نسل کے نر جانور سے نطفہ حاصل کر کے اس سے بڑی تعداد میں سیمنز (تولیدی جوہر) تیار کر لئے جاتے ہیں، پھر ضرورت کے وقت ڈاکٹر اپنے ہاتھ سے شیشے کی تلی کے ذریعہ اس سیمن (تولیدی جوہر) کو مادہ کے رحم میں رکھ دیتے ہیں، اور ایک مدت کے بعد بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔

آج کل مختلف شہروں میں حکومت کے بڑے بڑے فارم ہیں، جہاں نطفہ

(۱) اس: انا صاحب مکتب تجاری، شغلتی ہی انہی وکیل و وسط بعض الشركات في الخارج المصنعة للملابس الجاهزة، والمواد الغذائية، هذه الشركات تقوم بإرسال عينات ماتصنعه مع الأسعار لكل صنف، أقوم بعرض هذه البضاعة للتجارة وبيعها لهم بسعر الشركة مقابل من الشركة المصنعة حسب الاتفاق معها على نسبة العمولة، فهل على إثم في ذلك أو يلحقني أي شيء من الإثم في ذلك؟ أرجو الإفادة مع الشكر.

ج: إذا كان الواقع كما ذكر جاز لك أخذ تلك العمولة ولا إثم عليك. (فتاوى اللجنة الدائمة: (۱۳/۱۲۵)

البيوع، المسمرة، ط: رناسة إدارة البحوث العلمية والافتاء)

سے سیمنز حاصل کر کے سرکاری طور پر ان کی خرید و فروخت ہوتی ہے، جانوروں کی اعلیٰ اور عمدہ نسلیں جو یہاں پاکستان میں دستیاب نہیں ہیں، بیرون ملک سے خود حکومت ان کے سیمنز خرید کر بڑی تعداد میں یہاں فروخت کرتی ہے۔

اس طریقے سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کا گوشت کھانا دودھ پینا اور قربانی اور عقیقہ کرنا جائز ہے، شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں، البتہ مادہ جانور کو فطری طور پر لطف حاصل کرنے سے محروم کیا جاتا ہے، یہ مناسب نہیں۔

ان سیمنز سے جائز طریقے سے فائدہ حاصل کرنا ممکن ہے، اس لئے ان کی خرید و فروخت بھی جائز ہے، اور آمدنی بھی حلال ہے۔

واضح رہے کہ مادہ منویہ کی بیج نجس اور غیر محقوم اور غیر مال ہونے کی بنا پر ناجائز ہونی چاہئے، لیکن چونکہ یہ جانوروں کا ایسا ناپاک مادہ ہے، جسے الگ کرنے کے بعد اس سے جائز طریقے سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے، اور عرف میں اس کی قیمت بھی ہے، اور ضرورت کے وقت کے لئے اس کو ذخیرہ بھی کر کے رکھا جاتا ہے، اور لوگوں کو اس کی خریداری کی طرف کی رغبت بھی ہے تو یہ مال مانا جائے گا، اور مال محقوم ہوگا اس لئے اس کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔^(۱)

(۱) قال ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ: المراد بالمال ما یملئ الیہ الطبع، ویمكن إدخاره لوقت الحاجة والمالية تثبت بتمول الناس كافة أو بعضهم، والقوم یثبت بها، ویباححة الانتفاع شرعاً، فما یباح بالاحمول لا یكون مالا كحبة حنطة وما یتمول بلا إباحة انتفاع لا یكون متقوماً كالخمر، وإذا عدم الامر ان لم یثبت واحد منهما كالدم، "بحر" ملخصاً... وحاصله ان المال اعم من المتقوم؛ لأن المال ما یمكن إدخاره ولو غیر مباح كالخمر، والمتقوم ما یمكن إدخاره مع الإباحة... وفي البحر عن الحاوی القدسی: المال اسم لغیر الآدمی خلق لمصالح الآدمی وامکن احرازه والتصرف فیہ علی وجه الاختیار۔ (رد المحتار: ۵۰۱/۳، ۵۰۲)

قال ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ: تنبیہ: لم یذکر واحکم دود القرمز... قلت: وفيه انها من أعز الأموال اليوم، ویصدق علیها تعريف المال المتقوم ویحتاج إليها الناس کثیراً فی الصباغ وغیره، لیجوز بیعها کبیع السرقة والعذرة المختلطة بالتراب كما یأتی، مع ان هذه الدودة ان لم یکن

سینما بنانا

مسلمان کے لئے سینما بنانا، اور اس کا انتظام سنبھالنا اور اس کو کاروبار اور (۲۰۹) آمدنی کا ذریعہ بنانا ناجائز اور حرام ہے اور اس سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ بھی حرام ہے، وہ رقم فقراء پر صدقہ کر دینا ضروری ہے۔^(۱)

= لہا نفس سائلة تكون ميتها ظاهرة كالذباب والبوض، وإن لم يجز أكلها، وسيأتي ان جواز البيع بدور مع حل الانتفاع، وأنه يجوز بيع العلق للحاجة مع أنه من الهوام، وبيعها باطل، كذا بيع الحيات للتداوي وفي القنية: وبيع غير السمك من دواب البحر لوله ثمن كالسقنقور وجلود الخنز ونحوها بجور والافلا۔ وجمل الماء قيل يجوز حيا لاميتا، والحسن اطلق الجواز اه فتأمل۔ (رد المحتار: ۱۵/۵۱، ۵۲)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في تعريف المال، ط: سعيد۔

☞ كره بيع العذرة رجيع الأدمى خالصة، لا يكره بل يصح بيع السرقين أى الزمل خلافا للشافعى، وصح بيعها مخلوطة بتراب... كما صح الانتفاع بمخلوطها، أى العذرة بل بها خالصة على ما صححه الزيلعى... وفي الملتقى: ان الانتفاع كالبيع أى فى الحكم فافهم، الدر المختار۔

قوله: فى الملتقى: أن الظاهر أنه اشار بنقله إلى أن تصحيح الانتفاع بالخالصة تصحيح لجواز بيعها أيضا، وقوله: فافهم، تنبيه على ذلك۔ (شامى: ۳۸۵/۶)، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى البيع، ط: سعيد۔

☞ فى الهداية: ولا يجوز بيع جلود الميتة قبل ان تدبغ لأنه غير منتفع به۔ قال المحقق بعد ذكر سوال يرد على المصنف: وهذا السؤال ليس فى تقرير المصنف ما يرد عليه ليحتاج إلى الجواب منه، فإنه ما علل المنع الابدع الانتفاع به، وإنما يرد على من علل بالنجاسة ولا ينبغي ان يعلل بها بطلان البيع اصلاً، فإن بطلان البيع دائر مع حرمة الانتفاع وهى عدم المالية، فإن بيع السرقين جائز وهو نجس العين للانتفاع به، كما ذكرنا۔ (الهداية مع فتح القدير: ۳۹۱/۶، ۳۹۲)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية، بيروت۔

(۱) عن أبى أمامة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحل بيع المغنيات ولا شراؤهن ولا تجارة فيهن وأكل أثمانهن حرام۔ وفى رواية بكر بن مضر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا تبيعوا المغنيات ولا تشتروهن ولا تعلموهن ولا خير فى تجارة فيهن وثمانهن حرام۔ (السنن الكبرى للبيهقى: ۱۵/۶)، كتاب البيوع، باب ما جاء فى بيع المغنيات، ط: إدارة القرآن۔

☞ وفى السراج: ودلت المسألة أن الملاهي كلها حرام، ويدخل عليهم بلا إذهم لإنكار المنكر. قال ابن مسعود رضى الله عنه: "صوت اللهو والغناء يثبت النفاق فى القلب كما يثبت الماء النبات" قلت: وفى النزالية: استماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه حرام: لقوله عليه الصلاة والسلام: =

واضح رہے کہ سینما حرام چیزوں پر مشتمل ہے۔ اس میں بے حیا، بے شرم لوگوں کی تصاویر، اور فتنہ انگیز مناظر پیش کئے جاتے ہیں، جو بے حیائی، انارکی، مادر پدر آزادی اور اخلاق بگاڑ کر ڈاکو، قاتل، چور اور بدمعاش بنانے کی دعوت دیتے ہیں، جنسی جذبات بھڑکاتے ہیں، اور پھر ان میں غیر محرم مردوں اور عورتوں کا اختلاط بھی ہوتا ہے۔

سیندور

”سیندور“ سرخ رنگ کا ایک پاؤڈر ہے جسے ہندو عورتیں مانگ میں بھرتی ہیں، اگر یہ نجس اور حرام نہیں تو اس کی تجارت منع نہیں ہے لیکن بہتر بھی نہیں ہے۔^(۱)

”استماع الملاہی معصیۃ والجلوس علیہا فسق، والتلذذ بہا کفر“ ای بالنعمۃ فصرف الجوارح الی غیر ما خلق لأجلہ کفر بالنعمۃ لاشکر، فالواجب کل الواجب أن یجتنب کمی لایسمع، لما روی أنه علیہ الصلاة والسلام أدخل أصبعه فی أذنه عند سماعه. (الدرالمختار مع الرد: ۶/۳۴۹) کتاب الحظر والإباحۃ ط: سعید

☐ وما کان سبباً لمحظور فهو محظور. (شامی: ۳۵۰/۶) کتاب الحظر والإباحۃ ط: سعید۔
☐ وفي المنتقی: امرأة نائحة أو صاحبة طبل أو زمرا کتسبت مالاً ردته علی أربابہ، إن علموا، وإلا یتصدق بہ. (شامی: ۵۵/۶) کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: الاستیجار علی المعاصی، ط: سعید

☐ الفتاویٰ الہندیۃ: (۳۳۹/۵) کتاب الکراہیۃ، الباب الخامس عشر فی الکسب۔

☐ البحر الرائق: (۳۶۹/۸) کتاب الکراہیۃ، فصل فی البیع، ط: رشیدیہ

(۱) تخریج کے لئے ”پوجا میں کام آنے والی چیزیں فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

شارٹ سیل (Short Sale)

”شارٹ سیل“ حقیقت میں غیر مملوک چیز کی بیع کا نام ہے، یعنی بائع ایسے شیئرز فروخت کر دیتا ہے جو ابھی اس کی ملکیت میں نہیں ہوتے، لیکن اسے یہ توقع ہوتی ہے کہ سودا ہو جانے کے بعد وہ یہ شیئرز لیکر خریدار کو دے گا، یہ شرعاً جائز نہیں ہے، جب تک چیز اپنے قبضہ میں نہ ہو اس کو بیچنا جائز نہیں۔^(۱)

شاہانہ انداز

”تعیشات“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۰۸/۲)

شبهات سے بچنا

☆ مسلمان تاجر اور دوکاندار پر لازم ہے کہ تجارت اور کاروبار سے متعلق حلال و حرام اور جائز و ناجائز کا علم حاصل کرے، اور اس کے مطابق تجارت اور کاروبار کرے، اگر لین دین کے کسی معاملہ میں تردد اور شبہ پیدا ہو جائے کہ وہ حلال ہے یا حرام معلوم نہ ہو تو جب تک اس معاملہ کے بارے میں کسی مفتی یا مستند عالم سے پوچھنے لے تب تک اس پر عمل نہ کرے، پوچھنے کے بعد اگر معلوم ہو کہ حلال ہے

(۱) حدثنا قتيبة ثنا هشيم عن أبي بشر عن يوسف بن مالك عن حكيم بن حزام رضى الله عنه قال: سألت رسول الله ﷺ فقلت: يأتيني الرجل فيسألني من البيع ماليس عندي ابتاع له من السوق ثم ابيعه؟ قال: لا تبع ماليس عندك۔ (ترمذی: (۲۳۳/۱)، باب ماجاء فی كراهية بيع ماليس عنده، ط: سعید)۔

سنن أبوداود: (۱۳۹/۲)، كتاب الإجارة، باب فی الرجل يبيع ماليس عنده، ط: زحمانیہ۔

سنن ابن ماجه: ص: ۱۵۸، ابواب التجارات، باب النهی عن بيع ماليس عندك... إلخ، ط:

تو وہ معاملہ کرے ورنہ چھوڑ دے۔^(۱) تاکہ آخرت تباہ نہ ہو۔

☆ حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ متقی پیر ہیزگار لوگوں میں شمار نہیں ہو سکتا جب تک گناہ والے کام سے بچنے کی خاطر ایسا کام بھی چھوڑ نہ دے جس میں گناہ اور حرج نہ ہو۔^(۲)

۲۱۲

شینگ کے بعد بیچنا

”جہاز پر مال چڑھانے کے بعد بیچنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۹/۳)

شراب اور ہماری معیشت

ہر مسلمان کو یہ جاننا ضروری ہے کہ ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب سے متعلق حرمت کے آیات اترنے کے بعد شہر شہر، گاؤں گاؤں، بلکہ گلی گلی میں اس کا اعلان کروا دیا تھا کہ اللہ نے شراب کو حرام قرار دیا ہے، اب نہ اس کا استعمال جائز و حلال ہے، اور نہ اس کی تجارت جائز ہے، غرض کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کو انسانی ضرورت اور معیشت میں سے قطعی اور کلی طور پر نکال دیا تھا، لیکن نہایت ہی افسوس کی

(۱) عن النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ قال: قال: التبی صلی اللہ علیہ وسلم: الحلال بین والحرام بین و بینہما أمور مشتبہة فمن ترک ماشہ علیہ من الإثم، کان لہما استبان أترک، ومن اجترأ علی ما یشک فیہ من الإثم أو شک أن یواقع ما استبان، والمعاصی حمی اللہ من یرتع حول الحمی یوشک أن یواقعه۔ (صحیح البخاری: (۲۷۵/۱) کتاب البیوع، باب الحلال بین والحرام بین و بینہما مشتبہات، ط: قدیمی)

جامع الأصول لابن الأثیر: (۵۶۶/۱۰) رقم الحدیث: ۸۱۳۳، حرف الکاف، کتاب الأزل فی الکسب والمعاش، الفصل الأزل فی الحث علی الحلال واجتناب الحرام، ط: دار الفکر۔

(۲) عن عطیة السعدی قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یبلغ العبد أن یكون من المتقین حتی ما یدع ما لا بأس بہ حدز ما بہ البأس۔ (مشکاة المصابیح: (۲۳۲/۱) کتاب البیوع، باب الکسب و طلب الحلال، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

جامع الترمذی: (۷۲/۲) أبواب صفة القيامة، باب بعد باب ما جاء فی صفة أو انی الحوض، ط: سعید۔

سنن ابن ماجہ: (ص: ۳۱۱) أبواب الزهد، باب الورع والتقوی، ط: قدیمی۔

بات ہے کہ دوسری برائیوں کی طرح ہماری معاشرت میں شراب نوشی، اور ہماری تجارت میں شراب کی خرید و فروخت، پھر سے داخل ہو گئی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شراب بنانا، رکھنا، پینا، پلانا، اور اس کی خرید و فروخت سب کچھ بند کر دیا تھا اور ایک لمبے زمانے تک اس پر عمل ہوتا رہا۔

لیکن جب سے ہمارے ایمان میں کمزوری آ گئی، اور ہمارے سروں سے اسلامی حکومت کا سایہ ختم ہو گیا، اور ہمارے اندر بے ایمانی داخل ہو گئی، ہمارے دلوں میں نفاق نے جگہ لے لی، اس وقت سے دوسری برائیوں کی طرح شراب کا پینا، پلانا، اور اس کی تجارت ہمارے یہاں عام ہو گئی، اور اس برائی میں مبتلا لوگوں میں سے ایک بڑا طبقہ لکھے پڑھے لوگوں کا ہے، جو کہ مسلمان تو ہیں لیکن اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنے والے نہیں ہیں، بلکہ احکام اسلام سے دور بھاگنے کی وجہ سے ان لوگوں میں دینی حمیت اور غیرت باقی نہیں رہی، ان پر شیطان مسلط ہو گیا ہے اور شیطانی اثرات غالب آنے لگے ہیں، جبکہ اس میں مبتلا لوگوں میں بے شمار ایسے لوگ بھی ہیں جو کہ لکھے پڑھے نہیں ہیں، بلکہ انجان اور دینی علوم سے بالکل ناواقف ہیں، یہ لوگ شراب نوشی اور اس کے استعمال اور خرید و فروخت میں شیطان اور اس کی ذریات کے حامی و ناصر بنے ہوئے ہیں، ایسے لوگوں کو اللہ سے ڈرنا چاہئے، اور شراب سے ہر اعتبار سے دور رہنا چاہئے ورنہ آخرت کا عذاب تیار ہے۔^(۱)

(۱) یا ایہا الذین آمنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون، إنما یرید الشیطان أن یوقع بینکم العداوة والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلاة فهل أنتم منتهون۔ (سورۃ المائدہ: ۹۰، ۹۱)۔

عن ابی سعید الخدری قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إن اللہ تعالیٰ حرم الخمر فمن أدرکته هذه الآية وعنده منہاشیء فلا یشررب ولا یبع. قال فاستقبل الناس بما کان عنده منہا فی طریق المدینة لسکرھا. (صحیح مسلم: ۲۲/۲)، کتاب المساقاة والمزارعة، باب تحریم بیع الخمر، ط: قدیمی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم نے اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ نے حرم کیا ہے، اس لیے جو شخص اس کو دیکھے اور اس کے پاس سے اس کو لے جائے، تو اس کو لے کر مدینہ کی طرف لے جائے۔ (صحیح مسلم: ۲۲/۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم نے اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ نے حرم کیا ہے، اس لیے جو شخص اس کو دیکھے اور اس کے پاس سے اس کو لے جائے، تو اس کو لے کر مدینہ کی طرف لے جائے۔ (صحیح مسلم: ۲۲/۲)

شراب کا اعلان

شراب اور نشہ آور چیزوں کا اعلان کرنا جائز نہیں،^(۱) اور آمدنی بھی حرام ہے۔^(۲)

شراب کی آمدنی کے عوض اشیاء فروخت کرنا

مسلمان کے لئے شراب کی تجارت کرنا، اور اس کو آمدنی کا ذریعہ بنانا حرام اور ناجائز ہے، اور اس آمدنی کے عوض دیگر اشیاء خریدنا اور دکاندار کے لئے جان بوجھ کر شراب بیچنے والے شخص کو اس کی شراب کی فروخت سے حاصل شدہ آمدنی کے عوض کوئی چیز فروخت کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ شراب فروخت کرنے کے عوض جو رقم آئی ہوئی ہے، مسلمان اس کا مالک نہیں بن سکتا، جب مالک نہیں بن سکتا تو اس کے عوض میں کوئی چیز خرید بھی نہیں سکتا۔^(۳)

عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: لما أنزلت الآيات من آخر سورة البقرة في الربا، قالت: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى المسجد فحرم التجارة في الخمر. (صحيح مسلم: ۲۳/۲)، كتاب المساقاة والمزارعة، باب تحريم بيع الخمر، ط: قديمي).

(۱) قال الله تعالى: وتعاونوا على البر والتقوى، ولا تعاونوا على الإثم والعدوان۔ (سورة المائدة: ۲)۔

فيه تصريح بتحريم كتابة المترابين والشهادة عليها، وبتحريم الإعانة على الباطل۔ (مرواة المفتاح: ۵۱/۲)، كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: رشيدية)۔

شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۲۸/۲)، كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قديمي)

الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة: ۱۶۹/۲)، البيوع المنهي عنها، ط: دار الجليل، بيروت)۔

(۲) أنظر رقم الحاشية: ۱۔

(۳) أبو حنيفة عن محمد بن قيس الهمداني عن أبي عامر الثقفی انه كان يهدى للنبي ﷺ اربعة من خمر... فقال رسول الله ﷺ: يا ابا عامر! ان الله تعالى قد حرم الخمر فلا حاجة لنا في عمرك، قال: فهدتها لبعها

فاستعن بثمانها على حاجتك، فقال: يا ابا عامر! ان الله تعالى قد حرم شربها وبيعها واكل ثمنها۔ (المسند

للإمام الأعظم: (ص: ۴۰۳)، كتاب الأطعمة والأشربة والضحايا والصيد والذبائح، ط: الميزان)

وإذا باع المسلم خمزاو حدث ثمنها وعليه دين فإنه يكره لصاحب الدين أن يأخذ عنه، وإن كان البائع

تصرانيا لا بأس به۔ (الهداية: ۴۷۳/۳)، كتاب الكراهية، ط: رحمانية)۔

شراب کی بیع جائز نہیں

مسلمان کے لئے شراب خریدنا اور فروخت کرنا ناجائز اور حرام ہے، اس کا (۲۱۵) بیٹا بھی حرام ہے، اور جو مسلمان یورپ وغیرہ میں ہوٹل چلاتے ہیں، ان کے لئے بھی وہاں ہوٹل میں شراب کا کاؤنٹر کھولنا، اور غیر مسلم گاہکوں کو شراب فروخت کرنا جائز نہیں، حرام ہے، اور اس کی آمدنی بھی حرام ہے۔ اور اگر غیر مسلم گاہک آتے ہوں، اور ان کے بغیر کاروبار چلانا دشوار ہو تو اس کے لئے یہ صورت اختیار کی جاسکتی ہے، کہ کسی غیر مسلم کو شراب کا کاؤنٹر دے دیا جائے کہ وہ اپنے سرمایہ سے اس کاؤنٹر کو چلائے، اور منافع بھی خود حاصل کرے، اور اس غیر مسلم سے صرف اس کاؤنٹر کی جگہ کا کرایہ وصول کیا جائے۔^(۱)

بدائع الصنائع: (۱۲۸/۵) کتاب الاستحسان، ط: سعید۔

وسقط تقومها فی حق المسلم حتی لا یضمنها متلفها وغاصبها ولا یجوز بیعها لأن الله تعالیٰ لما نجسها فقد أهانها، والتقوم يشعر بعزتها، وقال علیه الصلاة والسلام: إن الذی حرم شربها حرم بیعها وأکل ثمنها۔ (شامی: (۳۳۹/۶) کتاب الأشریة، ط: سعید)

(۱) وبطل بیع مال غیر مقوم ای غیر مباح الانتفاع به، کخمر وخنزیر۔ (الدر المختار مع الرد: (۱/۵) ۵۵)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فیما إذا اجتمعت الإشارة مع التسمية، ط: سعید۔

بدائع الصنائع: (۳۰۵/۵)، کتاب البیوع، فصل: وأما حکم البیع، ط: سعید۔

ولا یجوز للمسلم بیع الخمر ولا أکل ثمنها بلغنا ذلك عن رسول الله صلی الله علیه وسلم وفيه حدیثان أحدهما قوله صلی الله علیه وسلم لعن الله فی الخمر عشرة وذكر فی الجملة بانعها والثانی قوله صلی الله علیه وسلم أن الذی حرم شربها حرم بیعها وأکل ثمنها۔ (المبسوط للسرخسی: (۱۳۷/۱۳)، باب بیع أهل الذمة، ط: دار المعرفه)۔

ولا تکره اجارة بیت بالسواد لیخذ بیت نار أو کتيسة أو بیعة أو بیاع) معطوف علی قوله لیخذ ای لیباع (فیه الخمر) عند الإمام، لأن الإجارة واردة علی منفعة البیت ولا معصية فیہ وإنما المعصية بفعل المستأجر وهو فاعل المختار۔ (مجمع الأنهر: (۱۸۷/۳)، کتاب الکراهية، فصل فی الکسب، ط: دار الکتب العلمیة)

تبيين الحقائق: (۲۹۶/۶)، کتاب الکراهية، فصل فی البیع، ط: امدادیہ، ملتان۔

الدر مع الرد: (۳۹۲/۶)، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید۔

شراب کی تجارت کرنے والے کے ہاتھ سامان فروخت کرنا

اگر کوئی مسلمان شراب ہی کا کاروبار کرتا ہے، اور وہ شرابیوں کے پینے کے لئے شراب بیچتا ہے، تو اس کی آمدنی ناجائز اور حرام ہے، جان بوجھ کر اس کے ہاتھ کسی چیز کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

۲۱۶

واضح رہے کہ انگور کی کچی یا پکی ہوئی شراب، کھجور اور منقہ کی شرابوں کی تجارت کی بالکل گنجائش نہیں ہے اور ایسے شخص کے ہاتھ سامان فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے، ہاں جو شراب ان چار چیزوں کے علاوہ دوسری چیزوں سے بنی ہو اور اس کو شرابیوں کے پینے کے لئے نہیں بیچتا ہے، بلکہ دوسری ضرورت کے لئے فروخت کرتا ہے، جیسے ”الکحل“ وغیرہ کہ بہت ساری ادویات اور رنگوں میں استعمال ہوتا ہے، ایسی آمدنی والے شخص کو سامان فروخت کرنا منع نہیں ہے۔^(۱)

(۱) وسقط تقومها فی حق المسلم حتی لا یضمنها متلفها و غاصبها ولا یجوز بیعها لأن الله تعالیٰ لما نجسها فقد أهانها، والتقوم یشعر بعزتها، وقال علیه الصلاة والسلام: إن الذی حرم شربها حرم بیعها واکل لمنها۔ (شامی: (۳۴۹/۶) کتاب الأشریة، ط: سعید)

☞ قولہ: وصرح بیع غیر الخمر ای عنده خلافا لهما فی البیع والضمان لکن الفتویٰ علی قولہ فی البیع، وعلی قولہما فی الضمان۔ (شامی: (۳۵۳/۶) کتاب الأشریة، ط: سعید)

☞ تکملة فتح الملهم: (۶۰۸، ۶۰۰/۳) کتاب الأشریة، ط: مکتبة دار العلوم کراچی۔

☞ ولا یجوز الانتفاع بالخمر من کل وجه کما فی المنیة وغیرها لأن الانتفاع بالمحرم حرام ولا یدای بها جرح ولا دبر دابة ولا تسقى آدمیا ولوصیبا للتداوی۔ (الدر المنتقى علی هامش مجمع الأنهر: (۵۷۳/۲)، کتاب الأشریة، ط: دار احیاء التراث العربی)۔

☞ اور بطل بیع مال غیر منقوم ای غیر مباح الانتفاع به۔ کخمر وخنزیر۔

☞ قولہ: کخمر) لیدبھا لأن بیع ماسواھا من الأشریة المحرمة جائز عنده خلافا لهما۔ (الدر مع الرد: (۱۵/۵۵)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب لیما إذا اجتمعت الإشارة مع التسمیة، ط: سعید)۔

☞ أقول بیان المسکرات المانعة أن أربعة منها حرام بالاتفاق۔ فالقسم الأول منه حرام ونجس غلیظا والثلاثة الأخریة حرام نجس خفیفا وما عدا ذلك من الأشریة لیهی فی حکم الثلاثة الأخریة عند محمد رحمه الله تعالیٰ فی الحرمة والنجاسة وعند أبی حنیفة وأبى یوسف یحرم منها القدر المسکر =

شراب کی خرید و فروخت

شراب بنانا اور اس کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور شراب کی بیچ (۲۱۷) باطل ہے، اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی حرام ہے، اس سے بچنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔^(۱)

شراب کی دکان میں ملازمت کرنا

شراب کی دکان میں ملازمت کرنا جائز نہیں ہے، اور آمدنی بھی حرام ہے، اور ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔^(۲)

= وأما القدر الغير المسكر فحلال إلا للهو۔ (حاشیة بہشتی زیور: (۱۰۱/۹)، ضمیمہ ثانیہ حصہ نہم ط: میر محمد کتب خانہ)۔

الشامیة: (۳۵۸/۶)، کتاب الأشربة ط: سعید۔

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ أنه سمع رسول اللہ ﷺ يقول: ان الله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام۔ (إعلاء السنن: (۱۰۳/۱۳) باب حرمة بيع الخمر، ط: إدارة القرآن)

قال عطاء بن ابي رباح: سمعت جابر بن عبد الله رضی اللہ تعالیٰ عنہ يقول: قال رسول اللہ ﷺ عام الفتح وهو بمكة ان الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۷) باب ما لا يحل بيعه، ط: قديمی)۔

عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: لما نزلت آيات الربوا قام رسول اللہ ﷺ على المنبر، فتلأهن على الناس ثم حرم التجارة في الخمر۔ (سنن النسائي: (۲۳۰/۲) بيع الخمر، ط: قديمی)

قال ابن عباس: ان رجلا أهدى لرسول اللہ ﷺ راوية خمر، فقال له رسول اللہ ﷺ "بم ساررتہ؟" فقال: امرته ببيعها، فقال ان الذي حرم شربها حرم بيعها۔ (مسلم: (۲۲/۲) كتاب المساقات والمزارعة، باب تحريم بيع الخمر، ط: قديمی)

لم يجز بيع الميتة والدم والخنزير والخمر والحر۔ (البحر: (۱۱۲/۶)، كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: رشيدية)

فالباطل ما لم يكن محله ما لا متقوما، كما لو اشترى خمزا أو خنزيرا أو صيد الحرام۔ (الهندية: (۱۳/۱۳۶) كتاب البيوع، الباب الحادي عشر في أحكام البيع الغير الجائز)

الباطل ما لا يجوز بحال وله صور منها بيع الدم والخمر والخنزير۔ (خلاصة الفتاوى: (۳۹/۳) كتاب البيوع، الفصل الرابع في البيع الفاسد وأحكامه، ط: رشيدية)

(۲) عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم في الخمر عشرة: عاصرها =

شراب کے لئے بوتل فروخت کرنا

جو بوتلیں صرف شراب ہی کے لئے استعمال ہوتی ہیں، اور کسی کام کے لئے استعمال نہیں ہوتیں، ان کو فروخت کرنا درست نہیں، کیونکہ یہ ایک حیثیت سے شراب فروخت کرنے والے اور خریدنے والے کے ساتھ اعانت ہے، اور ناجائز کام میں اعانت منع ہے۔^(۱)

۲۱۸

= ومعتصرها، وشاربها، وحاملها، والمحمولة إليه، وساقبها وبائعها، واكل ثمنها، والمشتري لها والمشتري له۔ (مشكاة المصابيح: ص: ۳۳۲، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثاني، ط: قديمي)۔

قال الطيبي رحمه الله تعالى: لعن من سعى فيها سعيها ما على ما عدد من العاصر والمعتصر وما أردفهما۔ وإنما أظن فيه ليستوعب من زاولها مزاولة قبا بى وجه كان۔ ومن باع العنب من العاصر وما أخذ ثمنه فهو أحق باللعن۔ (مرقاة المفاتيح: (۲۸/۶)، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثاني، ط: رشيدية)۔

فلو كان الاكتساب حراما لكان المال الحاصل به حرام التناول؛ لأن ما ينظر في إليه بارتكاب الحرام يكون حراما۔ ألا ترى أن بيع الخمر للمسلم لما كان حراما كان تناول ثمنها حراما۔ (المبسوط للرخسي: (۲۵۰/۳۰)، كتاب الكسب، ط: دار المعرفة)۔

(۱) قال الله تعالى: {وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان}۔ (المائدة: ۲)

والثالث: بيع اشياء ليس لها مصرف الا في المعصية، فيتمحض بيعها واجارتها، وإن لم يصرح بها، ففي جميع هذه الصورة قامت المعصية بعين هذا العقد، والعاقدان كلاهما أثمان بنفس العقد، سواء استعمل بعد ذلك أم لا۔ (جواهر الفقه: (۳۳۸/۲)، تفصيل الكلام في مسئلة الإعانة على الحرام، ط: دار العلوم كراچی)

لكن الإعانة في ما قامت المعصية بعين فعل المعين، ولا يتحقق الابنية الاعانة أو التصريح بها، أو تعينها في استعمال هذا الشيء بحيث لا يحتمل غير المعصية۔ (جواهر الفقه: (۳۵۲/۲)، تفصيل الكلام في مسئلة الاعانة على الحرام، اقسام السبب وأحكامه، القسم الثاني، ط: دار العلوم كراچی)

وما كان سببا المحذور، فهو محذور۔ (شامی: (۳۵۰/۶)، كتاب الحظر والإباحة، قبيل: فصل في اللبس، ط: سعيد)

قال النووي: فيه تصريح بتحريم كتابة المترابین والشهادة عليهما وتحريم الاعانة على الباطل۔ (مرقاة المفاتيح: (۵۱/۶) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، رقم الحديث: (۲۸۰۷) ط: رشيدية) =

شراب ملی ہوئی اشیاء

دین اسلام میں شراب حرام اور ناپاک ہے، اور تمام گناہوں کی جڑ اور ماں ہے،^(۱) اس لئے اس سے کسی قسم کا فائدہ لینا اور خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے، جس چیز میں شراب شامل ہو، وہ چیز بھی حرام اور ناپاک ہو جاتی ہے، اگرچہ کم مقدار میں ملائی گئی ہو، اس سے بھی فائدہ لینا اور خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے، البتہ دوائی میں اگر شراب کی آمیزش ہے اور علاج کے لئے اس دوائی کے علاوہ کوئی پاک اور حلال دوائی نہیں ہے، تو مجبوراً اس کا استعمال کرنا اور تجارت کرنا جائز ہوگا۔^(۲)

= عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: لعن رسول اللہ ﷺ فی الخمر عشرة: عاصرها، ومعتصرها، و شاربها، وحاملها، والمحمولة إلیه، وساقیها وبائعها، واکل ثمنها، والمشتري لها والمشتري له۔ (مشکوٰۃ: (ص: ۲۴۲) کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

(۱) عن عبدالرحمن بن الحارث قال: سمعت عثمان یقول: اجتنبوا الخمر فإنها أم الخبائث۔ (الحديث) (کنز العمال: (۳۸۶/۵)، رقم الحديث: ۱۳۶۹۶، حرف الجیم، کتاب الحدود من قسم الأفعال، فصل فی أنواع الحدود، ط: مؤسسة الرسالة)۔

عن سنن النسائی: (۳۳۰/۲)، کتاب الأشربة، ذکر الآثام المتولدة عن شرب الخمر۔ الخ، ط: قدیمی)

وذهب عبد الله بن عمرو إلى أن الخمر أكبر الكبائر وهي بلا ريب أم الخبائث وقد لعن شاربها في غير حديث، وعن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل مسكر خمر وكل خمر حرام۔ (الكبائر للذهبي: (ص: ۸۴)، الكبيرة التاسعة عشر: شرب الخمر، ط: وحیدی کتب خانہ)

(۲) لما ورد في الحديث، فقال رسول الله ﷺ: يا ابا عامر! إن الله تعالى قد حرم الخمر فلاحاجة لنا في خمرك قال: خذها فبعها فاستعن بشمنها على حاجتك، فقال يا ابا عامر! إن الله تعالى قد حزم شربها وبيعها واكل ثمنها۔ (المستند للإمام الأعظم: (ص: ۲۰۲)، كتاب الأطعمة والأشربة والضحايا والصيد والذبائح، ط: الديزان)۔

قال محمد بن الحسن الشيباني: محمد بن يعقوب عن ابي حنيفة رحمه الله تعالى قال: الخمر حرام قليلها وكثيرها۔ (الجامع الصغير: (۳۸۵/۱)، كتاب الاشربة)، ط: عالم الكتب)۔

يجوز للعليل شرب الدم والبول واكل الميتة للتداوي إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاؤه فيه، ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه۔ (الفتاوى الهندية: (۳۵۵/۵)، كتاب الكراهية، الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات، ط: رشيدية) =

شراکت بینک کی

”مضاربت بینک کی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۳/۶)

۲۲۰

شراکت کا سرمایہ حلال ہونا چاہیے

شراکت کے معاملہ میں شریک افراد کے لئے ضروری ہے کہ جس سرمایہ کی بنیاد پر کاروبار شروع کرنا چاہتے ہیں، ان سب کا کل سرمایہ یا غالب سرمایہ حلال کا ہو، اگر سب شرکاء کا کل سرمایہ حلال کا ہے تو یہ کاروبار بالکل حلال ہوگا۔ اور اگر اکثر شریک افراد کا سرمایہ حلال کا ہے لیکن بعض کا سرمایہ بالکل حرام کا ہے، تو ان سے شراکت کا کاروبار ناجائز ہوگا، البتہ بعض شرکاء کے سرمایہ میں اگر اکثریت حلال کی ہے، پھر شراکتی کاروبار جائز تو ہوگا البتہ کچھ حرام کی ملاوٹ کی وجہ سے اس میں کراہت ہوگی۔^(۱)

= الدر مع الرد: (۳۸۹/۶)، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید۔

الاستشفاء بالمحرم إنما لا يجوز إذا لم يعلم أن فيه شفاء أما إذا علم أن فيه شفاء وليس له دواء آخر غيره، فيجوز الاستشفاء به۔ (المحيط البرهانی: (۱۱۶/۶)، کتاب الاستحسان، الفصل التاسع عشر فی التداوی والمعالجات، ط: غفاریہ)۔

(۱) اكل الربا وكاسب الحرام أهدي إليه أو أضافه وغالب ماله حرام لا يقبل، ولا يأكل مالم يخبره أن ذلك المال أصله حلال ورثه أو استقرضه، وإن كان غالب ماله حلالاً لا بأس بقبول هديته والأكل منها۔ (الفتاوى الهندية: (۳۳۳/۵)، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيدية)

أهدي إلى رجل شيئاً أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس إلا أن يعلم بأنه حرام، فإن كان الغالب هو الحرام ينبغي أن لا يقبل الهدية، ولا يأكل الطعام۔ (الفتاوى الهندية: (۳۳۲/۵)، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيدية)۔

مجمع الأنهر: (۱۸۶/۳)، كتاب الكراهية، فصل في الكسب، ط: دار الكتب العلمية۔

الاشباه والنظائر: (ص: ۱۱۳)، القاعدة الثانية: إذا اجتمع الحلال والحرام، ماخرج عن هذه القاعدة، ط: قديمي۔ =

شراکت کا کاروبار جائز ہو

شراکت میں شریک افراد جو کاروبار شروع کرنا چاہتے ہیں وہ جائز اور حلال (۲۲۱) ہو لہذا جن اشیاء کی خرید و فروخت مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے، ان اشیاء کے کاروبار میں شرکت بھی جائز نہیں ہے۔ شراب کی خرید و فروخت ناجائز ہے، لہذا شراب کے کاروبار میں شرکت بھی ناجائز ہے، قمار جوئے اور جاندار کی تصویر سازی کا کاروبار ناجائز ہے، لہذا ان میں شرکت بھی ناجائز ہے، وغیرہ وغیرہ۔^(۱)

= ذہب بعض الفقہاء ومن بینہم الغزالی إلى أنه يحرم التعامل مع من غالب ماله من الحرام۔ وقال الغزبن عبد السلام في معاملة من اعترف بأن أكثر ماله حرام: إن غلب الحرام عليه بحيث يندر الخلاص منه لم تجز معاملة، مثل أن يقر إنسان بأن في يده ألف دينار كلها حرام إلا ديناراً واحداً، فهذا لا تجوز معاملة بدینار لندرة الوقوع في الحلال۔ وإن غلب الحلال۔۔۔ جازت المعاملة۔۔۔ وبين هاتين الربتين من قلة الحرام وكثرة مراتب محرمة ومكروهة ومباحة، وضابطها: أن الكراهة تشدد بكثرة الحرام وتخف بكثرة الحلال۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية: (۱۳۰/۳۱)، حرف الغين، غالب "معاملة من غالب ماله حرام، ط: دار الصفاة)۔

أن يكون كسب الداعي طيباً، فإن كان كسبه كله خبيثاً فإنه لا تلزم الإجابة بل تحرم وإن كان بعض ماله حلالاً والبعض حراماً ففي إجابة الدعوة والأكل منه أقوال: أحدها الكراهة ورجحه بعضهم (الفقه على المذاهب الأربعة: (۳۶/۴)، كتاب الحظر والإباحة، الوليمة، إجابة الدعوة إلى الوليمة وغيرها، ط: دار الكتب العلمية)۔

(۱) ولكن يشترط في شركة الأعمال أن يجوز العمل شرطين: الشرط الأول: أن يكون العمل حلالاً فلا تصح الشركة في العمل الحرام كالأشراك في السرقة والغصب والارتشاء. (درر الأحكام شرح مجلة الأحكام: (۳۸۰/۳)، شرح المادة: ۱۳۵۹، الكتاب العاشر: الشركات، الباب السادس، الفصل الخامس في شركة الأموال والأعمال۔ الخ، ط: دار الجيل)۔

أن يكون ذلك العمل حلالاً، فلذلك لو عقد اثنان الشركة على إجراء المحرمات كسرقة الأموال وغصبها أو الغناء لا يصح۔ (درر الأحكام شرح مجلة الأحكام: (۳۱۱/۳)، شرح المادة: ۱۳۸۵، ط: دار الجيل)۔

وزاد في البحر: قيد أن يكون العمل حلالاً؛ لما في النزاهة: لو اشتركا في عمل حرام لم يصح امره (الشامية: (۳۲۲/۳)، كتاب الشركة، مطلب: في شركة التقي، ط: سعيد)۔

البحر الرائق: (۱۸۱/۵)، كتاب الشركة، ط: سعيد۔

شراکت کا معاہدہ کافر کے ساتھ

”کافر کے ساتھ شراکت کا معاہدہ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۹/۵)

شراکت کو ناجاری کمپنیوں میں

”تجارتی کمپنیوں میں شراکت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۶/۲)

شراکت کی جدید اقسام

موجودہ دور کی معاشیات کی کتابوں میں شرکت کی کچھ جدید اقسام بھی ہیں،

ان میں سے مشہور یہ ہیں:

- ① کاروباری شراکت (Partnership)
- ② محدود کمپنیاں (Limiter companies)
- ③ مشترکہ سرمایہ کی کمپنیاں (Joint stock companies)
- ④ انجمن ہائے امداد باہمی (cooperative societies)

شراکت کی ذمہ داریاں

شراکت کی ذمہ داریاں اور حقوق یہ ہیں:

- ① شراکت میں ایک فریق دوسرے فریق کی اجازت سے دوسرے لوگوں کے ساتھ شراکت یا مضاربت کا معاملہ کر سکتا ہے، تاکہ تجارت اور کاروبار کو وسعت دی جاسکے یا آسانی کے ساتھ کاروباری معاملات کو نمٹایا جاسکے۔^(۱)

(۱) ولکل من شریکی العنان والمفاوضة ان يستاجر ویضع... ویضارب... ویبوع... بنقد ونسینة... لا یملک الشریک الشركة إلا بإذن شریکة... ولا القرض إلا بإذن شریکة إذ لا ینبغ مخالفة. (قولہ: ونسینة) متعلق بقولہ: ویبوع: وأما الشراء، فإن لم یکن فی یدہ دراهم ولا دنانیر من الشركة فاشتری بدراهم أو دنانیر فهو له خاصة؛ لآنه لو وقع مشترکاً تضمن إيجاب مال زائد علی الشریک وهو لم یرض بالزیادة علی رأس المال، والواجب۔ ومفاده آنه لو رضی وقع مشترکاً؛ لآنه یملک الإستدانة بإذن شریکة۔ =

④ مشتری کہ سرمایہ میں سے کوئی فرد یا افراد تمام شرکاء کی اجازت کے بغیر نہ تو قرض دے سکتے ہیں اور نہ ہی مشتری کہ کاروبار کے لیے قرض لے سکتے ہیں۔^(۱)

۲۲۳

⑤ اگر دوسرے شرکاء منع نہ کریں تو ہر شریک کو مال ادھار فروخت کرنے کی اجازت ہوگی۔^(۲)

⑥ مشتری کہ کاروباری ادارہ کی طرف سے ادھار خریدی جانے والی اشیاء اور خدمات کی قیمت ادارہ یا کمپنی کی مالیت سے زیادہ نہ ہو، ایسا کرنے کے لیے تمام شرکاء کی رضامندی ضروری ہوگی۔^(۳)

⑦ شراکت میں کوئی فریق دوسرے شرکاء کی اٹھائی ہوئی مالی ذمہ داریوں کا کفیل اور ضامن نہیں ہوتا، ہاں اگر تمام شرکاء کی اجازت سے ایسا کیا گیا ہے تو دوسرے تمام شرکاء بھی ذمہ دار ہوں گے۔^(۴)

شراکت کی مدت

① شراکت میں شریک کو یہ پورا حق ہے کہ شراکت کے معاہدہ کو جب بھی

= (قوله: ولا القرض) أي الإقراض في ظاهر الرواية. (الدر المختار مع رد المحتار: ۱۳/۳)

② (۳۱۸، ۳۱۶) کتاب الشركة، مطلب فيما يطل الشركة، ط: سعيد

③ البحر الرائق: (۲۹۹/۵) کتاب الشركة، ط: رشيديه.

④ شرح المعجله لرمتم باز: (۵۷۶، ۵۷۳/۲) المادة: ۱۳۷۳، ۱۳۷۵، ۱۳۷۸) الكتاب العاشر في

أنواع الشركات، الباب السادس في بيان شركة العقد، الفصل السادس في شركة العنان، ط: مكتبة فاروقيه.

(۱، ۲، ۳) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۱، على الصفحة السابقة.

(۳) تتضمن شركة العنان الوكالة فقط، ولا تتضمن الكفالة، فعليه إذا لم تذكر الكفالة حين عقدها

للا يكون الشركاء كفلاء بعضهم لبعض... لكن إذا ذكرت الكفالة حين عقد شركة العنان يكون

الشركاء كفلاء بعضهم لبعض. (شرح المعجله لرمتم باز: (۵۶۱/۲) رقم المادة: ۱۳۳۵، الكتاب

العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس في بيان شركة العقد، الفصل الثاني، ط: مكتبة فاروقيه)

⑤ شامى: (۳۱۱/۳) کتاب الشركة، مطلب في شركة العنان، ط: سعيد.

⑥ لاصيخان على هامش الهندية: (۶۱۳/۳) کتاب الشركة، فصل في شركة العنان، ط: رشيديه.

چاہے منسوخ کر دے۔^(۱) دو سے زیادہ افراد کی شراکت کی صورت میں دیگر شرکاء شراکت کے معاہدہ کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔

⑤ شراکتی کاروبار ایک مقررہ مدت کے لیے بھی کیا جاسکتا ہے۔^(۲)
 ⑥ کسی ایک شریک کے مرنے کی صورت میں شراکت ختم ہو جاتی ہے، ہاں اگر شراکت کے کاروبار میں دو سے زیادہ افراد شریک ہیں تو اس کاروبار کو جاری رکھا جاسکتا ہے۔^(۳)

شراکت کی منسوخی

جس طرح شراکت کا معاہدہ کرنے سے شراکت قائم ہوتی ہے اسی طرح

- (۱) وتبطل أيضًا بِنكاحها ويقوله: لا أعمل معك فتح وبفسخ أحدهما - ولو المال عروضا - (الدر المختار مع الرد: (۳۲۷/۳) كتاب الشركة، مطلب يرجع القياس، ط: سعيد)
 البحر الرائق: (۱۸۵/۵) كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، ط: سعيد۔
 شرح المجلة لرستم باز: (۵۶۷/۲) المادة: ۱۳۵۳، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الرابع في بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشركة، ط: سعيد۔
 (۲) وجزم في الخانية بأنها تتوقت حيث قال: والتوقيت ليس بشرط لصحة هذه الشركة والمضاربة، وإن وقتنا لذلك وقتا بأن قال: ما اشترت اليوم فهو بيننا صح التوقيت، فما اشتراه بعد اليوم يكون للمشتري خاصة، وكذلك الوقت المضاربة؛ لأنها والشركة توكيل والوكالة مما يتوقت اهـ۔ (شامی: (۳۱۲/۳) كتاب الشركة، مطلب في توقيت الشركة روايتان، ط: سعيد)
 قاضیخان علی هامش الہندیہ: (۶۱۳/۳) كتاب الشركة، فصل في شركة العنان، ط: رشیدیہ۔
 مجمع الضمانات: (۲۹۸/۱) باب في مسائل الشركة، الفصل الثالث في شركة العنان، ط: دار الكتاب الإسلامي۔
 (۳) وتبطل الشركة بموت أحدهما علم الآخر أو لا۔

(قوله: بموت أحدهما) ... فلو كانوا الثلاثة لمات أحدهم حتى انفسخت في حقه لا تنفسخ في حق الباقيين بحر عن الظهيرية۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۳۲۷/۳) كتاب الشركة، مطلب يرجع القياس، ط: سعيد)
 البحر الرائق: (۱۸۵/۵) كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، ط: سعيد۔ =

مندرجہ ذیل صورتوں میں شراکت کا معاہدہ منسوخ بھی ہو جاتا ہے۔

۱) فریقین میں سے ایک فریق کاروبار میں سے علیحدگی اختیار کرے۔

۲) فریقین میں سے ایک کی موت واقع ہو جائے۔

۳) ایک یا دونوں فریق ذہنی طور پر معذور ہو جائیں مثلاً بالکل پاگل

ہو جائیں یا کسی حادثہ میں اپنی یادداشت کھو بیٹھیں۔

۴) کسی ایک فریق یا دونوں فریقوں کو اپنے حصہ کے قانونی استعمال سے

روک دیا جائے۔^(۱)

موجودہ دور میں اکثر و بیشتر کاروبار لمبے عرصہ تک چلتے ہیں اور ان کی منسوخی

درج ذیل وجوہات کی بنا پر ہوتی ہے۔

۱) حکومت اس کاروبار کو سرکاری ملکیت میں لے لے یعنی نیشنلائز کر لے۔

۲) حکومت اس کاروبار کو جبراً روک دے۔

۳) کسی عدالتی فیصلہ یا عدالتی کارروائی کی بنا پر کاروبار کو روک دیا جائے۔

۴) کاروباری شرکاء کی اکثریت کاروبار کو ختم کرنا چاہے یا شراکت کے

معاہدہ کو منسوخ کرنا چاہے۔

۱) شرح المجلۃ لمرستم باز: (۵۶۷/۲) المادة: ۱۳۵۲، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الرابع في بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشركة، ط: مكتبة فاروقية۔

(۱) تنفس شركة العقد بشمانية أوجه: أولاً: إذا توفي أحد الشريكين - ثانياً: إذا جن أحدهما جنوناً

مطلقاً - ثالثاً: إذا حجر أحدهما - رابعاً: إذا فسخ أحد الشريكين الشركة - (درر الأحكام شرح مجلة

الأحكام: (۳۶۷/۳) شرح المادة: ۱۳۵۲، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الرابع في بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشركة، ط: مكتبة فاروقية

الدر المختار مع رد المحتار: (۳۲۷/۳) كتاب الشركة، مطلب يرجح القياس، ط: سعيد۔

۲) وفيه أيضاً: (۶۵۳/۵) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد۔

شراکتی کاروبار میں ان چیزوں کا خیال رکھیں

شراکتی کاروبار کرتے ہوئے ان باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے:

۲۲۶

① شراکت میں شریک افراد جس سرمایہ کی بنیاد پر کاروبار شروع کرنا چاہتے ہیں ان سب کا کل سرمایہ یا غالب سرمایہ حلال کا ہو، اگر تمام شرکاء کا کل سرمایہ حلال کا ہے تو یہ کاروبار بالکل حلال ہوگا، اور اگر اکثر شریک افراد کا سرمایہ حلال کا ہے لیکن بعض کا سرمایہ بالکل حرام ہے تو ان کے ساتھ شراکت کا کاروبار ناجائز ہوگا، البتہ بعض شرکاء کے سرمایہ میں اگر اکثریت حلال کی ہے، پھر شراکتی کاروبار جائز تو ہوگا، البتہ کچھ حرام کی ملاوٹ کی وجہ سے اس میں کراہت ہوگی۔^(۱)

② جو کاروبار شروع کرنے کا ارادہ ہو، وہ کاروبار شرعاً جائز اور حلال ہونا ضروری ہے، لہذا جن اشیاء کی خرید و فروخت مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے، ان اشیاء کے کاروبار میں شراکتی کاروبار کرنا جائز نہیں ہے، مثلاً سودی بینک قائم کرنا، شراب کی خرید و فروخت کرنا، قمار اور جوئے کا کاروبار کرنا جائز نہیں ہے؛ لہذا ان کاموں میں شراکت بھی جائز نہیں۔^(۲)

③ شراکت کے معاملہ میں شریک افراد میں سے ہر فرد وکیل اور امین ہوتا ہے، اگر سب نے مل کر کسی ایک شریک کو کاروبار کے لیے مختار بنا دیا ہے، تو وہ شخص سب کی جانب سے امین اور وکیل ہوگا، پورے کاروبار کے نفع و نقصان کو شرکاء کے سامنے ظاہر کرنا اس شخص پر ضروری ہوگا، ورنہ خیانت اور دھوکہ کی صورت میں معاملہ فاسد ہو جائے گا۔^(۳)

(۱) انظر رقم الحاشية: ۱

(۲) انظر رقم الحاشية: ۲

(۳) وشرط جواز هذه الشركات كون المعقود عليه عقد الشركة قابلاً للو كالة، كذا في المحيط وأن يكون الربح معلوم القدر، فإن كان مجهولاً تفسد الشركة۔ (الفتاوى الهندية: ۲/۳۰۱، ۳۰۲) =

۵۱ شراکت میں شریک افراد میں سے کوئی فرد مشترکہ کاروبار کے منافع میں سے ذاتی ملک کی چیز خرید نہیں سکتا، ذاتی جائیداد نہیں بنا سکتا، جو کچھ بھی خریدے گا، یا بنائے گا اس میں تمام شرکاء اپنے اپنے طے شدہ حصے کے مطابق شریک ہوں گے۔ (۱)

۵۲ جس نوعیت کی شراکت شروع کرنے کا ارادہ ہے اس میں سرمایہ کے ذریعہ کاروبار کی نیت سے مال کی خرید و فروخت شروع کرنے کے بعد شراکت کا

= کتاب الشركة، الباب الأول فی بیان أنواع الشركة۔ إلخ، ط: رشیدیہ۔

۵۳ يتضمن كل قسم من شركة العقد الو كالة وذلك أن كل واحد من الشركاء وكيل للآخر في تصرفه يعني في البيع والشراء وفي تقبل العمل من الغير بالأجرة۔ يشترط بيان الوجه الذي سيقسم فيه الربح بين الشركاء وإذا بقي مبهما ومجهولا تكون الشركة فاسدة؛ لأن الربح هو المعقود عليه في الشركة وجهالة المعقود عليه تفسد العقد۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (۲/۵۶۰، ۵۶۱)، رقم المادة: ۱۳۳۳، ۱۳۳۶، الكتاب العاشر فی أنواع الشركات، الباب السادس الفصل الثاني فی بیان شرائط شركة العقد العمومية، ط: مكتبة فاروقية)۔

۵۴ والوكيل أمين فيما في يده بحكم الوكالة۔ (المحيط البرهاني: (۱۰/۳۵۷)، كتاب البيوع، الباب الثالث والعشرون في القروض، نوع آخر منه، ط: إدارة القرآن)۔

۵۵ والمضارب والشريك أمين فيما في يده من المال۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۱/۱۷۷)، كتاب الشركة، باب شركة المفاوضة، ط: دار المعرفة)۔

(۱) لو عقد أحد الشريكين شركة عنان مع آخر ياذن صريح أو تفويض من شريكه فيكون نصف ما يشتره الشريك الجديد لنفسه والنصف الآخر مشترك بين الشريكين السابقين۔ أما المال الذي يشتره الشريك الذي لم يعقد الشركة مع الآخر فنصفه له ونصفه للآخر لشريكه وليس للشريك الثالث حصة فيه۔ (شرح المجلة لعلی حیدر: (۳/۳۳۱)، شرح المادة: ۱۳۸۲، الكتاب العاشر فی أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس فی شركة العنان، المبحث الأول، ط: دار الكتب العلمية)

۵۶ حاصل هاتين المادتين أن شراء أحد شريكي العنان إنما يقع للشركة بشرطين: أولهما أن يكون في يده مال الشركة دراهم أو دناتير أو مكيل أو موزون إذا كان المشتري مكيلاً أو موزوناً۔ الثاني: أن يكون ما اشتراه من جنس تجارتهما وإلا وقع الشراء له خاصة وهذا إذا كانت الشركة مقيدة بنوع من التجارة لئلا كانت عامة في كل نوع من أنواع التجارة يقع للشركة۔ (شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۳/۲۹۹، ۳۰۰)، شرح المادة: ۱۳۷۶، الكتاب العاشر فی أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس فی شركة العنان، المبحث الأول، ط: رشیدیہ)۔

۵۷ ما يشتره كل واحد منهما يكون للشركة۔ (تبيين الحقائق: (۳/۳۱۵)، كتاب الشركة، ط: مساعده ملتان)۔

معاملہ شروع ہوتا ہے جب تک سرمایہ نقد اور کرنسی کی شکل میں موجود ہوتا ہے، اس وقت تک اس میں نفع و نقصان کا معاملہ درست نہیں ہوتا۔^(۱)

اگر معاملہ شرکت املاک کا ہے تو تمام افراد کاروبار کے نفع و نقصان میں اپنے اپنے شرعی حصے کے اعتبار سے حصے دار ہوں گے،^(۲) اور اگر معاملہ شرکت عقود کی

(۱) من حکم الشركة: ثبوت الاشتراك في الربح المستفاد بالتجارة۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: ۱۵/۲۸۸۹)، الفصل الخامس: الشركات، المطلب الثاني: شرائط شركة العقد، ط: رشیدیہ۔

☐ (وشرطها) أي شركة العقد (كون المعقود عليه قابلا للوكالة۔) (وحكمها الشركة في الربح۔) (الدر المختار مع الرد: ۳۰۵/۳)، كتاب الشركة، مطلب: شركة العقد، ط: سعید۔

☐ حاشية الشلبي على التبيين: (۳۱۳/۳)، كتاب الشركة، ط: امدادیہ، ملتان۔

☐ ويستفاد من تصوير المجلة أنه تشترط الشركة في الربح۔ (شرح المجلة لعلي حيدر: ۱۳/۳۱۳)، شرح المادة: ۱۳۷۱، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس في شركة العنان، المبحث الأول، ط: دار الكتب العلمية۔

☐ ومن شروطها: كون نصيب المضارب من الربح حتى لو شرط له من رأس المال أو منه ومن الربح فسدت۔ (الدر المختار مع الرد: ۳۶۸/۵)، كتاب المضاربة، ط: سعید۔

☐ ومنها أن يكون رأس مال الشركة عينا حاضرا لا دينيا ولا مالا غائبا فإن كان لا تجوز عنانا كانت أو مفاوضة لأن المقصود من الشركة الربح وذلك بواسطة التصرف ولا يمكن في الدين ولا المال الغائب فلا يحصل المقصود وإنما يشترط الحضور عند الشراء لا عند العقد لأن عقد الشركة يتم بالشراء۔ وأما ما هلك من أحد المالكين قبل الخلط فإنما كان من نصيب صاحبه خاصة لأن الشركة لا تتم إلا بالشراء فما هلك قبله هلك قبل تمام الشركة فلا تعتبر حتى لو هلك بعد الشراء بأحدهما كان الهالك من المالكين جميعا لأنه هلك بعد تمام العقد۔ (بدائع الصنائع: ۶۰/۶)، كتاب الشركة، فصل في بيان شرائط جواز أنواع الشركة، ط: سعید۔

(۲) تقسم حاصلات الأموال المشتركة في شركة الملك بين أصحابهم بنسبة حصصهم۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: ۴۷۷/۱)، المادة: ۱۰۷۳، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب الأول في شركة الملك، الفصل الثاني في كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: مكتبة فاروقیہ۔

☐ والربح في شركة الملك على قدر المال۔ (الشامية: ۳۱۶/۳)، كتاب الشركة، مطلب اشتراكا على أن ما اشترى من تجارة فهو بيننا، ط: سعید۔

☐ الشركة نوعان: شركة الملك وشركة العقد، فشركة الملك: أن يشترك رجلان في ملك مال۔ والحكم واحد، وهو أن ما يتولد من الزيادة يكون مشتركا بينهما بقدر الملك. (المبسوط للرخسي: ۱۵۱/۱۱)، كتاب الشركة، ط: دار المعرفة، بيروت۔

چاروں قسموں میں سے کسی بھی قسم کا ہو، تو اس میں کاروبار شروع کرنے اور منافع ظاہر ہونے کے بعد ہر شریک نفع و نقصان میں طے شدہ اصول کے مطابق حصہ دار اور ذمہ دار ہوگا۔^(۱)

① شریک افراد میں سے ہر فرد کو اختیار ہوتا ہے کہ جتنی مدت کے لئے شرکت کا کاروبار شروع کیا تھا اس کو پورا کرنے کے بعد چاہے آگے شرکت کو باقی رکھے یا ختم کر دے، اور اپنے حصے کا مال یا اس کی رقم وصول کرے۔^(۲)

② اگر شرکت املاک میں شریک تمام افراد یا بعض افراد شرکت کو باقی اور جاری رکھیں تو ہر شریک کو اصل املاک میں جس قدر حصہ ملے گا اس کے تناسب سے

(۱) بقسم الشریکان الربح بینہما علی الوجه الذی شرطہ، یعنی ان شرطات تقسیمہ متساویا فیقسمانہ علی التساوی وان شرطات تقسیمہ متفاضلا کالثلث والنلتین مثلاً فیقسم حصتین وحصۃ۔ (شرح المجملہ لسلم رستم باز: ۵۸۰/۲)، المادة: ۱۳۹۰، کتاب العاشر فی أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس فی شركة العنان، المبحث الأول، ط: مکتبہ فاروقیہ۔

③ شرح المجملہ لخالد الأتاسی: (۳۱۳/۳)، المادة: ۱۳۹۰، ط: رشیدیہ۔

④ قولہ: والربح علی ما شرطہ) ای من کونہ بقدر رأس المال أولاً۔ (الشامیہ: (۳۱۳/۳)، کتاب الشركة، مطلب فی تحقیق حکم التفاضل فی الربح، ط: سعید)۔

⑤ وان قل رأس مال أحدهما وکثر رأس مال الآخر واشترطا الربح بینہما علی السواء أو علی التفاضل فإن الربح بینہما علی الشرط۔ (الفتاویٰ الہندیہ: (۳۲۰/۳)، کتاب الشركة، الباب الثالث فی شركة العنان، الفصل الثانی فی شرط الربح والوضیعة وهلاک المال، ط: رشیدیہ)۔

(۲) وأما بیان ما یبطل به عقد الشركة فما یبطل به نوعان أحدهما یعم الشركات کلہا، والثانی: ینخص البعض دون البعض أما الذی یعم الكل فأنواع منها الفسخ من أحد الشریکین لأنه عقد جائز غیر لازم لکن محتملاً للفسخ فإذا فسخه أحدهما عند وجود شرط الفسخ ینفسخ۔ (بدائع الصنائع: (۷۸/۶)، کتاب الشركة، فصل وأما بیان ما یبطل به عقد الشركة، ط: سعید)۔

⑥ نفسخ الشركة بفسخ أحد الشریکین ولو المال عروضا۔ (شرح المجملہ لسلم رستم باز: ۵۶۷، المادة: ۱۳۵۳، کتاب العاشر فی أنواع الشركات، الباب السادس فی بیان شركة العقد، الفصل الرابع: فی بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشركة، ط: فاروقیہ)۔

⑦ الفتاویٰ الہندیہ: (۳۳۵/۲)، کتاب الشركة، الباب الخامس فی الشركة الفاسدة، ط: رشیدیہ۔

منافع میں بھی حصہ ملے گا،^(۱) اس میں کسی شریک کے لئے منافع میں سے اپنے حصے سے زائد کسی مخصوص رقم کی شرط لگانا ناجائز اور حرام ہوگا، یہی حکم شرکت عقود کی چاروں اقسام کے لئے ہے۔^(۲)

۵ شرکتِ املاک میں شریک تمام افراد یا کوئی فرد شرکت کو ختم کر کے الگ ہونا چاہے تو اسے اپنے مقررہ حصے، اصل منافع کے ساتھ موجودہ وقت کی قیمت کے لحاظ سے دے دینا ضروری ہے، اس میں کسی قسم کی زیادتی اور نقصان کی شرط لگانا جائز نہیں ہے، اور یہی حکم شرکت کی دوسری اقسام کے لئے بھی ہے۔^(۳)

(۱) تقسیم حاصلات الأموال المشتركة فی شركة الملك بین أصحابهم بنسبة حصصهم۔ (شرح المجملہ سلیم رستم باز: (۳۷۷/۱)، المادة: ۱۰۷۳، الكتاب العاشر فی أنواع الشركات، الباب الأول فی شركة الملك، الفصل الثانی فی كيفية التصرف فی الأعیان المشتركة ط: مکتبہ فاروقیہ)۔
 ۲ والربح فی شركة الملك علی قدر المال۔ (الشامیة: (۳۱۶/۳)، کتاب الشركة، مطلب اشترکا علی أن ما اشتریا من تجارة فهو بیننا ط: سعید)۔

۳ الشركة نوعان: شركة الملك وشركة العقد، فشركة الملك: أن یشارك رجلان فی ملك مال۔ والحکم واحد، وهو أن ما یولد من الزیادة یكون مشترکا بینهما بقدر الملك۔ (المبسوط للرخسی: (۱۵۱/۱)، کتاب الشركة ط: دار المعرفۃ بیروت)۔

۴ وحاصلاتها یضایب أن تكون علی هذه النسبة؛ لأن الغنم بالغرم۔ الحاصلات: هی اللبن والنتاج والصوف وأثمار الكروم والجنانن وثمر المبیع وبدل الإیجار والربح وما أشبه ذلك۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحكام: (۲۶/۳)، شرح المادة: ۱۰۷۳، ط: دار الجیل)۔

(۲) وشرط جواز هذه الشركات۔ وأن یكون الربح جزءا شاعافی الجملة لا معینا فان عینا عشرة أو مائة أو نحو ذلك كانت الشركة فاسدة۔ (الفتاویٰ الہندیة: (۳۰۲/۲، ۳۰۱)، کتاب الشركة، الباب الأول فی بیان أنواع الشركة۔ الخ ط: رشیدیہ)۔

۵ وشرطها أی: شركة العقد۔ وعدم ما یقطعها كشرط دراهم مسماة من الربح لأحدهما؛ لأنه قد لا یربح غیر المسمى۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۰۵/۳)، کتاب الشركة ط: سعید)۔

۶ ولا تجوز الشركة إذا شرط لأحدهما دراهم مسماة من الربح قال ابن المنذر: لا خلاف فی هذا لأحد من أهل العلم۔ (فتح القدير: (۱۷۰/۶)، کتاب الشركة، فصل: ولا تنعقد الشركة إلا بالدراهم والدنانیر۔ الخ ط: دار الکتب العلمیة)۔

(۳) تقسیم حاصلات الأموال المشتركة فی شركة الملك بین أصحابهم بنسبة حصصهم، فلذلك =

① مشترک املاک میں شریک افراد میں سے ہر فرد مشترکہ کاروبار اور

املاک میں شریک ہوتا ہے، امانت داری کے ساتھ آمد و صرف میں تصرف کرنا ہر فرد پر لازم ہوتا ہے، کوئی فرد آزادانہ اور من مانی تصرف کا مجاز نہیں ہوتا۔^(۱)

② إذا شرط لأحد الشركاء حصة أكثر من حصته من لبن الحيوان المشترك أو نتاجه لا يصح۔ (مجله الأحكام العدلية: (۲۰۶/۱)، الكتاب العاشر: الشركات، الباب الأول، الفصل الثاني: في بيان كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: نور محمد)۔

③ لم الشركه نوعان: شركة الملك وشركة العقد، فشركة الملك: أن يشترك رجلان في ملك مال... والحكم واحد، وهو أن ما يتولد من الزيادة يكون مشتركاً بقدر الملك۔ (المبسوط للرخسي: (۱۵۱/۱)، كتاب الشركة، ط: دار المعرفة، بيروت)۔

④ وأحكامها في شركة الملك صيرورة المجتمع من النصيبين مشتركا بينهما، وفي شركة العقد صيرورة المعقود عليه أو ما يستفاد به مشتركا بينهما۔ (البحر الرائق: (۱۲۲/۵)، كتاب الشركة، ط: سعيد)

(۱) يجوز لأحد الشريكين أن يتصرف مستقلاً في الملك المشترك باذن الآخر لكن لا يجوز له أن يتصرف تصرفاً مضرًا بالشريك۔ (مجله الأحكام العدلية: (۲۰۶/۱)، رقم المادة: (۱۰۷۱)، الكتاب العاشر: الشركات، الباب الأول، الفصل الثاني في بيان كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: نور محمد)

⑤ قال العلامة خالد الأتاسي: المقصود من هذه المادة، بيان أن الإذن المطلوب من أحد الشريكين للآخر بالتصرف في الملك المشترك إنما يبيح له التصرف فيه على وجه غير مضر بالشريك حتى لو أذن له بتحميل الدابة مثلاً فحملها فوق طاقتها يضمن لأن مطلق الإذن يتصرف إلى المتعارف وليس من المتعارف تحميلها فوق طاقتها۔ (شرح المجله لخالد الأتاسي: (۱۳/۳)، شرح المادة: ۱۰۷۱، ط: رشيديه)

⑥ مثلما يتصرف صاحب الملك المستقل في ملكه كيف شاء فأصحاب الملك المشترك يتصرفون أيضاً بالاتفاق كذلك) ولكن ليس لأحد منهم أن يتصرف فيه مستقلاً حتى لا يجوز لأحدهم أن يبنى على اليقظة المشتركة إلا برضا شركائه۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (۲۳۶/۱)، المادة: (۱۰۶۹)، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب الأول في شركة الملك وتقسيمها، الفصل الأول، ط: مكتبة فاروقيه)۔

⑦ تكمله رد المحتار: (۶۳/۸)، باب دعوى الرجلين، مطلب: لو كانت عرصة الحائط عريضة تقسم بينهما... الخ، ط: سعيد۔

⑧ لكل واحد من الشركاء أن يتصرف بما يناسب المصلحة، فلا يصح لأحدهم أن يتصرف تصرفاً يعود لتضرر على باقي الشركاء۔ (الفقه على المذاهب الأربعة: (۳۸/۳)، كتاب أحكام البيوع، بحث في تصرف الشركاء في المال وغيره، ط: مكتبة شان اسلام)۔

اگر کوئی شریک دوسرے شرکاء کی رضامندی کے خلاف آمد یا صرف میں تصرف کرتا ہے، تو وہ گنہگار ہوگا، کیونکہ یہ امانت داری کی خلاف ورزی ہے، یہی حکم شرکت کی تمام اقسام کے لئے ہے۔^(۱)

۲۳۲

❶ مشترکہ املاک اور کاروبار کے منافع کے ذریعہ اور اس کی بنیاد پر حاصل کیا ہوا تمام نقدی، خام مال، تیار مال، جائیداد، مکان، دکان وغیرہ مشترکہ سرمایہ شمار ہوگا، کسی شریک کی ذاتی ملکیت شمار نہیں ہوگی،^(۲) خواہ حاصل کی ہوئی جائیداد، مکان، دکان وغیرہ میں بعض افراد کا نام استعمال کیا گیا ہو یا سب کا، خواہ بعض شرکاء کی محنت اور کوشش زیادہ ہو اور بعض شرکاء کی کم، یا نہ ہونے کے برابر ہو۔^(۳)

❷ مختلف شرکاء میں سے جس کو اختیار دیا گیا ہے، اس نے اپنے طور پر یا سب کی رضامندی سے جو لین دین یا ادھار یا قرض کا معاملہ کیا تو یہ معاملہ سب کی

(۱) الشریکان أمینا بعضہا لبعض ومال الشركة فی ید کل واحد منہما فی حکم الودیعة۔ (مجلہ الأحکام العدلیة: (۲۵۹/۱)، المادة: (۱۳۵۰)، کتاب العاشر: الشركات، الباب السادس، الفصل الرابع فی بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشركة ط: نور محمد)۔

❶ أنظر أيضا رقم الحاشیة: ۵، علی نفس الصفحة۔

(۲) أنظر رقم الحاشیة: ۳، علی الصفحة السابقة۔

(۳) ولو شرط العمل علیہما جمیعاً صحت الشركة، وإن قل رأس مال أحدهما وکثر رأس مال الآخر واشترط الربح بینہما علی السواء أو علی التفاضل فإن الربح بینہما علی الشرط۔ وإن عمل أحدهما ولم يعمل الآخر بعدل أو بغير عدل صار كعملہما معاً، کذا فی المضمرة۔ (الفتاویٰ الہندیة: (۲۲۰/۳۲۰)، کتاب الشركة، الباب الثالث فی شركة العنان، الفصل الثانی فی شرط الربح والوضیعة۔ الخ: ط: رشیدیہ)۔

❶ شرح المجله لخالد الأتاسی: (۲۹۳/۳)، المادة: ۱۳۷۰، کتاب العاشر فی أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس: فی شركة العنان، المبحث الأول، ط: رشیدیہ)۔

❶ علم مما مر أن العمل لو كان مشروطاً علیہما لایلزم اجتماعہما علیہ كما هو صریح قوله: وإن عمل أحدهما فقط۔ (الشامیة: (۳۱۳/۳)، کتاب الشركة، مطلب فی توفیت الشركة وروایتان، ط: سعید)۔

طرف منسوب ہوگا، ہر شریک اس کا پابند رہے گا۔^(۱)

۳۳۳ (۲) ہر قسم کی شرکت میں مشترکہ مال سے کوئی شخص دوسرے شرکاء کی رضامندی کے بغیر نہ حج کر سکتا ہے نہ زکوٰۃ صدقہ و خیرات دے سکتا ہے، نہ کسی کو ہبہ یا وصیت کر سکتا ہے، اگر کسی شریک نے ایسا کیا ہے تو یہ اخراجات اسی کے حصے میں سے منہا ہوں گے، البتہ باقی شرکاء کی رضامندی سے یہ تمام کام جائز ہوں گے، کاروبار میں شریک حضرات کی اجازت کے بغیر اگر کسی شریک نے مشترکہ مال میں سے کچھ لیا خواہ قرض کے طور پر ہو یا تبرع اور احسان کے طور پر، تو شریک حضرات کے علم میں آنے کے بعد جس پر وہ راضی ہوں اس پر عمل ہوگا، اگر وہ قرض تسلیم کریں تو قرض کی ادائیگی ضروری ہوگی،^(۲) اور اگر احسان کے طور پر چھوڑ دیں تو معاف

(۱) يجوز لأبي كان من الشريكين حال كون رأس مال الشركة في يده أن يشتري بالنقد والنسيئة لأن كل ذلك من توابع التجارة. ويكون المال المشتري للشركة وإذا أدى الشريك ثمن المال المشتري من ماله فله الرجوع على شريكه بحصته لأنه وكيل عن شريكه وقد أدى ثمن المال المشتري من ماله. (درر الحکام شرح مجلة الأحكام: (۳۹۳/۳)، شرح المادة: ۱۳۷۳، الكتاب العاشر: الشريكات، الباب السادس، الفصل الأول في شركة العنان، ط: دار الجيل).

ط: بسميد. الدرر المعجم: (۳۱۳/۳)، كتاب الشركة، مطلب في دعوى الشريك أنه أدى الثمن من ماله.

ط: يجوز لكل واحد من الشريكين أن يبيع مال الشركة نقدًا ونسيئة بما قل أو أكثر. (شرح المجله لسليم رستم باز: (۵۷۳/۲)، رقم المادة: ۱۳۷۳، ط: مكتبة فاروقية).

(۲) أن كل واحد من الشريكين شركة ملك ممنوع من التصرف في نصيب صاحبه كغير الشريك من الأجانب إلا بإذنه لعدم تضمينها الوكالة. (تنقيح الفتاوى الحامدية: ۸۸/۱)، كتاب الشركة، ط: رشيدية، مجمع الأنهر: (۵۳۳/۲)، كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية.

ط: يجوز لأحد الشريكين أن يتصرف مستقلاً في الملك المشترك باذن الآخر لكن لا يجوز له أن يتصرف تصرفاً مضراً بالشريك. (شرح المجله لخالد الأتاسي: (۱۳/۳)، المادة: ۱۰۷۱، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب الأول، الفصل الثاني في بيان كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: رشيدية).

ط: ولا يجوز لهما في عنان ومفاوضة... ولا الهبة... فلم يجوز في حصة شريكه ولا القرض إلا بإذن شريكه إذا صريحا فيه. سراج، وفيه إذا قال له: اعمل برأيك فله كل التجارة إلا القرض والهبة =

مشترکہ املاک سے کسی شریک کی اپنی شادی یا اولاد کی شادی دوسرے شرکاء کی رضامندی کے بغیر درست نہیں، البتہ دوسرے شرکاء کی رضامندی سے جائز ہے، پھر رضامندی میں جس نوعیت کی رضامندی ہوگی اس پر عمل ہوگا، یعنی اگر قرض کے طور پر دینے پر راضی ہو تو قرض کے طور پر ادا کرنا ہوگا، اور اگر تمام شرکاء تبرع اور احسان کے طور پر راضی ہوں تو پھر ادا کرنا لازم نہیں ہوگا۔ (۲)

۲۳۳

= وكذا كل ما كان إتلافا للمال أو كان تمليكا) للمال (بغير عوض)۔ لأن الشركة وضعت للاسترباح وتوابعه وما ليس كذلك لا ينتظمه عقدها۔

قولہ: فلم يجز) أي ما ذكر من الهبة في حصة شريكه بل جاز في حصته إن وجد شرط الهبة من التسليم والقسمة فيما يقسم۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۱۹/۳، ۳۱۸)، كتاب الشركة، مطلب يملك الاستدانة بإذن شريكه، ط: سعيد)۔

☐ ولم يترك أحدهما مال الآخر بغير إذنه۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۲۸/۳)، كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، مطلب يرجح القياس، ط: سعيد)۔

☐ الفتاوى الهندية: (۳۳۶/۲)، كتاب الشركة، الباب السادس في المتفرقات، ط: رشيدية۔

☐ لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك الغير بلا إذنه أو وكالة منه أو ولاية عليه وإن فعل كان ضامنا۔ (شرح المجمل لسليم رستم باز: (۵۱/۱)، المادة: ۹۶، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: مكتبة فاروقية)۔

(۱) قال الله تعالى: خذ العفو وأمر بالعرف وأعرض عن الجاهلین۔ (سورة الأعراف: ۱۹۹)۔

☐ كل يتصرف في ملكه كيفما شاء۔ (شرح المجمل لسليم رستم باز: (۵۱/۱)، المادة: ۱۲۹۲، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب الثالث، الفصل الأول في بعض قواعد أحكام الأملاك، ط: مكتبة فاروقية)۔

☐ للمالك أن يتصرف في ملكه أي تصرف شاء۔ (بدائع الصنائع: (۲۶۳/۶)، كتاب الدعوى، فصل وأما بيان حكم الملك والحق الثابت في المحل، ط: سعيد)۔

(۲) وليس له أن يتزوج ولا أن يزوج مما ليك، لأنه ليس من التجارة والإذن إنما يتصرف إلى التجارة۔ (الجوهرية النيرة: (۵۸/۲)، كتاب المأذون، ط: حقايقه)۔

☐ وليس له أن يزوج عبدا من تجارتهما في قولهم جميعا؛ لأنه ليس من التجارة وهو ضرر محض فلا يملكه إلا بإذن نصاب۔ (بدائع الصنائع: (۷۲/۶)، كتاب الشركة، فصل وأما حكم الشركة، ط: سعيد) =

۱۰ شراکت میں کوئی شرط فاسد نہیں ہونی چاہیے، جن شرائط فاسدہ کی وجہ سے بیع کا معاملہ فاسد ہو جاتا ہے، ان کی وجہ سے شراکت بھی فاسد ہو جاتی ہے۔ اور شرط فاسد سے مراد وہ شرط ہے جس سے نفع میں شرکت کو ختم کرنا لازم آتا ہے (۱)

۱۱ شراکت اور مضاربت میں کسی فریق کے لئے مخصوص رقم کا منافع دینے یا لینے کا تعین ناجائز اور حرام ہے، مثلاً شریک یا مضارب اپنے سرمایہ کار سے یہ کہے کہ ماہانہ دو ہزار رقم آپ کو ہر صورت میں منافع کے طور پر ملے گی، باقی منافع آپس میں تقسیم کریں گے، یہ ناجائز اور سود ہے۔ (۲)

۱۲ الدر المختار مع الرد: (۳۱۸/۳)، کتاب الشركة، مطلب: إذا اشتركا على أن ما اشترى من تجارة فهو بينهما ط: سعيد۔

۱۳ أنظر أيضا رقم الحاشية: ۵ على الصفحة السابقة: ۱۳۰، وأيضاً رقم الحاشية: ۱ على نفس الصفحة۔

۱۴ وتفسد باشتراط دراهم مسماءة من الربح لأحدهما) لقطع الشركة كما مر، لا لأنه شرط لعدم فسادها بالشروط، وظاهره بطلان الشرط لا الشركة۔

قوله: لا لأنه شرط۔ إلخ) يعني أن علة الفساد ما ذكر من قطع الشركة وليست العلة اشتراط شرط فاسد فيها، لأن الشركة لا تفسد بالشروط الفاسدة۔ (الدر مع الرد: (۳۱۶/۳)، كتاب الشركة، مطلب: اشتركا على أن ما اشترى من تجارة فهو بينهما ط: سعيد۔

(۲) وشرط جواز هذه الشركات۔۔۔ أن يكون الربح جزءاً شائعاً في الجملة لا معيناً فإن عيناً عشرة أرمائة أو نحو ذلك كانت الشركة فاسدة۔ (الفتاوى الهندية: (۳۰۱/۲، ۳۰۲)، كتاب الشركة، الباب الأول في بيان أنواع الشركة۔ إلخ، ط: رشيدية)۔

۱۵ بدائع الصنائع: (۵۹/۶)، كتاب الشركة، فصل: وأما بيان شرائط جواز هذه الأنواع، ط: سعيد۔

۱۶ ولا تجوز الشركة إذا شرط لأحدهما دراهم مسماءة من الربح) قال ابن المنذر: لا خلاف في هذا لأحد من أهل العلم۔ (فتح القدير: (۱۷۰/۶)، كتاب الشركة، فصل: ولا ينعقد الشركة إلا بالدراهم والدنانير، ط: دار الكتب العلمية)۔

۱۷ الدر مع الرد: (۳۱۶/۳)، كتاب الشركة، مطلب: اشتركا على أن ما اشترى من تجارة فهو بينهما ط: سعيد۔

شرائط استصناع

”استصناع کی شرائط“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۷/۱)

۲۳۶

شرائط بیع مباحہ

”بیع مباحہ کی شرائط“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۸/۲)

شرائط جو میمورنڈم میں ہوں

”میمورنڈم میں لکھی ہوئی شرائط“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۰/۶)

شرائط کی ایک اور تقسیم

کچھ شرائط ایسی ہیں، جن کو پورا کرنا انسان کے لئے ممکن ہوتا ہے، اور اس سے بائع (سیلر) یا مشتری (خریدار) یا بیع (بیچی گئی چیز) کا فائدہ بھی ہوتا ہے تو عقد بیع میں ایسی شرط لگانے سے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔^(۱)

اور کچھ شرائط ایسی ہیں کہ ان کو پورا کرنا انسان کے لئے عام طور پر ممکن نہیں ہے، اور اس کے اختیار سے باہر ہے تو بیع میں ایسی شرط لگانے سے بیع فاسد نہیں ہوگی، بلکہ ایسی شرط خود فاسد اور لغو (بے کار) ہو جائے گی۔

مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ میں آپ کو یہ کتاب بیچتا ہوں اس شرط پر کہ آپ اس کو لے کر آسمان پر چلے جائیں گے، اب آسمان پر جانا عام طور پر مشکل ہے تو ایسی

(۱) ولا بیع بشرط۔۔۔ لا یقتضیہ العقد ولا بلائمه وفيه نفع لأحدہما أو۔۔۔ لمبیع۔ (الدر المختار مع

الرد: (۸۴/۵، ۸۵)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی البیع بشرط فاسد، ط: سعید۔

فتاویٰ الہندیہ: (۳/۳)، کتاب البیوع، الباب الأول فی تعریف البیع و رکنہ و شرطہ۔۔۔ إلخ، ط:

رشیدیہ۔

وکل شرط لا یقتضیہ العقد وفيه منفعۃ لأحد المتعاقدين أو للمعقود علیہ و هو من أهل الاستحقاق

بفسدہ۔ (الہدیۃ: (۶۱/۳)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رحمانیہ۔

شرط لغو ہو جائے گی، اور بیع فاسد نہیں ہوگی۔ (۱)

۲۳۷

کچھ شرائط ایسی ہیں کہ وہ شرعاً ممنوع ہیں، مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ میں آپ کو یہ کتاب اس شرط پر بیچتا ہوں کہ آپ کے بیٹے آپ کے انتقال کے بعد اس کے وارث نہیں ہوں گے، اب یہ شرط ایسی ہے کہ اس کو پورا کرنا شرعی اعتبار سے انسان کے اختیار میں نہیں ہے، کیونکہ وراثت کے اعتبار سے حق دار ہونے کا حکم اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمایا، کوئی انسان اللہ کے حکم کو بدل کر کسی وارث کو وراثت سے محروم نہیں کر سکتا، لہذا یہ شرط بھی لغو ہو جائے گی، اور بیع جائز ہو جائے گی۔ (۲)

شرائط کی تین قسمیں ہیں

بیع میں جو شرائط لگائی جاتی ہیں، ان کی تین قسمیں ہیں:

① پہلی قسم وہ ہے جو عقد بیع کے تقاضے کے مطابق ہو، وہ جائز ہے، مثلاً

(۲، ۱) إذا باع ثوباً على أن لا يبيعه المشتري أو لا يهبه أو ذابة على أن لا يبيعها أو يهبها أو طعاماً على أن يأكله ولا يبيعه ذكر في المزارعة ما يدل على جواز البيع فإنه قال لو شرط أحد المزارعين في المزارعة على أن لا يبيع الآخر نصيبه ولا يهبه فالمزارعة جائزة والشرط باطل۔ وهكذا روى الحسن في المجرّد عن أبي حنيفة رحمه الله۔ وفي الإملاء عن أبي يوسف أن البيع بهذا الشرط فاسد۔ ووجهه أنه شرط لا يفضيه العقد ولا يلائمه ولا جرى به التعارف بين الناس فيكون مفسداً كما في سائر الشرائط المفسدة والصحيح ما ذكر في المزارعة لأن هذا شرط لا منفعة فيه لأحد فلا يوجب الفساد وهذا لأن فساد البيع في مثل هذه الشروط لتضمنها الربا وذلك بزيادة منفعة مشروطة في العقد لا يقابلها عوض ولم يوجد في هذا الشرط لأنه لا منفعة فيه لأحد إلا أنه شرط فاسد في نفسه لكنه لا يؤثر في العقد فالعقد جائز والشرط باطل۔ ولو باع ثوباً على أن يحرقه المشتري أو داراً على أن يخرّبها فالبيع جائز والشرط باطل لأن شرط المضرة لا يؤثر في البيع على ما ذكرنا۔ (بدائع الصنائع: (۱۷۰/۵)، كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الصحة فأشياء ط: سعيد)۔

② الدر مع الرد: (۸۶/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في الشرط الفاسد إذا ذكر بعد

العقد أو قبله ط: سعيد۔

③ البحر الرائق: (۸۶/۶)، كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

④ الجوهر النيرة: (۲۳۷/۱)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: حقايق۔

خریدار چیز خریدتے وقت بیچنے والے سے یہ کہے کہ میں تم سے یہ چیز اس شرط پر خرید رہا ہوں کہ تم مجھے سودا ہوتے ہی فوراً چیز حوالہ کر دو گے، تو یہ شرط عقد بیع کے تقاضے کے بالکل مطابق ہے، کیونکہ سودا ہونے کے بعد بیچنے والے کے لئے بیع (چیز) حوالہ کرنا ضروری ہے۔^(۱)

۲۳۸

⑤ دوسری قسم وہ شرط ہے، جو عقد بیع کے تقاضے کے اندر براہ راست داخل تو نہیں ہوتا لیکن عقد بیع کے مناسب ہے، اس کو اصطلاح میں ”ملائم عقد“ کہتے ہیں۔ مثلاً دکاندار ادھار پر سامان بیچتے ہوئے خریدار سے کہے کہ میں تمہیں ادھار سامان بیچتا ہوں اس شرط پر کہ تم پیسے وقت پر ادا کر دو گے اس کا کوئی کفیل لا کر دو، تو یہ شرط عقد بیع کے مناسب ہے۔

یاد دکاندار یا سامان بیچنے والا خریدار سے یہ کہے کہ میں آپ سے اس شرط پر بیع کرتا ہوں کہ آپ میرے پاس رہن کے طور پر کوئی چیز رکھیں گے، اگر آپ نے مقررہ وقت پر پیسے ادا نہیں کئے تو میں رہن کی اس چیز کو بیچ کر اپنا پیسہ وصول کر لوں گا، تو یہ شرط بھی عقد کے مناسب ہے، اور جائز ہے، اس قسم کی شرط کو اصطلاح میں ”شرط ملائم“ کہتے ہیں۔

(۱) واشترط شرط يقتضيه العقد لا يوجب فساد العقد كما إذا اشترى بشرط التسليم. (بدائع الصنائع: ۱۷۲/۵)، کتاب البيوع، فصل وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد).

⑥ فمثال ما يقتضيه العقد: تسليم المبيع على البائع وتسليم الثمن على المشتري فإن العقد يقتضي ذلك بصيغته. فإذا اشترط في العقد تسليم المبيع أو تسليم الثمن كان شرطاً يقتضيه العقد. (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: ۲۲۶/۲)، کتاب أحكام البيع، مبحث البيع بشرط، ط: دار إحياء التراث العربی)

⑦ البيع بشرط يقتضيه العقد صحيح والشرط معتبر)۔ كما لو باع بشرط تسليم المبيع على البائع۔ فالبيع صحيح والشرط معتبر؛ لأن هذا الشرط يقتضيه العقد. (شرح المجله لسليم رستم باز: ۷۰/۱)، المادة: ۱۸۶، الكتاب الأول في البيوع، الباب الأول في المسائل المتعلقة بعقد البيع، الفصل الرابع في حق البيع بشرط، ط: فاروقیہ۔

تیسری قسم وہ شرط ہے جو مقتضائے عقد کے اندر بھی داخل نہیں، اور بظاہر عقد بیع کے ملائم اور مناسب بھی نہیں، لیکن اس قسم کی شرط بیع (خرید و فروخت) کے وقت رکھنا تاجروں کے درمیان معروف اور رائج ہوگئی۔

مثلاً کوئی شخص کسی سے اس شرط کے ساتھ جو تا خریدے کہ بائع (بیچنے والا) اس کے اندر تلو الگادے گا، تو یہ شرط مقتضائے عقد کے خلاف ہے، لیکن یہ شرط جائز ہے، کیونکہ یہ متعارف ہوگئی ہے۔^(۱)

شرح سو و کو معیار بنانا

”سو و کی شرح کو معیار بنانا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۰/۴)

شرط

☆ خرید و فروخت میں ایسی شرط لگانا جس کی شریعت نے اجازت نہیں دی، یا خرید و فروخت اس قسم کی شرط کا تقاضا نہیں کرتی، یا اس شرط کی وجہ سے بائع یا خریدار میں سے کسی ایک کو خاص طور پر فائدہ ہوتا ہے اور عرف عام میں اس قسم کی

(۱) يجب أن يعلم بأن الشرط الذي يشترط في البيع لا يخلو إما أن كان شرطاً يقتضيه العقد ومعناه أن يجب بالعقد من غير شرط فإنه لا يوجب فساد العقد كشرط تسليم المبيع على البائع..... وإما أن كان شرطاً لا يقتضيه العقد على التفسير الذي قلنا إلا أنه يلائم ذلك العقد ونعني به أنه يؤكده موجب العقد وذلك كالبيع بشرط أن يعطي المشتري كفيلاً بالثمن..... وكذا البيع بشرط أن يعطي المشتري بالثمن رهناً..... وإن كان الشرط شرطاً لا يلائم العقد إلا أن الشرع ورد بجوازه كالخيار والأجل أو لم يرد الشرع بجوازه ولكنه متعارف كما إذا اشترى نعلاً وشراكاً على أن يحذوه البائع جاز البيع استحساناً. (الفتاوى الهندية: ۱۳۳/۳)، كتاب البيوع، الباب العاشر في الشروط التي تفسد البيع والتي لا تفسده، ط: رشيدية).

تبيين الحقائق: (۵۷/۳)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه، ملتان۔

فتح الملهم: (۱/۲۲۹، ۲۳۰)، كتاب المساقاة والمزارعة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه،

لتفصيل مسألة الشرط في البيع، مذهب الحنفية، ط: دارالعلوم كراچی۔

شرط نہیں لگائی جاتی ہے، تو ایسی شرط لگانے سے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔^(۱)
☆ جو شرط خرید و فروخت کے موافق و مناسب ہے وہ لگانا جائز ہے، اس

سے بیع فاسد نہیں ہوتی۔^(۲)

☆ وہ شرط جس سے بائع یا خریدار میں سے کسی ایک کا فائدہ ہوتا ہو، لیکن اس قسم کی شرط لگانے کا رواج ہو اور اس کی وجہ سے بعد میں جھگڑا بھی نہ ہوتا ہو تو ایسی شرط لگانا جائز ہے، جیسے موجودہ دور میں الیکٹرونکس سامان کی خریداری میں ایک یا پانچ سال تک فری سروس کی شرط لگانا اور زیادہ مقدار میں مال خریدنے کی صورت میں قیمت میں سے خصوصی طور پر رعایت کرنے کی شرط رکھنا، ادھار سودا ہونے کی صورت میں قیمت کی وصولی کے لئے رہن (MORTGAGE) یا ضامن (GUARANTOR) کی شرط رکھنا۔^(۳)

(۱) والأصل فيه أن كل شرط لا يقتضيه العقد وهو غير ملائم له ولم يرد الشرع بجوازه ولم يجز التعامل فيه وفيه منفعة لأهل الاستحقاق مفسد - (تبيين الحقائق: ۵۷/۳)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه، ملتان)۔

☞ الدر المختار مع الرد: (۸۳/۵، ۸۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في البيع بشرط فاسد، ط: سعيد۔

☞ البحر الرائق: (۸۵/۶)، كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(۲) وإن كان الشرط ملائماً للبيع لا يفسده كالبیع بشرط كفيل بالثمن - (البحر الرائق: ۸۵/۶)، كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)۔

☞ والأصل هنا أن كل ما كان ملائماً للعقد لا يكون مفسداً له - (حاشية الشلبى على التبيين: ۱۵/۱۳۱)، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امداديه، ملتان)۔

☞ تبيين الحقائق: (۵۷/۳)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه، ملتان)۔

(۳) خلاصة مذهب الحنفية أنه إن كان المشروط في البيع شرطاً يقتضيه العقد، أو يلائم العقد، أو شرطاً جرى به العرف فيما بين الناس، فهو جائز، ولا يفسد به البيع - ومثال الشرط الذي يلائم العقد، كما في البدائع، ما إذا باع على أن يعطيه المشتري بالثمن رهناً أو كفيلاً - ومثال الشرط الذي جرى به العرف، ما إذا اشترى نعلاً على أن يحدوه البائع، أو جراباً على أن يخزونه له خفياً - قال السرخسي رحمه الله تعالى في المبسوط: "وإن كان شرطاً لا يقتضيه العقد، وفيه عرف ظاهر، فذلك جائز أيضاً، =

☆ بیع کرتے وقت ایسی شرط اور کام سے بچنا ضروری ہے، جس کے انجام میں بائع اور خریدار کے درمیان جھگڑا ہو، ورنہ بیع فاسد ہو جاتی گی۔^(۱)

شرط فاسد سے شرکت فاسد ہو جاتی ہے
”شرکت فاسد ہو جاتی ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

شرط فاسد شرکت میں

”شرکت میں شرط فاسد“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۹/۳)

= كما لو اشترى نعلا وشراكا بشرط أن يحذوه البائع، لأن الثابت بالعرف ثابت بدليل الشرعي، ولأن في النزاع عن العادة الظاهرة حرجا بيننا“۔ وقال الكاساني في البدائع: والقياس أن لا يجوز، وهو قول زفر رحمه الله۔ وجه القياس أن هذا الشرط لا يقتضيه العقد، وفيه منفعة لأحد المتعاقدين، وإنه مفسد۔ ولنا أن الناس تعاملوا هذا الشرط في البيع، كما تعاملوا الاستصناع، فسقط القياس بتعامل الناس، كما سقط في الاستصناع۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۱/۳۸۷، ۳۸۸)، الباب الثاني في الشرط الفاسد أو الاستثناء في البيع، الشرط الفاسد، المذهب الحنفي، ط: معارف القرآن)۔
تكملة فتح الملهم: (۱/۲۲۹، ۲۳۰)، كتاب المساقات والمزارعة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، مذهب الحنفية، ط: دار العلوم كراچی۔

تبدائع الصنائع: (۵/۱۷۱، ۱۷۲)، كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الصحة، ط: سعيد۔

المبسوط للسرخسي: (۱۳/۱۳، ۱۵)، باب البيوع إذا كان فيها شرط، ط: دار المعرفة۔

(۱) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده: أن رسول الله عليه وسلم نهى عن بيع وشرط۔ (مسند الإمام أبي حنيفة: ص: ۱۶۰)، باب العين، روايته عن عمرو بن شعيب، ط: مكتبة الكوثر)۔

تأن علة النهي عن البيع بالشرط الوارد في الحديث الشريف ما يثيره البيع بالشرط من النزاع بين المتبايعين؛ لأن غاية الشارع إنما هي قطع النزاع وحسم الخلاف بين الناس۔ (درر الأحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/۱۵۹)، شرح المادة: ۱۸۸)، الكتاب الأول البيوع، الباب الأول، الفصل الثالث في حق مجلس البيع، ط: دار الجيل)۔

تأيذا وقع في البيع شرط نافع لأحد العاقدين كان أحد العاقدين طالبا لهذا الشرط والاخر هاربا منه وأدى ذلك إلى النزاع بينهما فلا يكون العقد تاما۔ (درر الأحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/۱۶۱)، شرح المادة: ۱۸۹، ط: دار الجيل)۔

شرط کا ذکر سودا کرتے وقت نہیں کیا

ایسی شرط جس سے بیع فاسد ہو جاتی ہے، اگر فریقین عقد کرنے سے پہلے وہ شرط طے کر لیں، لیکن عقد کرتے وقت اس شرط کا ذکر نہ کریں، تو یہ بیع صحیح ہو جائے گی، مثلاً عقد کرنے سے پہلے یہ طے کر لیں کہ اگر زید، بکر سے یہ سامان خریدے گا تو بکر زید کو دس ہزار روپیہ قرض دے گا، پھر زید نے بکر سے سامان خریدا لیکن سودا کرتے ہوئے قرض کی شرط ذکر نہیں کی تو بیع صحیح ہو جائے گی، کیونکہ عقد کرتے ہوئے ذکر نہ کرنے کی وجہ سے قانون کی نظر میں وہ شرط مفقود ہے، اور زید کو قانونی طور پر قرض لینے کا حق نہیں ہوگا، اور بکر بھی قانونی طور پر قرض دینے کا پابند نہیں ہوگا۔^(۱)

۲۳۲

شرط کی خلاف ورزی کرنے سے معاہدہ کا حکم

اگر فریقین کے درمیان چند شرائط کے تحت کوئی معاہدہ ہوا ہے، اور کسی ایک فریق نے معاہدہ کی شرط کی خلاف ورزی کی تو معاہدہ خود بخود ختم نہیں ہوگا، البتہ اس بنیاد پر دوسرا فریق بھی معاہدہ کو صراحتاً فسخ کرنا چاہے تو فسخ کر سکتا ہے جب تک معاہدہ صاف اور واضح الفاظ میں فسخ نہیں کرے گا تب تک وہ معاہدہ ختم نہیں ہوگا اور معاملہ بھی۔^(۲)

(۱) إذا ذكر المتبايعان شرطاً مفسداً للبيع خارج العقد وجرى العقد دون أن يذكر فيه ذلك الشرط وبنى عليه فالبيع لا يكون فاسداً۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحكام: (۱۶۱/۱)، شرح المادة: ۱۸۹)، کتاب الأول البيوع، الباب الأول، الفصل الثالث في حق مجلس البيع، ط: دار الجیل۔
لو شرطاً شرطاً فاسداً قبل العقد ثم عقداً لم يطل العقد۔ (الشامية: ۸۳/۵)، کتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في البيع بشرط فاسد، ط: سعید۔

لو تواضعا على الوفاء قبل العقد ثم عقداً خالياً عن شرط الوفاء، فالعقد جائز ولا عبرة للمواضعة (الدر المختار مع الرد: (۲۷۵/۵)، کتاب البيوع، باب الصرف، مطلب في بيع الثلج، ط: سعید۔

(۲) فصل فيما يفسخ به عقد المعاملة: منها: صريح الفسخ، ومنها: الإقالة، ومنها: انقضاء المدة، ومنها: موت متعاقدين۔ (بدائع الصنائع: (۱۸۸/۶)، کتاب المعاملة، حكمة المعاملة الفاسدة، ط: سعید۔

شرط کے ساتھ بیع کرنا

”بیع بالشرط“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۹/۲)

۲۳۳

شرط لگا کر کوئی چیز فروخت کرنا

مثلاً اگر کوئی شخص اپنا گھر فروخت کرتے وقت یہ شرط لگا دے کہ میں گھر فروخت کرنے کے بعد بھی اس میں مثلاً تین مہینے تک رہوں گا، تو یہ شرط فاسد ہے، اس شرط فاسد کی وجہ سے بیع فاسد ہو جائے گی، کیونکہ شریعت مقدسہ نے بیع و شراء کے دوران ایسی شرط رکھنے سے منع کر دیا ہے جس سے خریدنے والے یا فروخت کرنے والے یا بیع (بیچی گئی چیز) کا فائدہ ہو۔

ہاں اگر سودا کرتے وقت یہ شرط نہیں رکھی گئی، بلکہ بعد میں تین مہینے تک رہنے کی مثلاً درخواست کی اور خریدار نے منظور کر لیا تو یہ جائز ہوگا، کیونکہ یہ شرط نہیں ہوگی، بلکہ ایک قسم کے احسان کے مترادف ہوگا۔^(۱)

(۱) ولا بیع بشرط لا یقتضیہ العقد ولا یلائمہ و فیہ نفع لأحدہما أو لمبیع، تنویر الأبصار۔ (شامی: ۱۵/۸۴) باب البیع الفاسد، ط: سعید۔

لو کان فی الشرط منفعۃ لأحد المتعاقدين بأن شرط البائع ان یقرض المشتري أو علی القلب یفسد العقد۔ (خلاصۃ الفتاوی: ۵۰/۳) کتاب البیوع، الفصل الخامس فی البیع، ط: رشیدیہ

الہندیہ: (۳/۳) کتاب البیوع، الباب الأول فی تعریف البیع، ورکنہ و شرطہ۔ الخ، ط: رشیدیہ

إذا ذکر المتبايعان شرطاً مفسداً للبیع و جرى العقد دون أن یذکر فیہ وینی علیہ فالبیع لا یكون فاسداً۔ (درر الحکام شرح مجلۃ الأحکام: ۱۶۱/۱)، شرح المادۃ: ۱۸۹، کتاب الأول البیوع، الباب الأول، الفصل الثالث فی حق مجلس العقد، ط: دار الجیل۔

وان ذکر البیع من غیر شرط ثم ذکر الشرط علی وجه المواءمۃ جاز البیع۔ (مجمع الضمانات: ۲۳۳/۱)، باب فی البیع، ط: دار الکتاب الاسلامی۔

مجمع الأنهر: (۳۱/۳)، کتاب الاکرام، ط: دار الکتب العلمیہ۔

الحقائق: (۱۸۳/۵)، کتاب الإکرام، ط: دار المعادین، ملتان۔

شرط لگانا بیع میں

۲۴۴

خرید و فروخت کے وقت بیع میں ایسی شرط لگانا جو عقد کے تقاضے کے خلاف ہو، اور اس میں خریدنے والے یا فروخت کر نیوالے یا جو چیز فروخت کی جا رہی ہے اس کا نفع اور فائدہ ہو تو ایسی شرط لگانے سے بیع فاسد ہو جاتی ہے، اور شرط بھی فاسد ہو جاتی ہے۔^(۱)

شرکاء کا کل حصص کسی ایک شریک کو فروخت کرنا

”مشترکہ چیز کسی ایک شریک کو فروخت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

شرکاء میں سے ایک شریک کا انتقال ہو جائے

اگر شراکت کے کاروبار کی مدت کے دوران شرکاء میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو مرنے والے کے ساتھ شراکت کا معاہدہ ختم ہو جائے گا، اس صورت میں اس کے وارثوں کو اختیار ہوگا، چاہیں تو مرنے والے شریک کا حصہ واپس لے لیں اور اگر چاہیں تو شراکت کے اس معاہدہ کو جاری رکھیں۔^(۲)

(۱) عمرو بن شعیب عن أبيه عن جده: أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع وشرط. (مسند الإمام أبي حنيفة: (ص: ۱۶۰)، باب العين، روايته عن عمرو بن شعيب، ط: مكتبة الكوثر).

مجمع الزوائد: (۱۵۲/۳)، رقم الحديث: ۲۳۸۶، كتاب البيوع، باب ماجاء في الصفقتين في صفقة أو الشرط في البيع، ط: دار الفكر، بيروت).

معجم الأوساط للطبرانی: (۳۳۵/۳)، رقم الحديث: ۳۳۶۱، باب العين، من اسمه عبد الله، ط: دار الحرمين، القاهرة.

بلوغ المرام: (ص: ۱۸۱)، كتاب البيوع، ط: قديمی

وانظر أيضا، الهامش السابق.

(۲) وبطل الشرکة۔ بموت أحدھما (علم الآخر أولاً)۔ الدر المختار مع الرد: (۳۲۷/۳)، كتاب الشرکة، فصل فی الشرکة الفاسدة، مطلب: يرجح القياس، ط: سعید).

مجمع الأنهر: (۵۶۳/۲)، كتاب الشرکة، فصل فی الشرکة الفاسدة، ط: دار الکتب العلمیة.

شرکت

۲۳۵) ہر شخص کاروبار کے تمام اثاثوں کا مشترکہ طور پر مالک ہوتا ہے، ہر شریک دوسرے شریک کا وکیل ہوتا ہے، ہر شخص کی ذمہ داری یکساں ہوتی ہے، مثلاً کوئی دین اور قرض واجب ہو تو اس کو ادا کرنے کی ذمہ داری تمام شرکاء کی برابر ہوگی۔ (۱)

= شرح المجملہ لسلم رسم باز: (۵۶۷/۲)، رقم المادة: ۱۳۵۲، الكتاب العاشر فی أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الرابع فی بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشركة ط: مکتبہ فاروقیہ۔ قلت: أرايت إذا مات أحد الشريكين؟ قال: إذا مات أحدهما لم يكن للباقي منهما أن يحدث في المال الباقي، ولا في السلع قليلا ولا كثيرا إلا برضا الورثة، لأن الشركة حين مات أحدهما انقطعت فيما بينهما، وصار نصيب الميت للورثة، وهذا رائي۔ (المدونة الكبرى: (۸۳/۱۲)، كتاب الشركة، انشاء في أحد الشريكين يموت ط: مطبعة السعادة)۔

لا يملك الشريك الشركة إلا بإذن شريكه جوهره۔ (الدر مع الرد: (۳۱۷/۳)، مطلب اشركا على أن ما اشترى من تجارة فهو بينهما ط: سعيد)۔

(۱) يتضمن كل قسم من شركة العقد الوكالة، وذلك أن كل واحد من الشركاء وكيل للآخر في تصرفه بمعنى البيع والشراء وفي تقبل العمل بالأجرة۔

وقال العلامة سليم رسم باز: وذلك ليكون ما استفاد بالتصرف مشتركا بين الشركاء ليتحقق حكم عقد الشركة المطلوب منه وهو الاشتراك في الربح إذ لو لم يكن كل منهما وكيلًا عن صاحبه في النصف وأصيلًا في الآخر لا يكون المستفاد مشتركا لا اختصاص المشتري بالمشتري۔ (شرح المجملہ لسلم رسم باز: (۵۶۰/۲)، المادة: ۱۳۳۳، الكتاب العاشر فی أنواع الشركات، الباب السادس، تفصل الثاني: فی بیان شرائط شركة العقد العمومية ط: مکتبہ فاروقیہ)۔

كما يتضمن الشركة الوكالة فيما يحصله أحد الشريكين يكون مشتركا بينهما فيكون المحصل قد حصل النصف لنفسه بطريق الأمانة والنصف الآخر لشريكه بطريق الوكالة۔ (درر الحکام شرح مجلة الحکام: (۳۳۸/۳)، شرح المادة: ۱۳۳۳، ط: دار الجليل)۔

كما في العامدية عن محيط السرخسي في فصل ما يجوز لأحد شريكي العنان: لو استقرض أحدهما لا لزمهما؛ لأن الاستقرض تجارة ومبادلة معني؛ لأنه يملك المستقرض ويلزمه رد مثله فشا به صافرة أو الاسعارة، وأيهما كان نفذ على صاحبه اهـ۔۔۔۔۔ لكن لا يخفى أن هذا لا ينافي ما مر عن هوأه؛ لأن ما استقرضه أحدهما يملكه المستقرض لعدم الإذن فينفذ عليه، فإذا أخذ المال =

☆ شرکت میں کاروبار کی طرف سے کسی پر دعویٰ ہو یا کسی کی طرف سے

کاروبار پر دعویٰ ہو تو تمام شرکاء مدعی اور مدعی علیہ ہوں گے۔^(۱)

☆ شرکت کا الگ سے کوئی قانونی وجود نہیں ہوتا۔^(۲)

☆ شرکت میں کوئی شریک شرکت فسخ کر کے اپنا سرمایہ نکالنا چاہے تو نکال

= و وضعه في مال الشركة و كان المال في يده يصدق فله أخذ نظيره، لما قدمه المصنف أن الشريك أمين في المال فيقبل قوله بيمينه (الشامية: (۳۳۰/۳، ۳۳۱)، كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة مطلب: إذا قال الشريك استقرضت ألفا فالقول إن المال بيده، ط: سعيد).

(۱) تتضمن شركة العنان الوكالة فقط ولا تتضمن الكفالة، فعليه إذا لم تذكر الكفالة حين عقدها فلا يكون الشركاء كفلاء بعضهم لبعض — وأما سبب عدم تضمنها الكفالة فهو أن ثبوت الكفالة في المفاوضة لضرورة المساواة بين الشركاء مع أن شركة العنان لا تقتضي ذلك (مجمع الأنهر) فعليه إذا لم تذكر الكفالة حين عقد شركة العنان بصورة خاصة فلا يكون الشركاء كفلاء بعضهم لبعض — لكن إذا ذكرت الكفالة أيضا حين عقد شركة العنان وكان الشركاء أهلا للكفالة فيكون الشركاء كفلاء بعضهم لبعض وفي هذا الحال إذا ذكر جميع شروط المفاوضة تكون الشركة المذكورة شركة مفاوضة انظر المادة الثالثة. أما إذا لم يذكر الكفالة فقط فلا تكون شركة مفاوضة بل تكون شركة عنان وكفالة وتصح لأن المعتبر في شركة العنان عدم اعتبار الكفالة لا اعتبارها، كما أنه يعتبر من الجهة عدم اعتبار العوض لا اعتباره. (درر الأحكام شرح مجلة الأحكام: (۳۵۰/۳، ۳۵۱، المادة: ۱۳۳۵، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب الخامس في بيان النفقات المشتركة، الفصل الثاني في بيان شرائط شركة العقد العمومية، ط: دار الجليل).

قلت: لكن في الخانية: ولا يكون في شركة العنان كل واحد منهما كفيلا عن صاحبه إذا لم يذكر الكفالة بخلاف المفاوضة. ومقتضاه أنه يكون كفيلا إذا ذكر الكفالة، وهذا ترجيح للاحتمال الثاني، ولعل وجهه أن الكفالة متى ذكرت في عقد الشركة تثبت تبعالها وضمنا لا قصدا؛ لأن الشركة لا تنافي الكفالة بل تستدعيها، لكنها لا تثبت فيها إلا باقتضاء اللفظ لها كلفظ المفاوضة أو بذكرها في العقد تأمل. (شامی: (۳۱۱/۳)، كتاب الشركة، مطلب في شركة العنان، ط: سعيد).

(۲) قوله: شروط العاقد: ويشترط في العاقدين كونهما حريين، عاقلين، يعرفان النفع والضرر، ويأمران العقد على بصيرة وتثبت. (حجة الله البالغة: (۱۹۱/۲)، من ابواب ابتغاء الرزق، ط: دار الكتب

العلمية)

☆ شرکت میں ذمہ داری کا روبرو بار کے اثاثوں تک محدود نہیں ہوتی۔ (۲)

۲۳۷

شرکت اختیاری

یہ شرکت شرکاء کے اپنے اختیار سے عمل میں آتی ہے، مثال کے طور پر دو شخص مل کر کوئی سامان خریدتے ہیں، یہ سامان مشترکہ طور پر دونوں کی ملکیت ہوتا ہے، اس مشترکہ چیز کے حوالے سے ان دونوں کے درمیان جو تعلق ہوتا ہے، اس کو ”شرکت الملک“ کہتے ہیں، اس شرکت میں ان دونوں کے درمیان جو تعلق ہوا ہے، وہ ان دونوں کی مرضی سے وجود میں آیا ہے، اس لئے اس کو ”شرکت اختیاری“ کہنا

(۱) تنفیخ الشركة بفسخ أحد الشريكين ولو المال عروضا، ولكن يشترط أن يعلم الآخر بفسخه، ولا تنفیخ الشركة ما لم يعلم الآخر بفسخ الشريك۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: ۵۶۷/۲)، المادة: ۱۳۵۳، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الرابع في بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشركة ط: مكتبة فاروقية۔

❏ الدر مع الرد: (۳۲۸، ۳۲۷/۳)، كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، مطلب: يرجع القياس، ط: سعيد۔

❏ البحر الرائق: (۱۸۵/۵)، كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، ط: سعيد۔

(۲) قال في أنفع: وبعد ما حلى القاضي سبيله فلصاحب الدين أن يلازمه في الصحيح۔ وله أن يلازمه بنفسه وإخوانه وولده ممن أحب۔ (الشامية: ۳۸۷/۵)، كتاب القضاء، مطلب في ملازمة المدين، ط: سعيد۔

❏ أن الحق لا يسقط بتقادم الزمان۔ (الشامية: ۳۲۰/۵)، كتاب القضاء، فصل في الحبس، مطلب هل ينفي النهي بعدموت السلطان، ط: سعيد۔

❏ الأشباه والنظائر: (ص: ۲۱۹)، كتاب القضاء والشهادات والدعاوى، ط: قديمي۔

❏ والدين الصحيح هو ما لا يسقط إلا بالأداء أو الإبراء۔ (الدر المختار مع الرد: ۳۰۲/۵)، كتاب الكفالة، مطلب: كفالة المال قسما۔ الخ، ط: سعيد۔

(۱) بھی صحیح ہے۔

۲۳۸

شرکت اضطراری

یہ شرکت، شرکاء کے کسی عمل کے بغیر خود بخود عمل میں آجاتی ہے، مثلاً کسی شخص کے انتقال کے بعد اس کے تمام ملکیت کی چیزوں میں وارثوں کی مشترکہ ملکیت آجاتی ہے۔ (۲)

شرکتِ اعمال

شراکت کی یہ قسم دو یا دو سے زیادہ فریقوں کے درمیان ہوتی ہے، یہ شراکت ہاتھوں سے کام کرنے والے کاریگروں کے درمیان ہوتی ہے، اس وجہ سے اس کو ”شرکتہ الصناع“ بھی کہتے ہیں، جیسے: بڑھئی اور لوہار کے درمیان یا لوہار اور لوہار کے درمیان شرکت ہو، اس کو ”شرکتِ اعمال“ کہتے ہیں۔ اس شرکت کی بھی دو

(۱) الحنفیہ - قالوا: تنقسم الشركة أولاً إلى قسمين شركة ملك وشركة عقود فأما شركة الملك فهي عبارة عن أن يملك شخصان فأكثر عيناً من غير عقد الشركة۔ ثم إن شركة الملك تنقسم إلى قسمين شركة جبر وشركة اختيار۔ وأما شركة الاختيار فهي أن يجتمع في ملك عين باختيارهما كما إذا خلطا مالهما بالاختيار أو اشتريا عيناً بالاشتراك أو وصى لهما بمال فقبلاه فإن ذلك كله ملك باختيار الشريكين وركن شركة الملك اجتماع النصيبين فمتى اجتمع نصيب شخص مع نصيب آخر تحققت شركة الملك۔ (الفقه على المذاهب الأربعة: (۳۷۳)، كتاب أحكام البيوع، مباحث الشركة، تعريفها وأقسامها، ط: مكتبة شان اسلام)۔

مجمع الأنهر: (۵۳۲/۲، ۵۳۳)، كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية۔

الدر مع الرد: (۳۰۰/۳)، كتاب الشركة، مطلب: الحق أن الدين يملك، ط: سعيد۔

(۲) الشركة الجبرية: هي الاشتراك الحاصل بغير فعل المتشاركين كالإشتراك الحاصل في صورة التوارث۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۳۵۷/۱)، المادة: ۱۰۶۳، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب الأول، الفصل الأول في تعريف وتقسيم شركة الملك، ط: مكتبة فاروقية)۔

شركة الجبر هي أن يجتمع شخصان فأكثر في ملك عين قهراً كما ورثا مالاً۔ (الفقه على المذاهب الأربعة: (۳۶۳)، كتاب أحكام البيوع، مباحث الشركة، تعريفها وأقسامها، ط: مكتبة شان اسلام)۔

الدر مع الرد: (۳۰۰/۳)، كتاب الشركة، مطلب: الحق أن الدين يملك، ط: سعيد۔

① شرکتِ مفاوضہ ② شرکتِ عنان۔ (۱)

۲۳۹

شرکت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے قبل شرکت پر معاملہ کیا تھا، سائب نے کہا آپ بہترین شریک تھے، نہ آپ سے کوئی اختلاف ہوتا تھا نہ کوئی جھگڑا نہ لڑائی۔ (۲)

(۱) شرکت الأعمال: وهي أن يتفق صانعان فأكثر كسجارين أو حدادين أو أحدهما نجار والآخر حداد على أن يشتركا من غير مال على أن يتقبلا الأعمال ويكون الكسب بينهما... وتنقسم الأبدان إلى قسمين أيضا مفاوضه و عنانا۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۶۸/۳) كتاب أحكام البيوع، الشركة، تعريفها وأقسامها، ط: دار إحياء التراث العربي)

② وتقبل إن اشترك خياطان أو خياط وصباغ على أن يتقبلا الأعمال ويكون الكسب بينهما... ونسعى شركة الصنائع وشركة الأعمال وهذه الشركة جائزة عندنا۔

(قولہ: وتسمى شركة الصنائع) قال الاتقاني رحمه الله: اعلم أولاً أن شركة الصنائع تسمى "شركة التقبل" و "شركة الأعمال" و "شركة الأبدان"؛ لأن العمل بالبدن يكون، ثم اعلم أنها قد تكون مفاوضه وقد تكون عناناً۔ (تبيين الحقائق مع خشية الشلبي: (۳۲۰/۳، ۳۲۱) كتاب الشركة، ط: امدادية ملتان)

③ تحفة الفقهاء: (۱۱/۳) كتاب الشركة، الشركة بالأعمال، ط: دار الكتب العلمية۔

④ الدرع الرد: (۳۲۱/۳) كتاب الشركة، مطلب في شركة التقبل، ط: سعيد۔

(۲) عن السائب، قال للنبي صلى الله عليه وسلم: كنت شريكاً في الجاهلية فكنت خير شريك لا تداريني ولا تعاريني۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۵) أبواب التجارات، باب الشركة والمضاربة، ط: قديمي)

⑤ سنن أبي داود: (۳۲۲/۲) رقم الحديث: ۴۸۳۵، كتاب الأدب، باب في كراهية المرء، ط: رحمانية۔

⑥ السنن الكبرى للبيهقي: (۷۸/۶) كتاب الشركة، باب الاشتراك في الأموال والهدايا، ط: إدارة تاليفات اشرفية۔

شرکت ختم کرنا کاروبار جاری رکھ کر

”کاروبار ختم کئے بغیر شرکت ختم کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۰/۵)

شرکتِ صناعت

شرکتِ صناعت: یعنی دو آدمی ہیں، جن کے پاس سرمایہ نہیں ہے، بلکہ مال تیار کرنے کے آلات یا مشینیں موجود ہیں، وہ دونوں مل کر ایسے آلات حرفہ اور مشینوں کے ذریعہ شراکتی کام شروع کرنے کا معاہدہ کرتے ہیں کہ جو بھی نفع و نقصان ہوگا، اس میں دونوں آدمی آدھے آدھے کے اعتبار سے مثلاً، ایک تہائی یا دو تہائی کے اعتبار سے شریک ہوں گے، شریعت کی رو سے یہ کاروبار بھی جائز اور حلال ہے۔^(۱)

شرکتِ عقود

☆ ”شرکتِ عقود“ کی چار قسمیں ہیں:

① شرکتِ مفاوضہ۔

② شرکتِ عنان۔

(۱) شركة الأعمال عبارة عن عقد الشركة على تقبل الأعمال) كما إذا اتفق خياطان أو خياط وصباغ على تقبل الأعمال (فالأجيران المشترك كان يعقدان الشركة على تعهد والتزام العمل الذي يطلب ويكلف من طرف المستأجرين سواء كانا متساويين أو متفاضلين في ضمان العمل)۔ (شرح للمجلة لسليم رستم باز: (۵۷۸/۲)، رقم المادة: ۱۳۸۵، الكتاب العاشر في أنواع الشركة، الباب السادس في شركة العنان، المبحث الثاني، ط: مكتبة فاروقية)۔

شرکتِ الأعمال وهي أن يتفق صانعان فأكثر كنجارين أو حدادين أو أحدهما نجار والآخر حداد على أن يشتركا من غير مال أن يتقبلا الأعمال ويكون الكسب بينهما۔ (الفقه على المذاهب الأربعة: (۳/۳۸)، كتاب احكام البيوع، مباحث الشركة، تعريفها وأقسامها، ط: مكتبة شان اسلام)۔

شرکتِ الأعمال جائزة بلا خلاف بين أصحابنا، لأن مبناها على الوكالة والوكالة على هذا الوجه جائزة، بأن يؤكل خياط أو قصار وكيلا يتقبل له عمل الخياطة والقصارة۔ (بدائع الصنائع: (۶۳/۶)، كتاب الشركة، وأما بيان شرائط جواز هذه الأنواع، ط: سعيد)

⑥ شرکت مناعہ (شرکت تقبیل)۔

⑦ شرکت وجوہ۔^(۱)

☆ شرکت عقودیہ وہ شرکت ہے جس میں دو فریق ایک دوسرے کے ساتھ معاہدہ کر کے شریک ہوتے ہیں، اس کی تین قسمیں ہیں:

① شرکت مال۔

② شرکت ابدان۔

③ شرکت وجوہ۔

ان میں سے ہر ایک قسم کو پھر دو صورتوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

① شرکت المفاوضۃ۔

② شرکت العنان۔^(۲)

شرکت عنان

شرکت عنان میں مختلف آدمی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق مختلف مقدار میں سرمایہ لگاتے ہیں اور کاروبار میں جو بھی نفع اور نقصان ہوتا ہے اس میں تمام شرکاء رقم

(۱) وأما شركة العقد... أربعة أقسام: المفاوضة، والعنان، شركة الوجوه، وشركة التقبيل. (المبسوط للسرخسي: (۱۵۱/۱۱)، كتاب الشركة، ط: دار المعرفة).

① الدر المختار مع الرد: (۳۰۵/۳)، كتاب الشركة، مطلب شركة العقد، ط: سعيد.

② الجوهر في النيرة: (۳۳۳/۱)، كتاب الشركة، ط: حقاہیہ.

(۲) وشركة العقود أن يقول أحدهما شاركتك في كذا ويقبل الآخر... ثم شركة العقود على ثلاثة أوجه: شركة بالمال، وشركة بالأعمال، وشركة بالوجوه. وكل قسم ينقسم إلى قسمين: مفاوضة، وعنان. (تبين الحقائق: (۳۱۳/۳) كتاب الشركة، ط: امداديه ملتان)

① تحفة الفقهاء: (۵/۳) كتاب الشركة، شركة العقود، ط: دار الكتب العلمية.

② بدائع الصنائع: (۵۶/۶) كتاب الشركة، ط: سعيد.

کے تناسب سے یا معاہدہ کے مطابق مشترکہ طور پر شریک ہوتے ہیں، اس کو شرکت عنان کہتے ہیں۔

۲۵۲

مثلاً تین آدمی سزاقتی کاروبار کے لئے سرمایہ لگاتے ہیں، ایک کا سرمایہ ایک لاکھ، دوسرے کا سرمایہ دو لاکھ، اور تیسرے کا سرمایہ تین لاکھ، کل چھ لاکھ بن گئے، نفع و نقصان رقم کے تناسب سے ایک لاکھ والا چھٹا حصہ، اور دو لاکھ والا تہائی حصہ اور تین لاکھ والا نصف حصہ طے کر لیتے ہیں یا رقم کے تفاوت کے باوجود تمام شرکاء نفع و نقصان میں برابر برابر شریک ہونے پر رضامند ہو جاتے ہیں، شریعت کی رو سے یہ بھی جائز ہے، اور حلال کاروبار ہے۔^(۱)

شرکت عنان کی شرائط

”شرکت عنان“ میں شرکت مفادوضہ کی طرح کڑی شرطیں نہیں ہیں، مثلاً:

① فریقین کے سرمایہ کی نسبت مختلف ہو سکتی ہیں۔

② بچے اور بڑے، بالغ اور نابالغ کے درمیان شرکت ہو سکتی ہے۔

(۱) شركة العنان: وهي أن يشترك اثنان في مال لهما على أن يتعجرا فيه والربح بينهما، وهي جائزة بالإجماع كما ذكر ابن المنذر۔ (الفقه الاسلامي وأدلته: (۷۹۷/۳)، الفصل الخامس: الشركات، المطلب الأول۔ شركة العنان، ط: دار الفکر)۔

❑ لا يشترط في الشريكين شركة العنان أن يكون رأس مالهما متساويا، فيجوز أن يكون رأس مال أحدهما أزيد من رأس مال الآخر۔ ولا يكون كل واحد منهما مجبورا على إدخال جميع نقوده في رأس المال بل لهما أن يعقدا الشركة على مجموع مالهما أو على مقدار منه۔ أي لا يشترط التساوي في شركة العنان فتصح مع التفاضل في رأس المال بأن يكون لأحدهما ألف وللآخر ألفان، وفي الربح بأن يكون ثلثا الربح لأحدهما وثلثه للآخر، وتصح مع التساوي فيهما أي في رأس المال والربح، وفي أحدهما دون الآخر۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (۵۷۱/۲)، المادة: ۱۳۶۵، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس في شركة العنان، المبحث الأول، ط: مكتبة فاروقية)

❑ الدر مع الرد: (۳۱۲/۳، ۳۱۱)، كتاب الشركة مطلب في شركة العنان، ط: سعيد

۱۵ اس میں تمام شریکوں کا مذہب ایک ہونا ضروری نہیں ہے۔

۱۶ مال کی شراکت میں جائیداد کے استعمال اور تصرف کے اختیارات اور

کاروبار کے معاملات میں حصہ لینے کی نسبتیں اور شرحیں مختلف ہو سکتی ہیں، سرمایہ کا مساوی اور برابر ہونا ضروری نہیں۔

۱۷ منافع کی تقسیم سرمایہ کے تناسب سے نہیں بلکہ آپس میں طے شدہ شرحوں

کے مطابق کی جاسکتی ہے۔

۱۸ نقصان ہر فریق کے سرمایہ کی نسبت سے ہوگا۔^(۱)

شرکت کا مال چوری سے بیچنا

شرکت کا مال چوری سے بیچنا اور لوگوں کے لئے جان بوجھ کر خریدنا جائز

نہیں ہے، اگر کسی نے خرید لیا تو واپس کرنا ضروری ہے۔^(۲)

(۱) (وإنما عنان إن تضمنت وكالة فقط) بیان لشرطها (فتصح من أهل التوكيل) كصبي ومعتوه يعقل البيع (وإن لم يكن أهلاً للكفالة) ... (وتصح ... مع التفاضل في المال دون الربح وعكسه، وبعض المال دون بعض ... (والربح على ما شرطوا) مع (عدم الخلط) لاستناد الشركة في الربح: إلى العقد لا المال فلم يشترط مساواة أو اتحاد و خلط۔

(قوله: والربح على ما شرطوا) أي من كونه بقدر رأس المال أو لا، ... وقيد بالربح؛ لأن

الوضعية على قدر المال وإن شرط غير ذلك۔

(قوله: فلم يشترط ... الخ) تفریع علی قوله: ومع التفاضل وما عطف عليه۔ (الدر المختار

مع الرد: (۳۱۱/۳، ۳۱۴) كتاب الشركة، مطلب في شركة العنان، ط: سعيد۔

(۲) (قوله: فتصح من أهل التوكيل) عم الرجال والنساء، والبالغ والصبي المأذون والحر والعبد

المأذون له في التجارة، والمسلم والكافر۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۵۱۷/۳) كتاب

الشركة، ط: دار المعرفة)

(۳) الفتاوى الهندية: (۳۱۹/۲) كتاب الشركة، الباب الثالث في شركة العنان، الفصل الأول في

تفسيرها وشرائطها وأحكامها، ط: رشيدية۔

(۲) "الحرام ينتقل" قال المحقق في رد المحتار أي: تنتقل حرمة وان تداولته الأيدي، وتبدلت

الأملاك۔ (شامی: (۹۸/۵) باب البيع الفاسد، مطلب: فی تعیین الدرہم فی العقد الفاسد، ط: سعید) =

مثال کے طور پر تین بھائی آپس میں شریک ہیں، ان میں سے ایک بھائی باقی دونوں بھائیوں سے چھپا کر کوئی چیز فروخت کر دے اور پیسے اپنے پاس رکھ لے تو یہ شرکت کے مال کو چوری کر کے بیچ رہا ہے، تو ایک شریک کا چوری چھپے اس طرح مال بیچنا اور لوگوں کے لئے جان بوجھ کر اس قسم کا مال خریدنا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے اتفاق سے خرید لیا تو واپس کرنا ضروری ہے، کیونکہ ایسے مال کو لینا، دوسرے آدمی کو فروخت کرنا یا اپنے کام میں لانا جائز نہیں ہے۔

۲۵۳

شرکت کا معنی

”شرکت کا معنی حصہ دار بننا اور اس کی دو قسمیں ہیں، شرکت الملک، شرکت

العقد۔ (۱)

☞ ومانقل عن بعض الحنفية من ان الحرام لا يتعدى إلى ذمتين، سألت عنه الشهاب ابن الشلبی، فقال: هو محمول على ما إذا لم يعلم بذلك، اما من رأى المكاس يأخذ من أحد شيننا من المكس، ثم يعطيه اخر، ثم يأخذه من ذلك الاخر، فهو حرام۔ (شامی: ۳۸۵/۶) کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البيع، ط: سعید

☞ قال عليه السلام: من اشتري سرقه، وهو يعلم انها سرقة فقد شرك في عارها واثمها، (فيض القدير: ۵۶۵۳/۱۱) رقم الحديث: (۸۳۳۳) ط: مكتبة نزار مصطفى الباز

(۱) والشركة، بفتح الشين وكسر الراء، وكسر الشين وإسكان الراء، وفتح الشين وإسكان الراء، وفيه لغة رابعة: شرك، بغير تاء التانيث. قال تعالى: {و ما لهم فيها من شرك} (سبأ: ۲۲). أي: من نصيب، وجمع الشركة: شرك، بفتح الراء وكسر الشين، يقال: شركته في الأمر أشركه شركة، والاسم الشرك وهو: النصيب. قال صلى الله عليه وسلم: (من أعتق شركا له، أي: نصيبا وشريكا الرجل ومشاركة سواء۔ وهي على نوعين: شركة الملک۔ والنوع الثاني: شركة العقد۔ (عمدة القاري: ۱۳/۵۶)، كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية۔

☞ الشركة في الأصل نوعان: شركة الأملاك وشركة العقود۔ (بدائع الصنائع: ۵۶/۶)، كتاب الشركة، ط: سعید۔

☞ مجمع الأنهر: (۵۳۲/۲)، كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية۔

شرکت کو فسخ کرنا

عقد شرکت میں ہر فریق کو جب بھی وہ چاہے عقد شرکت کو ختم کرنے کا حق (۲۵۵)

حاصل ہوگا، البتہ اس میں یہ شرط ہے کہ جو فریق شرکت ختم کرنا چاہتا ہے، وہ دوسرے فریق کو شرکت ختم کرنے کی اطلاع یا نوٹس دے،^(۱) پھر اس کے بعد شرکت کے سرمایہ کی تقسیم اس طرح کی جائے کہ سب سے پہلے یہ دیکھا جائے کہ کل اثاثے نقد کی شکل میں ہیں یا سامان کی شکل میں، اگر تمام اثاثے نقد ہیں، اور کچھ منافع بھی حاصل ہوا ہے تو سب سے پہلے فریقین اپنے حصص کے تناسب سے سرمایہ واپس لیں، اس کے بعد منافع تقسیم کر لیں، اور اگر اثاثے نقد کی شکل میں نہیں ہیں تو شرکاء اس اثاثے کو فروخت کر کے نقد بنا لیں، پھر اسے باہم تقسیم کر لیں۔^(۲)

(۱) تنفیخ الشركة بفسخ أحد الشريكين (ولو المال عروضاً) (ولكن يشترط أن يعلم الآخر بفسخه ولا تنفیخ الشركة ما لم يعلم الآخر بفسخ الشريك)۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۵۶۷/۲)، المادة: ۱۳۵۳، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الرابع في بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشركة ط: مكتبة فاروقية)۔

❏ الدر مع الرد: (۳۲۷/۳، ۳۲۸)، كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، مطلب: يرجح القياس، ط: سعيد۔

❏ البحر الرائق: (۱۸۵/۵)، كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، ط: سعيد۔

(۲) يحصل رأس المال أولاً ليظهر الربح۔ (المبسوط للرخسي: (۱۶۰/۱۱)، كتاب الشركة، استحقاق الربح في طريق الشركة ط: دار المعرفة)۔

❏ ما لم يظهر رأس المال لا يظهر الربح۔ (الفتاوى الهندية: (۳۰۷/۲)، كتاب الشركة، الباب الأول لربان أنواع الشركات، الفصل الثالث فيما يصلح أن يكون رأس المال وما لا يصلح، ط: رشيدية)۔

❏ وإذا اقتسما ضرب كل واحد منهما برأس ماله، أو بقيمته يوم يقتسمون؛ لما بينا أن المعتبر قيمة رأس المال وقت القسمة لإظهار الربح؛ فإنه لما لم يصل إلى كل واحد منهما جميع رأس ماله لا يظهر الربح لقسما بينهما۔ (المبسوط للرخسي: (۱۷۹/۱۱)، كتاب الشركة، باب شركة المغارضة، ط: دار المعرفة)

شرکت کو وقت سے پہلے ختم کرنا

۲۵۲

بینک میں مقررہ مدت پوری ہونے سے پہلے شرکت ختم کرنے والے کو اپنا حصہ کم قیمت پر کسی شریک کو فروخت کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے اور یہ جائز نہیں ہے۔
غرض کہ اپنا حصہ کم قیمت پر بیچنے پر مجبور کرنا، اور نفع بھی حقیقی کے بجائے تخمینی طور پر دینا شریعت کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، اور ایسا معاملہ کرنا بھی ناجائز ہے، ہاں اگر شرکت ختم کرنے والے کو اپنا حصہ کم قیمت پر فروخت کرنے پر مجبور نہ کیا جائے اور نفع بھی حقیقت کے مطابق دیں تو جائز ہوگا، لیکن بینک والے کبھی بھی شریعت کے مطابق نہیں کریں گے۔^(۱)

(۱) فلو اکثرہ بقتل أو ضرب شدید۔ أو حبس۔۔۔ حتی باع أو اشتری أو أقر أو أجر فسوخ ماعقدہ ولا یطل حق الفسخ بموت أحدهما۔ (الدر مع الرد: ۱۳۰/۶، ۱۲۹)، کتاب الاکرام ط: سعید۔

والذی یظہر أن التراضی لابد منه ایضاً، فإنه لا یفہم من باعہ و باع زید عبده إلا أنه استبدل به بالتراضی، وأن الأخذ غصبا وإعطاء شیء آخر من غیر تراض لا یقول فیہ: أهل اللغة باعہ۔ (فتح القدير: ۲۲۹/۶)، کتاب البیوع، ط: دار الکتب العلمیة۔

الفتاویٰ الہندیة: (۳۶/۵)، کتاب الاکرام، الباب الأول، ط: رشیدیہ۔

البحر الرائق: (۳۳۱/۵)، کتاب البیوع، ط: رشیدیہ۔

عن أبي حرة الرقاشی عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تنظلموا إلا لا یحل مال امرئ إلا بطیب نفس منه۔ (مشكاة المصابیح: ص: ۲۵۵، کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: قدیمی)۔

لا یحل لامرئ من مال أخیه شیء إلا بطیب نفس منه۔ (کنز العمال: (۶۳۸/۱۰)، رقم الحدیث: ۳۰۳۳۵، کتاب الغصب من قسم الأقوال، ط: مؤسسة الرسالة)۔

لا یجوز لأحد من المسلمین أخذ مال أحد بغير سبب شرعی۔ (الشامیة: ۶۱/۳)، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ط: سعید)۔

البحر الرائق: (۳۱/۵)، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ط: سعید۔

الفتاویٰ الہندیة: (۱۶۷/۲)، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، فصل فی التعزیر، ط: رشیدیہ

شرکت کی برکت کب ختم ہوتی ہے

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کی مدد و شریکوں کے ساتھ اس (۲۵۷) وقت تک ہوتی ہے جب تک خیانت نہ کریں، اگر خیانت کریں گے تو ان کی تجارت بنا دی جائے گی، اور اس میں برکت ختم ہو جائے گی۔^(۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ کا فرمان یہ ہے کہ میں دو شریکوں کے درمیان تیسرا شریک ہوں، جب تک ان میں سے کوئی ایک خیانت نہ کرے۔^(۲)

شرکت کے امور میں اللہ تعالیٰ کی شمولیت

شرکت کا کوئی بھی کام ہو، مثلاً تجارت، دکانداری، صنعت اور حرفت وغیرہ میں شرکت ہو تو اس میں اللہ تعالیٰ کی اعانت اور مدد شامل رہتی ہے، اور اگر شرکاء میں سے کوئی شریک خیانت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت ختم ہو جاتی ہے، اور جب

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يد الله على الشريكين مالم يخن أحدهما صاحبه، فإذا خان أحدهما صاحبه دفعها عنهما۔ (الترغيب والترهيب: (۳۵۷/۲)، تحت رقم الحديث: ۲۷۸۶، كتاب البيوع، باب الشركة، ط: دار الكتب العلمية)۔

(۲) سنن الدارقطني: (۳۴۲/۳)، رقم الحديث: ۲۹۳۳، كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة۔
وفى الحديث: يد الله على الشريكين مالم يتخاونا فإذا تخاونا دفع يده عنهما۔ (إحياء علوم الدين: (۷۶/۲)، كتاب آداب الكسب والمعاش، ط: دار المعرفة)۔

(۱) إن الله تعالى يقول أنا ثالث الشريكين) بالمعونة وحصول البركة والنماء (مالم يخن أحدهما صاحبه) بترك أداء الأمانة وعدم التحرز من الخيانة (فإذا خاناه) بذلك (خرجت من بينهما) يعني نزع البركة من مالهما۔ (فيض القدير للمناوي: (۷۱۱/۲)، حرف الألف، ط: دار الحديث القاهرة)۔

(۲) عن أبي حيان التميمي عن أبيه عن أبي هريرة رفعه قال: إن الله تعالى يقول أنا ثالث الشريكين مالم يخن أحدهما صاحبه فإذا خاناه خرجت من بينهما۔ (سنن أبي داود: (۱۲۵/۲)، كتاب البيوع، باب الشركة، ط: رحمانية)۔

(۱) الترغيب والترهيب: (۳۵۶/۲)، رقم الحديث: ۲۷۸۶، كتاب البيوع وغيرها، الترهب من خيانة أحد الشريكين، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۳)، كتاب البيوع، باب الشركة والوكالة، الفصل الثاني، ط: قديمي۔

اللہ تعالیٰ کی اعانت اور نصرت ختم ہو جائے گی تو نقصان اور خسارہ کے سوا اور کیا ہوگا، چنانچہ تجربہ یہی ہے کہ جب شرکاء میں سے کوئی شریک گڑ بڑ کرتا ہے تو نفع درکنار اصل سرمایہ تک ڈوب جاتا ہے۔

۲۵۸

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دو شریکوں کے درمیان تیسرا میں ہوں، جب تک کہ ان میں سے کوئی خیانت نہ کرے، جب کوئی خیانت کرتا ہے تو میں درمیان سے نکل جاتا ہوں۔^(۱)

شرکت کے شرائط

کاروباری شرکت درست ہونے کے لیے کچھ شرائط بھی ہیں، ان میں سے

اہم شرائط یہ ہیں:

❶ باہمی رضامندی: یعنی لین دین اور شرکت میں باہمی رضامندی ایک

بنیادی شرط ہے۔^(۲)

(۱) عن أبي حيان التيمي عن أبيه عن أبي هريرة رفعه قال: إن الله تعالى قال: أنا ثالث الشريكين ما لم يخن أحدهما صاحبه فإذا خانه خرجت من بينهما - (سنن أبي داود: ۱۲۵/۲) كتاب البيوع، باب في الشركة، ط: رحمانيه

❷ مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۳) كتاب البيوع، باب الشركة والوكالة، الفصل الثاني، ط: قديمي۔
❸ السنن الكبرى للبيهقي: (۷۸/۶) كتاب الشركة، باب الأمانة في الشركة وترك الخيانة، ط: إدارة تالیفات اشرفیہ۔

(۲) لا خلاف بين الفقهاء في أن حل أموال الناس منوط بالرضا، كقوله تعالى: [يأيتها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل إلا أن تكون تجارة عن تراضٍ منكم]، ... واختلفوا في كون الرضا في التصرفات شرطاً أولاً؟ فذهب الحنفية إلى أن الرضا شرط لصحة العقود التي تقبل الفسخ - وهو العقود المالية من بيع وإجارة، ونحوها - أي أنها لا تصح إلا مع التراضي - (الموسوعة الفقهية الكويتية: ۲۳۳/۲۲) حرف الراء، "رضا" ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت

❹ أن الأصل في العقود هو التراضي، والشركة عقد يقوم على التراضي - (الفقه الإسلامي وأدلته: =

۵ فریقین کا بالغ ہونا: شرکت کا معاہدہ صحیح ہونے کے لیے ایک شرط یہ بھی ہے کہ فریقین بالغ ہوں، کیونکہ نابالغ اور بچے کا معاہدہ معتبر نہیں ہے۔^(۱)

۲۵۹

۶ عاقل ہونا: فریقین کا بالغ ہونے کے ساتھ عاقل ہونا بھی ضروری ہے۔ تاکہ وہ کاروباری معاملات کو اچھی طرح سمجھ سکیں، مجنون اور بے عقل کا معاہدہ قابل قبول نہیں۔^(۲)

۷ کاروبار کا جائز ہونا: جس کاروبار میں شراکت ہو رہی ہے، وہ کاروبار بھی شریعت میں جائز ہو، حرام اشیاء اور منشیات یا دوسری ناجائز چیزوں کے کاروبار میں شراکت جائز نہیں۔^(۳)

(۳۹۷۲/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الخامس: الشركات، المبحث الثاني: شركة المضاربة، شركة التضامن، ط: رشیدیہ
الموسوعة الفقهية: (۲۱۹/۳۰، ۲۲۰) حرف العين، "عقد" أركان العقد، الثالث: الرضا والاختيار، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت۔

(۲، ۱) (يتضمن كل قسم من شركة العقد الوكالة... فلذلك كما أن العقل والتمييز شرط في الوكالة بشرط على العموم في الشركة أن يكون الشركاء عاقلين ومميزين أيضاً)... (تتضمن شركة العنان أو وكالة فقط) لتصح من أهل التوكيل كصبي مأذون بالتجارة و معتوه يعقل البيع وإن لم يكن أهلاً للكفالة؛ لأنها لا تقتضي الكفالة بل الوكالة... (لكن إذا ذكرت الكفالة حين عقد شركة العنان يكون الشركاء كفلاء بعضهم لبعض) ولكن يشترط حينئذ أن يكون الشركاء بالغين لتصح الكفالة۔ (شرح المعجلة لرمس باز: (۵۶۰/۲، ۵۶۱) المادة: ۱۳۳۳، ۱۳۳۵، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الثاني، ط: مكتبة فاروقية)

تتمرد الحکام شرح مجلة الأحكام: (۳۶۶/۳) شرح المادة: ۱۳۳۳، ط: دار الكتب العلمية۔
حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۵۱۷/۲) كتاب الشركة، ط: دار المعرفة۔

(۲) ولكن يشترط في شركة الأعمال أن يجوز العمل شرطين: الشرط الأول: أن يكون حلالاً، فلا تصح الشركة في العمل الحرام كالاشراك في السرقة والغصب والارتشاء۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحكام: (۳۸۰/۳) المادة: ۱۳۵۹، الكتاب العاشر: الشركات، الباب السادس، الفصل الخامس لشرح شركة الأموال والأعمال، ط: دار الجيل)

رضها أو الغاء لا يصح۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحكام (۳۱۱/۳) المادة: ۱۳۸۵، ط: دار الجيل) =

۳۰ فریقین کے نفع کا حصہ پہلے سے متعین ہونا: شراکت درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ فریقین کے نفع کا تعین بھی شراکت سے پہلے طے ہو جائے تاکہ بعد میں کوئی جھگڑا پیدا نہ ہو۔^(۱)

۳۱ نقصان کی ذمہ داری کا بھی تعین ہو: کاروبار میں جس طرح نفع کا امکان ہے اسی طرح اچانک نقصان کا امکان بھی ہے، نقصان ہونے کی صورت میں دونوں فریق اپنے اپنے سرمایہ کی شرح سے نقصان کو برداشت کریں گے۔^(۲)

شرکت کے لئے وقت مقرر کرنا

شرکاء آپس کی رضامندی سے شرکت کی جو مدت مقرر کرنا چاہیں، مقرر

☞ وزاد في البحر: قيد أن يكون العمل حلالاً؛ لمافي البزازية: لو اشتر كافي عمل حرام لم يصح اهر (شامی: ۳۲۲/۳) كتاب الشركة، مطلب في شركة التقل، ط: سعيد

☞ البحر الرائق: (۱۸۱/۵) كتاب الشركة، ط: سعيد

(۱) فيشر ط للشركة بجميع أنواعها أمران... ثانياً: وهو متعلق بالربح أن يكون الربح جزاً شائفاً معلوماً... فإن كان مجهولاً أو معيّنًا بعدد فإن العقد يفسد... أما الأول فلأن الجهالة في الربح توجب النزاع۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: ۷۸/۳) مباحث الشركة، شروط الشركة وأحكامها، ط: دار إحياء التراث العربي

☞ يشترط بيان الوجه الذي سيستقيم فيه الربح بين الشراء، وإذا بقي مبهمًا ومجهولاً تكون الشركة فاسدة۔ (شرح المجلة لرستم باز: ۵۶۱/۲) المادة: ۱۳۳۶، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الثاني، ط: مكتبة فاروقيه

☞ درر الأحكام شرح مجلة الأحكام: (۳۵۱/۳) المادة: ۱۳۳۶، أيضاً، ط: دار الجيل۔

(۲) الضرر والخسارة التي تحصل بلا تعد ولا تفصيل تقسم في كل حال بنسبة مقدار رؤوس الأموال۔ وإذا شرط خلاف ذلك فلا يعتبر۔ (شرح المجلة لرستم باز: ۵۷۲/۲) المادة: ۱۳۶۹، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس في شركة العنان، المبحث الأول، ط: مكتبة فاروقيه

☞ مجمع الأنهر: (۵۵۳/۲) كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية۔

☞ البحر الرائق: (۷۳/۵) كتاب الشركة، ط: سعيد۔

کر سکتے ہیں مثلاً دو سال، تین سال وغیرہ۔^(۱)

شرکت مال

۳۶۱

شرکت مال میں دو یا دو سے زائد افراد معین مال کے ساتھ منافع کمانے کی غرض سے ایک دوسرے کے ساتھ منافع کی نسبت طے کر کے شریک ہوتے ہیں اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

① شرکتِ مفاوضہ ② شرکتِ عنان^(۲)

شرکت متناقصہ

تعارف: ہاؤس فنانسنگ کا دوسرا طریقہ شرکت متناقصہ پر مبنی ہے جو مندرجہ ذیل نکات پر مشتمل ہوگا:

① سب سے پہلے گاہک اور کمپنی ”شرکت ملک“ کی بنیاد پر مکان خریدیں گے، جس کے بعد وہ مکان مشترک ہو جائے گا، اور جس فریق نے اس کی خریداری میں جس تناسب سے رقم لگائی ہوگی، اس تناسب سے وہ اس مکان کا مالک ہوگا، لہذا

(۱) وان وقال ذلك (أى للشركة) وقتا بأن قال: ما اشترت اليوم فهو بيننا صح التوقيت، فما اشتراه بعد اليوم يكون للمشتري خاصة وكذا لو وقت للمضاربة؛ لأنها والشركة توكيل، والوكالة مما بولت. (شامی: ۳/۳۱۲)، كتاب الشركة، مطلب في توقيت الشركة روايتان، ط: سعيد۔
 ② مجمع الضمانات: (۱/۲۹۸)، باب في مسائل الشركة، الفصل الثالث في شركة العنان، ط: دار الكتاب الإسلامي۔

③ الغابة على هامش الهندية: (۳/۶۱۳)، كتاب الشركة، فصل في شركة العنان، ط: رشيدية۔
 (۲) الشركة بالمال: وهي عبارة عن أن يتفق اثنان فأكثر على أن يدفع كل واحد منهما مبلغاً من المال لاستثماره بالعمل فيه ولكل واحد من الشركاء جزء معين من الربح وتنقسم شركة المال إلى قسمين المذکورين (مفاوضہ و عنان)۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: ۳/۶۷۷) مباحث الشركة، عن ملها وأقسامها، ط: دار إحياء التراث العربي)
 ④ بدائع الصنائع: (۶/۵۶۶) كتاب الشركة، ط: سعيد۔

اگر دونوں فریقوں نے نصف نصف رقم لگائی ہوگی، تو وہ مکان دونوں کے درمیان آدھا آدھا ہوگا، اور اگر ایک فریق نے ایک تہائی رقم لگائی اور دوسرے فریق نے دو تہائی رقم لگائی تو وہ مکان اسی تناسب سے دونوں کے درمیان مشترک ہوگا۔

۱۵ پھر کمپنی ماہانہ یا سالانہ کرایہ طے کر کے اپنا حصہ اس گاہک کو کرایہ پر دے دے گی۔

۱۶ پھر اس مکان میں کمپنی کا جتنا حصہ ہے اس کو چند متعین حصوں میں مثلاً دس برابر حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

۱۷ اس کے بعد فریقین آپس میں ایک متعین عرصہ (پیریڈ) طے کر لیں گے، (مثلاً چھ ماہ، یا سال کا عرصہ) پھر گاہک ہر پیریڈ میں کمپنی کی کل ملکیت کے ایک حصے کو اس کی قیمت ادا کر کے خرید لے گا، مثلاً اس مکان میں کمپنی کا جو حصہ ہے اس کی قیمت دو لاکھ روپے ہے پھر جب اس کو دس حصوں میں تقسیم کر دیا تو ہر ایک حصے کی قیمت بیس ہزار روپے ہوگی، لہذا گاہک ہر چھ ماہ بعد کمپنی کو بیس ہزار روپے ادا کر کے اس کے ایک ایک حصے کا مالک بنتا رہے گا۔

۱۸ گاہک جس قدر حصے خریدتا رہے گا اسی حساب سے اس کی ملکیت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا اور کمپنی کی ملکیت اس مکان میں کم ہوتی چلی جائے گی۔

۱۹ چونکہ گاہک نے کمپنی کا حصہ کرایہ پر لیا ہوا تھا، اس لئے جس قدر وہ کمپنی کے حصے خریدتا رہے گا اسی حساب سے کرایہ بھی کم ہوتا چلا جائے گا، مثلاً اگر کمپنی کے دس حصوں کا کرایہ ایک ہزار روپے طے ہوا تھا، تو گاہک جس قدر حصے خریدے گا، ہر حصے کی خریداری کے بعد ایک سو روپے کرایہ کم ہو جائے گا، لہذا ایک حصے کی خریداری کے بعد کرایہ نو سو روپے ہو جائے گا، اور دو حصوں کی خریداری کے بعد کرایہ آٹھ سو روپے ہو جائے گا۔

۳۰ حتی کہ جب گا ہک کمپنی کے دس کے دس حصے خرید لے گا تو وہ پورا مکان گا ہک کی ملکیت ہو جائے گا، اور اس طرح یہ شرکت اور کرایہ داری کے دونوں معاملے بیک وقت اپنی انتہاء کو پہنچ جائیں گے۔

بہر حال، ہاؤسنگ فنانسنگ کا مندرجہ بالا طریقہ تین معاملات پر مشتمل ہے:

۱) فریقین کے درمیان شرکت ملک کا قیام۔

۲) کمپنی کے حصے کو گا ہک کا کرایہ پر لینا۔

۳) کمپنی کے حصے کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے گا ہک کے ہاتھ ایک ایک کر کے فروخت کر دینا۔^(۱)

مزید آگے لکھتے ہیں:

بہر حال، مندرجہ بالا تفصیل سے یہ ظاہر ہو گیا کہ یہ تینوں معاملات یعنی شرکت ملک، اجارہ، اور بیع ان میں سے ہر ایک فی نفسہ جائز ہے، اگر ان معاملات کو مستقل طور پر علیحدہ علیحدہ کیا جائے اور ایک معاملے کے اندر دوسرے معاملے کو شرط نہ کیا جائے تو ان کے جواز میں کوئی غبار نہیں۔^(۲)

شرکت متناقصہ کی اصطلاح قرآن و سنت، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور چاروں اماموں کی فقہ میں موجود نہیں ہے، پندرہویں صدی ہجری کی ابتداء میں بینکاری نظام کو چلانے کے لئے مختلف چیزوں کو ملا کر کچھڑی پکا کر ”شرکت متناقصہ“ کے نام سے ایک نئی شرکت متعارف کرائی گئی ہے۔

اس میں سوال یہ ہے کہ ”شرکت متناقصہ“ کی بنیاد پر بینک اور خریدار کے درمیان جو معاملہ ہوتا ہے وہ معاملہ اصل کے اعتبار سے اجارہ ہوتا ہے، یا بیع یا

(۱) (اسلام اور جدید معاشی مسائل: (۳۳، ۳۴، ۳۵) ط: ادارہ اسلامیات)

(۲) (اسلام اور جدید معاشی مسائل: ۳۷، ۳۸)

شرکت؟، اگر یہ کہا جائے کہ تینوں ہیں، اور مختلف مراحل میں انجام پذیر ہوتے ہیں، تو سوال یہ ہوتا ہے کہ یہ مختلف عقود حقیقت اور عملی طور پر ایک دوسرے پر موقوف اور آپس میں مشروط ہیں یا نہیں، اگر نہیں تو شرکت متناقصہ کہنا درست نہیں، اور اگر یہ تینوں عقود ایک دوسرے پر موقوف اور مشروط ہیں تو یہ بیع اور شرط ہے، اور ”صفقتہ فی صفقتہ“ ہے، اور یہ شریعت کی رو سے ناجائز ہے۔

۲۶۳

لہذا شرکت متناقصہ کے طور پر کوئی چیز لینا بھی جائز نہیں ہے۔^(۱)

شرکت مفاوضۃ

”شرکت مفاوضۃ“ میں مختلف عاقل، بالغ مسلمان آدمی شریک ہو کر کاروبار شروع کرتے ہیں، اور ہر شریک سرمایہ، عمل اور کام کے اوقات برابر برابر لگاتے ہیں، اور نفع اور نقصان میں بھی ہر شریک برابر برابر کے حصہ دار ہوتے ہیں،

(۱) ومنها (أى الثيا) أى يقصد بهذا البيع معاملة أخزى يترقبها فى ضمنه أو معه؛ لأنه ان فقد المطلوب لم يكن له ان يطالب ولا ان يسكت، ومثل هذا حقيق بأن يكون سببا للخصومة بغير حق، ولا يقضى فيها بشئ فصل۔ (حجة الله البالغة: ۱۶۹/۲)، البيوع المنهى عنها، ط: دار الجليل، بيروت۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تحل صفقتان فى صفقة۔ (المعجم الأوسط للطبرانى: ۱۲/۱۶۹)، رقم الحديث: ۱۶۱۰، باب الألف، من اسمه أحمد، ط: دار الحرمين، القاهرة۔

مجمع الزوائد: (۱۵۱/۳)، رقم الحديث: ۶۳۸۳، كتاب البيوع، باب ما جاء فى الصفقتين فى صفقة أو الشرط فى البيع، ط: دار الفكر، بيروت۔

عن عبد الله بن مسعود قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صفقتين فى صفقة واحدة۔ (مجمع الزوائد: (۱۵۱/۳)، رقم الحديث: ۶۳۸۲، ط: دار الفكر، بيروت)۔

(ومن باع ثمرة بدار صلاحها أو لاصح ويقطعها المشتري وإن شرط تركها على النخل ففسد) أى البيع؛ لأنه شرط لا يقتضيه العقد وهو شغل ملك الغير أو نقول إنه صفقة فى صفقة؛ لأنه إجارة فى بيع إن كان للمنفعة حصه من الثمن أو إجارة فى بيع إن لم يكن لها حصه من الثمن وقد [نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صفقة فى صفقة۔ (تبيين الحقائق: (۱۲/۳)، كتاب البيوع، فصل يدخل البناء والمفاتيح فى بيع الدار، ط: امداديه ملتان)۔

دوسرے شریک کو کچھ کہنے کا حق نہیں، لیکن اگر یہ چیزیں اس نے ادھار لی ہیں تو
دکاندار کو دوسرے شرکاء سے تقاضا کرنے کا حق ہوگا۔

۵ اس شرکت میں شرکاء ایک دوسرے کے وکیل، امین اور کفیل ہوتے

۲۶۶

ہیں۔

۶ یہ شرکت صرف مسلمانوں، بالغوں میں ہی ہو سکتی ہے، ہاں امام ابو
یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک غیر مسلم کے ساتھ بھی جائز ہے۔^(۱)

(۱) واما بیان شرائط جواز هذه الانواع فلجوازها شرائط بعضها بعم الانواع كلها، وبعضها يخص
البعض دون البعض۔

وأما شرائط العامة فأنواع: منها اهلية الوكالة؛ لأن الوكالة لازمة في الكل۔ ومنها أن يكون
الربح معلوم القدر، ومنها أن يكون الربح جزءاً شائعاً في الجملة لا معيناً۔
وأما الذي يخص البعض دون البعض فيختلف، أما الشركة بالأموال فلها شروط:
منها أن يكون رأس المال من الأثمان المطلقة وهي التي لا تتعين بالتعيين في المفاوضات
على كل حال وهي الدراهم والدينار عتانا كانت الشركة أو مفاوضة عند عامة العلماء۔
ومنها أن يكون مال الشركة عيناً حاضراً لا ديناً ولا مالا غائباً، فإن كان لا تجوز عتانا كانت أو
مفاوضة؛ لأن المقصود من الشركة الربح، وذلك بواسطة التصرف، ولا يمكن في الدين ولا المال
الغائب، فلا يحصل المقصود۔
ومنها ما هو مختصة بالمفاوضة وهو أن يكون لكل من الشريكين أهلية الكفالة بأن يكونا
حرين عاقلين۔

ومنها: المساواة رأس المال قدرًا وهي شرط صحة المفاوضة بلا خلاف
ومنها أن لا يكون لأحد المتفاوضين مانع فيه الشركة ولا يدخل في الشركة۔
ومنها: المساواة في الربح في المفاوضة، فإن شرطاً التفاضل في الربح لم تكن مفاوضة
لعدم المساواة۔

ومنها: العموم في المفاوضة وهو أن يكون في جميع التجارات ولا يختص أحدهما بتجارة
دون شريكه لما في الاختصاص من إبطال معنى المفاوضة وهو المساواة۔
ومنها: لفظ المفاوضة في شركة المفاوضة، كذا روى الحسن عن أبي حنيفة رضي الله عنه ان
لا تصح شركة المفاوضة الا بلفظ المفاوضة وهو قول أبي يوسف ومحمد رضي الله عنه (بدائع الصنائع: ۶/۱۶)
۵۸-۶۱) كتاب الشركة، فصل: واما بيان شرائط جواز هذه الأنواع، ط: سعيد =

شرکت ملک

وراثت، وصیت، ہبہ، وقف، اور عطیہ کے طور پر جو املاک، جائیداد (۳۶۷)

کاروبار، مکانات اور دکانیں وغیرہ مختلف افراد کو ملی ہوں، وہ تمام افراد ان چیزوں میں شریعت کے قانون کے مطابق شریک ہوں گے، اس شرکت کو شرکت ملک کہتے

﴿۱﴾ ولا تصح شركة المفاوضة في الأموال حتى يكون كل واحد من الشريكين من أهل الكفالة نحو أن يكونا حرين، عاقلين، بالغين، متفقين في الدين... الخ۔ (الفتاوى السراجية: (ص: ۳۶۸)، كتاب الشركة، باب شركة المفاوضة، ط: دار الكتب العلمية، بيروت۔

﴿۲﴾ الہندیہ: (۳۰۷/۲)، كتاب الشركة، الباب الثاني في المفاوضة، الفصل الأول في تفسيرها وشرائطها، ط: رشیدیہ۔

﴿۳﴾ إذا فقد شرط من الشروط المذكورة في هذا الفصل على الوجه المار تنقلب المفاوضة عناناً، مثلاً إذا دخل إلى يد واحد من المفاوضين في شركة الأموال مال بالارث أو بطريق الهبة، فإذا كان يصلح رأس مال للشركة كالتقود تنقلب المفاوضة عناناً لكن إذا كان الزائد على رأس المال كالعروض والغار، فلا يضر بالمفاوضة۔ (شرح المجلة للأناسي: (۲۹۰/۳) المادة: ۱۳۶۳، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الخامس، ط: رشیدیہ۔

﴿۴﴾ وفي الہندیة عن السراجية: لو استفاد احد المتفاوضين ما لا يجوز عليه عقد الشركة بآرث أو هبة أو وصية أو نحو ذلك ووصل إليه بطلت المفاوضة وصارت شركتهما عناناً۔ (شرح المجلة للأناسي: (۲۸۷/۳)، شرح المادة: ۱۳۵۸، ط: رشیدیہ۔

﴿۵﴾ وكل موضع لم تصح المفاوضة لفقد شرطها، ولا يشرط ذلك في العنان كان عناناً، كما مر لامتجماع شرائطه۔ الدر المختار۔ قوله: لا يستجماع شرائطه أي شرائط العنان۔ (الدر مع الرد: (۱۳/۳۰۷) كتاب الشركة، مطلب في شركة المفاوضة، ط: سعيد)

﴿۶﴾ البحر الرائق: (۱۷۱/۵)، كتاب الشركة، ط: رشیدیہ۔

﴿۷﴾ لما شرحت المفاوضة فهي أن يشترك الرجلان في تساويان في مالهما وتصرفها ودينهما... فيجوز بين الحرين الكبيرين مسلمين أو ذميين (لتحقق التساوي... ولا يجوز بين الحر والمملوك ولا بين النسي والبائع... ولا بين المسلم والكافر) وهذا قول أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى وقال أبو يوسف رحمه الله يجوز للتساوي بينهما في الوكالة والكفالة۔ (الهداية: ۲/۶۰۶)، كتاب الشركة، ط: رحمانیہ۔

﴿۸﴾ الدر مع الرد: (۳۰۶/۳)، كتاب الشركة، مطلب في شركة المفاوضة، ط: سعيد۔

شرکتِ ملک

شرکتِ ملک: یہ وہ شرکت ہے جس میں دو یا دو سے زائد افراد کسی چیز یا جائیداد میں ملکیت کے حقوق رکھتے ہوں، اور ملکیت کے حقوق کی بنا پر شریک ہوئے ہوں، یہ شرکت دو طرح سے ہو سکتی ہے، پہلی قسم جبری شرکت یعنی جس میں انسان کا اپنا اختیار نہیں ہوتا اور وہ دوسرے کے ساتھ شریک ہوتا ہے۔

دوسری قسم اختیاری شرکت: جس میں ایک فریق دوسرے فریق کے ساتھ اپنے اختیار اور اپنی مرضی سے شریک ہوتا ہے۔^(۲)

شرکت میں جبری فسخ

”جبری فسخ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۹/۳)

(۱) شركة الملك هي كون الشيء مشتركا بين اكثر من واحد أي: مخصوصا بهم بسبب من أسباب التملك كالاشتراء والانتهاج وقبول الوصية والتوارث۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (۱/ ۳۷۳)، رقم المادة: ۱۰۶۰، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب الأول: الفصل الأول في تعريف وتقسيم شركة الملك، ط: مكتبة فاروقية)۔

❏ فشركة الملك أن يشترك رجلان في ملك مال، وذلك نوعان: ثابت بغير فعلهما كالعيراث وثابت بفعلهما وذلك بقبول الشراء، أو الصدقة أو الوصية۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۵۱/۱)، كتاب الشركة، ط: دار المعرفة)۔

❏ الدر مع الرد: (۳۰۰، ۲۹۹/۳)، كتاب الشركة، ط: سعيد۔

(۲) الحنفية قالوا: ... فأنا شركة الملك فهي عبارة عن أن يملك شخصان فأكثر عيناً من غير عقد الشركة ... ثم إن شركة الملك تنقسم إلى قسمين شركة جبرية وشركة اختيارية، فشركة الجبر: هي أن يجتمع شخصان فأكثر في ملك عين فلهذا كما إذا ورثا مالا أو اختلط مال أحدهما بمال الآخر فهذا بحيث لا يمكن تمييزها مطلقاً ... وأما شركة الاختيار: فهي أن يجتمعا في ملك عين باختيارهما كما إذا خلطا مالهما بالاختيار أو اشترىا عيناً بالاشتراك۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۲۳/۳)

مباحث الشركة، تعريفها وأقسامها، ط: دار إحياء التراث العربي)

❏ الدر المختار مع الرد: (۳۰۰/۳) كتاب الشركة، مطلب الحق أن الدين يملك، ط: سعيد۔

❏ مجمع الأنهر: (۵۳۲/۲، ۵۳۳) كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية۔

شرکت میں شرط فاسد

☆ شرکت مفوضہ میں شرط فاسد رکھنے کی وجہ سے شرکت فاسد ہو جاتی ہے (۲۶۹) اور وہ شرکت عنان میں بدل جاتی ہے۔

اور شرکت عنان میں شرط فاسد سے شرکت فاسد نہیں ہوتی بلکہ شرط فاسد ہی خود باطل ہو جاتی ہے۔

☆ مثلاً دو یا متعدد شرکاء مل کر کاروبار کرتے ہیں، اگر ایک شریک نے یہ شرط رکھی کہ وہ محنت اور کام نہیں کرے گا، دوسرے شرکاء محنت اور کام کے پابند ہوں گے تو یہ شرکت، مفوضہ ہونے کی صورت میں شرکت عنان میں بدل جائے گی۔

اور شرکت عنان ہونے کی صورت میں یہ شرط باطل ہو جائے گی، اور شرکت عنان باقی رہے گی، اور ہر شریک ”رأس المال“ یعنی اپنے سرمایہ کے بقدر نفع میں شریک ہوگا، اور کام کرنے والے یا زیادہ کام کرنے والے کے لیے زیادہ نفع کی شرط رکھنا صحیح ہوگا، البتہ اگر کسی ایک شریک پر کام کرنے کی شرط نہ ہو بلکہ احسان اور تبرع کے طور پر ایک شریک کام کر رہا ہو تو کام نہ کرنے والے کے لیے بھی زیادہ نفع کی شرط رکھنا جائز ہوگا۔^(۱)

(۱) وأما العمل في الشركة فمن الجانبين فلو شرط خلوص اليد لأحدهما لم تنعقد الشركة لانتهاء شرطها وهو العمل منهما۔ (درر الحکام شرح غرر الأفكار (۲ / ۳۱۱)، کتاب المضاربه، شروط المضاربه ط: دار احیاء الکتب العربیة)۔

قالوا: إن شرطه على أحدهما... في الدرر من كتاب المضاربه... وأما العمل في الشركة فمن الجانبين فلو شرط خلوص اليد لأحدهما لم تنعقد الشركة لانتهاء شرطها وهو العمل منهما اهـ فظاهر ما لبها بنالي مانقله المحشى ويقال في دفع المنافاة أن شرط العمل منهما شرط لتحقق الشركة، وإذا شرط على أحدهما تكون مضاربه أو بضاعة على ما ذكره المحشى تأمل۔ (تقريرات الرافعى على حاشية ابن عابدین: (۳۰۱، ۷۱)، كتاب الشركة ط: سعيد)۔

(۲) (قوله: ومع التفاضل في المال دون الربح) أي بأن يكون لأحدهما ألف وللآخر ألفان مثلاً واشترط المضاربي في الربح، وقوله وعكسه: أي بأن يتساوى المالان ويتفاضل في الربح، لكن هذا مقيد =

= بأن يشترط الأكثر للعامل منهما أو لأكثرها عملاً، أما لو شرطاه للقاعد أو لأقلهما عملاً فلا يجوز كما في البحر عن الزيلعي والكمال.

قلت: والظاهر أن هذا محمول على ما إذا كان العمل مشروطاً على أحدهما.

وفي التهر: اعلم أنهما إذا شرط العمل عليهما إن تساوى مالا وتفاوتا ربحاً جاز عند علمائنا الثلاثة خلافًا لزفر والربح بينهما على ما شرطوا وإن عمل أحدهما فقط؛ وإن شرطاه على أحدهما، فإن شرط الربح بينهما بقدر رأس مالهما جاز، ويكون مال الذي لا عمل له بضاعة عند العامل له ربحه وعليه ضيعته، وإن شرط الربح للعامل أكثر من رأس ماله جاز أيضاً على الشرط ويكون مال الدافع عند العامل مضاربة، ولو شرط الربح للدافع أكثر من رأس ماله لا يصح الشرط ويكون مال الدافع عند العامل بضاعة لكل واحد منهما ربح ماله والوضعية بينهما على قدر رأس مالهما أبداً هذا حاصل ما في العناية اهـ ما في التهر.

قلت: وحاصل ذلك كله أنه إذا تفاضلا في الربح، فإن شرط العمل عليهما سوية جاز: ولو تبرع أحدهما بالعمل وكذا لو شرط العمل على أحدهما وكان الربح للعامل بقدر رأس ماله أو أكثر ولو كان الأكثر لغير العامل أو لأقلهما عملاً لا يصح وله ربح ماله فقط، وهذا إذا كان العمل مشروطاً كما يفيد قوله إذا شرط العمل عليهما إلخ فلا يتأني ما ذكره الزيلعي في كتاب المضاربة من أنه إذا أرب المال أن يجعل المال مضموناً على المضارب أقرضه كله إلا درهما منه وسلمه إليه وعقد شركة العنان ثم يدفع إليه الدرهم ويعمل فيه المستقرض، فإن ربح كان بينهما على ما شرطوا، وإن هلك هلك عليه اهـ ورأيت مثله في آخر مبسوط السرخسي.

ووجه عدم المنافاة أن العمل هنا لم يشترط على أحد في عقد الشركة بل تبرع به المستقرض، فيجوز لصاحب الدرهم الواحد أن يأخذ من الربح بقدر ما شرط من نصف أو أكثر أو أقل وإن لم يكن عاملاً، ويؤيد هذا التوفيق ما ذكره في البحر قبيل كتاب الكفالة في بحث ما لا يبطل بالشرط الفاسد، حيث قال ما نصه: قوله والشركة بأن قال شاركتك على أن تهديني كذا، ومن هذا القبيل ما في شركة البرازية لو شرط العمل على أكثرهما مالا والربح بينهما نصفين لم يجز الشرط والربح بينهما أثلاثاً اهـ. (فتاوى شامى: (۳۱۲/۳)، كتاب الشركة، مطلب في توقيت الشركة روايتان، ط: سعيد).

لو شرط العمل على أحد المتفاوضين. بطلت هكذا في التهذيب. (الفتاوى الهندية: (۳۵۰/۲)، كتاب الشركة، الباب السادس في المتفرقات، ط: رشيديه).

وتصح أي شركة العنان في نوع من التجارات كالبور ونحوه أو في عمومها أي في عموم التجارات وبيع مال كل منهما وبكله أي وبكل مال كل منهما لعدم اشتراط التساوي

(و) تصح مع التفاضل في رأس المال بأن يكون لأحدهما ألف وللآخر ألفان مثلاً والربح بأن يكون للآخر الربح لأحدهما وثلاثة للآخر. وتصح مع التساوي فيهما أي في رأس المال والربح وفي أحدهما دون الآخر أي التساوي في رأس المال والتفاضل في الربح وعكسه عند عملهما وتصح مع زيادة الربح للعامل عند عمل أحدهما) =

☆ یا یوں شرط رکھی گئی کہ ایک شریک کو ماہانہ اتنی رقم متعین کر کے مثلاً دو روپے ہر صورت میں ملتے رہیں گے، خواہ منافع کم ہو یا زیادہ، منافع ہو یا نہ ہو، تو شرط فاسد ہے، اس طرح شرط رکھنے سے شرکت کا معاملہ فاسد ہو جاتا ہے اور سود باطل ہو جاتا ہے۔ (۱)

☆ یا ایک شریک نے یوں شرط رکھ دی کہ منافع میں سے تو نفع و نقصان کی باہر آدھا آدھا ہر شریک کو ملے گا، لیکن اس کا اصل سرمایہ اس کو ہر حال میں واپس نامزدوری ہے، یہ شرط بھی فاسد ہے، اور یہ شرط خود باطل ہو جائے گی اور شرکت باطل نہیں ہوگی۔ (۲)

وقال زفر ومالك والشافعي لا تصح المساواة في المال والتفاضل في الربح وعكسه لأن الربح فرع المال ليكون بقدر الشركة في الأصل ولنا قوله عليه الصلاة والسلام الربح على ما شرطوا والوضعية على قدر العاين مطلقاً بفصل۔

والبحر ثم المسألة على ثلاثة أوجه الأول أن يشترط العمل عليهما والربح بينهما نصفين والوضعية على قدر رأس المال فإن عمل أحدهما دون الآخر فالربح بينهما على ما شرطوا وإن شرطوا العمل على أكثر مما ربحا جاز وإن شرطاه على أقلهما ربحاً خاصة لا يجوز الربح بينهما وعلى قدر رأس مالهما، والي حسين وإن شرطاه للقاء أو لأقلهما عملاً فلا يجوز۔ (مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر: ۱/ ۷۲۱) كتاب الشركة، شركة العنان، ط: دار احياء التراث العربي۔

(۱) وشرط جواز هذه الشركات — أن يكون الربح جزءاً شائعاً في الجملة لا معيناً فإن عيناً عشرة أو مثلاً نحو ذلك كانت الشركة فاسدة۔ (الفتاوى الهندية: ۳۰۱/۲، ۳۰۲)؛ كتاب الشركة، الباب الأول في بيان أنواع الشركة۔ الخ، ط: رشيدية۔

شرطاً وشرطاً) أي شركة العقد۔ وعدم ما يقطعها كشرط دراهم مسماة من الربح لأحدهما لأنه قد يربح غير المسمى۔ (الدر المختار مع الرد: ۳۰۵/۳)؛ كتاب الشركة، ط: سعيد۔

شرطاً ولا يجوز الشركة إذا شرط لأحدهما دراهم مسماة من الربح) قال ابن المنذر: لا خلاف في هذا لأحد من أهل العلم۔ (فتح القدير: ۱۷۰/۶)؛ كتاب الشركة، فصل: ولا تنعقد الشركة إلا بالدرهم والمائة۔ الخ، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) الضرر والخسارة التي تحصل بلا تعد ولا تقصير تقسم في كل حال بنسبة مقدار رءوس الأموال، والناظر بخلاف ذلك فلا يعتبر۔

لأن العلامة على حيسر: أي أن شرط تقسيم الوضعية والخسارة على وجه آخر باطل حيث قد ورد =

شرکت میں نقصان ایک شریک پر ڈالنا

اگر دو یا زیادہ آدمیوں نے پیسے ملا کر کاروبار شروع کیا ہے تو یہ شرکت ہے، اگر نفع ہوگا تو تمام شرکاء رقم کے تناسب سے یا معاہدہ کے مطابق نفع میں شریک ہوں گے، اور اگر نقصان ہوگا تو اصل رقم کے تناسب سے تمام شرکاء شریک ہوں گے، پورا نقصان صرف ایک شریک پر ڈالنا درست نہیں۔^(۱)

۲۷۲

شرکت وجوہ

شرکت وجوہ: یعنی جب کاروباری لوگوں کے پاس سرمایہ اور آلات یا مشینیں نہیں، اور آپس میں شراکتی معاملہ کرنے کے لئے کوئی اسباب بھی نہیں، البتہ

= في الحديث الشريف: الربح على ما شرطوا والوضيعة على قدر المالين { (مجمع الأنهر) من غير فصل بين التساوي والتفاضل (الدر المنتقى). مثلاً إذا كان رأس مال الشريكين متساوياً وشرط أن يكون ثلثا الضرر والخسارة على أحدهما وثلثه على الآخر فالشرط فاسد والشركة صحيحة لأن الشركة لا تفسد بالشروط الفاسدة ويقسم الضرر والخسارة مناصفة. (درر الحکام شرح مجلة الأحكام لعلى حيدر: (۳۸۹/۳)، رقم المادة: ۱۳۶۹، الكتاب العاشر الشركات، الباب السادس، الفصل السادس في شركة العنان، المبحث الأول، ط: دار الجيل).

☞ منحة الخالق على البحر الرائق: (۱۷۵/۵)، كتاب الشركة، ط: سعيد.

(۱) وإن شرط أن يكون الربح والوضيعة بينهما نصفين، فشرط الوضيعة بصفة فاسد، ولكن بهذا لا تبطل الشركة؛ لأن الشركة لا تبطل بالشروط الفاسدة، وإن وضعها فالوضيعة على قدر رأس مالهما. (الفتاوى التاتارخانية: (۶۵۵/۵) كتاب الشركة، الفصل الرابع في العنان، ط: إدارة القرآن)

☞ الربح على ما شرطوا، والوضيعة على قدر المالين۔ (فتح القدير: (۱۷۷/۶) كتاب الشركة، فصل ولا تفقد الشرط، ط: مصطفى البابی الحلبي مصر)

☞ وإن شرط الوضيعة والربح نصفان، فشرط الوضيعة نصفان فاسد؛ لأن الوضيعة هلاك جزء من مال، فكان صاحب الالفين شرط ضمان شئ مما هلك من ماله على صاحبه، وشرط الضمان على الآخر فاسد، ولكن بهذا لا تبطل الشركة، حتى لو عملاً وربحاً فالربح بينهما على ما شرط، فالشركة مما لا تبطل بالشروط الفاسدة۔ (المحيط البرهاني: (۳۰۱/۶) كتاب الشركة، الفصل الرابع في العنان، نوع منه في شرط الربح والوضيعة وهلاك المال، ط: مكتبة غفارية)

کاروباری مہارت اور معاشرہ اور تاجر برادری میں ذاتی وجاہت کی بنیاد پر دوسرے کا کماد اور تاجروں سے مال ادھار لے کر شراکتی کاروبار شروع کرتے ہیں، اور ادھار مال پر کاروبار کے ذریعہ جو بھی نفع اور نقصان ہو اس میں سب شریک برابر برابر یا متعین فیصد کے اعتبار سے شریک ہوتے ہیں، تو یہ شریعت کی رو سے جائز اور حلال کاروبار ہے، اور اسے شرکت وجوہ کہتے ہیں۔^(۱)

شرک و بدعت پر مشتمل کتب

جن کتابوں میں اہل بدعت کے عقائد اور نظریات لکھے گئے ہوں، یا جن کتابوں میں جمہور اہل سنت والجماعت کے عقائد و نظریات کے خلاف مضامین ہوں، ان کی خرید و فروخت کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ جن کتابوں میں ناجائز یا غلط مسائل درج ہوں، اور مسلمانوں کے لئے ان کتابوں کی اشاعت گناہوں یا بدعات کی ترویج کا باعث ہو، یا عام مسلمانوں کے لئے تردد کا باعث اور پریشانی کا سبب ہو، ان کتابوں کی عام طور پر خرید و فروخت کرنا مکروہ ہے، اس سے بچنا چاہئے۔ اور اگر ان کتابوں کی فروخت اور اشاعت سے باطل مذہب، بدعتیوں اور

(۱) شركة الوجوه: وهي أن يشترك اثنان ليس لهما مال ولكن لهما وجاهة عند الناس توجب الثقة بهما على أن يشترتا تجارة بشمن مؤجل وما يربحانه بينهما۔ (الفقه على المذاهب الأربعة: ۳۹/۳)، كتاب احكام البيوع، مباحث الشركة، تعريفها وأقسامها، ط: مكتبة شان اسلام۔

(۲) وهي أي شركة الوجوه (أن يشتركا ولا مال لهما على أن يشترتا بوجوههما) أي ليشترتا بلانقد الثمن بسبب وجاهتهما وأمانتهما عند الناس۔۔۔ (ويبيعا والربح بينهما) أي بايعان فما حصل بالبيع بدلان منه ما وجب عليهما بالشراء وما فضل يكون بينهما۔ (مجمع الأنهر: ۵۶۲/۲)، كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية۔

(۳) وأما شركة الوجوه۔۔۔ وهو أن يشتركا الرجلان ولا مال لهما على أن يشترتا بوجوههما) أي بوجاهتهما وأمانتهما عند الناس، صحيحة عندنا۔ (العناية شرح الهداية: ۱۷۶/۶)، كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية۔

دین دشمنوں کی تائید ہوتی ہو، اور دین حق اور مذہب حق کا ابطال ہوتا ہو، تو پھر ایسی کتابوں کی عام طور پر خرید و فروخت کرنا گناہ اور ناجائز ہے، اس سے بچنا لازم ہے، البتہ ایسا شخص جو کسی صحیح غرض سے ان کتابوں کو خریدتا ہے، مثلاً اس غرض سے کہ اہل باطل کے مقابلہ کے لئے ان کتابوں ہی سے استدلال کرے یا کسی اور صحیح مقصد سے خریدتا ہے تو اس کے ہاتھ ان کتابوں کو فروخت کرنا جائز ہوگا۔^(۱)

(۱) قال الله تعالى: ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم۔ سورة لقمان: ۶۔
 وقال الضحاك في قوله تعالى: ومن الناس۔ الخ قال: يعني الشرك۔ واختار ابن جرير أنه كل كلام يصد عن آيات الله واتباع سبيله۔ (تفسير ابن كثير: (۱۱۰/۵)، سورة لقمان: ۶، ط: رشيدية)۔
 وأستدل بعضهم بالآية على القول بأن لهو الحديث الكتب التي اشتراها النضر بن الحرث على حرمة مطالعة كتب تواريخ الفرس القديمة وسماع ما فيها وقراءته وفيه بحث ولا يخفى أن فيها من الكذب ما فيها فالإشتغال بها لغير غرض ديني خوض في الباطل۔ (روح المعاني: (۱۰۷/۲۱)، سورة لقمان: ۶، ط: رشيدية)۔

إذا أصاب المسلمون غنائم، وكان فيما أصابوا مصحف فيه شيء من كتب اليهود والنصارى لا يدري أن فيه توراة أو زبوراً أو إنجيلاً أو كفراً، فإنه لا ينبغي للإمام أن يقسم ذلك في مغانم المسلمين۔ وإن أراد الإمام بيعه من رجل مسلم، فإن كان الذي يريد شراءه ممن يخاف عليه أن يبيعه من المشركين رغبة منه في المال يكره بيعه منه وإن كان موثقاً به، ويعلم أنه لا يبيعه من المشركين، فلا بأس ببيعه منه، قال مشايخنا رحمهم الله تعالى والجواب في بيع كتب الكلام على هذا التفصيل إن كان الذي يريد شراءها ممن يخاف عليه الإضلال والفتنة يكره للإمام أن يبيعه منه وإن كان موثقاً به لا يخاف عليه الإضلال والفتنة لا يكره بيعه منه۔ (الفتاوى الهندية: (۲۱۵/۲)، كتاب السير، الفصل الثاني في كيفية القسمة، ط: رشيدية)۔

وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان يأمر تعالى عباده المؤمنين بالمعانة على فعل الخيرات وهو البر وترك المنكرات وهو التقوى وينهاهم عن التناصر على الباطل والتعاون على المآثم والمحارم۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الدال على الخير كفاعله۔ في الصحيح: من دعا إلى هدي كان له من الأجر مثل أجور من اتبعه إلى يوم القيامة لا ينقص ذلك من أجورهم شيئاً، ومن دعا إلى ضلالة كان عليه من الإثم مثل آثام من اتبعه إلى يوم القيامة۔ (تفسير ابن كثير: ۲/۳۵۳، ۳۵۴)، سورة المائدة: ۲، ط: رشيدية)۔

أحسن الفتاوى: (۵۳۱/۶)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد والباطل، عنوان: مذاهب باطله کی کتب بچنا جائز نہیں۔ ط: سعید۔

شریعت کا حکم ماننا ضروری ہے

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننا تمام مسلمانوں پر لازم (۲۷۵)

ہے، اس کا خلاف کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ اس واقعہ سے ظاہر ہے، وہ واقعہ یہ ہے کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی کا آپس میں جھگڑا ہو گیا، یہودی نے مسلمان سے کہا کہ چلو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا فیصلہ کرا لیتے ہیں، چنانچہ وہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کو حق پر سمجھ کر اس کے حق میں فیصلہ دے دیا، بعد میں مسلمان کہنے لگا کہ چلو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی فیصلہ کروالیں، اس کا خیال تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے حق میں بہت پر جوش ہیں، لہذا وہ شاید میرے ہی حق میں فیصلہ دے دیں، چنانچہ دونوں ان کے پاس گئے، اور مقدمہ پیش کر چکے، تو یہودی نے یہ بات بھی بتادی کہ ہم آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے فیصلہ کروا چکے ہیں، اور انہوں نے میرے حق میں فیصلہ دے دیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر کہنے لگے کہ میں ابھی اس مقدمہ کا فیصلہ کر دیتا ہوں وہ اندر گئے اور تلوار لا کر اس مسلمان کو قتل کر دیا، جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے خلاف (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کی عدالت میں اپیل کرنے کی جسارت کی تھی، پھر جب مقتول کے وارثوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں قصاص کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرما کر وارثوں کے قتال کے مطالبہ کو رد کر دیا۔^(۱)

(۱) (فلاورنک لایونون حنفی بحکمہ مک فیما شجر بینہم)۔ [النساء: ۶۵]

قال ابن ابی حاتم: حدثنا یونس بن عبد الأعلى قراءۃ اخیرنا ابن وہاب وأخیر نبی عبد اللہ من لہبعة عن لہبعا قال: اختصم رجلان إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقضى بينهما، فقال المقضى عليه: زدنا إلى عمر بن الخطاب، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم نعم، انطلقا إليه، فلما أتينا إليه، فقال الرجل: يا ابن الخطاب قضى لي رسول الله صلى الله عليه وسلم على هذا. فقال: زدنا إلى عمر بن الخطاب، =

شریک کو ملازم رکھنا

۲۷۶

☆ شریک کو ملازم رکھنا جائز نہیں، اگر شریک کو ملازم رکھا، اور اس نے کیا تو وہ اجرت کا حق دار نہیں ہوگا، کیونکہ یوں کہا جائے گا کہ اس نے اپنی ذات کے لئے کام کیا ہے، اور نفع کا حق دار بنا ہے، لہذا اجرت کا مستحق نہیں ہوگا۔

نیز یہ کہ شریک مالک ہوتا ہے، ملازم مالک نہیں ہوتا، لہذا شریک کو ملازم بنانے کی صورت میں مالک کو ملازم اور ملازم کو مالک بنانا لازم آئے گا، اور یہ بہت سارے لوگوں سے مخفی رہا، اس لئے احناف کے مسلک سے نکل کر دوسرے مذاہب کا سہارا لینے کی کوشش کی۔

آج کل بینک اور کمپنی والے بھی احناف کے مسلک پر عمل نہیں کرتے حالانکہ خود خفی ہیں۔

☆ اسی طرح مضارب کو بھی ملازم رکھنا جائز نہیں۔^(۱)

= فردنا إليك، فقال: أكذالك؟ قال: نعم، فقال عمر: مكانكما حتى أخرج إليكما فأقضى بينكما فخرج إليهما مشتملاً على سيفه فضرب الذي قال: زدنا إلى عمر فقتله، وأدبر الآخر فأتى إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! قتل عمر والله صاحبي، ولو لأني أعجزته لقتلني، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ما كنت أظن أن يجترى عمر على قتل مؤمن"، فأنزل الله {فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك... الآية} فهدر دم ذلك الرجل۔ (تفسير ابن كثير: (۱۳۵/۳) سورة النساء: ۶۵، ط: مؤسسة قرطبة)

تفسير ابن أبي حاتم: (۹۹۳/۳) سورة النساء: ۶۵، ط: مكتبة نزار مصطفى الباز۔

(۱) ولا تجوز الشركة إذا شرط لأحد دراهم مسماة من الربح) قال ابن المنذر: لا خلاف في هذا لأحد من أهل العلم. (فتح القدير: (۱۷۰/۶)، كتاب الشركة، فصل: ولا تتعقد الشركة إلا بالدراهم والدنانير۔ الخ، ط: دار الكتب العلمية)۔

تولو استاجر لحمل طعام مشترك بينهما فلا اجر له؛ لأنه يعمل شيئاً لشریکه الا ويقع بعضه لنفسه فلا يستحق الاجر۔ (الدر مع الرد: (۶۰/۶)، كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، مطلب: يخص القياس والأثر بالعرف العام دون الخاص، ط: سعيد)

تقوله: فلا اجر له) أي لا المسمى ولا اجر المثل "زيلعي" لأن الاجر يجب في الفاسدة إذا كان له =

شریک کے حصے کو فروخت کرنا

۲۷۷) "ایک شریک کا دوسرے شریک کے حصے کو فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

تجارت من الاجارۃ الجائزۃ، وھذا لانطیر لھا "اتقانی" وظاہر کلام قاضیخان فی الجامع ان العقد باطل؛
لانہ لا یعقد العقد، تأمل۔ (شامی: ۶۰/۶) کتاب الاجارۃ، باب الإجارۃ الفاسدۃ، مطلب: یخص
القاسم والأثر بالعرف العام دون الخاص، ط: سعید)

قال محمد ورحمۃ اللہ تعالیٰ: کل شیء استأجرہ احدہما من صاحبه مما یكون منہ عمل فإنہ لا یجوز،
وان عمل فلا أجر لہ مثل الدابۃ، وکل شیء لیس یكون منہ العمل استأجرہ أحدہما من صاحبه، فہو جائز
على الجوانب وغیرہ، وقال ابو اللیث رحمہ اللہ تعالیٰ: ھذا الخلاف روایۃ المبسوط فإنہ قال فی کتاب
المضاربۃ: لو استأجر من صاحبه بیئاً أو حانوتاً لا یجب الاجر، و ذکر القدوری ان کل شیء لا یستحق بہ
الاجرۃ الا باقیاع العمل فی العین المشترکۃ، فإذا استأجر أحد الشریکین الآخر لم یجز، مثل أن یستأجر
لیقل الطعام بنفسه أو بعلامہ، أو بدابۃ، أو لقصارۃ الثوب، وکل ما لا یستحق الاجرۃ بغير اقیاع العمل فی
مال المشترک فالإجارۃ جائزۃ، مثل أن یستأجر منہ داراً لیحز فیھا الطعام أو سفینۃ أو جوالق أو رحی۔

قال فخر الدین قاضی خان: الفتویٰ علی ما ذکر فی العیون والقدوری کذا فی الکبزی۔
الفتاویٰ الہندیۃ: (۴ ۵۷/۴) کتاب الإجارۃ، الباب الثامن عشر فی الإجارۃ التی تجری بین
الشریکین واستئجار الأجرین، ط: رشیدیہ)

تألو کان طعام بین رجلین، فقال احدہما لصاحبه احمله الی موضع کذا ولک فی نصیبہ من الاجر
کذا، أو قال: اطحنه ولک فی نصیب کذا من الأجر جاز ذلك فی قول زفر و محمد ابن صاحب،
والاجوز ذلك فی قول أبی حنیفۃ وأبى یوسف و محمد۔ (النتف فی الفتاویٰ: (ص: ۳۳۹) کتاب
الإجارۃ، ط: سعید)

تألو لا یبغی لہ ان یشرط مع الربح اجزاً؛ لأنہ شریک فی المال بحصتہ من الربح وکل من کان شریکاً
فی مال لیس یبغی لہ ان یشرط اجزاً فیما عمل؛ لأن المضارب یستوجب حصۃ من الربح علی رب
المال باعتبار عملہ لہ، فلا یجوز ان یستوجب باعتبار عملہ ایضاً اجزاً مسمى علیہ إذ یلزم عوضان
للمعامل واحدہ۔ (المبسوط للسرخسی: (۱۳۹/۲۲، ۱۵۰) کتاب المضاربۃ، باب الشروط
بالمضاربۃ، ط: دار المعرفۃ بیروت)

تألو وأنا الذی یتحققہ المضارب بالعمل فأذی یتحققہ بعملہ فی مال المضاربۃ شیئان: احدہما:
ظفر و الکلام فی النفقۃ فی مواضع، فی وجوبہا و فی شرط الوجوب... وأما شرط الوجوب، فخرج
بالمال من المصر الذی أخذ المال منہ مضارباً سواء کان المصر مصرہ ام لم یکن، فمادام
بالمال من المصر فان نفقۃ فی مال نفسه لا فی مال المضاربۃ وان انفق شیئاً منہ ضمن... الخ۔

کتاب المضاربۃ، فصل: وأما بیان حکم المضاربۃ، ط: سعید)

شریک معاہدہ کے مطابق عمل نہ کرے

اگر کوئی شریک معاہدہ کے مطابق عمل کرنا چھوڑ دے، اور غائب ہو جائے، تب بھی شرکت ختم نہیں ہوگی، ہاں اگر دوسرے شرکاء واضح الفاظ میں اس کے ساتھ شراکت فسخ کر دیں تو شراکت ختم ہو جائے گی۔^(۱)

شوروم میں مجسمے اور ڈمی (DUMMY) لگانا

آج کل بعض تاجر اور دکاندار اپنے شوروم میں مرد و خواتین کے مجسمے اور ڈمی لگا کر رکھتے ہیں، اور ان کو بنے ہوئے سوٹ اور تیار لباس پہنا کر سجاوٹ اور نمائش کر کے گاہکوں کو راغب اور متوجہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ان مجسموں اور ڈمی میں چہرہ، دوسرے اعضاء بلکہ چھاتیاں بھی نمایاں ہوتی ہیں، اور حسن کو بھی ظاہر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، بعض دفعہ تو گا ہک ایسی ڈمی کو اصلی سمجھ کر گھبرا بھی جاتا ہے، شوروم میں مرد و عورت کے مجسمے اور ڈمی لگانا ناجائز اور حرام ہے، ایسی دکان اور شوروم میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے، اس لئے ایسے لوگوں کی تجارت میں

(۱) وان عمل احدهما ولم يعمل الاخر بعذر أو بغير عذر صار كعملهما معا كذا في المضمرات۔ (الہندیہ: ۲۲۰/۲) كتاب الشركة، الباب الثالث في شركة العنان، الفصل الثاني في شرط الربح والوضیعة۔ الخ، ط: رشیدیہ۔

شرح المجله لخالد الأتاسی: (۲۹۳/۳)، شرح المادة: ۱۳۷۰، الكتاب العاشر في الشركات، الباب السادس، الفصل السادس في شركة العنان، المبحث الأول، ط: رشیدیہ۔

الشامیة: (۳۱۳/۳)، كتاب الشركة، قبیل مطلب: في تحقیق حکم التفاضل فی الربح، ط: سعید
وتبطل الشركة بموت أحدهما۔ وبفسخ أحدهما) ولو المال عروضاً۔۔۔ ويتوقف على علم
الاخر، لأنه عزل قصدي۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۳۲۸، ۳۲۷/۳)، كتاب الشركة، فصل في
الشركة الفاسدة، مطلب بوجج القياس، ط: سعید۔

شرح المجله لمسلم زستم باز: (۵۶۷/۲)، المادة: ۱۳۵۳، الكتاب العاشر في أنواع الشركات،
الباب السادس في بيان شركة العقد، الفصل الرابع في بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشركة، ط:
فاروقیہ۔

خبر در برکت نہیں ہوتی، ایسے تاجر کی آمدنی حرام تو نہیں ہے، لیکن تشہیر کا یہ عمل ناجائز اور

۲۷۹

حرام ہے۔ بعض شوروم میں صرف دھڑ کے مجسمے اور ڈمی لگے ہوئے ہوتے ہیں، ان کا سر نہیں ہوتا، مگر چھاتیاں بنی ہوتی ہیں، جن کی نمائش ہوتی ہے، ایسے مجسمے اور ڈمی رکھنا بھی ناجائز ہے۔^(۱)

شوہر کا مال اجازت کے بغیر فروخت کرنا

بیوی شوہر کے مال و جائیداد کو اس کی اجازت کے بغیر فروخت نہیں کر سکتی، اس میں کوئی شک نہیں کہ بیوی شوہر کے بہت ہی زیادہ قریب ہے، لیکن شوہر کے مال و جائیداد کی مالک نہیں ہے، بلکہ مال و جائیداد سے متعلق اجنبی کے منزلہ میں ہے، اس لئے شوہر کے مال وغیرہ میں اس کی اجازت کے بغیر بیوی کا تصرف کرنا فضولی کے حکم میں ہوگا، لہذا اگر بیوی نے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کا مال فروخت کر دیا تو یہ اس کی اجازت پر موقوف رہے گا، اگر شوہر اجازت دے گا تو بیع صحیح ہوگی ورنہ بیع باطل ہو جائے گی۔^(۲)

(۱) عن علي عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تدخل الملائكة بيتا فيه صورة ولا كلب ولا جنب۔

(سنن ابی داؤد: (۴۲/۱) کتاب الطہارۃ، باب فی الجنب یؤخر الغسل، ط: رحمانیہ)

(۲) لئلا یتکبر کراہۃ لبسہا... ثبت کراہۃ بیعہا وصیغہا لما فیہ من الإعانة علی ما لایجوز وکل ما أدى الی ما لایجوز لایجوز۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۶۰/۶) کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی اللبس، ط: سعید)

(۳) قول: الإعانة فی المعصیۃ وترویجہا وتقرب الناس الیہا معصیۃ وفساد فی الأرض۔ (حجة الله للغة: (۱۶۹/۲) من أبواب ابتغاء الرزق، البیوع المنہی عنہا، ط: دار الجیل)

(۴) کل تصرف صدر منه تملیکا کان کبیع و تزویج، أو إسقاطا کطلاق و اعتناق وله مجیز ای لہذا تصرف من بقدر علی اجازتہ حال وقوعہ انعقد موقوفا۔ (الدر مع الرد: (۱۰۶/۵)، کتاب البیوع، ط: سعید)

بالبیع القاسد، فصل فی الفضولی، ط: سعید)

بالبیع الذی بتعلق بہ حق الغیر کبیع الفضولی و بیع المرہون ینعقد موقوفا علی اجازۃ ذلک الآخر۔ =

شہر سے باہر جا کر قافلے سے خریداری کرنا

”تلتقی جَلْب“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۳/۲)

شہری بازاروں کا حکم

”بازاروں میں جانے کا حکم“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱/۲)

شہری کا دیہاتی سے بیع کرنا

”بیع الحاضر للبادی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۹/۲)

شہری کے لئے دیہاتی کا مال فروخت کرنا

اسلام نے خرید و فروخت میں ایسا طریقہ اختیار کرنے سے منع فرمایا جس سے چیزیں مہنگی ہو جائیں یہاں تک کہ کسی شہری کو کسی دیہاتی کا مال فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے، یعنی دیہاتی اپنا مال کسی دیہات سے شہر میں بیچنے کے لئے لا رہا ہے اس وقت راستے میں کسی شہری کے لئے دیہاتی کو یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ میں تمہارا مال فروخت کر دوں گا، کیونکہ اس سے معاشرہ مہنگائی اور نا انصافی کا شکار ہو جاتا ہے، اس لئے شریعت نے اس سے منع فرمایا ہے۔^(۱)

= (مجلد الأحكام: (۷۲/۱)، المادة: (۳۶۸)، الكتاب الأول فی البيوع، الباب السابع، الفصل الثاني فی بیان أحكام أنواع البيوع، ط: نور محمد)۔

درر الحکام شرح مجلۃ الأحکام: (۳۹۱/۱) الباب السابع، المادة: (۳۶۸)، ط: دار الجیل۔

(۱) (ویکرہ البیع عند اذان الجمعة۔۔۔ و کذا بیع الحاضر للبادی) لقوله عليه الصلاة والسلام: لا بیع حاضر لباد“ وهو أن یجلب البادی السلعة فیأخذها الحاضر لیبیعها بعد وقت بأعلى من السعر الموجود وقت الجلب، وکراهته لما فیہ من الضرر بأهل البلد۔ (الاختیار لتعلیل المختار: (۲۶/۲)، کتاب البيوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة)۔

البحر الرائق: (۹۹/۶)، کتاب البیع، باب البیع الفاسد، فصل فی بیان أحكام البیع الفاسد، ط:

شیرز کی خرید و فروخت

شیرز کی خرید و فروخت کے جائز ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط (۲۸۱)

ضروری ہیں:

① جس کمپنی یا ادارے کے شیرز فروخت کئے جا رہے ہیں وہ کمپنی یا ادارہ واقعہ موجود بھی ہو، یعنی کمپنی یا ادارے کے ماتحت کوئی جائیداد، کارخانہ، مل، فیکٹری، یا اشیاء کا چالو کاروبار موجود ہو، مثلاً حکومت نے دس کروڑ روپے کی ایک کمپنی کی منظوری دی، دس افراد نے رقم جمع کر کے زمین خریدی، کارخانہ لگایا، اور اس میں اشیاء تیار ہونا شروع ہو گئیں، یا دس کروڑ روپے سے اندرون ملک یا بیرون ملک تجارت شروع ہو گئی، اندرون ملک سے اشیاء باہر فروخت کی جا رہی ہیں یا بیرون ملک سے اشیاء اندرون ملک فروخت کے لئے لائی جا رہی ہیں، تو ایسی کمپنی کے شیرز کی خرید و فروخت شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

اور اگر دس کروڑ روپے جمع کر لئے گئے، لیکن ابھی تک نہ کارخانہ قائم ہوا، نہ تجارت شروع کی گئی، بلکہ صرف دس کروڑ روپے کے حصص بازار میں اس لئے پھوڑے گئے کہ دس کروڑ پر پہلے سے مزید رقم حاصل کی جائے، منافع حاصل کرنا شروع کر دیا جائے، تو ایسی کمپنیوں کے حصص کی خرید و فروخت جائز نہیں کیونکہ یہ شیرز کے مقابل جمع شدہ روپے کی رسید ہے، کوئی جائیداد یا مال ایسا نہیں ہے جس پر نافع لے کر خرید و فروخت کی جاسکے۔^(۱)

① الدر مع الرد: (۱۰۲/۵)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب احکام نقصان المبیع فاسداً معید۔

② حجة الله البالغة: (۱۶۹/۲)، البیوع المنہی عنہا، ط: دار الجیل۔

③ وشرط المعقود عليه متق: كونه موجوداً مالا مثقوماً مملو كافي نفسه، وكون الملك للبائع فيما له نفسه، وكونه مقدور التسليم۔ فلم يتعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم۔ ولا بيع معجوز =

۷ کمپنی کا سرمایہ جائز اور حلال ہو۔

(الف) جس موجود کمپنی یا چالو کاروبار یا کارخانے کے حصص خرید و فروخت کئے جا رہے ہیں اس کا سرمایہ جائز اور حلال ہو، رشوت، غصب، چوری، خیانت، سود، جوئے، سٹہ پر حاصل شدہ رقم نہ ہو، لہذا سودی ادارہ جیسے بینک یا انشورنس کمپنی یا ہر وہ کمپنی جس میں سود یا جوئے کا کاروبار ہوتا ہو اس کے شیئرز کی خرید و فروخت جائز نہیں ہوگی، کیونکہ ان کے ذرائع آمدنی ناجائز ہیں، اور کاروبار ناجائز ہے، لہذا جو شخص ان کمپنیوں کے حصص کی خرید و فروخت کرے گا وہ ناجائز اور حرام کاروبار میں شامل ہو جائے گا، جو کہ گناہ اور معصیت ہے۔

(ب) کمپنی کے شرکاء میں سودی کاروبار کرنے والے ادارے یا افراد کی رقم شامل نہ ہو، مثلاً انشورنس کمپنی یا بینک یا کسی سودی ادارے کی اس میں شرکت نہ ہو، جس کمپنی کے حصص خرید و فروخت کئے جا رہے ہیں، اس میں اگر ایسی کمپنیاں شریک ہوں گی، تو پھر اس کے حصص کی خرید و فروخت کرنا اور اس پر منافع لینا جائز نہیں ہوگا۔^(۱)

=التسليم۔ (الشامية: (۵۰۵/۳)، كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد).

البحر الرائق: (۲۵۹/۵)، كتاب البيوع، ط: سعيد۔

وبيع مالمس في ملكه) لبطالان بيع المعدوم۔

قوله: وبيع مالمس في ملكه)۔ بأن المراد بيع ما سيملكه قبل ملكه۔

قوله: لبطالان بيع المعدوم) إذ من شرط المعقود عليه: أن يكون موجوداً مالا متقوماً في نفسه، وأن يكون

ملك البائع فيما يبيعه لنفسه، وأن يكون مقدور التسليم۔ (الدرع الرد: (۵۹، ۵۸/۵)، كتاب البيوع،

باب البيع الفاسد، مطلب: الأدمى مكرّم شرعاً ولو كافراً، ط: سعيد)۔

(۱) فما أخذ المرابي زيادة على القرض فهو في حكم الغصب والرشوة، ومن كان ماله متمحضاً من

الربا، لا يجوز قبول الهدية منه ولا إجابة دعوته ولا عقد الشراء أو البيع۔ (فقه البيوع: (۱۰۶۰/۲)،

المبحث العاشر: في أحكام المال الحرام، حكم الفنادق والمطاعم التي تباع فيها الخمر، ط: مكته

معارف القرآن) =

کمپنی یا ادارے کا کاروبار جائز و حلال ہو۔

۲۸۳

(الف) جس کمپنی کے شیئرز کی بازار میں خرید و فروخت ہو رہی ہے، اس کے لئے پہلی دونوں شرطوں کے بعد یہ بھی شرط ہے کہ کمپنی کا کاروبار جائز ہو، مثلاً شرعی شراکت و شرعی مضاربت کی بنیاد پر کاروبار ہو اور فاسد شرائط کے تحت ناجائز اور فاسد کاروبار نہ ہو، اور کمپنی کے کاروبار میں سود، جو اور ناجائز خرید و فروخت نہ پائی جاتی ہو، اگر کاروبار ناجائز ہوگا تو اس کمپنی کے شیئرز کی خرید و فروخت جائز نہیں ہوگی۔^(۱)

= اكل الربا وكاسب الحرام أهدي إليه أو أضافه وغالب ماله حرام لا يقبل، ولا يأكل مالم يخبره أن ذلك المال أصله حلال ورثه أو استقرضه، وإن كان غالب ماله حلالاً لا بأس بقبول هديته والأكل منها۔ (الفتاوى الهندية: ۳۳۳/۵)، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشديه) الأسياب والنظائر: ص: ۱۱۳، القاعدة الثانية، إذا اجتمع الحلال والحرام، ماخرج هذه القاعدة، ط: قديمي۔

= ذهب بعض الفقهاء ومن بينهم الغزالي إلى أنه يحرم التعامل مع من غالب ماله من الحرام۔ وقال العز بن عبد السلام في معاملة من اعترف بأن أكثر ماله حرام: إن غلب الحرام عليه بحيث ينذر الخلاص منه لم تجز معاملته۔ وإن غلب الحلال۔ جازت المعاملة۔ وبين هاتين الرتبين من قلة الحرام وكثرته مراتب۔ وضابطها: أن الكراهة تشتد بكثرة الحرام وتخف بكثرة الحلال۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية: ۱۳۰/۳۱)، حرف الغين، غالب "معاملة من غالب ماله حرام"، ط: دار الصفة)۔

(۱) وأما شرائط الصحة فعمامة وخاصة۔ ومنها الخلو عن الشرط الفاسد۔ ومنها الخلو عن شبهة الربا۔ (الفتاوى الهندية: ۳/۳)، كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع وركنه وشرطه۔ إلخ، ط: رشديه)۔

= الشامية: (۵۰۵/۳)، كتاب البيوع، مطلب شرائط البيوع أنواع أربعة، ط: سعيد۔

= البحر الرائق: (۲۶۰/۵، ۲۶۱)، كتاب البيوع، ط: سعيد۔

= ونظير ما اقتضته الآية من النهي عن أكل مال الغير قوله تعالى: {ولا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل وتدلوها إلى الحكام} وقول النبي صلى الله عليه وسلم: "لا يحل مال امرئ مسلم إلا بطيبة من نفسه"۔ وعلى أن النهي عن أكل مال الغير معقود بصفة، وهو أن يأكله بالباطل؛ وقد تضمن ذلك أكل أبدال العقود الفاسدة كائمان البياعات الفاسدة۔ (احكام القرآن للحصاص: ۲۳۳/۲، ۲۳۵)، سورة النساء، باب

التجارات وخيار البيع، ط: قديمي)

(ب) کمپنی کا کاروبار حلال اور جائز اشیاء کا کاروبار ہو، حرام اور ناجائز کا کاروبار نہ ہو، مثلاً شراب، جاندار کی تصویر، ٹی وی، وی سی آر، ویڈیو، فلم اور سینما وغیرہ کے کاروبار والی کمپنیوں کے شیئرز کی خرید و فروخت جائز نہیں، کیونکہ حرام چیزوں کی خرید و فروخت بھی حرام ہے۔^(۱)

❶ شیئرز کی خرید و فروخت میں بیع کی شرائط کی پابندی کرنا۔

مذکورہ بالا تمام شرائط موجود ہونے کے بعد اس قسم کی کمپنی یا ادارے کے شیئرز کی خرید و فروخت جائز ہونے کے لئے شرعی بیع و تجارت کے اصول کے مطابق ہونا بھی شرط ہے، مثلاً آدمی جب شیئرز کو خرید و فروخت کرنا چاہتا ہے، اس پر شرعی طریقہ پر قابض ہو، اور دوسرے کو تسلیم اور حوالہ کرنے پر قادر ہو۔

واضح رہے کہ شیئرز میں قبضہ کا حکم ثابت ہونے کے لئے شیئرز کے خریدنے والے کا نام رجسٹرڈ یا الاٹ ہونا ضروری ہے، یا کمپیوٹر میں اس کے نام منتقل ہونا لازم ہے، رجسٹرڈ یا الاٹ ہونے سے پہلے صرف زبانی وعدہ یا غیر رجسٹر شدہ شیئرز کی خرید و فروخت کمی و بیشی کے ساتھ جائز نہ ہوگی، کیونکہ ایسے حصص درحقیقت رسیدیں ہوتی ہیں کمپنی کے واقعی حصے نہیں ہوتے، اس واسطے نفع و نقصان کے مالک صرف رجسٹر

(۱) وزاد فی البحر: قید أن يكون العمل حلالاً، لما في البرازية: لو اشترى كافي عمل حرام لم يصح. اهـ (الشامية: ۳۲۲/۳)، كتاب الشركة، مطلب في شركة التقبل، ط: سعيد۔

❷ البحر الرائق: (۱۸۱/۵)، كتاب الشركة، ط: سعيد۔

❸ ولكن يشترط في شركة الأعمال أن يحوز العمل شرطين: الشرط الأول: أن يكون العمل حلالاً فلا تصح الشركة في العمل الحرام كالاشتراك في السرقة والغصب والارتشاء۔ (درر الأحكام شرح مجلة الأحكام: ۳۸۰/۳)، شرح المادة: ۱۳۵۹، الكتاب العاشر: الشركات، الباب السادس، الفصل الخامس في شركة الأموال والأعمال۔ إلخ، ط: دار الجيل۔

❹ أن يكون ذلك العمل حلالاً، فلذلك لو عقد اثنان الشركة على إجراء المحرمات كسرقة الأموال وغصبها أو الغناء لا يصح۔ (درر الأحكام شرح مجلة الأحكام: ۳۱۱/۳)، شرح المادة: ۱۳۸۵، ط: دار الجيل۔

شدہ اسامی سمجھے جاتے ہیں۔ (۱)

۵) منافع کی کل رقم کو تمام حصہ داروں کے درمیان شیئرز کے مطابق تقسیم کرنا، مثلاً کمپنی میں جو منافع ہوا ہے وہ تمام حصہ داروں میں اپنے اپنے حصہ کے تناسب سے تقسیم کر دینا، لیکن اس کے برعکس کوئی کمپنی اگر منافع میں سے بیس فیصد کمپنی ہل، کاروبار اور کارخانہ کے مستقبل کے ممکنہ خطرہ کے لئے مخصوص کر کے باقی اسی فیصد منافع کو تمام حصہ داروں میں تقسیم کرتی ہے، تو اس کمپنی کا شیئرز خریدنا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ یہ کمپنی بھی شرعی شراکت کے خلاف ناجائز کاروبار کرتی ہے۔ (۲)

(۱) بشرط المعقود علیہ ستم: کونہ موجودا مالا متقوما مملو کافی نفسہ و کون الملک للبائع فیما یبعه لنفسہ و کونہ مقدور التسلیم۔ فلم ینقصد ببع المعدوم و مالہ خطر العدم۔ ولایبوع معجوز التسلیم۔ (الشامیہ: ۵۰۵/۳)، کتاب البیوع، مطلب: شرائط البیع أنواع أربعة ط: سعید۔

۶ البحر الرائق: (۲۵۹/۵)، کتاب البیع، ط: سعید۔

۷ بیع مالیس فی ملکہ (بطلان بیع المعدوم۔

قولہ: بیع مالیس فی ملکہ)۔ بأن المراد بیع ما سیملکہ قبل ملکہ۔

قولہ: بطلان بیع المعدوم) إذ من شرط المعقود علیہ: أن یکون موجودا مالا متقوما فی نفسہ، وأن یکون ملک البائع فیما یبعه لنفسہ، وأن یکون مقدور التسلیم۔ (الدر مع الرد: ۵۸/۵، ۵۹)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: الأدمی مکرم شرعا ولو کافرا، ط: سعید۔

(۲) قسم الشریکان الربیح بینہما علی الوجه الذی شرطاه یعنی إن شرطنا تقسیمہ متساویا فیقسمانہ علی التساوی، وإن شرطنا تقسیمہ متفاضلا کالثلث والثلاثین مثلا فیقسم حصتین وحصہ۔ (شرح المجملہ لسلم رستم باز: ۵۸۰/۲)، المادة: ۱۳۹۰، کتاب العاشر فی أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس، فی شركة العنان، المبحث الأول، ط: مکتبہ فاروقیہ۔

۸ شرح المجملہ لخالد الأتاسی: (۳۱۳/۳)، المادة: ۱۳۹۰، ط: رشیدیہ۔

۹ قولہ: والربیح علی ما شرطاه) أي من کونہ بقدر رأس المال أولا۔ (الشامیہ: ۳۱۳/۳)، کتاب الشركة، مطلب: فی تحقیق حکم التفاضل فی الربیح، ط: سعید۔

۱۰ عن أبی حمرۃ الرقاشی عن عمہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: «ألا تظلموا ألا لا یحل مال مورثا لا یطیب نفس منہ» (مشکاة المصابیح: ص: ۲۵۵، کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الأول، ط: قدیمی)۔

۱۱ لا یحل لامری من مال أخیه شیئ إلا بطیب نفس منہ۔ (کنز العمال: ۶۳۸/۱۰)، رقم الحدیث:

۳۰۳۵، کتاب الغصب من قسم الأقوال، ط: مؤسسة الرسالة) =

یہ تو دراصل حصص کی خرید و فروخت کے بارے میں بحث ہوئی، لیکن جن اداروں اور کمپنیوں کے حصص اور سرٹیفکیٹ میں سٹے اور جوئے کا کاروبار ہوتا ہو، اور ان میں لاٹری اور قرضہ اندازی کے ذریعہ انعام دیا جاتا ہو، ان میں شرکت کرنا اور ان کے حصص کی خرید و فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔^(۱)

شیر کا پاخانہ

بعض ملکوں میں بلیوں کو بھگانے کے لئے گھروں کے سامنے شیر کا پاخانہ ڈالتے ہیں، اس پاخانہ کو بازار سے خریدنا پڑتا ہے، تو اس کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے، اگر مٹی یا دوائی وغیرہ سے مخلوط ہو تو زیادہ بہتر ہے۔^(۲)

☞ لايجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي۔ (الشامية: ۶۱/۴)، كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب: في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد۔

☞ البحر الرائق: (۴۱/۵)، كتاب الحدود، فصل في التعزير، ط: سعيد۔

☞ الفتاوى الهندية: (۱۶۷/۲)، كتاب الحدود، الباب السابع في حد القذف والتعزير، فصل في التعزير، ط: رشيدية۔

(۱) قال الله تعالى: يا ايها الذين امنوا انما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون۔ (سورة المائدة: ۹۰)۔

☞ عن عبد الله بن عمرو رضى الله عنه عنهما: أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن الخمر والميسر والكوبة۔ (سنن أبي داود: (۱۶۳/۲)، كتاب الأشربة، باب ماجاء في السكر، ط: امداديه، ملتان)۔

☞ وسمى القمار قماراً؛ لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه، وهو حرام بالنص۔ (الشامية: (۴۰۲/۶)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)۔

☞ ولا خلاف بين أهل العلم في تحريم القمار۔ (احكام القرآن للجصاص: (۳۲۹/۱)، سورة البقرة: ۲۱۹، ط: دار الكتاب العربي، بيروت)۔

(۲) لا يكره بل يصح بيع السرقة أى الزبل، وصح بيعها مخلوطة بتراب أو رماد غلب عليها في الصحيح كما صح الانتفاع بمخلوطها... وفي الشامية: (قوله الزبل) وفي الشرنبلالية: هو رجع ما سوى الانسان، (قوله غلب عليها) كذا قيده في موضع من المحيط والكافي والظهيرية واطلقه =

شیر کی چربی

شیر اور ریچھ کی چربی کو حکماء اور طبیب حضرات خرید کر اسے مختلف امراض (۲۸۷) میں دوائی کے طور پر استعمال کرتے ہیں، تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر یہ چربی مذبووح شیر اور ریچھ کی ہے تو اس کی خرید و فروخت جائز ہے، اور مردہ شیر یا مردہ ریچھ کی چربی کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔^(۱)

شیطان آج کل کیا کر رہا ہے

”سووی کاروبار میں خاصی تبدیلیاں آگئی ہیں“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

بني الهدياء والاخييار والمحيط، فباأن يحمل المطلق على المقيد أو يحمل على الرويتين، أو على
 في غصن الاستحسان۔ (الدر مع الرد: ۳۸۵/۶)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد
 في تقريرات الرافعي: قوله: أو على الرخصة والاستحسان أي المطلق على الرخصة والمقيد على
 الاستحسان۔ (تقريرات الرافعي: ۳۰۸/۶)، ط: سعيد

لا يجوز بيع السرقين والبعر والانتفاع بهما۔ (الهندية: ۱۱۶/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع
 لا يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الخامس في بيع المحرم الصيد وفي بيع المحرمات، ط: رشيدية
 في بيع العذرة لا السرقين؛ لأن المسلمين يتمولون السرقين وانتفعوا به في سائر البلاد والامصار
 وغير نكير۔ (البحر الرائق: ۱۹۹/۸) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رشيدية كوئته

(۱) يجوز بيع لحوم السباع والحمر المذبوحة في الرواية الصحيحة ولا يجوز بيع لحوم السباع
 البتة كذال في محيط السرخسي۔ (الهندية: ۱۱۵/۳)، كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه
 ولا يجوز، الفصل الخامس في بيع المحرم الصيد وفي بيع المحرمات، ط: رشيدية)۔

قوله: وجلد ميتة، قيد بها؛ لأنها لو كانت مذبوحة فباع لحمها أو جلدها جاز؛ لأنه يطهر بالذكوة إلا
 الحزير “مخانة”۔ (شامی: ۷۳/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في التداوى بلبن
 البنت للرد قولان، ط: سعيد)۔

في خلال الردك أي دهن الميتة؛ لأنه جزءها فلا يكون مالا “ابن ملك” أي فلا يجوز بيعه اتفاقاً۔
 شامی: ۷۳/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في التداوى بلبن البنت للرد قولان، ط:
 سعيد)

في التداوى بلبن البنت للرد قولان، ط: رشيدية)۔ (۱۵۳/۲)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيدية

شیعہ کے ساتھ خرید و فروخت کرنا

اگر شیعہ ایسے عقائد رکھتا ہے، جس سے کفر اور ارتداد لازم آتا ہے، تو اس سے خرید و فروخت کرنا جائز نہیں۔^(۱)

اور اگر کفر و ارتداد والے عقائد نہیں رکھتا ہے لیکن گمراہی اور بدعات وغیرہ میں مبتلا ہے، تو اس سے خرید و فروخت کرنا منع تو نہیں ہوگا، لیکن اس کی گمراہی اور بدعات سے نفرت کرنا لازم ہوگا۔^(۲)

واضح رہے کہ ”زیدیہ“ کے علاوہ باقی تمام شیعہ مسلمان نہیں ہیں۔^(۳)

(۱) ویزیل ملک المرتد عن أمواله بر دتہ زوالاً مراعی، فإن أسلم عادت إلى حالها۔ (الهدایة: ۱۲/۵۸۵)، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، ط: رحمانیہ۔

☞ ویزول ملک المرتد عن مالہ زوالاً موقوفاً، فإن أسلم عاد ملکہ۔ (البحر الرائق: ۱۳۰/۵)، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، ط: سعید۔

☞ تبیین الحقائق: (۲۸۵/۳)، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، ط: امدادیہ، ملتان۔

☞ احسن الفتاوی: (۵۳۳/۶)، کتاب البیوع، باب بیع الفاسد والباطل، عنوان: شیعہ قادیانی وغیرہ زنادقہ سے بیع و شراء و دیگر معاملات جائز نہیں، ط: سعید۔

(۲) ولا یحجر حر مکلف بسفہ۔ وفسق۔

قولہ: وفسق۔۔۔ فإن الفاسق أهل للولاية علی نفسه وأولاده عند جمیع أصحابنا۔ (الدر المختار مع رد المحتار: ۱۳۷/۶)، کتاب الحجر، ط: سعید۔

☞ وعن الحسن: لا تجالس صاحب هوی، فيقذف في قلبك ما تتبعه عليه فتهلك، أو تخالفه فيمرض قلبك، وعن إبراهيم: ولا تكلموهم إني أخاف أن ترتد قلوبكم۔ وعن يحيى بن أبي كثير: إذا لقيت صاحب بدعة في طريق فيخذ في طريق آخر۔ (الاعتصام للشاطبي: ص: ۶۶)، باب في ذم البدع وسوء منقلب أصحابها، فصل الوجه الثالث من النقل، ط: دار المعرفة۔

(۳) أن الرافضي إن كان ممن يعتقد الألوهية في علي رضي الله تعالى عنه، أو أن جبريل غلط في الوحي، أو كان ينكر صحبة الصديق، أو يقذف السيدة الصديقة فهو كافر۔ (الشامية: ۲۳۷/۳)، کتاب الجهاد، مطلب مهم فی سب الشیخین، ط: سعید۔

☞ وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الإسلام، وأحكامهم أحكام المرتدین۔ (الفتاوی الہندیة: ۱۲/۲۶۳)، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ط: رشیدیہ =

۱۰۰ لم الفرقت الرافضة بعد زمان علي رضي الله عنه اربعة اصناف زيدية و امامية و كيسانية و غلاة و الفرقت الزيدية فرقا و الامامية فرقا و الغلاة فرقا كل فرقة منها تكفر سائرهما و جميع فرق الغلاة منهم خارجون عن فرق الإسلام لاما فرق الزيدية و فرق الامامية لمعدودون في فرق الامم۔ (الفرق بين الفرق: (ص: ۱۵)، الفصل الثاني، ط: دارالافاق الجديدة، بيروت)۔

۱۰۱ و منهم الزيدية القائلون بامامة بنى فاطمة لفضل علي و بنيه علي سائر الصحابة و على شروط بشرطونها و امامة الشيخين عندهم صحيحة و ان كان علي افضل و هذا ما مذهب زيد و اتباعه و هم جمهور الشيعة و بعدهم عن الانحراف و الغلو۔ (تاريخ ابن خلدون: (۶/۳)، تنمة الطبقة الثالثة من العرب، اعيان الدول العلوية، ط: دار الفكر، بيروت)۔

۱۰۲ کیا زیدی شیعہ مسلمان ہیں؟ براہ کرم، ان کے عقائد کے بارے میں بتائیں؟ ان کے اور دوسرے شیعوں کے درمیان کیا فرق ہے؟

U-1437/L=1/1423- 1315:Fatwa ID

جواب: شیعہ مذہب کے تمام فرقوں میں یہ فرقہ زید یہ اہل سنت و الجماعت کے زیادہ قریب تھا، یہ فرقہ اپنی نسبت زید بن علی بن حسین بن علیؑ کی طرف کرتا ہے، ان کے عقیدے کے مطابق ائمہ عام انسان ہی ہوتے ہیں مگر حضرت علیؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ہیں، یہ فرقہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتا اور نہ تبرا کرتا ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؑ خود اپنے حق سے خلفائے ثلاثہ کے حق میں دست بردار ہو گئے تھے، اور ان کی بیعت درست تھی، اس لیے کہ حضرت علیؑ اس پر راضی تھے اور معصوم خطا اور باطل پر راضی نہیں ہو سکتا، لیکن بعد میں ان میں اختلاف ظاہر ہوا تو اس کے نو فرقتے ہو گئے، جن میں سے "زید یہ" نامی فرقے کے علاوہ تمام فرقے ثلاثہ میں شمار ہوتے ہیں، پھر صحیح العقیدہ زید یہ بھی یمن وغیرہ میں قلیل تعداد میں رہ گئے ہیں، ان کے اور دوسرے شیعی فرقوں کے درمیان فرق یہی ہے کہ وہ بارہ اماموں کو انبیاء کی طرح معصوم مفترض الطہاتہ سمجھتے ہیں بلکہ ان کی کتابوں میں مراثت کے ساتھ اماموں کو انبیاء سے بالاتر بلکہ خدائی اوصاف مخصوصہ کا حال گردانا گیا ہے، سبحانہ و تعالیٰ عمایر کون، نیز اصحاب رسول کی تکفیر کرتے ہیں اور موجودہ قرآن میں نعوذ باللہ تحریف کے قائل ہیں اور خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بیعت کو ظلم و جور مانتے ہیں بلکہ بعض تو حضرت علیؑ کی الوہیت کے قائل ہیں یا ان میں روح خداوندی کے حلول کا عقیدہ رکھتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو حضرت علیؑ کو اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل اور نبوت کا زیادہ مستحق سمجھتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ (المحاضرات العلمیہ / روشیعیہ: ۲۶۳/۱۳۔ جواہر الفتاویٰ: ۱/۲۸۳)۔ واللہ تعالیٰ اعلم، دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند۔

۱۰۳ و يجب إكفارهم بإكفار عثمان وعلي و طلحة و زبير و عائشة - رضي الله تعالى عنهم - و يجب إكفار الزيدية كلهم في قولهم انتظار نبي من العجم ينسخ دين نبينا و سيدنا محمد - صلى الله عليه وسلم - كذا في الوجيز للكردري۔ (الفتاوى الهندية: (۲/۲۶۳)، كتاب السير، الباب التاسع في المرتدين، ط: رشيدية)۔

شہیو کرنے والا برش

☆ جو برش ڈاڑھی مونڈنے کے علاوہ اور کسی کام میں استعمال نہ ہوتا ہو،

۲۹۰

اس کا کاروبار کرنا درست نہیں اور آمدنی بھی حلال نہیں۔^(۱)

☆ جو برش صرف ڈاڑھی منڈھانے کے لیے استعمال ہوتا ہے، اس کے

علاوہ کسی اور جائز کام کے لیے استعمال نہیں ہوتا، ایسا برش بنانا اور اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے، اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی حرام اور ناجائز

(۱) أن ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريماً وإلا فتزبيها۔ (الدر المختار مع الرد: ۲۶۸/۳)

كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب في كراهية بيع ما تقوم المعصية بعينه، ط: سعيد۔

☞ النهر الفائق: (۲۶۸/۳)، كتاب الجهاد، باب البغاة، ط: رشيدية۔

☞ لكن الإعانة في ما قامت المعصية بعين فعل المعين، ولا يتحقق إلا بنية الإعانة أو التصريح بها،

أو تعيينها في استعمال هذا الشيء بحيث لا يحتمل غير المعصية۔ (جواهر الفقه: ۴۵۲/۲)، تفصيل

الكلام في مسألة الإعانة على الحرام، اقسام السبب وأحكامه، القسم الثاني، ط: دار العلوم كراچی۔

☞ والثالث: بيع أشياء ليس لها مصرف إلا في المعصية، فيتمحض بيعها وإجارتها، وإن لم يصرح بها

ففي جميع هذه الصورة قامت المعصية بعين هذا العقد، والعاقدان كلاهما أئمان بنفس العقد، سواء

استعمل بعد ذلك أم لا۔ (جواهر الفقه: ۴۴۸/۲)، تفصيل الكلام في مسألة الإعانة على

الحرام، ط: دار العلوم كراچی۔

☞ وما كان سبباً لمحظور فهو محظور۔ (الشامية: ۳۵۰/۶)، كتاب الحظر والإباحة، قبيل فصل في

اللبس، ط: سعيد۔

☞ والظاهر أن الكراهة التي ذكرها الحنفية في بيعها قبل فصلها تحريمية لما قال ابن الهمام في أول

شرح له فصل فيما يكره "من الهداية۔

لما كان دون الفاسد، آخر عنه، وليس المراد بكونه دونه في الحكم المنع الشرعي بل في عدم فساد

العقد، وإلا فهذه الكراهات كلها تحريمية لا نعلم خلافاً في الإثم اهر ومقتضاه أن لا يطيب الثمن

للبائع۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: ۳۱۸/۱)، الشرط الثاني: كون المبيع متقوماً، القسم

الأول: ما وضع لمحظور، مكتبه معارف القرآن۔

☞ فلو كان الاكتساب حراماً لكان المال الحاصل به حراماً بالتناول؛ لأن ما ينظر إليه بار تكاب الحرام

يكون حراماً۔ (المبسوط للسرخسي: ۲۵۰/۳۰)، كتاب الكسب، ط: دار المعرفة۔

شیر (SHARE)

☆ جب لوگ کمپنی سے حصے لے کر سرمایہ دیدیتے ہیں، تو حصہ دار کو کمپنی ایک "سرٹیفکیٹ" جاری کرتی ہے، جو اس بات کی سند ہوتی ہے کہ اس شخص کا کمپنی میں اتنا حصہ ہے، اس سرٹیفکیٹ کو اردو میں "حصہ" عربی میں "سہم" اور انگریزی زبان میں "شیر" (SHARE) کہتے ہیں۔^(۲)

☆ کاروبار جتنے سرمائے سے جاری کیا جاتا ہے، اس سرمائے کو اکائیوں پر تقسیم کر کے ایک اکائی کو ایک حصے "شیر" کی قیمت قرار دیا جاتا ہے، مثلاً آج کل نمونہ "دس روپے" کے شیرز جاری کئے جاتے ہیں، اور یہ قیمت "شیر" کے اوپر لکھ دی جاتی ہے، یہ وہ رقم ہے جس کی ادائیگی پر یہ سرٹیفکیٹ جاری ہوا تھا، اس قیمت کو انگریزی زبان میں (FACE VALUE یا PAR VALUE) کہتے

(۱) ربيع المكعب المفضض للرجل إن ليلسه بكرة؛ لأنه إعانة على لبس الحرام۔ (شامی: ۲/۶)

(۲) کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد

لكن الإعانة هي ما قامت بعين فعل المعين، ولا يتحقق الأبنية الإعانة أو التصريح بها أو تعيينها في استعمال هذا الشيء بحيث لا يحتمل غير المعصية۔ (جواهر الفقه: ۲/۵۳) تفصيل الكلام في

مسئلة الإعانة على الحرام، أقسام السبب وأحكامه، القسم الثاني، ط: دار العلوم كراچی

وما كان سبباً لمحظور فهو محظور۔ (شامی: ۶/۳۵۰) كتاب الحظر والإباحة، فصل في لبس، ط: سعيد

والظاهر أن الكراهة التي ذكرها الحنفية في بيعها قبل فصلها تحريمية لما قال ابن الهمام في أول شرحه "فصل فيما يكره" من الهداية: "لما كان دون الفاسد، آخره عنه، وليس المراد بكونه دونه في

الحكم المنع الشرعي بل في عدم العقد، وإلغائه الكراهات كلها تحريمية لا نعلم خلافاً في الأئمة۔

ولفتنا أن لا يطيب الثمن للبائع۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: ۱/۳۱۸) الشرط الثاني: كون

المبيع مضموناً، القسم الأول ما وضع لمحظور، ط: معارف القرآن

(۲) (اسلام اور جدید معیشت و تجارت: (ص: ۵۸، عنوان: کمپنی کے حصص، ط: معارف القرآن)۔

شیئر جاری کرنے کے دو طریقے ہیں

شیئر جاری کرنے کے دو طریقے ہیں:

① کبھی شیئر پر حصہ دار کا نام درج ہوتا ہے، اس کو ”رجسٹرڈ شیئر“

(REGISTERED SHARE) کہتے ہیں۔

② کبھی شیئر اس طرح جاری ہوتے ہیں کہ اس پر کسی کا نام درج نہیں ہوتا،

جس کے ہاتھ میں ہوگا وہی اس کا مالک سمجھا جائے گا اس کو ”بیزر شیئر“

(BEARER SHARE) کہتے ہیں۔

ہمارے یہاں زیادہ تر کمپنیوں کے حصص رجسٹرڈ ہی ہوتے ہیں، کبھی بیزر

شیئر بھی ہوتے ہیں جیسے N.I.T این آئی ٹی میں دونوں صورتیں ہیں۔ (۲)

شیئرز اور صکوک میں فرق

شیئرز اور صکوک میں فرق ہے۔

صکوک مخصوص مدت مثلاً تین یا پانچ سال کے لیے جاری کیے جاتے ہیں،

اور شیئرز غیر معین مدت کے لیے ہوتے ہیں۔

شیئرز کی خرید و فروخت کرنا کب جائز ہوتا ہے

جن کمپنیوں پر سو فیصد یقین ہے، اور تحقیق سے معلوم ہے کہ ان کے حصص

کے پس پشت واقعی جائز سرمائے کا جائز کاروبار ہے، سودی جوئے، اور دھوکہ کے

کاروبار نہیں ہیں، اور اگر کاغذات میں کارخانے کا ذکر ہے، تو واقعی کارخانہ قائم ہے

اور چالو ہے، مال بنتا ہے، دیانتداری سے سالانہ یا ششماہی حسب وعدہ نفع و نقصان کا اعلان کیا جاتا ہے، اور ادا بھی کیا جاتا ہے، تو اس میں شرکت جائز ہے، اس کے شیئرز کی خرید و فروخت بھی جائز ہے، اور جن جن کمپنیوں کے بارے میں اس طرح واضح حال معلوم ہے، اور جن جن لوگوں کو معلوم ہے، ان کے لئے شیئر خریدنا جائز ہے، لیکن جن کمپنیوں کا حال معلوم نہیں یا جن افراد کو کمپنیوں کا واضح حال معلوم نہیں ہے، ان کمپنیوں میں اس وجہ سے شرکت کرنا کہ کمپنی کے شیئرز مارکیٹ میں چالو ہیں، اور یقینی طور پر شیئرز میں نفع ملتا ہے، خرید و فروخت جائز نہیں ہے، کیونکہ جب کمپنی کے بارے میں تفصیلی علم ہی نہیں ہے کہ اس کے پس پشت کیا کیا چیزیں ہیں تو اس کے شیئرز کی رسیدوں کی مالیت میں جہالت ہے، اور اس میں دھوکہ اور خیانت کا سو فیصد احتمال ہے، جبکہ شیئرز خریدنے والے کے قبضہ میں کوئی مال نہیں ہوتا نہ ہی مالیت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے، صرف کمپنی کے کاغذات اور اعلانات پر اعتماد ہوتا ہے، لہذا اس قدر اعتماد اور یقین پر شیئرز کی خرید و فروخت جائز نہیں ہوگی۔ (۱)

(۱) و شرط المعقود علیہ ستة: كونه موجودا مالا متقوما مملو كافي نفسه، وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه، وكونه مقدور التسليم فلم يتعقد بيع المعدوم وما له خطر العدم۔۔۔ ولا بيع معجوز التسليم۔ (الشامية: ۵۰۵/۳)، كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع أنواع أربعة ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۲۵۹/۵)، كتاب البيع، ط: سعيد۔

و بيع ما ليس فيه ملكه) لبطلان بيع المعدوم۔

قوله: و بيع ما ليس في ملكه)۔۔۔ بأن المراد بيع ما يملكه قبل ملكه۔

قوله: لبطلان بيع المعدوم) إذ من شرط المعقود عليه: أن يكون موجودا مالا متقوما مملو كافي نفسه، أن يكون ملك البائع فيما يبيعه لنفسه، وأن يكون مقدور التسليم۔ (الدر مع الرد: ۵۸/۵)،

۵۰) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: الآدمي مكرم شرعا ولو كافرا، ط: سعيد۔

و منها أن يكون المبيع معلوما والتمن معلوما علما يمنع من المنازعة، فالمجهول جهالة مفضية إليها، صريح۔ (البحر الرائق: ۲۶۰/۵)، كتاب البيع، ط: سعيد۔

الجهالة المبيع والتمن مفسد للبيع۔ (مجمع الأنهر: ۳۶/۳)، كتاب البيوع، باب الخيارات، خيار شرط، ط: دار الكتب العلمية)

شیرز کی دلالی

”شیرز کمپنی کے آرٹیکلز میں یہ شق موجود ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

۲۹۳

شیرز کے کاروبار ناجائز تو تجارت کیسے چلے گی

بعض لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان میں کوئی کمپنی یا ادارہ ایسا نہیں مل سکتا جس میں واقعی شرعی اصول کے مطابق کاروبار ہوتا ہو، ایسے حالات میں اگر شیرز کی خرید و فروخت ناجائز ہو تو تجارت اور کاروبار کیسے چلے گا، پھر تو شیرز کی خرید و فروخت کو بالکل بند کرنا پڑے گا، اور یہ ممکن نہیں۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ شیرز جاری کرنے والے سرکاری یا نیم سرکاری ادارے اور کمپنیاں ہوں یا غیر سرکاری ادارے اور کمپنیاں، اگر ان کے شیرز کی خرید و فروخت بند کر دی جائے تو قیامت نہیں آئے گی، آسمان نہیں ٹوٹے گا، زمین نہیں پھٹے گی کیونکہ اس کے علاوہ کاروبار اور تجارت کی بے شمار اقسام، اور ذرائع آمدنی کے بے شمار طریقے موجود ہیں۔

مروجہ شیرز کی خرید و فروخت کا جو رواج ہے، اسے نصف صدی سے زیادہ مدت نہیں ہوئی اس سے پہلے دوسرے کاروبار چلتے تھے آج بھی اسی طرح ممکن ہے، لہذا اگر حلال کمائی کی نیت ہو اور زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے کی حرص اور لالچ نہ ہو، اور حلال کمائی پر پابندی کرنے کا ارادہ ہو تو شیرز کی خرید و فروخت کو چھوڑنے میں کوئی حرج واقعی نہ ہوگا، بلکہ خود بخود یہ ناجائز ادارے اور کمپنیاں ختم ہو جائیں گی۔

اگر تاجر حضرات مل کر کوشش کریں اور جائز طریقے اپنانے پر اتفاق کر لیں، تو یہ کر سکتے ہیں، غرض کہ ناجائز طور پر شیرز کی خرید و فروخت کرنے کا مسئلہ کوئی ایسا نہیں ہے کہ اس کو چھوڑنے سے معیشت بیٹھے جائے گی، اور ملک تباہ ہو جائے گا، لوگ

بھوکے پیاسے مرجائیں گے بلکہ شیئرز کی مارکیٹ کریش ہونے کی صورت میں یہ کاروبار چلانے والے لوگ تباہ و برباد ہو جاتے ہیں اور سب کچھ فروخت کر کے فقیر بن کر روڈ پر آ جاتے ہیں۔

مزید یہ کہ اگر بالفرض ان اداروں اور کمپنیوں کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہے اور حکومت اس ناجائز کاروبار کو ختم کرنے پر راضی نہیں ہوتی اور وہ کمپنی والے بھی اسلام کے اصول تجارت پر کمپنی اور کاروبار چلانے پر راضی نہیں ہوتے، تو ایسے حالات میں جو مسلمان اپنے ایمان کی حفاظت کرنا چاہتا ہے، اور اپنے اعمال کی اصلاح کرنے کی سعی اور کوشش کرتا ہے، اور اس کو آخرت کا خوف ہے، اس کے لئے تو یہی راستہ متعین ہے کہ خود ناجائز ذرائع آمدنی اختیار کرنے سے پرہیز کرے، اور اپنے عزیز واقارب کو اس سے بچانے کی سعی کرے اور عامۃ الناس کو اس طرح کے جرائم اور گناہوں سے آگاہ کرے تاکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری پوری ہو جائے، بس اس طرح حکومت اور ناجائز کاروبار چلانے والوں اور اس کو فروغ دینے والوں پر جو گناہ ہو گا اس سے پرہیز کرنے والے اس گناہ میں شریک ہونے سے بچ جائیں گے۔ (۱)

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: «يأتي على الناس زمان، لا يبالي المرء ما أخذ منهم أمن الحلال أم من الحرام» (صحيح البخاري: (۲۷۶/۱)، كتاب البيوع، باب من لم يبال من حيث كسب المال، ط: قديمي).

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۳۱)، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الخلال، الفصل الأول، ط: قديمي.

عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من رأى حاكم منكرًا فليغيره بيده فإن لم يستطع فبلسانه فإن لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الإيمان۔ (صحيح مسلم: (۵۱/۱)، كتاب الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، ط: قديمي).

مشكاة المصابيح: (ص: ۳۳۶)، كتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول، ط: قديمي (وعن أبي بكر الصديق رضي الله عنه قال يا أيها الناس إنكم تقرؤون هذه الآية =

شیرز میں منافع کی تقسیم

۲۹۶

شیرز کمپنی پورے سال کاروبار کرنے کے بعد سالانہ نفع کا حساب لگاتی ہے، اور یہ طے کرتی ہے کہ نفع کتنا ہوا؟ اس کے بعد اس منافع کا کچھ حصہ احتیاط کے طور پر محفوظ کر لیتی ہے تاکہ آئندہ کمپنی کو کوئی نقصان ہو تو اس سے اس کا تدارک کیا جاسکے اس کو انگریزی زبان میں **RESERVE** کہتے ہیں (واضح رہے کہ شریعت میں اس طرح منافع کا کچھ حصہ احتیاط کے طور پر محفوظ کر لینا اور حصہ داروں کے درمیان پورے نفع کو تقسیم نہ کرنا درست نہیں ہے بلکہ خرچہ منہا کرنے کے بعد پورے نفع کو شیرز کے تناسب سے تقسیم کرنا ضروری ہے)۔^(۱)

= يا ايها الذين امنوا عليكم انفسكم لا يضركم من ضل اذا اهتديتم) أي الزموا حفظ انفسكم عن المعاصي فاذا حفظتم انفسكم لم يضركم اذا عجزتم عن الامر بالمعروف والنهي عن المنكر ضلال من ضل بارتكاب المناهي اذا اهتديتم الى اجتنابها (فباني) قال الطيبي الفاء فصيحة تدل على محذوف كأنه قال انكم تقرؤون هذه الآية وتجرون على عمومها وتمتعون عن الامر بالمعروف والنهي عن المنكر وليس كذلك فباني (سمعت رسول الله يقول ان الناس اذا رأوا منكرا فلم يغيروه) أي مع القدرة على إنكاره (يوشك أن يعمهم الله بعقابه)۔ (مرقاة المفاتيح: (۳۳۱/۹) ، كتاب الآداب، باب الامر بالمعروف، الفصل الثاني، ط: رشيدية)۔

(۱) يقسم الشريكان الربح بينهما على الوجه الذي شرطاه يعني ان شرطنا تقسيمه متساويا فيقسمانه على التساوي، وإن شرطنا تقسيمه متفاضلا كالثلث والثلثين مثلا فيقسم حصتين أو حصّة۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۵۸۰/۲)، المادة: (۱۳۹۰) ، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس: في شركة العنان، المبحث الأول، ط: مكتبة فاروقية)۔

شرح المجلة لخالد الأثاسي: (۳۱۳/۳)، المادة: (۱۳۹۰) ، ط: رشيدية)۔

الشامية: (۳۱۳/۳) ، كتاب الشركة، مطلب: في تحقيق حكم التفاضل في الربح، ط: سعيد

وعن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: ص: ۲۵۵) ، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)۔

لا يحل لامرئ من مال أخيه شيئا إلا بطيب نفس منه۔ (كنز العمال: (۶۳۸ / ۱۰) ، رقم

الحديث: ۳۰۳۳۵ ، كتاب الغصب من قسم الأقوال، ط: مؤسسة الرسالة) =

احتیاطی حصہ نکالنے کے بعد جو نفع شیئرز ہولڈرز میں تقسیم ہوتا ہے اس کو ڈیویڈنڈ (DIVIDEND) کہتے ہیں۔^(۱)

۲۹۷

شیئرز کمپنی کے آرٹیکلز میں یہ شق موجود ہے

شیئرز کمپنی کے آرٹیکلز میں یہ شق موجود ہوتی ہے کہ ڈائریکٹروں کو سود پر لین دین کا اختیار ہوگا اور وہ اس پر عمل بھی کرتے ہیں لہذا جب کوئی شخص کمپنی کے شیئرز خریدتا ہے تو اس شرط کو تسلیم کرتے ہوئے خریدتا ہے، چونکہ یہ شرط ناجائز ہے لہذا اس شرط کی وجہ سے بھی شیئرز کی خرید و فروخت اور ان کی دلالی سب ناجائز ہے،^(۲) ہاں اگر کوئی کمپنی اس قسم کی شرط سے پاک ہو اور سرمایہ اور کام حلال ہو تو اس کی خرید و فروخت اور دلالی سب جائز ہوگا لیکن ایسی کمپنیاں نہ ہونے کے برابر ہیں۔^(۳)

۱۰ لايجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي۔ (الشامية: ۶۱ / ۳)، كتاب الحدود باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد۔

۱۱ البحر الرائق: (۳۱ / ۵)، كتاب الحدود، فصل في التعزير، ط: سعيد۔

۱۲ الفتاوى الهندية: (۱۶۷ / ۲)، كتاب الحدود، الباب السابع في حد القذف والتعزير، فصل في التعزير، ط: رشيدية۔

(۱) اسلام اور جدید معیشت و تجارت، ص: ۶۱، کمپنی کا انتظامی ڈھانچہ، عنوان: منافع کی تقسیم، مکتبہ معارف القرآن۔

(۲) عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم أكل الربوا أو موكله و كاتبه و شاهديه و قال: "هم سواء" (الصحيح لمسلم: ۲۷ / ۲)، كتاب المساقات و المزارعة، باب الربا، ط: قديمي
 ۱۳ هذا نصريح بتحريم كتابة المبايعه بين المترابين و الشهادة عليهما۔ (شرح النووي على الصحيح لمسلم: ۲۸ / ۲)، أيضا، ط: قديمي۔

۱۴ لما أخذ المرابي زيادة على القرض فهو في حكم الغصب و الرشوة، و من كان ماله متمحضا من الربا لا يجوز قبول الهدية منه ولا إجابة دعوته ولا عقد الشراء أو البيع۔ (فقه البيوع: ۱۰۶۰ / ۲)، المعتمد العاشر: في أحكام المال الحرام، حكم الفنادق و المطاعم التي تباع فيها الخمر، ط: مكتبة معارف القرآن

۱۵ أكل الربا و كاسب الحرام أهدي إليه أو أضافه و غالب ماله حرام لا يقبل، ولا يأكل ماله بخبره أن ذلك المال أصله حلال و رثه أو استقرضه، وإن كان غالب ماله حلالا لا بأس بقبول هديته و الأكل منها۔ =

شیر کو قبضہ سے پہلے آگے فروخت کرنا

۲۹۸

آج کل اسٹاک مارکیٹ میں شارٹ سیل (Short Sales) کا طریقہ رائج ہے، اس میں آدمی ایسے شیرز کو بیچ دیتا ہے، جس کا وہ ابھی تک مالک نہیں ہوتا لیکن اسے یہ امید ہوتی ہے، کہ وہ کلیئرنگ سے قبل مارکیٹ سے سستے داموں میں حاصل کر کے خریدار کے حوالے کر دے گا، تو یہ غیر ملکیتی شیرز کو بیچنا جائز نہیں

= (الفتاویٰ الہندیہ: (۳۴۳/۵)، کتاب الکراہیۃ، الباب الثانی عشر فی الہدایا والضیافات، ط: رشیدیہ)

وذهب بعض الفقہاء ومن بینہم الغزالی الی أنہ یحرم التعامل مع من غالب مالہ من الحرام۔ وقال العز بن عبد السلام فی معاملۃ من اعترف بأن اکثر مالہ حرام: إن غلب الحرام علیہ بحیث یندر الخلاص منہ لم تجز معاملتہ۔۔۔۔۔ وإن غلب الحلال۔۔۔۔۔ جازت المعاملۃ۔۔۔۔۔ وبن ہاتین الرئبتین من قلة الحرام وکثرته مراتب محرمة ومکروهة ومباحة، وضابطها: أن الکراہة تشتد بکثرة الحرام وتخف بکثرة الحلال۔ (الموسوعة الفقهیة الکویتیة: (۱۳۰/۳۱)، حرف الفین، غالب، در معاملۃ من غالب مالہ حرام، ط: دارالصفوة)۔

☐ أن یكون التصرف مباحا شرعا، فلا یجوز التوکیل فی فعل محرم شرعا کالغصب، أو الإعتداء علی الغیر۔ (الفقه الإسلامی وأدلته: (۱۵۳/۳)، باب الوکالۃ، شروط الوکالۃ، ط: حقانیہ، پشاور)۔

☐ وزاد فی البحر: قید أن یكون العمل حللا؛ لما فی البزازیة: لو اشترکا فی عمل حرام لم یصح۔ اھ۔ (الشامیة: (۳۲۲/۳)، کتاب الشركة، مطلب فی شركة التقبل، ط: سعید)۔

☐ البحر الرائق: (۱۸۱/۵)، کتاب الشركة، ط: سعید۔

(۳) شركة العنان: وهي أن یشارك اثنان فی مال لهما علی أن یتجرا فیہ والربح بینہما، وهي جائزة بالإجماع کما ذکر ابن المنذر۔ (الفقه الإسلامی وأدلته: (۷۹۷/۳)، الفصل الخامس: الشركات، المطلب الأول۔۔۔۔۔ شركة العنان، ط: دار الفکر، بیروت)۔

☐ أما شركة العنان فہی أن یشارك اثنان فی نوع من التجارات بر أو طعام أو یشاركان فی عموم التجارات ولا یذکران الکفالة خاصة، کذا فی فتح القدير، وصورتها أن یشارك اثنان فی نوع خاص من التجارات أو یشاركان فی عموم التجارات۔ (الفتاویٰ الہندیہ: (۳۱۹/۳)، الباب الثالث فی شركة العنان، ط: رشیدیہ)

☐ الدر مع الرد: (۳۱۱/۳، ۳۱۲)، کتاب الشركة، مطلب فی شركة العنان، ط: سعید۔

مزید یہ کہ اگر مارکیٹ میں مندی کے بجائے تیزی غالب رہے، تو شارٹ سیل (Short Sales) کرنے والوں کو اچھا خاصا نقصان اٹھانا پڑتا ہے، جب بھی اسٹاک مارکیٹ کسی بحران سے دو چار ہوتی ہے اس میں شارٹ سیل کا نمایاں کردار ہوتا ہے۔

(۱) (وبیع ماليس في ملكه) لبطلان بيع المعدوم۔

(قوله: وبيع ماليس في ملكه) ... بأن المراد ما سيملكه قبل ملكه۔

(قوله: لبطلان بيع المعدوم) إذ من شرط المعقود عليه أن يكون موجوداً مالم يتفقنا في

نفسه وأن يكون ملك البائع فيما يبيعه لنفسه۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۸/۵، ۵۹) كتاب البيوع،

باب البيع الفاسد، مطلب: الآدمي مكرم شرعاً ولو كافراً، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۵۹/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

شامی: (۵۰۵/۳) كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيوع أنواع أربعة، ط: سعيد۔

صارفین

صارفین کو چاہیے کہ آخرت کے حساب و کتاب سے ڈریں، بلا ضرورت کوئی چیز نہ خریدیں، ورنہ قرض کا بوجھ بڑتا جائے گا، غربت اور تنگی میں اضافہ ہوتا جائے گا، آخر میں اپنا اور اپنے زیر کفالت افراد کا حق ادا کرنا مشکل ہو جائے گا، نتائج اور انجام سے بے خبر لوگ غیر ضروری چیزوں کو خریدنا لازم سمجھتے ہیں جو بعد میں پورا کرنا مشکل ہو جاتا ہے، اس لئے ہر معاملہ میں میانہ روی اختیار کریں، اللہ تعالیٰ کو یہی پسند ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطِيهَا كُلًّا الْبَسِطِ
فَتَقْعَدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا^(۱)

ترجمہ: اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا چاہیے، اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہیے ورنہ الزام خوردہ تہی دست ہو کر بیٹھ رہو گے۔^(۲)

وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ
قَوَامًا^(۳)

ترجمہ: وہ (رحمن کے خاص بندے) جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچ کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا اس (افراط و تفریط) کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔^(۴)

[۱] [الإسراء: ۲۹]

[۲] (۳، ۲) (بیان القرآن)

[۳] [الفرقان: ۶۷]

صانع کا بذات خود مطلوبہ چیز بنانا

☆ مارکیٹنگ میں یہ ضروری نہیں کہ پروڈکٹ کی تیاری میں صانع (مینو) (۳۰۱) فیکچرر) خود ہی مطلوبہ چیز بنائے، بلکہ اگر وہ چاہے تو خود اس کو تیار کرے یا کسی دوسرے صانع سے وہ چیز بنوائے، لیکن اگر کہیں صورت حال ایسی ہو کہ آرڈر دینے والا صانع سے یہ کہے کہ یہ چیز آپ سے اس لئے بنو رہا ہوں کہ آپ ہی یا آپ کا کارخانہ ہی میرے لئے یہ پروڈکٹ بنائے گا، تو اس صورت میں اس صانع یا اس کے کارخانہ کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ پروڈکٹ اپنے کارخانہ یا فیکٹری سے بنوا کر دے۔

☆ اگر کسی جگہ صانع پر واضح طور پر یہ شرط نہیں لگائی جاتی، لیکن قرائن ایسے موجود ہیں، جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس صانع کے پاس لوگ اس کے بہترین کام اور اعلیٰ مصنوعات کی وجہ سے آتے ہیں، تو ایسی صورت حال میں بھی صانع کے ذمے یا کارخانے کے ذمہ خود کام کرنا ضروری ہوگا۔^(۱)

(۱) اول لأجير أن يعمل بنفسه وأجرانته إذا لم يشترط عليه في العقد أن يعمل بيده لأن العقد وقع على العمل والإنسان قد يعمل بنفسه وقد يعمل بغيره ولأن عمل أجرانته يقع له فيصير كأنه عمل بنفسه إلا إذا شرط عليه عمله بنفسه لأن العقد وقع على عمل من شخص معين والتعيين مفيد لأن العمال متفاوتون في العمل فيعين فلا يجوز تسليمها من شخص آخر من غير رضا المستأجر۔ (بدائع الصنائع: (۲۰۸/۳)، كتاب الإجارة، فصل وأما صفة الإجارة، ط: سعيد)۔

لو أطلق العقد حين الإستئجار للأجير أن يستعمل غيره) أي أنه إذا لم يقيد الأجر بأن يعمل بنفسه۔ للأجير أن يستعمل غيره كوكيله۔ لأن المستأجر باطلاقة يكون راضيا بعمل غيره أيضا۔ وقال الشلبي: لأن المطلق ينصرف إلى المعتاد والمتعارف فيما لم يشترط۔ (درر الأحكام شرح مجلة الأحكام: (۲۵۸/۱)، المادة: ۵۷۲، الكتاب الأول البيوع، الباب السادس، الفصل الرابع في بيان إجارة لأدمي، ط: دار الجيل)۔

المعروف عرفا كالمشروط شرطاً۔

المعروف بين التجار كالمشروط بينهم۔

التعيين بالعرف كالتعيين بالنص۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۳۱، ۳۰/۱)، رقم المادة: ۳۵، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱)

المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: مكتبة فاروقية

صبح صبح دکان کھولیں

۳۰۲

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا مختلف کتابوں میں منقول ہے:

اللہم بارک لأمّتی فی بکورھا

ترجمہ: اے اللہ! میری امت کے صبح ہی صبح کام میں برکت عطا فرمائے۔

حضرت صحیح رضی اللہ عنہ کا یہ قول ابام ترندی نے نقل فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کوئی لشکر روانہ فرماتے تو صبح ہی روانہ فرماتے تھے، اور حضرت صحیح رضی اللہ عنہ خود بھی تاجر تھے وہ جب اپنے ملازمین کو تجارت کے لیے بھیجتے تو صبح ہی کو بھیجتے، چنانچہ انہیں تجارت میں خوب نفع ہوا، اور ان کی تجارت میں بڑا اضافہ ہوا۔^(۱)

صبح نکلنا برکت کا باعث ہے

تجارت اور کاروبار کے لیے صبح نکلنا برکت کا باعث ہے اور صبح فجر کی نماز کے بعد نہ سوئیں، اس سے رزق میں تنگی آتی ہے، فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کے بعد وظائف، قرآن مجید کی تلاوت اور دیگر اعمال پورا کرنے کے بعد ناشتہ کرے پھر صبح ہی تجارت اور کاروبار کے لیے نکل جائیں۔

(۱) عن علی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اللہم بارک لأمّتی فی بکورھا۔ (مسند أحمد: (۱۵۳/۱) رقم الحدیث: ۵۳۱۹، مسند الخلفاء الراشدين، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ط: مؤنسمة قرطبہ)

☞ وفيه أيضا: (۱۵۳/۱، ۱۵۵) أيضا، ط: مؤنسمة قرطبہ۔

☞ عن صحیح الغامدی قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اللہم بارک لأمّتی فی بکورھا، قال: وكان إذا بعث سرية، أو جيشا، بعثهم أول النهار، وكان صحیح رجلا ناجزا، وكان إذا بعث تجارة بعثهم أول النهار، فأئزى وكثر ماله۔ (سنن الترمذی: (۲۳۰/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في التكبير بالتجارة، ط: سعید)

☞ سنن أبی داود: (۳۷۳/۱) كتاب الجهاد، باب في الابتكار في السفر، ط: رحمانیہ۔

☞ سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۲) أبواب التجارات، باب مايرجى من البركة في البكور، ط: قديمی۔

حضرت صحیح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! میری امت کے لئے دن کے اول حصہ میں برکت عطا فرمائے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی جماعت یا لشکر روانہ فرماتے تو دن کے اول حصہ میں روانہ فرماتے۔

اور حضرت صحیح رضی اللہ عنہ تاجر تھے، وہ تجارت کا سامان دن کے اول حصہ میں بھیجا کرتے تھے، جس کی وجہ سے ان کو بہت نفع ملتا اور ان کے مال میں بہت اضافہ ہوتا۔^(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ رزق حاصل کرنے کے لیے دن کے شروع کا وقت منتخب کرو، کیوں کہ دن کے شروع کے وقت میں برکت اور کامیابی ہے۔^(۲)

صحابہ کرام کا پیشہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بہت بڑی تعداد تاجر تھی، مکہ مکرمہ سے آئے ہوئے مہاجرین پہلے ہی سے تجارت کرتے تھے، مدینہ منورہ کے انصار کا اصل کام

(۱) عن عمارة بن حديد عن صخر الغامدي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اللهم بارك لأمتي لي بكرها، قال: وكان إذا بعث سرية أو جيشاً بعثهم في أول النهار. قال: وكان صخر رجلاً تجاراً، فكان يبعث تجارته في أول النهار فأثرى وكثر ماله. (سنن ابن ماجه: (۱۶۲/۲) أبواب التجارات باب ما يرجى من البركة في البكور، ط: قديمي)

جامع الترمذي: (۲۳۰/۱) أبواب البيوع، باب ما جاء في التكبير في التجارة، ط: سعيد.

سنن أبي داود: (۳۷۳/۱) كتاب الجهاد، باب في الابتكار في السفر، ط: رحمانيه.

(۲) وعن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: باكروا واطلبوا الرزق، فإن الغدو بركة ونجاح. (مجمع الزوائد: (۶۱/۳) رقم الحديث: ۶۲۲۰، كتاب البيوع، باب البكور وما فيه من البركة، ط: مكتبة القدس القاهرة)

الترغيب والترهيب: (۳۳۵/۲) رقم الحديث: ۲۶۲۶، كتاب البيوع، الترغيب في البكور في طلب الرزق وغيره، ط: دار الكتب العلمية.

المعجم الأوسط للطبراني: (۱۹۳/۷) رقم الحديث: ۷۲۵۰، باب الميم، من اسمه: محمد، ط: دار الحرمين القاهرة.

زراعت اور باغبانی تھا، مگر ان میں بہت سے حضرات تاجر تھے۔ (۱)

صحیح چیز میں ردی کی ملاوٹ کر کے فروخت کرنا

۳۰۳

”ملاوٹ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۸۶/۶)

صدقات سے مال میں اضافہ ہوتا ہے

صدقات سے مال گھٹتا نہیں ہے، بلکہ بڑھتا ہے، اس لیے تاجروں کو چاہیے کہ صدقہ کرنے کی عادت بنالیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی جنگل میں جا رہا تھا، اس نے بادل سے ایک آواز سنی جیسے کوئی کہہ رہا ہے کہ جا کر فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر دو، وہ بادل ایک طرف چلا پھر وہاں پتھر ملی زمین پر برسنا، ایک نالی نے وہ سارا پانی جمع کیا، اس آدمی نے اس پانی کے پیچھے پیچھے چلنا شروع کیا، آگے چل کر اس نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنے باغ کو سیراب کرنے کے لیے بیچے سے اس نالی کو درست کر رہا ہے، اس کے درست کرنے کے ساتھ ہی بارش کا یہ پانی وہاں پہنچ گیا۔

(۱) قال ابن المسيب ان ابا هريرة قال : يقولون ان ابا هريرة قذاكثر والله الموعد ويقولون ما بال المهاجرين والأنصار لا يتحدثون مثل أحاديثه ؟ وسأخبركم عن ذلك ان اخواني من الأنصار كان يشغلهم عمل أرضيهم وان اخواني من المهاجرين كان يشغلهم الصفق بالأسواق، وكنت ألزم رسول الله صلى الله عليه وسلم على ملء بطنى..... الحديث۔ (الصحيح لمسلم (۳۰۱/۲) كتاب الفضائل، باب من فضائل أبي هريرة رضي الله عنه، ط: قديمي)

قال العارف الفاسي في تشييف المسامح : المعروف بالزراعة هم الأنصار، وأما قریش فانما لهم التجارة لا الفلاحة اذ ليست مكة بلاد زرع۔ (الترايب الادارية (۳۳/۲) القسم التاسع في ذكر حرف وصناعات۔ الخ، الباب الأول، الزراعة والغراسة، ط: دار الأرقم۔

وكان المهاجرون تجارا والأنصار أصحاب زرع۔ (عمدة القارى (۲۳۱/۱۱) كتاب البيوع، باب ما جاء في قول الله تعالى " فاذا قضيت الصلوة فانكثروا الى الأرض۔ الخ، ط: دار الكتب العلمية۔

یہ شخص اللہ تعالیٰ کی اس قدرت پر بہت متعجب ہوا، اور باغ والے سے پوچھنے لگا، اللہ کے بندے تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے وہی بتایا جو اس نے بادل سے سنا تھا، اب باغ والے نے اس شخص سے پوچھا: اللہ کے بندے تم میرا نام کیوں پوچھتے ہو؟ وہ کہنے لگا کہ میں نے اس بادل سے جس کے پانی سے تو اپنا باغ سیراب کر رہا ہے، یہ آواز سنی تھی کہ جا کر فلاں شخص کے باغ کو سیراب کرو، اس میں آپ کا ہی نام لیا گیا تھا، اب آپ یہ بتاؤ کہ آپ کا کون سا عمل ہے، جس کی وجہ سے اللہ آپ پر اتنا مہربان ہے؟ باغ والا کہنے لگا: اب جب کہ آپ نے یہ بات سن ہی لی ہے تو میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ اس باغ سے جو پیداوار ہوتی ہے، اس کا ایک تہائی حصہ میں صدقہ کرتا ہوں، ایک تہائی میں اور میرے اہل و عیال کھاتے ہیں، اور ایک تہائی اس باغ میں لوٹا دیتا ہوں، یعنی اگلی فصل کے اخراجات پر صرف کرتا ہوں۔^(۱)

یہ ہیں وہ وسائل جن تک انسانی عقل کی رسائی ممکن نہیں ہے۔

صدقات نہ کرنے سے مال تباہ ہو جاتا ہے

کسی آدمی کا ایک باغ تھا جو بھرپور فصل دیتا تھا، اس آدمی کا پوری زندگی یہ

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه: عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: بينا رجل بغلاة من الأرض لسمع صوتاً من صحابة: اسق حديقة فلان، فتخى ذلك الصحاب فأفرغ ماءه في حرة، فإذا شرجة من تلك الشراج، قد استوعبت ذلك الماء كله، فتبع الماء فإذا رجل قائم في حديقته يحول الماء بمسحاته، فقال له: يا عبد الله ما اسمك؟ قال: فلان۔ للأسم الذي سمع في الصحابة فقال له: يا عبد الله لم نسألك عن اسمي؟ فقال: إني سمعت صوتاً في الصحاب الذي لهذا ماءه يقول: اسق حديقة فلان لاسمك فما تصنع فيها؟ قال: أنا إذا قلت لهذا فلاني أنظر إلى ما يخرج منها فأصدق بثلثه وأكل أنا وعبائي ثلثاً وأرد فيها ثلثه۔ (صحيح مسلم: ۴/۳۱۱) كتاب الزهد، باب فضل الإنفاق على المساكين وابن السبيل، ط: قديمي

مسند احمد: (۲/۲۹۶) رقم الحديث: ۹۲۸، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، ط: مؤسسة قرطبة۔
مشكاة المصابيح: (ص: ۱۶۵) كتاب الزكاة، باب الإنفاق وكرهية الإمساك، الفصل الثالث، ط: قديمي۔

دستور رہا کہ جب بھی پھل کی فصل اٹھاتا تو اس کے تین حصے کرتا، ایک حصہ تو خود اپنے گھر کی ضروریات کے لیے رکھ لیتا، دوسرا حصہ قریبی رشتہ داروں اور ہمسایوں میں تقسیم کر دیتا، اور تیسرا حصہ فقراء و مساکین میں تقسیم کر دیتا، اس کی اس سخاوت کی وجہ سے اس کا باغ سب سے بڑھ کر فصل دیتا، کٹائی کے دن فقیر و مساکین موقع پر پہنچ جاتے اور اس سے اپنا اپنا حصہ وصول کر لیتے۔

۳۰۶

جب اس آدمی کا انتقال ہوا تو اس کے بیٹوں کو خیال آیا کہ ہمارا باپ تو ساری عمر اس باغ کی فصل کو ادھر ادھر تقسیم کر کے اپنی کمائی کو لٹاتا رہا، اس باغ کی زمین بہت زرخیز ہے جو ارد گرد کی زمینوں سے کئی گنا زیادہ فصل دیتی ہے، مگر ہمارے باپ نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا، اور زندگی بھر مفلس ہی رہا، اب یہ رواج ختم کر دینا چاہیے، باغ ہمارا ہے اور اس پر ہمارا حق ہے، چنانچہ انہوں نے آپس میں طے یہ کیا کہ جب کٹائی کا موقع آئے تو راتوں رات سب کچھ کر لیا جائے تاکہ غریب اور مسکین لوگ نہ آئیں، اور ہمیں تنگ نہ کریں، اور ہم برے نہ بنیں۔

جب کٹائی کا وقت آ گیا تو وہ راتوں رات خوشی خوشی اچھلتے کودتے اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئے، ادھر اللہ کا کرنا یوں ہوا کہ اسی رات سخت آندھی اور طوفان آیا، جس میں آگ تھی، آندھی کے ذریعہ وہ آگ باغ کے درختوں تک پہنچ گئی اور تھوڑے ہی دیر میں انہیں جلا کر رکھ کر گئی، آن کی آن میں سارا باغ جل کر رکھ کا ڈھیر بن گیا، جب یہ عقلمند ہوشیار بیٹے وہاں پہنچے تو نقشہ ہی بدلا ہوا تھا، انہیں وہاں باغ نام کی کوئی چیز نظر نہ آئی، سوچ میں پڑ گئے کہ ہم شاید رات کے اندھیرے میں کسی غلط جگہ پر پہنچ گئے ہیں، پھر جب کچھ حواس درست ہوئے تو ان پر حقیقت ظاہر ہوئی کہ ان کی نیت کا فتور آندھی کا عذاب بن کر ان کے باغ کو بھسم کر گیا، اب وہ ایک دوسرے کو ملامت اور برا بھلا کہنے لگے، ایک کہتا ہے تم ہی نے ترغیب دی تھی، دوسرا کہتا ہے یہ مشورہ تو

ہارا تھا، مگر اب پچھتانے سے کچھ ہو نہیں سکتا تھا، جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا تھا۔

۳۰۷

باپ کو سخاوت، ہمدردی اور صدقہ خیرات کا صلہ ملتا رہا کہ اس کا باغ سب سے بڑھ کر پھل لاتا تھا، اور جتنا دوسروں پر خرچ کرتا اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ اسے ازتا مگر جب اس کے انتقال کے بعد بیٹوں پر بخل اور حرص غالب آئی اور صدقہ رات سخاوت اور ہمدردی کو روکنے کی نیت کی تو آندھی اور طوفان نے باغ کو صفحہِ تنی سے ملیا میٹ کر دیا، اس وقت زمین کی زرخیزی اور تدبیر کوئی کام نہیں آئی۔^(۱)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ صدقہ خیرات، ہمدردی، سخاوت، اچھا سلوک اور ب نیتی، ایسے وسائل ہیں جو نظر تو نہیں آتے مگر رزق میں اضافہ کر دیتے ہیں۔ اور نیت ن فتور آنے کی صورت میں نظر میں نہ آنے والے وسائل سے رزق کو چھین لیتا ہے۔

(۱) قد ذکر بعض السلف أن هؤلاء قد كانوا من أهل اليمن، قال سعيد بن جبیر: كانوا من قرية يقال لها: مروان، على ستة أميال من صنعاء، وقيل: كانوا من أهل الحبشة وكان أبوهم قد خلف لهم هذه الجنة، كانوا من أهل الكتاب، وقد كان أبوهم يسير فيها سيرة حسنة، فكان ما يستغله منها يردها فيها ما يحتاج به ويدخر لعماله قوت سنتهم، ويتصدق بالفاضل، فلما مات ورثه بنوه، قالوا: لقد كان أبونا أحق إذ إن يصر من هذه شيئاً للفقراء، ولو أنا منعناهم لوفر ذلك علينا۔ فلما عزموا على ذلك عوقبوا قبض فصددهم، فأذهب الله ما بأيديهم بالكلية، رأس المال والربح والصدقة، فلم يبق لهم شيء۔

تفسیر ابن کثیر: (۲۸۲/۶) سورة القلم، الآية: ۳۳، ط: رشیدیہ

تھم ناس من الحبشة كانت لأبيهم جنة كان يطعم المساكين منها، فلما مات أبوهم، قال بنوه: والله إن لنا أبونا لأحق حين يطعم المساكين، فاقسموا ليصر منها مصبحين، ولا يستنون، ولا يطعمون سكيناً... عن قتادة، في قوله: "ليصر منها مصبحين" قال: كانت الجنة للشيخ، وكان يتصدق، فكان نوه بنوه عن الصدقة، وكان يمسك قوت سنته، وينفق ويتصدق بالفضل فلما مات أبوهم غدوا عليها فقالوا: { لا يدخلنها اليوم عليكم مسكين }... يقول تعالى ذكره: فلما صار هؤلاء القوم إلى جنتهم، ورأوا ما محرر فأحرقنها، أنكروها وشكوا فيها، هل هي جنتهم أم لا؟ فقال بعضهم لأصحابه ظننا منه أنهم قد أغفلوا طريق جنتهم، وأن النبي رأوا غيرها: إنا أيها القوم لضالون جنتنا، فقال من علم أنها جنتهم، أنهم لم يخطئوا الطريق: بل نحن أيها القوم محرومون، حرمتنا منعتنا بذهاب حرثنا۔ (تفسیر نظری: (۵۳۳/۲۳، ۵۳۹) سورة القلم، ط: مؤتمنة الرسالة)

تفسیر فتح القدر للشوکانی: (۳۲۳/۵) سورة القلم، ط: دار ابن کثیر۔

صدقہ کثرت سے کرنا

۳۰۸

کاروباری حضرات کو کثرت سے صدقہ کرنے کی عادت بنانی چاہیے آسان اور بہتر صورت یہ ہے کہ آمدنی کا کچھ حصہ صدقہ کرنے کے لیے مخصوص کر دینا چاہیے، اس سے تجارت میں برکت ہوگی، محتاج لوگ دعائیں دیں گے، بلاء مصیبتیں دور ہو جائیں گی، اور خریدار حضرات زیادہ آئیں گے، چیزیں زیادہ فروخت ہوں گی، اور تجارت میں ترقی ہوگی۔

نیز تجارت میں بعض اوقات شریعت کے خلاف کام بھی سرزد ہو جاتے ہیں مثلاً قسم اٹھانا، دھوکہ دینا، عیب کا چھپا لینا، بد اخلاقی اور زیادہ نفع کمانا وغیرہ، صدقہ ان برائیوں کے لیے کفارہ بن جاتا ہے۔^(۱)

صدقہ کر کے کاروبار کو پاک کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”یا معشر التجار ان الشيطان والایثم يحضران البیع فشووا ببيعکم بالصدقہ“^(۲)

ترجمہ: اے تاجرو! شیطان اور گناہ کے خیالات فروخت کے وقت حاضر ہوتے ہیں، تو اپنی فروخت کو صدقہ سے ملا کر پاک کر لیا کرو۔

(۱) عن أبي وائل عن قيس بن أبي عزرقة قال: كُتِفي عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم نسمي السماسرة فمر بنا النبي صلى الله عليه وسلم فسمانا باسم هو أحسن منه، فقال: يا معشر التجار! إن الشيطان والایثم يحضران البیع، فشووا ببيعکم بالصدقہ۔ (أبو داود: ۱۱۷۲) كتاب البيوع، باب في التجارة يخالطها الحلف واللغو، ط: رحمانية

ابن ماجه: (ص: ۱۵۵) أبواب التجارات، باب التوقي في التجارة، ط: قديمی۔

جامع الترمذی: (۲۲۹/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في التجار وتسمية النبي صلى الله عليه وسلم إياهم، ط: سعيد۔

(۲) جامع الترمذی: (۲۲۹/۱)، أبواب البيوع، باب ماجاء في التجار وتسمية =

صدقہ کے لیے آمدنی کا کچھ حصہ مقرر کرنا
”صدقہ کثرت سے کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۸/۳)

صرّاف

کرنسی کے کاروبار کرنے والوں کو عربی میں صرّاف کہا جاتا ہے۔

صفات تاجر

”تاجر کی اچھی صفات“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۶/۲)

صفات کے متعلق عیب چھپانا

”چیز کی صفات کے متعلق کوئی عیب چھپانا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۲/۳)

صفت کی شرط لگا کر سودا کرنا

”خیار و صف“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۵/۳)

صفت مرغوب کی شرط لگا کر سودا کرنا

☆ اگر کسی چیز کو اس کی مرغوب صفت کی شرط لگا کر فروخت کیا گیا، بعد میں خریدار نے اس چیز میں وہ مرغوب صفت نہیں پائی، تو خریدار کو سودا ختم کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

مثلاً زمین فروخت کی اس شرط پر کہ اس میں درخت ہیں، لیکن خریدار نے

النسی صلی اللہ علیہ وسلم، ط: سعید۔

کنز العمال: (۳۷۱/۳)، رقم الحدیث: ۹۳۳۰، کتاب البیوع، الباب الثانی فی البیع، الفصل الأول

فی آداب البیع، الفرع الثانی فی آداب متفرقة، ط: مؤسسة الرسالة۔

المعجم الكبير للطبرانی: (۳۵۷/۱۸)، رقم الحدیث: ۹۱۳، باب القاف، من اسمہ قیس، قیس

ابن ابی عمرة الغفاری، ط: مکتبہ ابن تیمیة، القاہرة۔

خریدنے کے بعد زمین دیکھی تو اس میں درخت نہیں تھے، یا کپڑا فروخت کیا اس شرط پر کہ یہ جاپانی ہے لیکن خریدار نے خریدنے کے بعد دیکھا تو وہ جاپانی نہیں تھا، تو خریدار کو سودا ختم کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

۳۱۰

اس صورت میں خریدار یہ نہیں کر سکتا کہ چیز اپنے پاس رکھ لے، اور مرغوب صفت نہ ہونے کی وجہ سے قیمت میں جو کمی آئے اس کی واپسی کا مطالبہ کرے، بلکہ چیز کو رکھنا ہے تو قیمت خرید پر رکھے ورنہ واپس کر دے۔

☆ اور اگر خریدار نے لاعلمی میں اس چیز کو اس طرح استعمال کر لیا کہ اس کو واپس کرنا ممکن نہیں رہا، بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں وہ مرغوب صفت نہیں تھی، جس کی بیچ کے وقت شرط لگائی گئی تھی، تو اس چیز کی مرغوب صفت کے ساتھ، اور اس صفت کے بغیر قیمت لگائی جائے گی اور قیمت کا فرق خریدار کو واپس دلوا یا جائے گا۔^(۱)

(۱) (اشتری عبدابشر طخیزہ أو کتبہ) أي حرفته كذلك (فظہر بخلافہ) بأن لم یوجد معہ أدنی ما یطلق علیہ اسم الكتابة أو الخبز (أخذہ بكل الثمن) إن شاء (أو ترکہ) لقوات الوصف المرغوب فیہ ولو ادعی المشتري أنه لیس كذلك لم یجبر علی القبض حتی یعلم ذلك وكذا سائر الحرف اختیار، ولو امتنع الرد بسبب ما قوم کتابا وغیر کاتب ورجع بالتفاوت فی الأصح۔

(قولہ: أخذہ بكل الثمن) لأن الأوصاف لا یقابلها شیء من الثمن ما لم تکن مقصودة در منتقى وقصد الوصف یا فراهه بذکر الثمن کما مر فیما لو باع المذروع کل ذراع بكذا. (قولہ: ورجع بالتفاوت) فإن کان بقدر العشر رجع بعشر الثمن بحر عن الذخیرة. قال ط: أي یعتبر التفاوت من الثمن فإن هذا البیع صحیح لا نظر فیہ للقيمة. (قولہ: فی الأصح) وهو ظاهر الروایة، وفی روایة لا رجوع بشیء بحر. (الرد مع الرد: ۵۸۷/۳)، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ط: سعید۔

(اشتری جاریة فوطنها أو قبلها أو مسها بشهوة ثم وجد بها عیبا لم یردها مطلقا) ولو ثیبا خلافا للشافعی وأحمد. ولنا أنه استوفی ماءها وهو جزؤها، ولو الواطی زوجها، إن ثیباردها، وإن بکرألا بحر (ورجع بالنقصان) لا متناع الرد.

وفی المنظومة المحببة: لو شرط بکارتها فبانت ثیبا لم یردها بل یرجع بأربعین درهما نقصان هذا العیب. وفی الحاوی والملتقط: الثیوبه لیست بعیب إلا إذا شرط البکاره فیردها لعدم المشترط۔ (قولہ أو قبلها أو مسها بشهوة) قال فی الیزازیة، قال التمر ناشی: قول السرخسی التقییل بشهوة یمنع الرد محمول علی ما بعد العلم بالعیب شر نبالیة =

تہ قلت: یخالف هذا الحمل ما في الذخيرة: وإذ وطنها ثم اطلع على عيب لم يردّها ويرجع بالنقصان سواء كانت بكر أو ثيباً إلا أن يقبلها البائع كذلك، وكذا إذا كان قبلها بشهوة أو لمسيها بشهوة، فإن وطنها أو قبلها بشهوة أو لمسيها بشهوة بعد علمه بالعيب فهو رضاء بالعيب فلا رد ولا رجوع بنقصان. اهـ.

وكذا ما في الخاتية: لو قبضها فوطنها بشهوة ثم وجد بها عيباً لا يردّها بل يرجع بنقصان العيب إلخ... (قره ورجع بالنقصان) كذا في الدرر، ومثله في البحر عن الظهيرية عند قول الكنز: ومن اشترى ثوباً لقطعه إلخ وعزاه في الشربلية إلى البدائع وغيرها، ومثله أيضاً ما ذكرناه آنفاً عن الذخيرة والخاتية.

وفي كافي الحاكم: وطنها المشتري ثم وجد بها عيباً لا يردّها به، ولكن تقوم وبها العيب، وتقوم وليس بها عيب فإن كان العيب ينقصها العشر يرجع بعشر الثمن. اهـ ملخصاً.

وقال في الخلاصة: وفي الأصل: رجل اشترى جارية ولم يبرأ من عيوبها فوطنها ثم وجد بها عيباً لا يملك ردها سواء كانت بكر أو ثيباً نقصها الوطء أو لا، بخلاف الاستخدام، وكذا لو قبلها أو لمسيها بشهوة ويرجع بالنقصان إلا أن يقول البائع أنا قبلتها. اهـ فهذا نص المذهب.

مطلب الأصل للإمام محمد من كتب ظاهر الرواية وكافي الحاكم جمع فيه كتب ظاهر الرواية فإن الأصل للإمام محمد من كتب ظاهر الرواية وكافي الحاكم جمع فيه كتب ظاهر الرواية للإمام كما ذكره في الفتح والبحر في مواضع متعددة، وبه سقط ما في الشربلية حيث قال: وفي النزازية ما يخالفه حيث جوز الرجوع بالنقص مع المس والنظر ومنعه مع الوطء. اهـ.

قلت: وسقط به أيضاً ما في النزازية أيضاً من أن وطء الثيب يمنع الرد والرجوع بالنقصان وكذا التقبيل والمس بشهوة قبل العلم بالعيب وبعده، وكذا ما يأتي قريباً عن الخاتية فافهم. (الدر مع الرد: ۳۹/۵، ۴۰)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: سعيد).

إذا باع مالا بوصف مرغوب فظهر المبيع خالياً عن ذلك الوصف كان المشتري مخيراً إن شاء فسخ البيع، وإن شاء أخذه بجميع الثمن المسمى، ويسمى هذا خيار الوصف. مثلاً لو باع بقرة على أنها حلوب فظهرت غير حلوب يكون المشتري مخيراً... لأن هذا وصف مرغوب فيه فيستحق بالشرط ريثت بفواته الخيار للمشتري إن شاء فسخ البيع وإن شاء أخذ المبيع بكل الثمن المسمى، وليس له أن ينقص الثمن، لأن الأوصاف ما لم تكن مقصودة لا يقابلها شيء من الثمن، كما لو اشترى أرضاً على أن فيها كذا وكذا بيتاً أو نخلة فوجدتها ناقصة جاز البيع وخير المشتري إن شاء فسخ البيع وإن شاء أخذ بكل الثمن. (شرح المجله لسليم رستم باز: ۱۳۲/۱)، رقم المادة: ۳۱۰، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الثاني في بيان خيار الوصف، مكتبته فاروقيه).

وفي الخاتية باع أرضاً على أن فيها كذا وكذا نخلة فوجدتها المشتري ناقصة جاز البيع وبخبر المشتري إن شاء أخذها بجميع الثمن، وإن شاء ترك؛ لأن الشجر يدخل في بيع الأرض تبعاً ولا يكون له قسط من الثمن. (البحر الرائق: ۲۸۹/۵)، كتاب البيع، فصل يدخل البناء والمفاتيح في بيع الدار، ط: سعيد) =

☆ اگر خریدار نے چیز میں مرغوب صفت نہ ہونے کے علم ہونے کے باوجود اسے اپنے لئے استعمال کر لیا تو اب خریدار اس چیز کو نہ واپس کر سکتا ہے، اور نہ قیمت میں کمی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔^(۱)

صکوک (SUKUK)

صکوک: کا معنی لغت میں ”دستاویز“ ہے، اور سادہ الفاظ میں صکوک سرمایہ کاری کے سٹریٹجیکس کو کہتے ہیں۔

صکوک: اسلامی قوانین کے تحت سرمایہ حاصل کرنے کا ایک متبادل ذریعہ ہے، جس طرح لمبی مدت کا قرضہ لینے کے لیے سود پر مبنی بانڈز یا مختلف سٹریٹجیکس جاری کیے جاتے ہیں اسی طرح جائز طریقے سے رواں سرمائے کی ضروریات کا انتظام کرنے کے لیے ”صکوک“ جاری کیے جاتے ہیں، جو صرف قرضوں کے بجائے جاری کرنے والے ادارے کے کاروباری اور مالی اثاثوں میں ملکیت کے دستاویزی ثبوت ہوتے ہیں۔

= الشامية: (۵۳۵/۳)، کتاب البيوع، مطلب المعبر ما وقع عليه العقد وإن ظن البائع أو المشتري أنه قل أو أكثر، ط: سعيد۔

الخانية على هامش الهندية: (۱۵۸/۲)، کتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل في الشروط المفسدة، ط: رشيدية۔

(۱) المشتري الذي له خيار الوصف إذا تصرف بالمبيع تصرف الملاك بطل خياره) وبصير البيع لازماً۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحكام: (۳۰۸/۱)، المادة: ۳۱۲، الكتاب الأول البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الثاني في بيان خيار الوصف، ط: دار الجليل)۔

المشتري الذي له خيار الوصف إذا تصرف بالمبيع تصرف الملاك بطل خياره) لأن تصرفه دلالة على رضاه بالمبيع۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (۱۳۳/۱)، المادة: ۳۱۲، مكتبة فاروقيه۔

البحر الرائق: (۲۶/۶)، کتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد

كل تصرف يدل على الرضا بعد العلم به يمنع الرجوع بالنقص۔ (بزازيه على هامش الهندية: (۲۵۱/۳)، کتاب البيوع، الباب السادس في العيب، نوع فيما يمنع الرد وما لا يمنعه، ط: رشيدية)۔

أنظر أيضاً رقم الحاشية: ۱

مروان بن حکم کے دور میں بیت المال سے راشن حاصل کرنے کے لیے لوگوں کو جو کارڈز جاری کیے جاتے تھے، انہیں ”صکوک“ کہا جاتا تھا، لیکن صکوک کا جدید مفہوم اس سے مختلف ہے۔

موجودہ دور میں مسلم معیشت دانوں کی اصطلاح میں ”صکوک“ کا مطلب

یہ ہے کہ:

”وہ تمسکات جو یکساں برابر مالیت کے حامل ہوتے ہیں اور کسی اثاثے یا کسی معلوم اثاثے کے استعمال کا حق یا فراہم کی جانے والی خدمات (Services) یا کسی متعین پراجیکٹ کے اثاثہ جات یا کسی مخصوص کاروبار میں ملکیت کے متناسب غیر منقسم حصے کی نمائندگی کرتے ہیں۔“^(۱)

بعض لوگ ”صکوک“ کو اسلامی بانڈز کا نام بھی دیتے ہیں، مگر یہ صحیح نہیں، کیونکہ بانڈز اور صکوک میں فرق ہے، بانڈز صرف قرضوں کی دستاویزات ہیں، جبکہ صکوک قرضوں کی دستاویزات نہیں، بلکہ اثاثہ کی ملکیت کی نمائندگی کرتے ہیں۔

نیز صکوک میں حاملین کے منافع کا انحصار ان اثاثہ جات سے حاصل ہونے والی آمدن پر ہوتا ہے، جن کی صکوک نمائندگی کرتے ہیں، لیکن بانڈز میں منافع مقرر ہوتا ہے، خواہ جاری کرنے والے کو نفع ہو یا نقصان۔^(۲)

اسی طرح شیئرز اور صکوک میں بھی فرق ہے، صکوک مخصوص مدت مثلاً تین یا پانچ سال کے لیے جاری کیے جاتے ہیں اور شیئرز غیر متعین مدت کے لیے جاری ہوتے ہیں۔

(۱) تعریف صکوک الاستثمار: هي وثائق متساوية القيمة تمثل حصصاً شائعة في ملكية أعيان أو منافع أو خدمات أو في موجودات مشروع معين أو نشاط استثمار خاص۔ (المعايير الشرعية: (ص: ۲۳۸) المعيار الشرعي، رقم: ۱، صکوک الاستثمار، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

(۲) خصائص صکوک الاستثمار: ألتها وثيقة تصدر باسم مالکها أو لحاملها، بفئات متساوية القيمة لإثبات حق مالکها فيما تمثله من حقوق والتزامات مالية۔ =

صکوک

۳۱۳

قرض دستاویزات کی بیع سے ملتی جلتی ایک صورت ”صکوک“ کی خرید و فروخت ہے، اور اس کا تذکرہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔

”صکوک“، ”صک“ کی جمع ہے، جس کا معنی ہے: ”دستاویز“۔

مروان بن حکم کے دور میں بیت المال سے راشن حاصل کرنے کے لیے لوگوں کو کارڈز جاری کیے جاتے تھے، جنہیں ”صکوک“ کہا جاتا تھا، بعض لوگ یہ کارڈز فروخت کر دیتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروان سے ملاقات کے لیے گئے، تو ان سے کہا کہ آپ نے تو سود کی بیع کو جائز قرار دے دیا ہے، مروان نے کہا میں نے ایسا نہیں کیا، اس پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نے ”صکوک“ فروخت کرنے کی اجازت دی ہے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلے کی بیع سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ اسے قبضہ میں لے لیا جائے، چنانچہ مروان نے اپنے خطاب میں اس پر پابندی لگانے کا اعلان کر دیا، سلیمان بن یسار کہتے ہیں، میں نے سیکورٹی اہلکاروں کو دیکھا وہ لوگوں کے ہاتھوں سے صکوک چھین رہے تھے۔^(۱)

= ألتھا مثل حصۃ شائعة فی ملکية موجودات مخصصة للاستثمار، أعياناً أو منافع أو خدمات أو خليطاً منها ومن الحقوق المعنوية والديون والنقود ولا تمثل ديناً في ذمة مصدرها لحاملها... أن مالکیها یشاركون فی غنمها حسب الاتفاق العین فی نشرة الإصدار، ويتحملون غرمها بنسبة ما یملکه کل منهم من صکوک۔ (المعايير الشرعية: (ص: ۲۳۰) صکوک الاستثمار، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

(۱) عن سليمان بن يسار، عن أبي هريرة رضي الله عنه أنه قال لمروان: أحللت بيع الربا، فقال مروان: ما فعلت؟ فقال أبو هريرة: أحللت بيع الصكاك، وقد نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الطعام حتى يستوفى، قال: فخطب مروان الناس، فنهي عن بيعها، قال سليمان: فنظرت إلى حرس يأخذونها من أيدي الناس۔ (الصحيح لمسلم: (۵/۲) كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ط: قدسي) =

صکوک اور بانڈز میں فرق

”بانڈز اور صکوک میں فرق“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۳/۲)

صکوک اور شیئرز میں فرق

”شیئرز اور صکوک میں فرق“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۲/۳)

صکوک کی خرید و فروخت

مروجہ ”صکوک“ میں مندرجہ ذیل خرابیاں موجود ہیں اس لئے ان کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے، اور منافع بھی حلال نہیں ہے، اور وہ خرابیاں یہ ہیں:

- ① صکوک خریدنے والے لوگ صرف منافع یا کرایہ وصول پاتے ہیں، نقصان میں حصے دار نہیں ہوتے، اور یہ شریعت کے خلاف ہے۔^(۱)
- ② لگائے گئے سرمائے پر اصل رقم کے حساب سے طے شدہ منافع دیا جاتا

= السنن الکبریٰ للبیہقی: (۳۱/۶) کتاب البیوع، باب من سلف فی شیء فلا یصرفہ الی غیرہ ولا بیعہ حتی یقبضہ ط: إدارة تالیفات اشرفیہ۔

الصکاک جمع صک وهو الورقة المكتوبة بدین و یجمع أيضًا علی صکوک۔ والمراد هنا الورقة التي تخرج من ولی الأمر بالرزق لمستحقه بأن یکتب فیها للإنسان کذا و کذا من طعام أو غیرہ فیبع صاحبها ذلك لإنسان قبل أن یقبضه۔ (شرح النووي علی الصحيح لمسلم: (۵، ۶/۲) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، ط: قدیمی)

(۱) (الغرم بالغنم) أي من ینال نفع شیء یرجب أن یتحمل ضرره مثلًا أحد الشركاء فی المال المشترك یلزمه من الخسارة بنسبة ماله من المال المشترك كما يأخذ من الربح۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۹۰/۱) المادة: ۸۷، القواعد الكلية، المقالة الثانیة: فی بیان القواعد الكلية الفقهية، ط: دار عالم الکتاب)

شرح المجلة لرمتم باز: (۳۸/۱) المادة: ۸۷، أيضًا، ط: مکتبه فاروقیہ۔

تکسیر الحقائق: (۳۰/۶) کتاب إحياء الموات، مسائل الشرب، ط: إمدادیه ملتان۔

ہے، اور یہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔^(۱)

② شراکت کی مدت کے اختتام پر اثاثہ جاہت کا تصفیہ نہیں کیا جاتا، بلکہ صکوک جاری کرنے والا صکوک کے اوپر لکھی ہوئی قیمت (Face Value) کے عوض دوبارہ خرید لیتا ہے، یہ شراکت کے تصور کے خلاف ہے۔^(۲)

۳۱۶

(۱) (ولامجوز الشركة إذا شرط لأحد دراهم مسماة من الربح) قال ابن المنذر: لا خلاف في هذا لأحد من أهل العلم۔ ووجهه ما ذكره المصنف بقوله: لأنه شرط يوجب انقطاع الشركة فعساه لا يخرج إلا قدر المسمى فيكون اشتراط جميع الربح لأحدهما على ذلك التقدير واشتراطه لأحدهما يخرج العقد عن الشركة إلى فرض أو بضاعة على ما تقدم۔ (فتح القدير: ۱۷۰/۶) كتاب الشركة، فصل ولا تنعقد الشركة إلا بالدراهم والدنانير... الخ، ط: رشيدية جديد)

③ يشترط أن تكون حصة الربح الذي بين الشركاء جزءاً شائعاً كالنصف والثلث والربح فإذا اتفق على أن يكون لأحد الشركاء كذا درهماً مقطوعاً من الربح تكون الشركة باطلة۔ (شرح المجلة لرستم باز: ۵۶۱/۲) المادة: ۱۳۳۷، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الثاني: في بيان شرائط شركة العقد العمومية، ط: مكتبة فاروقية)

④ يجب النص في عقد الشركة على كيفية توزيع الأرباح بين أطراف الشركة، وأن يكون التحديد بنسب شائعة في الأرباح، وليس بمبلغ مقطوع أو بنسبة من رأس المال۔ (المعايير الشرعية: ص: ۱۶۳) المعيار الشرعي، رقم: ۱۲، الشركة (المشاركة) والشركات الحديثة، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

(۲) (يأبىها الذين آمنوا أكلوا أموالكم بينكم بالباطل)۔ [النساء: ۲۹]

⑤ عن ابن عباس والحسن رضي الله عنهم: أن الباطل هو كل ما يؤخذ من الإنسان بغير عوض۔ (تفسير الرازي: ۷۱/۱۰) سورة النساء: ۲۹، ط: دار الفكر)

⑥ (ولو كان البيع بشرط لا يقتضيه العقد، وفيه نفع لأحد المتعاقدين) أي البائع والمشتري (أو لمبيع يستحق) النفع بأن يكون آدمياً (فهو) أي هذا البيع (فاسد) لما فيه من زيادة عريضة عن العوض فيكون ربا وكل عقد شرط فيه الربا يكون فاسداً۔ (مجمع الأنهر: ۹۰/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

⑦ يجوز أن يصدر أحد أطراف الشركة وعداً ملزماً بشراء موجودات الشركة خلال مدتها أو عند التصفية بالقيمة السوقية أو بما يتفق عليه عند الشراء، ولا يجوز الوعد بالشراء بالقيمة الاسمية۔ (المعايير الشرعية: ص: ۱۶۶) المعيار الشرعي، رقم: ۱۲، الشركة (المشاركة) والشركات الحديثة، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

صلوک کی قسمیں

۳۱۷

صلوک کی کئی قسمیں ہیں سب سے اہم یہ تین ہیں:

① مشارکہ صلوک ② مضار بہ صلوک ③ اجارہ صلوک

ہر ایک کا تعارف اپنی اپنی جگہوں پر دیکھیں۔

صلوک کے احکام

واضح رہے کہ صلوک ہولڈرز کے باہمی تعلق کا مدار شراکت داری پر ہے، اس لیے جب تک آپس میں شراکت داری کا تعلق قائم نہیں ہوگا، تب تک ان صلوک پر منافع لینا اور ان کے اوپر لکھی ہوئی قیمت (Face Value) سے کم یا زائد پر خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ اس صورت میں یہ قرض کی دستاویز ہوں گے جن پر کسی قسم کا منافع یا ان کا کمی بیشی کے ساتھ تبادلہ کرنا سود ہوگا۔^(۱) اور اس سے ان صلوک کو جاری کرنے کا مقصد بھی فوت ہو جائے گا۔

چونکہ صلوک جاری کرنے والے اور صلوک خرید کر لینے والے کا باہمی تعلق محدود مدت کی شراکت داری پر ہے تو شراکت داری کے احکام کو جاری کرنا ضروری ہے، ورنہ یہ کام جائز نہیں ہوگا، اور شراکت داری میں چند باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے، ورنہ شراکت صحیح نہیں ہوگی اور صلوک کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں ہوگی، اور وہ چند

(۱) يجوز تداول الصكوك واستردادها إذا كانت تمثل حصة شائعة في ملكية موجودات من أعيان أو منافع أو خدمات، بعد قفل باب الاكتاب وتخصيص الصكوك وبدء النشاط، أما قبل بدء النشاط فتراعى الضوابط الشرعية لعقد الصرف۔ (المعايير الشرعية: (ص: ۲۳۳) المعيار الشرعي، رقم: ۱۷، صكوك الاستثمار، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

④ (لأن وجدنا) أي القدر والجنس (حرم الفضل والنساء)۔ (درر الحکام شرح غرر الأحکام: (۲) / ۱۸۶) کتاب البيوع، باب الربا، ط: دار إحياء الكتب العربية)

⑤ الدر المختار مع الرد: (۱۷۲/۵) کتاب البيوع، باب الربا، مطلب في الإبراء عن الربا، ط: سعيد۔

باتیں یہ ہیں:

۳۱۸

① نفع اور نقصان میں تمام فریق شریک ہوں گے، اگر کوئی ایک فریق صرف منافع میں تو حصہ دار ہو، مگر نقصان ہونے کی صورت میں اپنے حصے کے نقصان کی ذمہ داری قبول نہ کرے تو شراکت جائز نہیں ہوگی اور ایسے صلکوک کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں ہوگی۔^(۱)

② اگر ایک فریق دوسرے فریق کو اصل رقم کی نسبت سے طے شدہ منافع ادا کرنے کی شرط لگائے تو ایسی شراکت جائز نہیں۔

مثلاً صلکوک بیچنے والے نے یہ کہا کہ ان صلکوک پر بہر صورت بارہ فیصد منافع دیا جائے گا، تو یہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا، اور ایسے صلکوک خریدنا بیچنا اور نفع لینا ناجائز اور حرام ہوگا۔^(۲)

ہاں اگر شراکت کے آغاز میں یہ طے ہو جائے کہ کاروبار سے جو منافع حاصل ہوگا وہ تمام شرکاء میں حصص کے تناسب سے تقسیم ہوگا یا حاصل ہونے والا منافع کسی فیصد سے تقسیم ہوگا، وہ طے ہو جائے، پھر یہ جائز ہوگا، لیکن ایسا ہوتا نہیں۔

(۱) الضرر والخسارة التي تحصل بلا تعد ولا تقصير تقسم في كل حال بنسبة مقدار رؤوس الأموال۔ وإذا شرط خلاف ذلك فلا يعتبر۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۵۷۲/۲) المادة: ۱۳۶۹، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس في شركة العنان، المبحث الأول، ط: مكتبة فاروقية)

مجمع الأنهر: (۵۵۳/۲) كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية۔

البحر الرائق: (۷۴/۵) كتاب الشركة، ط: سعيد۔

(۲) (ولا تجوز الشركة إذا شرط لأحد دراهم مسماة من الربح) قال ابن المنذر: لا خلاف في هذا لأحد من أهل العلم۔ ووجه ما ذكره المصنف بقوله: لأنه شرط يوجب انقطاع الشركة فعساه لا يخرج الأقدار المسمى فيكون اشتراط جميع الربح لأحدهما على ذلك التقدير واشتراطه لأحدهما يخرج العقد عن الشركة إلى فرض أو بضاعة على ما تقدم۔ (فتح القدير: (۱۷۰/۶) كتاب الشركة، فصل ولا تنعقد الشركة إلا بالدرهم والدنانير... الخ، ط: رشيدية جديد) =

صلوک کے احکام

☆ شراکت کے اختتام پر تمام اثاثہ جات کو بیچ کر نقد میں تبدیل کرنا (۳۱۹) ضروری ہے، اور جو نقد رقم حاصل ہوگی، اس میں سے تمام اخراجات اور قرض منہا کرنے کے بعد باقی رقم تمام حصہ داروں میں ان کے حصص کے تناسب سے تقسیم کردی جائے گی کیونکہ شراکت سے متعلق اثاثہ جات تمام حصہ داروں کی مشترکہ ملکیت ہوتے ہیں، لہذا شراکت کی مدت ختم ہونے پر تمام شرکاء میں ان کے حصص کے بقدر تقسیم کرنا ضروری ہے، چنانچہ دنیا بھر کے اسلامی بینکوں اور مالیاتی اداروں کی رہنمائی کے لیے ترتیب دی گئی دستاویز ”المعايير الشرعية“ میں واضح الفاظ میں لکھا ہے:

جب شراکت کی مدت ختم ہونے پر تصفیہ ہو، تو وہ اس طرح مکمل ہوگا کہ تمام اثاثہ جات کو بازار میں بیچا جائے اور اس سے جو کچھ حاصل ہو وہ اس طرح استعمال میں لایا جائے کہ پہلے تصفیہ کے اخراجات نکالے جائیں، پھر شراکت کے ٹوٹل اثاثوں میں سے مالی ادائیگیاں کی جائیں اور پھر بقیہ اثاثوں میں ہر شریک کو اس کے اصل سرمایہ کی مناسبت سے دیا جائے، اور اگر اثاثے اصل سرمائے کی واپسی کے لئے ناکافی ہوں تو ہر ایک کو اس کے سرمائے کی نسبت سے حصہ رسدی دے دیا

= بشرط أن تكون حصة الربح الذي بين الشركاء جزءاً شائعاً كالنصف والثلث والربح فإذا اتفق على أن يكون لأحد الشركاء كذا درهماً مقطوعاً من الربح تكون الشركة باطلة۔ (شرح المجلة لمرسم باز: (۵۶۱/۲) المادة: ۱۳۳۷، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الثاني: في بيان شرائط شركة العقد العمومية، ط: مكتبة فاروقية)

بجب النص في عقد الشركة على كيفية توزيع الأرباح بين أطراف الشركة، وأن يكون التحديد بنسب شائعة في الأرباح، وليس بمبلغ مقطوع أو بنسبة من رأس المال۔ (المعايير الشرعية: (ص: ۱۶۳) المعيار الشرعي، رقم: ۱۲، الشركة (المشاركة) والشركات الحديثة، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

اجارہ صکوک چونکہ محدود مدت کی شراکت داری کے تصور پر جاری کیے جاتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ جب صکوک کی مدت پوری ہو تو وہ ایشیا فر وخت کیا جائے اور اس سے وصول ہونے والی رقم صکوک خریدنے والے لوگوں میں ان کے حصص کے تناسب سے تقسیم کی جائے، حالانکہ صکوک فروخت کرنے والے ادارے ایسا نہیں کرتے۔

۳۲۰

صکوک مشارکہ

”مشارکہ صکوک“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۶/۶)

صکوک مضاربہ

”مضاربہ صکوک“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۷/۶)

صلح کا معنی

☆ صلح کے لغوی معنی ہیں: جھگڑے کو ختم کرنا۔

اور صلح کے شرعی معنی ہیں: کوئی ایسا درمیانہ راستہ تلاش کرنا جو دونوں فریق کے لئے قابل قبول ہو، جس سے آپس کا جھگڑا ختم ہو جائے، اختلافات دور ہو جائیں،

(۱) واذا كانت التصفية بانتهاء المدة فإنه يتم ببيع بقية الموجودات بالسعر المتاح في السوق

وتستخدم حصيلة تصفية الشركة على النحو الآتي:

۱۔ دفع تكاليف التصفية۔

ب۔ أداء الالتزامات المالية من إجمالي موجودات الشركة۔

ج۔ تقسيم باقي الموجودات بين الشركاء بنسبة حصة كل منهم في رأس المال، وإلزام

تكف الموجودات لاسترداد رأس المال لأنها تقسم بينهم بالنسبة والناسب (لعمد غرماء)۔

(المعايير الشرعية: (ص: ۱۶۶) المعيار الشرعي، (۱۲) الشركة (المشاركة) والشركات

الحديثة ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

اور بغض و عداوت کی بنیاد ختم ہو جائے۔^(۱)

صلح کرنے کا طریقہ

۳۲۱

صلح بھی دوسرے عقود کی طرح ایک عقد ہے، لہذا صلح منعقد ہونے کے لئے ایجاب و قبول کا ہونا ضروری ہے، ایجاب و قبول کے لئے کوئی متعین عبارت یا الفاظ ادا کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ وہ عبارت و الفاظ جو صلح پر فریقین کی رضامندی پر دلالت کریں، ان سے صلح منعقد ہو جائے گی۔

یعنی ایک فریق کہتا ہے کہ میرے تمہارے ذمہ جو دو ہزار قرض ہیں میں ایک ہزار کے عوض تم سے صلح کرتا ہوں، ایک ہی ہزار دے دو؟ دوسرا فریق جواب میں کہتا ہے: ہاں مجھے قبول ہے، یا منظور ہے، تو اس سے صلح منعقد ہو جائے گی۔^(۲)

صلح کی کوشش کرنا

”مصالحت کی کوشش کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۱/۶)

(۱) کتاب الصلح هو مشتق من المصالحة وهي المسالمة بعد المخالفة، وفي الشرع: عبارة عن عقد وضع بين المتصالحين لدفع المنازعة بالتراضی۔ (الجوهرة النيرة: ۲/۲)، كتاب الصلح، ط: حقایہ تبیین الحقائق: (۲۹/۵)، كتاب الصلح، ط: امدادیہ، ملتان۔

اللباب فی شرح الكتاب: (۸۵/۲)، كتاب الصلح، ط: قدیمی۔

قوله تعالى: (وإن طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحو ایניהما) [سورة الحجرات: ۹]

(۲) امارکن الصلح فالایجاب والقبول وهو أن يقول المدعی علیه صالحتک من کذا علی کذا أو من دعواک کذا علی کذا ويقول الآخر قبلت أو رضیت أو ما یبدل علی قبوله ورضاه فإذا وجد الإیجاب والقبول لقدنم عقد الصلح۔ (بدائع الصنائع: ۳۰/۶)، كتاب الصلح، فصل وأمارکن الصلح، ط: سعید

هو۔ عقد یرفع النزاع ورضاه الإیجاب والقبول) بأن يقول المدعی علیه صالحتک من کذا علی کذا أو من دعواک کذا علی کذا ويقول الآخر قبلت أو رضیت أو ما یبدل علی رضاه وقبوله۔ (درر الحکام شرح غرر الأفكار: ۳۹۵/۲)، كتاب الصلح، ط: دار إحياء الكتب العربية۔

الفقه الإسلامي وأدلته: (۲۹۹/۵)، الفصل الثالث عشر: الصلح، المبحث الأول: تعريف الصلح

ومشروعيته وأنواعه ورضاه، ط: دار الفکر، بیروت

غیر سودی معیشت میں سرمایہ حاصل کرنے کا ذریعہ شراکت یا مضاربت

ہے، اس لیے بھی صنعتی یونٹس میں شراکت جائز ہے۔

۳۲۳

اسی طرح حصص کے ذریعہ کسی ایسے صنعتی کاروبار میں شراکت جائز ہے جو

حرام اشیاء اور حرام خدمت کی پیداوار اور لین دین کا کام نہیں کرتا۔

غیر سودی بینکاری کا مضبوط ڈھانچہ شراکت اور مضاربت کی بنیاد پر استوار

کیا جاسکتا ہے، لیکن ہمارے قانون میں بینک کو اثاثہ اور مال تجارت رکھ کر تجارت

کرنے کی اجازت نہیں، بینک صرف قرض کی رقم قرض دے کر کاروبار کر سکتا ہے اور

شریعت میں یہ حرام ہے۔^(۱)

(۱) شركة المساهمة: هي أهم أنواع شركات الأموال، وهي التي يقسم فيها رأس المال إلى أجزاء صغيرة متساوية، يطلق على كل منها سهم غير قابل للتجزئة، ويكون قابلاً للتداول... ورأى المشرع الرضعي قصر نشاطات الشركات المساهمة على المشروعات الكبيرة نسبياً التي تحتاج إلى رؤوس أموال ضخمة لا تتوفر عادة لدى الأشخاص... وهذه الشركة جائز شرعاً؛ لأنها شركة عنان، لقيامها على أساس التراضي، وكون مجلس الإدارة متصرفاً في أمور الشركة بالوكالة عن الشركاء المساهمين ولا مانع من تعدد الشركاء، واقتصار مسؤولية الشريك على أسهمه المالية مشابهة لمسئولية رب المال في شركة المضاربة... وإصدار الأسهم أمر جائز شرعاً - أما إصدار السندات أي القروض بفائدة فلا يحل شرعاً - (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۹۷۳/۵، ۳۹۷۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الخامس: الشركات، المبحث الثاني: شركة المضاربة، ط: رشديه)

وزاد في البحر: قيد أن يكون العمل حلالاً؛ لما في البزازیة: لو اشترى كافي عمل حرام لم يصح -

(شامی: (۳۲۲/۳) کتاب الشركة، مطلب في شركة التقبل، ط: سعید)

(قوله: كل قرض جزئاً حرام) أي: إذا كان مشروطاً كما علم ما نقله عن البحر - (شامی: (۱۵)

(۱۲۲) كتاب البيوع، فصل في القرض، مطلب كل قرض جزئاً حرام، ط: سعید)

كل قرض جزئاً منفعه، فهو وجه من وجوه الربا - (السنن الكبرى: (۳۵۰/۵) كتاب البيوع، باب

كل قرض جزئاً منفعه فهو ربا، ط: إدارة تالیفات اشرفیة)



۳۳۳

ضائع ہو گیا سامان دکھانے کے لیے لے جانے والے سے
”سامان دکھانے کے لیے لے گیا اور وہ ضائع ہو گیا“ عنوان کے تحت

دیکھیں۔ (۱۰۴/۳)

ضبط بیعاً نہ صحیح نہ ہونے کی وجوہات

”بیعاً نہ ضبط کرنے کی شرط لگانا صحیح نہ ہونے کی وجوہات“ عنوان کے تحت

دیکھیں۔ (۱۶۶/۲)

ضبط کردہ مال خریدنا

☆ بعض اوقات حکومت کے کارندے لوگوں کے سامان ضبط کر کے نیلام کرتے ہیں، ایسے مال کی جان بوجھ کر خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ ضبط کرنے سے اصل مالک کی ملکیت ختم نہیں ہوتی، اور حکومت کی ملکیت ثابت نہیں ہوتی، اس لئے ضبط کیا ہوا مال اصل مالک کو واپس کر دینا ضروری ہے، نیز یہ کہ حکومت کے لئے عوام کے اموال ناحق ضبط کرنا بھی درست نہیں۔^(۱)

اور لوگوں کے لئے جان بوجھ کر ایسا مال خریدنا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ اس

(۱) ولس للامام ان ینخرج شیئاً من ید أحد الا بحق ثابت معروف۔ (شامی: ۱۸۰/۳)، کتاب الجہاد، باب العشر والخراج والجزیة، مطلب القول لذی الیدان الارض ملکہ وان کانت خراجیة ط: سعید

فامام اعشار الاموال المنقلة فی دار الاسلام من بلد الی بلد فمحرمة لایبیحها شرع ولا یسوغها اجتهاد، ولا هی من سیاسات العدل وقلما تكون الا فی البلاد الجائرة۔ ولذک قال رسول اللہ ﷺ لایدخل الجنة صاحب مکس۔ (الاحکام السلطانیة: (ص: ۲۳۶) فصل فی وضع الدیوان، القسم الثانی اعشار الاموال)، ط: دار الکتب العلمیة

میں گناہوں کے کام میں تعاون کرنا لازم آتا ہے، اور یہ جائز نہیں ہے۔^(۱)

ضبط کرنا بیعانہ کو وقتی طور پر

”بیعانہ کو وقتی طور پر ضبط کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۸/۲)

ضرورت

”ضرورت“ کی تعریف یہ ہے کہ اگر ممنوع اور حرام چیز کو استعمال نہ کرے تو یہ شخص ہلاک یا موت کے قریب ہو جائے گا، یہ اضطراری صورت ہے، یہی وہ حالت میں ہے جس میں حرام اور ممنوع چیز کا استعمال چند شرائط کے ساتھ جائز ہو جاتا ہے۔^(۲)

(۱) قال اللہ تعالیٰ: {وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان}۔ (المائدة: ۲)

﴿یأمر تعالیٰ عباده المؤمنین بالمعاصرة علی فعل الخیرات وهو البر، وترک المنکرات وهو التقوی، وینہام عن التاصر علی الباطل، والتعاون علی المآثم والمحارم۔﴾ (تفسیر ابن کثیر: (۱۰/۲) ط: دار السلام ریاض)

﴿لتفتح الضابطۃ فی هذا الباب علی ما من به علی ربی ان الاعانة علی المعصیۃ حرام، مطلقاً بنص القرآن اعنی قوله تعالیٰ: {ولا تعاونوا علی الایثم والعدوان}، وقوله تعالیٰ: {فلاتکوننّ ظہیرا للمجرمین}۔﴾ (جو اہر الفقہ لمفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ، تفصیلی الکلام فی مسئلۃ الاعانة علی الحرام: (۳۵۳/۲) ط: دار العلوم کراچی)

﴿عن اوس بن شریب انہ سمع رسول اللہ ﷺ یقول: من مشی مع ظالم لیقویہ وهو یعلم انہ ظالم فقد خرج من الاسلام۔﴾ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۳۳۶) کتاب الأداب، باب الظلم، الفصل الثالث، ط: لدیمی)

(۲) الضرورة اسم من الاضطرار وماخوذ من الضرر، وهو ضد النفع، وفي الشرع: بلوغ الإنسان حداً لم يتناول الممنوع هلك أو قارب، وهذا يبيح تناول الحرام۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية: (۱۷۰، ۱۶۹)، حرف الحاء، حرج، الضرورة، ط: دار السلاسل)

﴿وأيضاً في: (۳۰۲/۶)، حرف الألف، انشاع، ثانياً: الاضطرار، ط: دار السلاسل۔﴾

﴿الاشباه والنظائر للسيوطي: (۸۳/۱) القاعدة الثانية: ما يبيح للضرورة يقدر بقدرها، ط: دار الكتب العلمية﴾

﴿شرح الحموي على الأشباه: (۱۵۲/۱)، القاعدة الخامسة: الضرر يزال، الثانية: ما يبيح للضرورة بقدر بقدرها، ط: إدارة القرآن۔﴾

ضرورت سے زائد مسجد کا سامان

”مسجد کا ضرورت سے زائد سامان“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۵/۶)

۳۲۶

ضرورت مند آدمی سے کم ریٹ پر سودا کرنا

اگر کوئی شخص شدید ضرورت کی بنا پر مجبوری میں کوئی چیز فروخت کر رہا ہے تو اس سے مارکیٹ ریٹ سے بہت کم پر سودا کرنا صحیح نہیں ہے، یہ انسانیت اور مروت کے بھی خلاف ہے، آج کل بہت سارے لوگوں کی عادت بن گئی ہے کہ مجبور اور بے بس آدمی کی تاک میں رہتے ہیں تاکہ اس سے کم قیمت پر سودا کر سکیں۔

صحابہ کرام اگر کسی کو ضرورت کی بنا پر مجبوری میں کوئی چیز فروخت کرتے دیکھتے تو کبھی بھی اس سے کم قیمت پر نہ خریدتے بلکہ مارکیٹ قیمت کے اعتبار سے پوری قیمت ادا کرتے، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک صحابی کو کوئی ضرورت تھی تو اس نے اپنا گھوڑا پانچ سو درہم میں فروخت کرنا چاہا، جب خریدار نے گھوڑے کو اچھی طرح دیکھا تو کہا کہ یہ تو ۸۰۰ درہم کا ہے تم اتنا سستا کیوں بیچ رہے ہو؟ اس نے جواب دیا میں مجبور تھا، اپنی لڑکی کو رخصت کرنا تھا، خریدار نے کہا ایک تو لڑکی کی رخصتی میں تنگ ہو کر اخراجات کرنے کا کوئی شرعی جواز نہیں اور دوسرے شریعت نے ہمیں مال خریدنے کی اجازت دی ہے لوگوں کی ضرورتیں نہیں، پھر اس نے پوری رقم ادا کر کے وہ گھوڑا لیا۔^(۱)

(۱) عن جریر قال: بايعت النبي صلى الله عليه وسلم على السمع والطاعة، فللقني "ليما استطعت، والتصح لكل مسلم" ... وروى الطبرانی في ترجمته أن غلامه اشتري له فرساً بثلاثمائة، فلما راه جاء إلى صاحبه فقال: إن فرسك خير من للثمان، فلم يزل يزيد حتى أعطاه ثمانمائة. (فتح الباري: ۱۳۹/۱) كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم "الدين النصيحة لله ولرسوله ولأئمة المسلمين وعامتهم، ط: دار المعرفة)

ضرورتیں بقدر ضرورت حرام کو حلال بنا دیتی ہیں

جب انسان حرام کھا کر جان بچانے پر مجبور اور لاچار ہو، تو ضرورت کے (۳۲۷) بقدر اس کے لیے حرام، حلال ہو جاتا ہے، تاکہ وہ اپنی جان بچا سکے، مثلاً کسی انسان کی بھوک سے جان نکل رہی ہے اور اس کے پاس حرام چیز کے علاوہ کھانے پینے کے لیے حلال چیز کوئی بھی نہیں ہے، تو اس کے لیے حرام اتنا کھانا جائز ہوتا ہے جس سے جان بچ سکتی ہے، ضرورت سے زائد لینا پھر بھی حرام ہوتا ہے۔^(۱)

ضع و تعجل

☆ آج کل بعض تاجر، مؤجل (یعنی وہ دین جس کی ادائیگی کی تاریخ ابھی نہیں آئی) میں یہ معاملہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے دین کے کچھ حصے کو اس شرط پر چھوڑ دیتے ہیں کہ مدیون باقی دین فی الحال ادا کر دے، مثلاً زید نے خالد کو ادھار کتاب فروخت کی، قیمت ایک ہزار ہے، اور ادائیگی کی مدت دو ماہ ہے، اب زید مثلاً دس دن کے بعد خالد سے کہتا ہے کہ میں سو روپے ہزار میں سے چھوڑتا ہوں بشرطیکہ آپ نو سو روپے فی الحال ادا کر دیں، فقہ کی اصطلاح میں اس کو ”ضع و تعجل“ (کچھ چھوڑ دو اور باقی جلدی وصول کر لو) کا نام دیا جاتا ہے۔

یہ معاملہ ناجائز ہے، کیونکہ اس صورت میں وہ قرض کی زیادہ رقم کو نقد میں کم رقم کے عوض میں فروخت کر رہا ہے، اور یہ ناجائز ہے۔

☆ میعاد دین میں اگر کم کرنا نقد ادائیگی کی شرط کے ساتھ مشروط نہ ہو،

(۱) (لمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ إن اللہ غفور رحیم) [البقرة: ۱۷۳]

للضرورة بلوغه حدًا إن لم يتناول الممنوع هلك إذا قاربه، وهذا يبيح تناول الحرام - (غمر عيون الأضطر: ۲۷۷/۱) القاعدة الخامسة: الضرر يزال، الثانية: ما يبيح للضرورة بقدر بقدرها، ط: دار الكتب العلمية

اور دائن یعنی بائع کسی قسم کی شرط کے بغیر دین کا کچھ حصہ ساقط کر دے اور مدیون یعنی مشتری کسی شرط کے بغیر دین جلدی ادا کر دے تو جائز ہے، مثلاً اوپر والی مثال میں زید خالد سے کہتا ہے کہ میں نے سو روپے چھوڑ دیئے، اب اگر آپ باقی رقم فوز ادا کر دیں تو آپ کی مہربانی، اور خالد نو سو روپے فوز ادا کر دے تو جائز ہے۔

☆ دین کی ادائیگی کا وقت آچکا ہو، اس وقت اس میں سے دائن اپنا کچھ دین چھوڑ دے اور باقی وصول کر لے، تو یہ جائز ہے۔^(۱)

ضع و تعجل کی ممانعت نقد میں نہیں ہے

”ضع و تعجل“ کی ممانعت صرف ادھار معاملہ میں ہے، اگر معاملہ نقد ہو اور خریدار کسی وجہ سے رقم کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لے رہا ہے، تو اس صورت میں اگر بائع اسے کہہ دے کہ میں اتنی رقم معاف کرتا ہوں باقی رقم مجھے دیدیں تو یہ جائز ہے، یہ سود نہیں کیونکہ نقد معاملہ میں خریدار کو مدت اور میعاد کا حق ہی حاصل نہیں ہوتا، اس لیے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ بائع نے مدت کے مقابلہ میں رقم

(۱) الرجل يكون عليه ألف درهم دين مؤجل فيصالحه منه على خمس مائة حالة فلا يجوز—ومن أجاز من السلف إذا قال عجل لي وأضع عنك فجاز أن يكون أجازوه إذا لم يجعله شرطاً فيه وذلك بأن يضع عنه بغير شرط ويعجل الآخر الباقي بغير شرط—(احكام القرآن للجصاص: ۱/۱۳۷، ۶۳۸)، سورة البقرة، باب الربا، ومن أبواب الربا الدين بالدين، ط: قديمی۔

وفي كتاب الرحمة: اتفقوا على أن من كان له دين على إنسان إلى أجل، فلا يحل له أن يضع عنه بعض الدين قبل الأجل، ليعجل له الباقي—على أنه لا بأس إذا حل الأجل أن يأخذ البعض ويسقط البعض—(المسوى شرح المؤطا: ۲/۳۸)، كتاب البيوع والمعاملات، باب إذا ابتاع بشمن مؤجل لا يجوز أن يتقدم قبل الأجل على أن يحط البائع شيئاً من حقه، ط: دار الكتب العلمية، بيروت۔

لو كانت له ألف مؤجلة، فصالحه على خمس مائة حالة لم يجز؛ لأن المعجل خير من المؤجل وهو غير مستحق بالعقد، فيكون بإزاء ما حطه عنه، وذلك اعتياض عن الأجل، وهو حرام—(الهداية: ۳/۲۵۶، ۲۵۷)، كتاب الصلح، باب الصلح عن الدين، ط: رحمانیہ۔

الجوهرة النيرة: (۲/۶)، كتاب الصلح، ط: حقایہ۔

ضلع ٹیکس اصل قیمت میں ملانا

”ٹیکس“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۱۳)

ضمانت دینا بینک سے قرضہ لینے والے کی

”بینک سے قرضہ لینے والے کی ضمانت دینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

ضمانت طلب کرنا ادھار کی صورت میں

”ادھار کی صورت میں ضمانت طلب کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۷/۱)

ضمانت طلب کرنے پر اجرت لینا

ضمانت طلب کرنے پر اجرت لینا جائز نہیں۔ (۲)

(۱) هذا إذا كان البيع مؤجلاً. أما إذا كان البيع حالاً، فلا بأس بالصلح على بعض الدين مقابل التعجيل. ودليله ما أخرجه البخاري وغيره عن كعب رضي الله عنه أنه تقاضى ابن حدرج ديناً كان له عليه في المسجد، فارتفعت أصواتهما حتى سمعها رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في بيته، فخرج إليهما حتى كشف سجف حجرته، فنادى يا كعب! قال: لبيك يا رسول الله! فقال: ضع من دينك هذا، وأوماً إليه أي الشطر، فقال: لقد فعلت يا رسول الله! قال: قم فاقضه. وجاء في الهداية: ومن له على آخر ألف درهم، فقال: أد إلى غداً منها خمسمائة، على أنك بريء من الفضل، فهو بريء. (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۵۳۷/۱) المبحث الخامس، الباب الأول: في البيع الحال والمؤجل، مسألة” ضع وتعجل“، ط: معارف القرآن)

صحيح البخاري: (۶۵/۱) كتاب الصلاة، باب التقاضي والملازمة في المسجد، ط: قديمي۔

الهداية: (۲۵۷/۳) كتاب الصلح، باب الصلح في الدين، ط: رحمانية۔

وقال ابن بطال: اتفق العلماء على أنه إن صالح غريمه عن دراهمه بدرهم أقل منها أنه جائز إذا حل الأجل، فإذا لم يحل الأجل لم يجز أن يحط عنه شيئاً. (عمدة القاري: (۴۱۱/۱۳) كتاب الصلح، باب الصلح بالدين والعين، ط: دار الكتب العلمية)

(۲) ولا يجوز أخذ الأجر على الكفالة؛ لأنها من عقود التبرعات، وأخذ الأجر على ذات الضمان غير جائز عند جمهور الفقهاء. (الفقه الإسلامي وأدلته: (۲۷۶۰/۵)، المبحث السادس: أنواع البيوع، =

ضمان بیع کے بارے میں شریعت اور قانون میں فرق

”بیع کا ضمان میں آنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۷/۶)

۳۳۰

ضمان میں آنے کے بعد فروخت کرنا

☆ جب تک بیع بائع کے ضمان میں نہیں آتی تب تک اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے، یعنی بیع کے ضمان (RISK) میں آنے کے بعد فروخت کرنا جائز ہے، ضمان میں آنے سے پہلے بیع (چیز) کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

☆ جو چیز غیر منقولی (IMMOVABLE) ہے جیسے زمین، مکان، فلیٹ، باغ، کھیت کنواں وغیرہ، یہ چیزیں شاذ و نادر (UNCOMMON) ضائع ہوتی ہیں، مثلاً زلزلہ آیا، طوفان اور سیلاب آیا تو تباہ و برباد ہو جاتی ہیں، ورنہ عام حالات میں ضائع نہیں ہوتیں، اور جو چیزیں شاذ و نادر ضائع ہوتی ہیں اس کا اعتبار نہیں ہوتا تو ایسی چیز سودا مکمل ہونے کے بعد خریدار کے ضمان میں آ جاتی ہے، لہذا ایسی چیز پر خریدار کا طبعی (Physically) قبضہ ہونے سے پہلے خریدار کا اسے فروخت کرنا اور کرایہ پر دینا جائز ہے۔

☆ اور جو چیز منقولی (MOVEABLE) ہے وہ طبعی (Physically) قبضہ کے بغیر ضمان میں نہیں آتی، لہذا منقولی چیز پر قبضہ کرنے سے پہلے اسے فروخت کرنا یا کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے۔^(۱)

=باب الربا، المطلب الرابع: ما يترتب على الاختلاف في علة الربا، معيزات المصارف الإسلامية، ط: رشیدیہ

(۱) وعنه (ای عن عمرو بن شعيب) قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحل سلف وبيع ولا شرطان في بيع ولا ربح مال لم يضمن ولا بيع ما ليس عندك. رواه الترمذي وأبو داود والنسائي. (مشكاة المصابيح: ص: ۲۳۸، كتاب البيوع، باب المعنى عنهما من البيوع، الفصل الثاني، ط: قدیمی) =

ضمنی طور پر سودے میں داخل ہونے والی چیز

”سودے میں ضمنی طور پر داخل ہونے والی چیز“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

☞ یرید بہ الربح الحاصل من بیع ما اشتراہ قبل أن یقبضہ وینتقل من ضمان البائع إلى ضمانه فإن بیعه فاسد فی شرح السنة قبل معناه إن الربح فی کل شیء إنما یحل إن لو کان الخسران علیہ فإن لم یکن الخسران علیہ کالبیع قبل القبض إذا تلف فإن ضمانه علی البائع..... وقال ابن حجر رحمہ اللہ یجوز أن یراد بیعه وعبر عنه بالربح لأنه سببه. (مرقاة المفاتیح: (۷۹/۶)، شرح رقم الحدیث: ۲۸۷۰، کتاب البیوع، باب المنہی عنہما من البیوع، الفصل الثانی، ط: رشیدیہ)۔

☞ تحفة الأحوذی: (۳۶۱/۳)، ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراهیة بیع مالیس عندک، ط: دار الکتب العلمیة۔

☞ وأبو حنیفة وأبو یوسف یقولان بیع العقار قبل القبض فی معنی بیع المنقول بعد القبض فیجوز کما یجوز بیع المنقول بعد القبض..... وفي المنقول قبل القبض فی الملك غرر لأن بهلاکة ینتقض البیع ویطل ملک المشتري فإذا قبضه انتفی هذا الغرر. (المبسوط للسرخسی: (۹/۱۳)، باب البیوع الفاسدة، ط: دار المعرفه)۔

☞ للمشتري أن یبیع المبیع لآخر قبل قبضه إن کان عقارا وإلا فلا..... وقد جوزہ الشیخان استحسانا۔ بما أن الهلاک نادر فی العقار ولا اعتبار للنادر فلیس فی بیع العقار قبل القبض غرر الانفاخ کما فی بیع المنقول۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۲۳۶/۱)، رقم المادة: ۲۵۳، کتاب الأول البیوع، الباب الرابع، الفصل الأول فی بیان حق تصرف البائع والمشتري، ط: دار الجیل)۔

☞ شرح المجلة لسلم رستم باز: (۱۰۳/۱)، المادة: ۳۵۳، ط: مکتبه فاروقیہ۔

☞ تبیین الحقائق: (۸۰/۳)، کتاب البیوع، باب التولية، فصل صح بیع العقار قبل قبضه، ط: امدادیہ ملتان۔



طباعت سے پہلے کتاب بیچنا

کتابوں کو طباعت سے پہلے خریدنا اور بیچنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ معدوم کی بیع ہے اور معدوم کی بیع جائز نہیں ہے، البتہ بیچنے کا وعدہ کرنا جائز ہے، جب کتاب چھپ جائے پھر وعدہ کے مطابق خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔^(۱)

طباعت کا حق بیچنا

حق تصنیف اور طباعت کا حق بیچنا جائز ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اکثر علماء اس کو مال میں شامل نہیں کرتے اس لیے اس کی خرید و فروخت ناجائز ہے۔^(۲) البتہ کچھ علماء عرفی اعتبار سے مال میں شامل کر کے اس کی خرید و فروخت کو جائز کہتے ہیں۔^(۳)

(۱) (یلزم أن يكون المبيع موجوداً) فبيع المعدوم باطل۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۷۸/۱) المادة: ۱۹۷، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول في شروط المبيع وأوصافه، ط: فاروقیہ) وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجوداً مالم يتفق ما مملو كفا في نفسه... فلم ينعتد بيع المعدوم و ما له خطر العدم۔ (شامی: (۵۰۵/۳) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعید) البحر الرائق: (۲۵۹/۵) كتاب البيع، ط: سعید۔

(۲) ولا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة۔ (الاشباه والنظائر: (ص: ۲۳۹) كتاب البيوع، الفصل الثاني، ط: دار الفكر، بيروت)۔

مجمع الضمانات: (۳۸۵/۱)، باب في الصلح، ط: دار الكتاب الاسلامی۔

حاشية الطحطاوى على الدر: (۹/۳)، كتاب البيوع، ط: دار المعرفه۔

(۳) ولا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة، وعلى هذا لا يجوز الاعتياض عن الوظائف بالاقواف، وفيها في آخر بحث تعارض العرف مع اللغة: المذهب عدم اعتبار العرف الخاص لكن التي كثير باعتبارها وعليه فيفتى بجواز النزول عن الوظائف بمال۔ (الدر مع الرد: (۵۱۸/۳) كتاب البيوع، مطلب: لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط: سعید) =

طلب بڑھانے کے لئے قیمت میں کمی کرنا

”قیمتوں میں کمی کرنے کی مختلف صورتیں“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۱/۵) ۳۳۳

☞ = ومقتضى ذلك ان يجوز النزول عن حق الابتكاء أو حق الطباعة لرجل آخر بعوض وبأعده النازل، لكن هذا إنما يأتي في أصل الحق الابتكاء وحق الطباعة اما اذا قرن هذا الحق بالتسجيل الحكومي الذي يبدل له المبتكر من أجله جهده وماله ووقته، والذي يعطى هذا الحق مكانة قانونية تمثلها شهادة مكتوبة بيد المبتكر وفي دفاتر الحكومة، وصارت تعتبر في عرف التجار مالا متقوماً، فلا يعبدان يصير هذا الحق المسجل ملحقاً بالأعيان والاموال بحكم هذا العرف السائر، وقد اسلفنا ان للعرف مجالاً في ادراج بعض الاشياء في حكم الاموال والأعيان؛ لأن المالية - كما حكينا عن ابن عابدين رحمه الله تثبت بتمول الناس، وان هذا الحق بعد التسجيل يحوز أحرار الأعيان ويدخر لوقت الحاجة ادخار الأموال - (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۱۲۲) بيع الحقوق المجردة، حق الابتكاء وحق الطباعة، ط: دار العلوم كراچی)

☞ والقول بجواز الاعتياض عن حق المؤلف بالمال لا يتعارض مع نص انما يتعارض مع القياس، والقياس يترك بالعرف العام باتفاق العلماء هذا اذا سلمنا ان حق المؤلف عن الحقوق المجردة، وهذا غير مسلم انما المسلم والمقرر انه من القسم الثاني من الحقوق التي تثبت لأصحابها ابتداءً، فلا يكون القول بجواز الاعتياض بالمال متعارضاً مع نص ولا مع قياس - (حق الابتكاء في الفقه الاسلامي المقارن، (ص: ۱۸۰) ط: مؤسسة الرسالة، بيروت)

☞ ولا يخفى ان صاحب الوظيفة ثبت له الحق فيه بتقرير القاضى على وجه الاصل لا على وجه رفع الضرر، فالحاقها بحق الموصى له بالخدمة، وحق القصاص وما بعده اولى من الحاقها بحق الشفعة والقسم، وهذا كلام وجيه لا يخفى على نبيه، وبه اندفع ما ذكره بعض محشى الاشباه من ان المال الذي يأخذه النازل عن الوظيفة رشوة، وهي حرام بالنص، والعرف لا يعارض النص، وجه الدفع ما علمت من انه صلح عن حق كما في نظائره، والرشوة لا تكون بحق، واستدل بعضهم للجواز بنزول سيدنا الحسن ابن سيدنا على رضي الله عنهما عن الخلافة لمعاوية رضي الله تعالى عنه على عوض وهو ظاهر ايضاً، وهذا اولى مما قدمناه في الوقف عن الخيرية من عدم الجواز، ومن ان للمفرغ له الرجوع بالبدل، بناء على ان الملعب عدم اعتبار العرف الخاص والجواز ومن ان للمفرغ له الرجوع بالبدل، بناء على ان الملعب عدم اعتبار العرف الخاص... ورأيت بخط العلماء عن المفتى أبى السعود أنه التي بجواز اخذ العوض لى حق القرار والتصرف وعدم صحة الرجوع وبالجملة: فالمسألة ظنية والنظائر والمتشابهة للبحث ليهما مجال، وان كان الاظهر ليهما ما قلنا، فالأولى ما قاله فى البحر من انه ينبغي الابراء العام بعده، والله سبحانه وتعالى أعلم. (شامى: (۵۲۰/۳) كتاب البيوع، مطلب فى العرف الخاص والعام، ط: سعيد)

طلب و رسد

”قیمت کم یا زیادہ ہونے کی وجہ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۶/۵)

طلحہ رضی اللہ عنہ کی تجارت

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے، اور ان کی آمدن روزانہ ایک ہزار اوقیہ تھی۔^(۱)

طوطوں کا کاروبار

اس دور میں ملکی اور بین الاقوامی طور پر طوطوں کا کاروبار بھی عروج پر ہے، اگر طوطوں کے کاروبار کرنے والے اس کی خوراک اور دیگر ضروریات کا خیال رکھتے ہیں، تو ان کو پنجرے میں بند کر کے رکھنا اور کاروبار کرنا جائز ہے، اور اگر ان کی خوراک اور دیگر ضروریات کا خیال نہیں رکھتے تو ان کو پنجرے میں بند کر کے رکھنا^(۲)

(۱) ومنہم طلحہ بن عبید اللہ ذکر ابن قتیبہ فی المعارف وابن الجوزی فی التلبیس: آتہ کان ہزا۔ (التراتب الإدارية: (۲۵/۲) القسم التاسع، الباب الأول، باب فی ذکر من کان ہزا فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ط: دار الأرقم)

المعارف لابن قتیبہ: (ص: ۵۷۵) صناعات الأشراف، ط: دار المعارف۔

وکان فی ید ”طلحہ“ خاتم من فضة، لصدہ یا قوتہ حمراء، وکانت غلثہ کل یوم ألف درہم وألف۔ (المعارف لابن قتیبہ: (ص: ۲۳۱) أخبار طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ، ط: دار المعارف)

المستدرک للحاکم: (۳۷۸/۳) کتاب معرفة الصحابة، ذکر مناقب محمد بن طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ، ط: دار المعرفة۔

(۲) عن أنس قال: إن کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیخالطنا حتی یقول لأخ لی صغیر: یا أبا عمیر ما فعل النغیر؟ کان لہ نغیر یلعب بہ فعات. متفق علیہ.

وفی الحدیث: إباحة لعب الصبی بالطیور إذا لم یعذبہ. (مشکاة مع حاشیہ: ص: ۳۱۶، کتاب الآداب، باب المزاح، الفصل الأول، ط: قدیمی).

وفی شرح السنہ لہ لواء المنہا أن صید المدینة مباح۔ وإنه لا بأس أن یعطى الصبی الطیر لیلعب بہ من غیر أن یعذبہ. (مرقاة المفاتیح: (۱۰۷، ۱۰۷، ۱۰۷)، کتاب الآداب، باب المزاح، الفصل الأول، ط: رشیدیہ)۔

اور کاروبار کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

مزید ”پرندوں کی تجارت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۰/۲)

۳۳۵

طے شدہ ثمن سے زیادہ مطالبہ کرنا

عقد بیع مکمل ہونے کے بعد مشتری بیع کا مالک ہو جاتا ہے، اور بائع مقررہ ثمن کا حق دار بن جاتا ہے، اور بائع کے لئے مشتری سے طے شدہ قیمت سے زیادہ مطالبہ کرنا جائز نہیں ہوتا، ہاں اگر مشتری اپنی رضامندی سے زیادہ دیدے تو جائز ہے۔ (۲)

☞ (قوله وأما للاستئناس فمباح) قال في المجتبى رامزا: لا بأس بحبس الطيور والدجاج في بيته، ولكن بعلفها وهو خير من إرسالها في السكك... في فتاوى العلامة قارئ الهداية: سئل هل يجوز حبس الطيور المفردة وهل يجوز عققها، وهل في ذلك ثواب... فأجاب: يجوز حبسها للاستئناس بها، وأما اعتاقها فليس فيه ثواب. (الشامية: ۳۰۱/۶)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد

☞ فتاوى قارئ الهداية: ص: ۲۰۰، كتاب الحظر والإباحة، ط: دار الكتب العملية۔

(۲) وعلم بهذا أنه لا يكره بيع ما لم تقم المعصية به كبيع الجارية المغنية والكبش النطرح والحمامة الطيارة والعصير۔ (الشامية، ۳۹۱/۶)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد۔

☞ وكذلك بيع السنور وسباع الطير الوحش والطيور جائز عندنا، معلما كان أو لم يكن۔ (الخبانية على هامش الهندية: ۱۳۳/۲)، كتاب البيوع، فصل في البيع الباطل والفاسد، ط: رشيدية۔

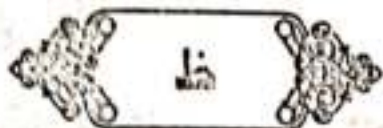
☞ والحمام إذا علم عددها وأمكن تسليمها جاز بيعها وأما إذا كانت في بروجها ومخارجها مسدودة فلا إشكال في جواز بيعها وأما إذا كانت في حالة طيرانها ومعلوم بالعادة أنها تجيء فكذلك۔ (الفتاوى الهندية: ۱۱۳/۳)، كتاب البيوع، الفصل الرابع في الحيوانات، ط: رشيدية۔

☞ وصح بيع الكلب۔ والفهد۔ والسباع۔ وكذا الطيور علمت أولا۔ (الدر المختار: ۱۵/۲۲۶، ۳۲۷)، كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد۔

(۱) إذا كان الإيجاب من المشتري فقبل البائع بانقاص من الثمن، أو كان من البائع فقبل المشتري بأزيد انعقد، فإن قبل البائع الزيادة في المجلس جازت كما في التاتارخانية... وأنا شرائط اللزوم بعد الانعقاد والنفاذ فخلوه من الخيارات الأربعة المشهورة، ويزاد خيار الكمية وخيار العبن إذا كان فيه غرور۔ (البحر الرائق: ۲۵۸/۵، ۲۶۱)، كتاب البيوع، ط: رشيدية كوثه

☞ الشامية: (۵۲۶/۳)، كتاب البيوع، مطلب في انعقاد البيع بلفظ واحد من الجانبين، ط: سعيد۔

☞ وإذا حصل الإيجاب والقبول لزوم البيع ولا خيار لواحد منهما إلا من عيب أو عدم رؤية۔ (الهداية: ۲۰/۳)، كتاب البيوع، ط: رحمانية۔



ظرف کا وزن بیع کے وزن کے ساتھ حساب کرنا
 ”بیع کا وزن ظرف کے ساتھ کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۱۶)

ظلم کے بقدر رقم حکومت سے وصول کرنا
 ”بجلی کا بل زیادہ لے لیا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۳۱۲)

ظلم ہے ٹال مٹول کرنا
 ”ٹال مٹول کرنا ظلم ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۱۳)



عاجز ہو حوالگی سے

”حوالگی سے عاجز ہو“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۷/۳)

عاشر

”عاشر“ درآمدی اور برآمدی ٹیکس وصول کرنے والے کو کہتے ہیں، اس دور میں کسٹم کے لوگوں کو بھی عاشر کہنا درست ہوگا، بشرطیکہ شریعت کے قانون کے مطابق صرف غیر مسلموں سے ڈیوٹی وصول کریں۔^(۱)

(۱) عن سفیان عن عطاء یعنی ابن السائب عن رجل من بکر بن وائل عن خالد رضی اللہ عنہ، قال: قلت: یا رسول اللہ! أعشر قومی؟ فقال: ”انما العشور علی اليهود والنصارى و لیس علی الاسلام عشور“۔ (مسند أحمد: (۳۲۲/۳) رقم الحدیث: ۱۸۹۲۳، مسند الکوفیین، حدیث رجل من بکر بن وائل، ط: مؤسسة قرطبة)

وقال الشوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ: ”أی لیس علیہم غیر الزکاة من الضرائب والمکس ونحوہما۔ (نیل الأوطار: (۷۶/۱۰) کتاب الجہاد والسير، أبواب الأمان والصلح والمهادنة، باب أخذ الجزية وعقد الذمة، ط: دار ابن القيم)

باب العاشر... (هو حر مسلم)... (غیر ہاشمی)... (قادر علی الحماية) من اللصوص والقطاع... (نصبہ الامام علی الطريق) للمسافرين... (لیأخذ الصدقات) تغلیباً للعبادة علی غیرہا، (من التجار)... المارین بأموالہم الظاہرة والباطنة۔ (الدر مع الرد: (۳۰۹/۳، ۳۱۰) کتاب الزکاة، باب العاشر، ط: سعید)

البحر الرائق: (۲۳۰/۲۳۱)، کتاب الزکاة، باب العاشر، ط: سعید۔

تبیین الحقائق: (۸۳/۲)، کتاب الزکاة، باب العاشر، ط: مکتبہ اشرفیہ کوئٹہ۔

قال الشافعی: الوظائف التي وضعها الفارس علی رعاياهم من الخياط والصباغ والحداد كل يوم أو شهر كذا، فهو لا يحل أخذه، وكذلك الوظائف السلطانية اليوم فی بلادنا علينا المسماة بـ (نکس)؛ لأنهم ياخذونها حيث ما ذكرنا مسانهاة: والعدر بأنهم يصرفون الى حوانجنا مردود؛ لأن خزائنهم معمورة تزيد كل يوم الى ماشاء الله تعالی عاقبة أمرها فلا حاجة الى أموال الناس، ومثل ذلك =

عافیت کے نو حصے تجارت میں ہیں

عافیت، امن و سلامتی کے نوے فیصد حصے تجارت میں ہیں۔

۳۳۸

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: کہ عافیت کے دس حصے ہیں، ان میں سے نو حصے مہاش کی تلاش میں ہیں اور

باقی ایک حصہ ساری چیزوں میں ہے۔^(۱)

عاقِد

”عاقِد“ (Contractor) معاملہ کرنے والے ایک آدمی کو ”عاقِد“

اور دونوں کو ”عاقِدین“ یا ”متعاقِدین“ کہتے ہیں۔^(۲)

عاقِد (Contractor) کے لئے شرائط

بیع صحیح ہونے کے لئے عاقِد میں چند شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، اور وہ یہ

= المحصولات المتعددة الموضوعه على التجار على كل ما ز۔ والمعصية كلها على الاخذ والامر وان
تبعوا النصرى فى هذه النهب والاخذ ومن تبع اهلهم فماله من الله من لى ولا نصير۔ (عمدة الرعاية
على هامش شرح الوقاية: (۱۰۹/۳) كتاب الكفالة، معنى الجبائنة وحكم التمس، ط: مير محمد
كتب خانہ)

ان العشر المأخوذ من المسلم المار على العاشر هو الزكاة بعينها الا أن هذا العاشر كما يأخذ من
المسلم يأخذ من الدمى والمستامن وليس المأخوذ منهما بزكاة۔ (العناية مع فتح القدير: (۱۷۱/۲)
كتاب الزكاة، باب فيمن يمر على العاشر، ط: رشيدية قديم)

(۱) العافية عشرة أجزاء، تسعة في طلب المعيشة وجزء في سائر الأشياء۔ مسند الفردوس للديلمى
عن انس۔ (كنز العمال: (۶/۳) رقم الحديث: ۹۲۰۸، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأزل:
في الكسب، الفصل الأزل في فضائل الكسب الحلال، ط: مؤسسة الرسالة)

(۲) العقد: عند الفقهاء هو ربط أجزاء التصرف شرعاً بالاجاب والقبول، أو هو التزام المتعاقدين
وتعمدهما أمراً... وجمعه العقود۔ (المجموع للقواعد الفقهية، ص: ۲۳۱، التعريفات الفقهية، ط:
مكتبة البشري)

۱۰ بائع اور خریدار دونوں کے لئے عاقل ہونا ضروری ہے، لہذا مجنون اور پاگل کی بیع صحیح نہیں ہے، اسی طرح نابالغ بچے کی خرید و فروخت کرنا بھی صحیح نہیں ہے، البتہ نابالغ سمجھ دار بچے کی خرید و فروخت صحیح ہے۔

۳۳۹

۱۱ بیع صحیح ہونے کے لئے ایک شخص کا بائع ہونا اور دوسرے کا خریدار ہونا ضروری ہے، ایک ہی آدمی ایک ہی وقت میں ایک ہی چیز کا خریدار اور بائع نہیں ہو سکتا، اور ایک ہی شخص خریدار اور بائع دونوں کی طرف سے خرید و فروخت کا وکیل نہیں بن سکتا۔^(۱)

عالم فقیہ کو تاجر لوگ سفر میں ساتھ رکھتے تھے

”پہلے زمانے کے مسلمان تاجر“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۳/۲)

عالمی منڈیوں میں شرکت

”ایگزٹیشن میں شرکت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۰/۱)

عام ریٹ سے زیادہ داموں پر بیچنا

اپنے مال کو عام ریٹ سے زیادہ داموں پر بھی بیچنا جائز ہے، باقی بہت

زیادہ داموں پر فروخت کرنا مکروہ ہے۔^(۲)

(۱) فشرائط العاقدان، العقل والعدد، فلا ینعقد بیع مجنون وصبی لا یعقل ولا وکیل من الجانین... ولا یشرط فیہ البلوغ ولا الحریة، فیصح بیع الصبی أو العبد لنفسه موقوفاً، ولغیره نافذاً... (شامی: ۵۰۳/۳) کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۲۵۸/۵)، کتاب البیوع، ط: سعید۔

مبدائع الصنائع: (۱۳۵/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما شرائط الرکن — ط: سعید۔

(۲) عدی رجل عن ذلک القدر (ای المقدر بتسعیر القاضی) لباعه بمن فوقه، اجازہ القاضی یعنی امضاء ولیہ۔ (المحیط البرہانی: ۲۶۸/۸) کتاب البیوع، فصل فی الاحتکار، ط: مکتبہ غفاریہ کوئٹہ =

عام ریٹ سے سستے داموں پر چیز بیچنا
اپنے مال کو عام ریٹ سے سستے داموں پر بھی بیچنا جائز ہے۔^(۱)

عام قیمت سے زیادہ قیمت پر فروخت کر دیا
”قیمت زیادہ لے لی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۹/۵)

عام کنویں کا پانی

غیر مملوک زمین کے کنویں کے پانی کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے،
کیونکہ یہ پانی بیچنے والے کی ملک نہیں ہے۔^(۲)

عامل کے لئے کچھ نفع زیادہ متعین کرنا

اگر دو آدمی کسی کاروبار میں شریک ہیں اور دونوں کا سرمایہ مشترک ہے، اور
ان دونوں میں سے ایک کام کرتا ہے اور دوسرا کام نہیں کرتا، ایسی صورت میں اگر
عامل (کام کرنے والے) کے لئے نفع میں زیادہ حصہ مقرر کیا جائے تو یہ جائز ہے۔

☞ وظاہرہ انہ لوباع باکثر یحل وینفذ البیع۔ (شامی: ۳۰۰/۶) کتاب الحظر والإباحہ، فصل فی
البیع، ط: سعید

☞ مجمع الانہر: (۲۱۵/۳) کتاب الکراہیۃ، فصل فی البیع، ط: مکتبہ غفاریہ کوئٹہ۔
(۱) قوله: (والوضیعة): ہی البیع بمثل الثمن الاؤل مع نقصان یسیر اتقانی، وفی البحر: ہی البیع بأنفس
من الاؤل، (شامی: ۱۳۲/۵)، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید۔

☞ البحر الرائق: (۱۰۷/۶)، کتاب البیع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید۔

☞ تبیین الحقائق: (۳۲۲/۳)، کتاب البیوع، باب التولیة، ط: اشرفیہ کوئٹہ۔

(۲) وفی المحيط: بیع الماء فی الحیاض والآبار لا یجوز الا اذا جعله فی اناء۔ (البحر الرائق: ۱۵/۵)
(۲۸۳) کتاب البیع، ط: سعید

☞ فتح القدیر: (۲۳۶/۶) کتاب البیوع، ط: رشیدیہ جدید۔

☞ الفتاویٰ الہندیہ: (۱۲۱/۳) کتاب البیوع، الباب السابع فی بیع الماء والجمد، ط: رشیدیہ۔

مثلاً زید کے ایک لاکھ اور عمر کے بھی ایک لاکھ روپے ہیں، اور زید کام کرتا ہے، اور عمر کام نہیں کرتا، اس لئے زید کا مثلاً ۸۰ فیصد اور عمر کا ۲۰ فیصد منافع مقرر ہوا، تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ۵۰ فیصد زید کے اپنے مال کے ہیں، اور بقیہ ۵۰ میں سے ۳۰ فیصد کام کی وجہ سے زید کو اور ۲۰ فیصد سرمایہ دینے کی وجہ سے عمر کو ملیں گے، اور یہاں شرکت سے منافع میں شرکت مراد ہوگی اور یہ مضاربت ہوگی۔^(۱)

(۱) وفي النهير اعلم: انه لا اذا شرط العمل عليهما ان تساويا مالا و تفاوتا ربحا جاز عند علمانا الثلاثة رحمهم الله تعالى، خلافا لفررحمہ الله تعالى والربح بينهما على ما شرط وان عمل احدهما فقط، وان شرطاه على احدهما فان شرط الربح بينهما بقدر رأس مالهما جاز، ويكون مال الذي لا عمل له بضاعة عند العامل له ربحه وعليه وضيعته، وان شرط الربح للعامل أكثر من رأس ماله جاز ايضا على الشرط، ويكون مال الدافع عند العامل مضاربة - ولو شرط الربح للدافع أكثر من رأس ماله لا يصح الشرط ويكون مال الدافع عند العامل بضاعة لكل واحد منهما ربح ماله، والوضعية بينهما على قدر رأس مالهما أبدا هذا حاصل مافي العناية ومافي النهير قلت: وحاصل ذلك كله أنه إذا تفاضلا في الربح فإن شرط العمل عليهما سوية جاز، ولو تبرع احدهما بالعمل، وكذا لو شرط العمل على احدهما وكان الربح للعامل بقدر رأس ماله أو أكثر، ولو كان الأكثر لغير العامل أو لأقلهما عملا لا يصح وله ربح ماله فقط، ولهذا إذا كان العمل مشروطا... الخ - (شامی: ۳۱۲/۳) كتاب الشركة، مطلب: في توقيت الشركة وإبتان، ط: سعيد

قولہ: وان شرطاه على أحدهما فإن شرط الربح بينهما بقدر... الخ) في الدرر من كتاب المضاربة مانصه: والثالث أي من شروط المضاربة تسليمه إلى المضارب حتى لا يبقى لرب المال فيه يد؛ لأن المال يكون أمانة عنده، فلا يتم الا بالتسليم كالدبعة بخلاف الشركة؛ لأن المال في المضاربة من احد الجانبين والعمل من الجانب الآخر فلا بد أن يخلص المال للعامل ليتمكن من التصرف فيه، واما العمل في الشركة لمن الجانبين فلو شرط خلوص اليد لأحدهما لم تنعقد الشركة لانتهاء شرطها وهو العمل منهما، فظاهر ما ليها ينال مانتقله المحشى ويقال في دفع المناقاة ان شرط العمل منهما شرط لتحقيق الشركة، وإذا شرط على احدهما تكون مضاربة أو بضاعة على ما ذكره المحشى تأمل، ثم أنه لا حاجة... إلى قوله وتخصيص العمل بأحدهما يخرج المسألة عن أن تكون من مفردات مسائل الشركة بل هي حينئذ بضاعة ان شرط العمل على احدهما مع التساوى في الربح، ومضاربة ان شرط الفضل للعامل - (التحرير المختار على ماشررد المختار: (تقريرات الرافعي) (۷۰/۳) كتاب الشركة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۷۳/۵)، كتاب الشركة، ط: سعيد -
تبيين الحقائق مع حاشية العلامة الشلبى: (۲۳۳/۳، ۲۳۵، ۲۳۶) كتاب الشركة، ط: أشرفية

عباس رضی اللہ عنہ عطر امپورٹ کرتے تھے

”درآمد“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۹/۳)

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا پیشہ

”حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا پیشہ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے مالدار بننے کا راز

”مالدار بننے کا راز“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۱/۶)

عثمان رضی اللہ عنہ کا پیشہ

”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پیشہ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۵/۳)

عجیب واقعہ قرض ادا کرنے کا

”قرض ادا کرنے کی نیت ہو تو اللہ کی مدد ہوتی ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

عجیب واقعہ قرض ادا کرنے کے جذبہ کا

”قرض ادا کرنے کا عجیب واقعہ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۴/۵)

عدوی دستخط

”ڈیجیٹل سکنچر“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۰۶/۳)

عرب ممالک میں مقامی باشندوں کی حرکت

بعض عرب ممالک میں یہ قانون بنا دیا گیا ہے کہ دوسرے ممالک کے لوگ وہاں کے کسی مقامی باشندے کی شرکت سے تجارت کر سکتے ہیں، اس کے بغیر تنہا مکمل

تجارت اپنے نام پر نہیں کر سکتے، اس لئے جب بیرونی باشندے تجارت کرتے ہیں تو وہ برائے نام کسی مقامی باشندے یا کفیل کا نام بھی شریک کار کی حیثیت سے دے دیتے ہیں، تاکہ قانونی طور پر ان کو اس کی اجازت حاصل ہو جائے اور معاوضہ کے طور پر سالانہ یا ماہانہ ان کو کوئی متعین رقم دے دیا کرتے ہیں۔

یہ صورت درست نہیں ہے، دراصل اجنبی تاجر اس طرح رشوت دیتا ہے، اور یہ کوئی ایسی مجبوری اور ضرورت نہیں ہے، جس کی وجہ سے رشوت کی اجازت دی جائے اور دوسرا فریق (مقامی باشندہ) جو برائے نام شریک ہے، اس کے لئے رقم لینا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ رشوت اور غصب کا مال ہے۔^(۱)

ہاں اگر مقامی تاجر کاروبار میں کچھ شامل کرے گا، تو نفع لینا اور دینا جائز ہوگا، اور اگر مقامی آدمی کے پاس پیسہ نہ ہو یا وہ شریک ہونے کے لئے آمادہ نہ ہو تو اجنبی تاجر اپنے سرمایہ کا کچھ حصہ اس کو قرض دے دے پھر وہ رقم لے کر کاروبار میں شامل کرے، پھر اس کو نفع کے اعتبار سے جو بھی تناسب مقرر ہو، اس کے مطابق نفع دے تو یہ جائز ہوگا۔^(۲)

(۱) رشوة بضم الراء وكسرها ويجوز الفتح، وهي ما يؤخذ بغير عوض ويعاب أخذه، وقال بن العربي الرشوة كل مال دفع لبتاع به من ذى جاه عوناً على مالا يحل، والمرثى قابضه والراشى معطيه، والرائش الواسطة، وقد ثبت حديث عبد الله بن عمرو في لعن الراشى والمرثى، أخرجه الترمذى وصححه (فتح البارى لابن حجر: (۲۲۱/۵) تحت رقم الحديث: ۲۵۹۶، كتاب الهبة، باب من لم يقبل الهدية لعلقة ط: دار المعرفة.

فيض القدير للمناوى: (۵۷/۳)، رقم الحديث: ۳۳۹۰، باب الراء، ط: دار الكتب العلمية.

الدرمع الرد: (۳۶۲/۵)، كتاب القضاء، مطلب فى الكلام على الرشوة والهدية، ط: سعيد.

(۲) (وهى) ... شرعاً (عبارة عن عقدين المتشاركين فى الأصل والربح)، ... (الدرمع الرد: (۳/۲۹۹

)، كتاب الشركة، ط: سعيد.

البحر الرائق: (۱۶۶/۵)، كتاب الشركة، ط: سعيد.

تبيين الحقائق: (۲۳۳/۳)، كتاب الشركة، ط: أشرفيه.

عرش کے سایہ میں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ بولنے والا تاجر قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ہوگا۔^(۱)

۳۳۳

عرصہ گزر گیا دیکھنے کا

”دیکھنے کا لمبا عرصہ گزر گیا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۹/۳)

عرف کی وجہ سے نص مذہب کو ترک کرنا

☆ تعامل کی وجہ سے نص مذہب کو ترک کرنے کی گنجائش ہے۔

☆ معاملات میں لوگوں کی سہولت کی خاطر آسانی کا پہلو اختیار کرنے کی

گنجائش ہے، بشرطیکہ شریعت کی حدود سے متجاوز نہ ہو۔^(۲)

(۱) عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: التاجر الصدوق تحت ظل العرش يوم القيمة. رواه الأصبهاني وغيره. (الترغيب والترهيب: (۲/۵۵۳) كتاب البيوع، ترغيب التجار في الصدق وترهيبهم من الكذب والحلف وإن كانوا صادقين، ط: دار الكتب العلمية)

☆ قبض القدير للمناوي: (۳/۲۷۸) رقم الحديث: ۳۳۹۳، ط: المكتبة التجارية الكبرى۔

☆ كنز العمال: (۷/۷۳) رقم الحديث: ۹۲۱۸، حرف التاء، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول: في الكسب، الفصل الأول: في فضائل الكسب، ط: مؤسسة الرسالة۔

(۲) فهذه النقول و نحوها دالة على اعتبار العرف الخاص وإن خالف المنصوص عليه في كتب المذهب ما لم يخالف النص الشرعي ... أقول: وبما قررناه تبين لك ان ما تقدم عن الاشياء من أن المذهب عدم اعتبار العرف الخاص إنما هو فيما اذا عارض النص الشرعي، فلا يترك به القياس ولا يخص به الاثر بخلاف العرف العام... وأما العرف الخاص اذا عارض النص المذهبي المنقول عن صاحب المذهب فهو معتبر كما مشى عليه اصحاب المتون والشروح والفتاوى... ليس للمفتي ولا القاضي ان يحكما بظاهر الرواية ويترك العرف. (رسائل ابن عابدين: (۲/۱۳۳) نشر العرف في بناء بعض الأحكام على العرف، ط: مكتبة محمدية۔

☆ فلها كلة وامثاله دلالة واضحة على ان المفتي ليس له الجمود على المنقول في كتب ظاهر الرواية من غير مراعاة الزمان واهله والا يضيع حقوقاً كثيرة ويكون ضرره اعظم من نفعه. (رسائل ابن عابدين: (۲/۱۳۱) نشر العرف في بناء بعض الأحكام على العرف، ط: مكتبة محمدية كونه) =

عرفی اجازت نابالغ کے لئے کافی ہے

”نابالغ کی خرید و فروخت میں عرفی اجازت کافی ہے“ عنوان کے تحت (۳۳۵)

دیکھیں۔ (۳۳۲/۶)

عطر در آمد کرنا

”درآمد“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۹/۳)

عطر فروش

حضرت اسماء بنت مخزومہ اور حولاء بنت ثویب عطر فروش تھیں۔ (۱)

ولهذا ترى مشايخ المذهب خالفوا امانص عليه المجتهد في مواضع كثيرة بناء على ما كان في زمانه لعلمهم بأنه لو كان في زمنهم لقال بما قالوا به أخذاً من قواعد مذهبه۔ (رسائل بن عابدین: ۱۲/۱۲۵) نشر العرف في بناء بعض الأحكام على العرف، ط: عالم الكتب ومحمدية كوثه۔

بيع النمار على الاشجار... وظاهر مذهب الحنفية بطلانه، وبه قال شمس الانعمة السرخسي، وافى الحلواني وابو بكر بن الفضل من مشايخ المذهب بالجواز... والحلواني وابن الفضل عدلا عن ظاهر المذهب للعرف قال ابن الفضل: استحسنت فيه لتعامل الناس، فانهم تعاملوا ببيع ثمار الكرم بهذه الصفة، ولهم في ذلك عادة ظاهرة، وفي نزع الناس عن عاداتهم حرج، وكون هذا من بيع المعدوم المنهى عنه، وتصريح ظاهر المذهب بطلانه لا يمنع من صحة ما فتوا به؛ لأن العرف كما علمنا يخص الأدلة ويعدل به عن ظاهر المذهب۔ (العرف والعادة في رأى الفقهاء، احمد فهمى ابو سنة، ص: ۱۲۹، ۱۳۰) المقال الثامن: اهم الاحكام المبنية على العرف والعادة، ط: مطبعة الازهر

(۱) ترجم في الإصابة لأسماء بنت مخزومة بالباء فذكر أن ابنها عباس بن عبد الله بن ربيعة كان بعث إليها من اليمن بعطر فكانت تبيعه... وترجم في الإصابة أيضاً للحولاء العطارة، فذكر أن أبا موسى أخرج من طريق أبي الشيخ بسنده إلى أنس قال: كانت بالمدينة امرأة عطارة تسمى حولاء بنت ثويب۔ (الترتيب الإدارية: ۳۰/۲) القسم التاسع، الباب الأول، المرأة تبيع العطر، ط: دار الأرقم

الاستيعاب في معرفة الأصحاب: (۹۰۳/۱) كتاب النساء وكناهم، حرف الراء، الربع بنت النظر الأنصارية، ط: دار الإعلام۔

الإصابة في تمييز الصحابة: (۹۳/۸) كتاب النساء، حرف الحاء المهملة، القسم الأول، الحولاء العطارة، ط: دار الكتب العلمية۔

عطر کی تجارت

عطر کی تجارت درست ہے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ یمن سے عطر خرید کر لاتے اور حج کے موسم میں اسے فروخت کرتے۔^(۱)

۳۳۶

عظیم جرم

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ والے ناپ تول میں بخل سے کام لیتے، پس اللہ پاک نے آیت: {وَوَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ} نازل فرمائی، تو اسکے بعد وہ اچھی طرح ناپ تول کرتے تھے۔

تجارت کے دوران ناپنے میں کمی زیادتی ایک عظیم جرم ہے، جس میں سستی کرنے سے سخت عذاب آتا ہے، اس لئے اس گناہ سے اپنے آپ کو فوراً بچانا ضروری ہے، اور ناپ تول میں ڈنڈی مارنا ایک طرح کا دھوکہ ہے اور دھوکہ دینا ناجائز اور حرام ہے، اگر دنیا میں کم دیا تو آخرت میں دینا پڑے گا، اور وہاں حق ادا کرنا بہت ہی مشکل ہوگا۔^(۲)

(۱) ترجمہ فی الإصابة لأسماء بنت مخربة بالباء فذكر أن ابنها عباس بن عبد الله بن ربيعة كان بعث إليها من اليمن بعطر فكانت تبعه... وروى عن الربيع بنت معوذ بن عفراء قالت: كانت أسماء بنت مخربة تباع العطر بالمدينة، وهي أم عباس وعبد الله بن أبي ربيعة يعني أبا جهل۔ (الترايب الإدارية: (۳۰/۲) القسم التاسع، الباب الأول، المرأة تباع العطر، ط: دار الأرقم)

(۲) قوله تعالى: "ويل للمطففين، الذين إذا اكتالوا على الناس يستوفون وإذا كالوهم أو وزنوهم يخسرون"... روى النسائي عن ابن عباس قال: لما قدم النبي صلى الله عليه وسلم المدينة كانوا من أحب الناس كيلاً، فأنزل الله تعالى: "ويل للمطففين" فاحسنوا الكيل بعد ذلك، قال الفراء: فهم من أوفى الناس كيلاً إلى يومهم هذا... قوله تعالى: "ويل" أي شدة عذاب في الآخرة، وقال ابن عباس: إنه واد في جهنم يسيل فيه صديد أهل النار، فهو قوله تعالى: "ويل للمطففين" أي الذين ينقصون مكيالهم وموازنهم... (الجامع للأحكام القرآن للقرطبي: (۲۱۸/۱۹، ۲۱۹)، سورة المطففين، رقم الآية: ۱، ۲، ط: رشيدية=

عقد

عقد (Contract) جب دو انسان آپس میں معاملہ (۳۳۷) (Transaction) کرتے ہیں تو اس معاملہ کو عقد کہتے ہیں، خواہ اس کا تعلق بیع سے ہو یا بیع کے علاوہ کسی اور چیز سے ہو۔^(۱)

عقد بیع

”عقد بیع“ خرید و فروخت کا عقد (Contract Of Sale)۔^(۲)

عقد بیع میں طے شدہ ثمن سے زیادہ مطالبہ کرنا
”طے شدہ ثمن سے زیادہ مطالبہ کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۵/۴)

عقد ربوٰ کا حکم

عقد ربوٰ بیع فاسد کے حکم میں ہے، اس لئے ایسی بیع کو ختم کر کے اپنا اپنا مال، اور اگر عین مال موجود نہ ہو تو اس کا مثل واپس لے لیں۔^(۳)

= تفسیر ابن کثیر: (۳۳۶/۸)، سورة المطففين، الآية: ۱، ۲، ط: دار طيبة
روح المعانی للآلوسی: (۲۷۳/۱۵)، سورة المطففين، الآية: ۱، ۲، ط: دار الکتب العلمیة
(۲، ۱) (العقد) ما عقد من البناء والعهد والفاقی بین طرفین يلتزم بمقتضاه کل منهما تنفیذا ما اتفقا علیہ
کعقد البیع والزواج... (المعجم الوسیط: (۶۱۳/۲)، باب العین، ط: دار الدعوة
العقد ربط أجزاء التصرف بالایجاب والقبول شرعاً۔ (التعریفات للجرجانی: (ص: ۱۹۶)، باب
العین، ط: دار الکتب العلمیة۔

جامع العلوم فی اصطلاحات الفنون: (۲۳۸/۲)، حرف العین، ط: دار الکتب العلمیة
(۳) (هو) لغة: مطلق الزيادة، وشرعاً (فضل) ولو حکماً فدخل ربا النسبة، والبیوع الفاسدة کلها من
الربا لیجب رد عین الربا لو قالماً... (خالی عن عوض)... (بمعيار شرعی)... لأحد المتعاقدين۔
(قولہ: لیجب رد عین الربا لو قالماً لا رد ضمائله الخ) یعنی العا یجب رد ضمائله لو استهلكه، وفي هذا
الشریح خفاء، لأن المذکور قبله أن البیع الفاسد من جملة الربا، والما یظهر لو ذکر قبله أن الربا من جملة =

عقد کے الفاظ کیسے ہوں

۳۴۸

☆ عقد کے الفاظ ایسے ہونا ضروری ہیں جن سے فوری طور پر عقد کرنے کا مفہوم سمجھ میں آتا ہو، بھاؤ تاؤ معلوم کرنے کے الفاظ نہ ہوں۔

☆ اور عقد کے الفاظ عقد کے خلاف کسی شرط پر معلق نہ ہوں، مثلاً یہ کہنا کہ ”میں تمہیں یہ سامان اس شرط پر بیچتا ہوں کہ تم نے آگے فروخت نہیں کرنا“ تو یہ شرط عقد کے تقاضے کے خلاف ہے، کیونکہ عقد تقاضا کرتا ہے کہ خریدار اس چیز کا مالک ہو گیا ہے، اور اس میں تصرف کرنے میں آزاد ہے۔

☆ اور عقد کے الفاظ مستقبل کے زمانہ کی طرف منسوب نہ ہوں، مثلاً یہ کہنا کہ ”یہ چیز میں نے آپ کو کل آئندہ فروخت کر دی ہے“، تو اس سے بھی عقد مکمل نہیں ہوگا۔^(۱)

= البيع الفاسد، لأن حكم البيع الفاسد أنه يملك بالقبض ويجب رده لو قائماً ورد مثله أو قيمته لو مستهلكاً۔ (الدرمع الرد: (۱۶۹/۵)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد۔

طحطاوی علی الدر: (۱۰۷/۳)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشیدیہ۔

البحر الرائق: (۱۲۳/۶، ۱۲۵، ۱۲۶)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد۔

(۱) الايجاب والقبول في البيع عبارة عن كل لفظين مستعملين لانشاء البيع في عرف البلدة، أى عبارة عن كل لفظين يثبتان عن معنى التمليك والتملك... الايجاب والقبول يكونان بصيغة الماضى كبعث واشترى... انعقد البيع بصيغة المضارع أيضاً اذا أريد بها الحال كما في عرف بعض البلاد، كأبيع وأشترى واذا أريد بها الاستقبال لا انعقد... صيغة الاستقبال التى هي بمعنى الوعد المجرد مثل سأبيع وأشترى لا انعقد بها البيع... (شرح المجلة لرستم باز: (۶۳، ۶۲/۱)، المادة: ۱۶۸، الى: ۱۷۱، البيوع، الباب الأزل: في بيان المسائل المتعلقة بعقد البيع، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: فاروقية كوتند۔

شرح المجلة للاتاسى: (۳۳، ۳۲/۲)، المادة: ۱۶۸، الى: ۱۷۱، أيضاً، ط: رشیدیہ۔

الدرمع الرد: (۵۱۱/۳، ۵۱۰)، كتاب البيوع، ط: سعيد۔

ولا (بيع بشرط)... (لا يقتضيه العقد ولا يلائمه وفيه نفع لأحدهما أو) فيه نفع (لمبيع) هو (من) أهل الاستحقاق... (لبصح) البيع (بشرط يقتضيه العقد كشرط الملك للمشتري)... =

عقیقہ کا گوشت

عقیقہ کا گوشت اور کھال فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔^(۱)

۳۴۹

علی رضی اللہ عنہ کا فرمان نفع کے بارے میں

”نفع کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان“ عنوان کے تحت

دیکھیں۔ (۳۷۰/۶)

عمارہ بن ولید رضی اللہ عنہ

”عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تاجر تھے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۰/۴)

عمر رضی اللہ عنہ بازار کا چکر لگاتے تھے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ بازار کا چکر لگاتے

اور بعض تاجروں کو ڈرے مارتے اور فرماتے کہ ہمارے بازار میں صرف وہ شخص

= (أولا يقتضيه ولا نفع فيه لأحد) ... كشرط أن لا يبيع) ... قال: المحقق الشامي: في القهستاني عن الاختيار: جواز البيع، وبطلان الشرط: (الدرمع الرد: ۸۵/۵، ۸۶، ۸۷)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في البيع بشرط فاسد، ط: سعيد.

شرح المجلة للاتاسي: (۶۵/۲)، المادة: ۱۸۹، البيوع، الباب الأول، الفصل الرابع: في حق البيع بشرط، ط: رشيد.

شرح المجلة لرستم باز: (۷۲/۱)، المادة: ۱۸۹، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹہ.

(۱) وأنا حكم لحمها وجلدها وسائر أجزائها فحكم لحم الضحايا في الأكل والصدقة ومنع البيع.

(بداية المجتهد: (۳۴۰/۱) كتاب العقيقة، ط: فاران اكيڈمی لاہور)

(قوله: وامتاع بيعها) فلا يبيع منها شيئاً حتى جلدها. (حاشية الباجوري: (۳۰۳/۲) كتاب

أحكام الصيد والذباح والضحايا والأطعمة، فصل في أحكام العقيقة، ط: دار إحياء الكتب العربية)

(ولا يعطى أجر الجزار منها)؛ لأنه كبيع. (قوله: لأنه كبيع)؛ لأن كلاً منهما معاوضة؛ لأنه إنما يعطى

الجزار بمقابلة جزره والبيع مكروه فكلاماً في معناه. (الدر المختار مع رد المحتار: (۳۲۸/۶) كتاب

الأضحية، ط: سعيد)

تجارت کرے جو مسائل جانتا ہو ورنہ سو دکھائے گا، چاہے یا نہ چاہے۔^(۱)
 ایک اور جگہ پر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جسے دین کی سمجھ نہ ہو
 وہ ہمارے بازاروں میں ہرگز تجارت نہ کرے۔^(۲)

۳۵۰

عمر رضی اللہ عنہ تجارت کے مسائل سے ناواقف آدمی کو تجارت کی
 اجازت نہیں دیتے تھے

”تجارت کی اجازت کے لئے مسائل سے واقف ہونا ضروری ہے“
 عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۰/۲)

عمر رضی اللہ عنہ کی تجارت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کاروبار حجاز سے نکل کر ایران تک پھیل گیا تھا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے بازاروں میں نگران مقرر فرمائے تھے
 ”تجارت کی اجازت کے لیے مسائل سے واقف ہونا ضروری ہے“
 عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۰/۲)

عمر و بن العاص رضی اللہ عنہما تاجر تھے

حضرت عمر و بن العاص اور عمارہ بن ولید رضی اللہ عنہما بڑے تاجر تھے، ان

(۱) ولذالک روى عن عمر رضی اللہ عنہ آتہ کان يطوف السوق و يضرب بعض التجار بالدرة ويقول: لا
 يبيع في سوقنا الا من تفقه والا اكل الربا، شاء أم أبى۔ (إحياء العلوم: (۶۳/۲) كتاب آداب الكسب
 والمعاش، الباب الثاني في علم الكسب بطريق البيع والربا والسلم والإجارة والقراض، ط: دار المعرفة)
 التراتيب الإدارية: (۱۷۲) القسم التاسع، باب كون الناس كانوا أزل الإسلام لا يعاطون البيع
 والشراء حتى يتعلموا أحكامه، ط: دار الأرقم۔

(۲) وعن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ آتہ قال: من لم يتفقه في الدين فلا يتجرن في أسواقنا۔ (تنبیه

الغافلین: (ص: ۲۳۷) ۶۲۔ باب آفة الكسب والحذر عن الحرام، ط: رشیدیہ)

کی رسائی حبشہ کے بادشاہ نجاشی اور اس کے وزراء تک تھی۔ (۱)

۳۵۱

عمل کے بغیر اجرت میں شریک ہونا

مثلاً زید ایک درزی ہے، جو مشہور ہے، وہ ایک دکان پر کبھی بکھار بیٹھتا ہے، اور وہ دکان اس کی نگرانی میں چلتی ہے، اس دکان پر تین آدمی سلائی کا کام کرتے ہیں زید کچھ نہیں کرتا، دو تین گھنٹوں کے لئے آتا ہے، لیکن جو اجرت ملتی ہے، اس میں برابر شریک ہوتا ہے، تو یہ جائز ہے، کیونکہ یہ عقد اجارہ نہیں بلکہ شرکت صنایع ہے، یعنی شہرت اور وجاہت کی بناء پر لوگوں سے کام لینا اور حاصل ہونے والی اجرت کو آپس میں تقسیم کرنا۔ (۲)

(۱)

(۲) واما (تقبل) و تسمى شركة صنائع و اعمال و ابدان۔ (ان اتفق) صانعان (خیاطان أو خیاط و صباغ) للایلزم اتحاد صنعة و مکان (على أن يتقبلا الأعمال) ... قال المحقق الشامي: ... والمراد عقد الشركة على التقبل والعمل ... وفي البحر أيضاً: لو اشتركا على ان يتقبل احدهما المتاع ويعمل الآخر أو يتقبله احدهما ويقطعه ثم يدفعه الى الآخر للخياطة بالنصف جاز كذا في القنية ... وفي النهر: ان المشترك فيه انما هو العمل، ولذا قالوا: من صور هذه الشركة ان يجلس آخر على دكانه فيطرح عليه العمل بالنصف، و القياس ان لا تجوز؛ لأن من احدهما العمل ومن الآخر الحانوت، واستحسن جوازها؛ لأن التقبل من صاحب الحانوت عمل۔ (الدرمع الرد: ۳۲۲/۴) كتاب الشركة، مطلب في شركة التقبل، ط: سعيد

ولو ان رجلا جلس في دكانه رجلا يطرح عليه العمل بالنصف فالقياس ان لا تجوز هذه الشركة؛ لأنها شركة العروض؛ لأن من احدهما العمل ومن الآخر الحانوت، والحانوت من العروض وشركة العروض غير جائزة۔ وفي الاستحسان جائزة؛ لأن هذه شركة الأعمال؛ لأنها شركة التقبل وتقبل العمل من صاحب الحانوت عمل وشركة الاعمال جائزة بلا خلاف بين اصحابنا؛ لأن مبناها على الوكالة والوكالة على هذا الوجه جائزة بأن يوكل خیاط أو قصار وکیلا يتقبل له عمل الخياطة والقصارة وكذا يجوز لكل صانع يعمل بأجر أن يوكل وکیلا يتقبل العمل۔ (بدائع الصنائع: ۶۳/۶) كتاب الشركة، ط: سعيد

التنف في الفتاوى: (ص: ۳۲۵) ط: بيروت۔

تبیین الحقائق: (۱۳۷/۵)، كتاب الاجارة، باب فسخ الاجارة، ط: ملتان۔ و: ۱۶۳/۶، ط: الشرفیہ کوئٹہ۔

☆ اور اگر دکان زید کی نہیں ہے لیکن شہر میں مشہور ہونے کی وجہ سے لوگ اس کے پاس کام لے کر آتے ہیں، اور دوسرا کام کرتا ہے، اور اجرت میں دونوں شریک ہوتے ہیں، تب بھی تعادل کی وجہ سے جائز ہے۔^(۱)

عمل کے ذریعہ ایجاب و قبول

ایجاب و قبول جس طرح زبانی اور تحریری طور پر ہوتا ہے، عمل (ACT) کے ذریعہ بھی ہوتا ہے، یعنی فریقین تحریری اور زبانی طور پر کوئی بات نہ کریں، لیکن عمل ایسا کریں جس سے دونوں کی رضامندی ظاہر ہو، اس سے بھی بیع ہو جاتی ہے، ایسی بیع کو ”بیع تعاطی“ کہتے ہیں۔^(۲)

(۱) وجہ الاستحسان أن هذه ليست باجارة وانما هي شركة الصنائع وهي شركة التقبل؛ لأن شركة التقبل أن يكون ضمان العمل عليهما وأحدهما يتولى القبول من الناس والآخر يتولى العمل لحذافته وهو متعارف فوجب القول بجوازها للتعامل بهما، قال رَبِّهِمْ مارآه المسلمون حسناً فهو عند الله حسن۔ (العناية في شرح الهداية على هامش تكملة فتح القدير: (۱۵۰/۹)؛ كتاب الاجارات، باب لمسخ الاجارة، ط: دار الفكر) و: (۱۵۲/۹)، ط: رشيديه۔

☞ بقیہ سابقہ حاشیہ ملاحظہ ہو۔

(۲) بما أن المقصد الأصلي من الإيجاب والقبول هو تراضي الطرفين يتعقد البيع بالمبادلة الفعلية الدالة على التراضي ويسمى هذا بيع التعاطي۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۶۳/۱) المادة: ۱۷۵، الكتاب الأول في البيوع، الباب الأول فيما يتعلق بركن البيع، ط: فاروقيه)

☞ التعاقد بالأفعال (العقد بالمعاطاة): قد يتعقد العقد بدون قول أو لفظ، وإنما بفعل يصدر من المتعاقدين ويسمى في الفقه بالمعاطاة أو التعاطي أو المراوضة؛ وهو التعاقد بالمبادلة الفعلية الدالة على التراضي دون تلفظ بإيجاب أو قبول۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۲۹۳۷/۳) القسم الثاني: النظريات الفقهية، الفصل الرابع: نظرية العقد، المطلب الثاني: عناصر العقد، الفرع الأقل، ط: رشيديه)

☞ درر الاحكام شرح مجلة الاحكام: (۲۳۳/۱) المادة: ۱۷۵، ط: دار الجبل۔

عملی اشارے سے سودا کرنا

عملی اشارے سے ایجاب و قبول یہ ہے کہ بائع خریدار کو چیز دیدے، اور (۳۵۳) خریدار بائع کو اس کی قیمت دے دے، خواہ دونوں زبان سے ایجاب و قبول نہ بھی کریں، یا ایک بات کرے اور دوسرا نہ کرے اس کو ”بیع تعاطی“ کہتے ہیں۔^(۱)

عموم بلوی

”عموم بلوی“ کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کام یا معاملہ کا اس طور پر عام ہو جانا کہ اس سے خلاصی اور بچاؤ ناممکن ہو، اور انسان اس میں مبتلا ہونے کے لئے اضطراب کے درجہ تک پہنچ چکا ہو۔^(۲)

(۱) بما أن المقصد الأصلي من الإيجاب والقبول هو تراضی الطرفين يتعقد البيع بالمبادلة الفعلية الدالة على التراضی، ويستقى هذا بيع التعاطی، مثال ذلك: أن يعطى المشتري للخباز مقداراً من الدرهم فيعطيه الخباز مقداراً من الخبز بدون تلفظ بإيجاب و قبول، أو يعطى المشتري الثمن للبائع ويأخذ السلعة ويسكت البائع... (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۶۳/۱)، المادة: ۱۷۵، البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: فاروقيه كوئٹہ۔

شرح المجلة للاتاسی: (۳۷، ۳۶/۲) المادة: ۱۷۵، أيضاً، ط: رشیدیہ۔

الدرمع الرد: (۵۱۳/۳)، كتاب البيوع، مطلب البيع بالتعاطی، ط: سعید۔

(۲) عموم البلوی: ”شیوع البلاء بحيث يصعب على المرء التخلص أو الابتعاد عنه“ وهذا السبب من أسباب التخفيف مظهر واضح من مظاهر التسامح واليسر في الاحكام الشرعية، وخصوصاً في العبادات والطهارة من النجاسات، وله امثلة كثيرة منها... وبول ترشش على الثوب قدر رؤس الابر... النار عند الحنيفة مطهرة لما يلقى فيها من النجاسات كالروث والعدرة، فيعذر مادها طاهر اتيسيراً على الناس والا حكم بنجاسة الخبز في الأرياف إذا خبز بوقود نجس وكذلك يعتبر البعد طاهرًا إذا وقع في المحلب، لرمي منه في الحال قبل التفتت ولم يتغير اللبن به... الخ۔ (نظرية الضرورة الشرعية، مقارنة مع القانون الوضعي للدكتور وهبة الزحيلي: (ص: ۱۱۵، ۱۱۶) ط: دار الفكر، دمشق)

الدرمع الرد: (۳۲۶/۱، ۳۲۵، ۳۲۳)، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ط: سعید۔

الموسوعة الفقهية الكويتية: (۶/۳۱)، حرف العين، عموم، عموم البلوی، ط: مطابع دار الصلوة

عموم بلوی ثابت ہونے کے لئے چند شرائط ہیں، لہذا کسی چیز کے بارے میں عموم بلوی کا فیصلہ کرتے ہوئے ان شرائط کا لحاظ کرنا ضروری ہے، اور وہ شرائط یہ ہیں۔

۳۵۳

① عموم بلوی کے تحت جس حرام میں ابتلاء اور وقوع ہو رہا ہے وہ حرام لعینہ نہ ہو، بلکہ حرام لغیرہ ہو (یعنی اپنی ذات کے اعتبار سے جائز ہو البتہ خارجی چیزوں کی وجہ سے حرام ہو)

② اصل حکم کو ثابت کرنے والی قرآن و حدیث کی نص قطعی اور غیر محتمل نہ ہو۔

③ مقصد تک رسائی کے لئے دوسرا کوئی اور جائز راستہ موجود نہ ہو، یا دوسرا راستہ موجود تو ہو مگر شدید مشقت کا باعث ہو۔

④ کسی چھوٹے فساد کو دور کرنے کے لئے اس سے بڑے فساد میں واقع ہونا لازم نہ آتا ہو۔

⑤ مقتضائے حال پر عمل شارع کے مقصد کے خلاف نہ ہو۔^(۱)

عوامی فنڈ سے بچی ہوئی چیز بلیک میں فروخت کرنا

”ڈیلر کے لیے عوامی فنڈ سے بچی ہوئی چیز بلیک میں فروخت کرنا“ عنوان

کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۷/۳)

(۱) ان لا یخالف المضطر مبادئ الشريعة الإسلامية الأساسية التي ذكرها من حفظ حقوق الآخرين، وتحقيق العدل و أداء الأمانات و دفع الضرر، و الحفاظ على مبدأ التدين و أصول العقيدة الإسلامية، فمثلاً: لا يحل الزنا... الخ - (نظرية الضرورة الشرعية، المبحث الرابع، مفهوم الضرورة، وضوابطها: (ص: ۲۶) ط: دار الفكر، بيروت)

② لا یخالف المضطر مبادئ الإسلام، فلا يحل الزنا و القتل و الكفر و الغصب بأى حال، لأنها مفسدة فى ذاتها، و ان كان یرخص حال الاكراه الفقه الإسلامى و ادلته: (۲۶۰۳/۳) القسم الاول: العبادات، الباب السابع: الحظر و الاباحة، المطلب الثالث: حالة الضرورة، ط: رشیدیہ۔

عورت کا دودھ

عورت کے لئے اپنے بچے یا دوسرے کے بچوں کو دودھ پلانا تو جائز ہے، (۳۵۵) اور دودھ پلانے والی عورت دودھ پلانے پر اجرت بھی لے سکتی ہے، لیکن دودھ بیچنا اور خریدنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ انسانی اجزاء میں شامل ہے، اور انسانی اجزاء کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

اس لئے انسانی دودھ کا ”دودھ بینک“ بنانا جائز نہیں ہے۔^(۱)

عورت کو خرید کر رکھنا

☆ آزاد عورت کو بیچنا اور خریدنا جائز اور حرام ہے۔^(۲)

(۱) (ولیس علی أمہ ارضاعہ) قضاء بل دیانۃ (الاذا تعینت) فتجبر کما مر فی الحضانۃ و کذا الظنر تجبر علی ابقاء الاجارۃ ہذا زیۃ (ویستاجر الأب من ترضعہ عندها) لأن الحضانۃ لها والنفقۃ علیہ۔ (قولہ: الاذا تعینت) بأن لم یجد الأب من ترضعہ أو کان الولد لا یأخذ ثدی غیرها، وهذا هو الأصح... (الدرمع الرد: ۶۱۸/۳)، کتاب الطلاق، باب النفقۃ، مطلب: فی ارضاع الصغیر، ط: سعید۔

□ (ولین امرأۃ) بالجرأی لم یجز بیع لبن المرأۃ لأنه جزء الأدمی، وهو بجمیع أجزائه مکرم مصون عن التبذل بالبیع أطلقه فشمّل لبن الحزۃ والأمة، وهو ظاهر الروایۃ، (البحر الرائق: ۸۰/۶)، کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔

□ شامی: (۵۸/۵)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب الأدمی مکرم شرعاً ولو کالمرأ، ط: سعید۔

□ تبیین الحقائق: (۳۷۵/۳)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: أشرفیہ کوئٹہ۔

(۲) عن سعید بن أبی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: قال اللہ تعالیٰ: ثلاثۃ أنا خصمہم یوم القیامۃ: رجل أعطی بی لم غدر، ورجل باع حزراً فأکل ثمنہ، ورجل استاجر أجیراً فاستوفی منه ولم یعط أجرہ۔ (صحیح البخاری: ۲۹۷/۱) کتاب البیوع، باب البیوع، ط: قادیانی، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی)

□ بطل بیع مالیس بمال کالدم والمیتۃ والحر... الخ (الدرمع الرد: ۵۰/۵-۵۲) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

□ ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر: (۱۱۵/۳) کتاب البیوع، ط: غفاریۃ کوئٹہ۔

☆ اور آزاد عورت کو خرید کر نکاح کے بغیر رکھنا بھی ناجائز اور حرام ہے (۱)

ایسے لوگ حرام کاری میں مبتلاء ہیں، تعلقات زنا، اور بچے حرامی ہوں گے۔ (۲)

☆ اسلامی طریقہ پر جب جہاد کیا جائے، اس میں غیر مسلموں کی جو عورتیں گرفتار کر کے لائی جائیں اور امیر المؤمنین ان کو مجاہدین اور غازیوں میں تقسیم کریں تو ایسی عورتیں شرعی باندی ہوتی ہیں، جس کی ملک میں شرعی طریقے سے آجائیں ان کو نکاح کے بغیر بیوی کی طرح رکھنا جائز ہے۔ (۳) لیکن موجودہ دور میں ایسی باندیاں

= إعلاء السنہ: (۱۱۵/۳) کتاب البیوع، باب النهی عن بیع الحر، ط: إدارة القرآن

تبيين الحقائق، (۳۶۲/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة بیروت لبنان۔

البحر الرائق: (۱۱۲/۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیہ۔

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ألا لا یبتن رجل عند امرأة

ثیب الا أن ینکحها أو ذامحرم۔ مشکاة المصابیح: (ص: ۲۶۸) کتاب النکاح، باب النظر الی

المخطوبة، الفصل الأول، ط: قدیمی

صحیح مسلم: (۲۱۵/۲) کتاب السلام، باب تحریم الخلوۃ بالأجنبیۃ والدخول علیہا، ط:

قدیمی۔

وفی هذا الحدیث والأحادیث بعدہ تحریم الخلوۃ بالأجنبیۃ۔ (شرح النووی علی الصحیح

لمسلم: (۲۱۵/۲) کتاب السلام، باب تحریم الخلوۃ بالأجنبیۃ والدخول علیہا، ط: قدیمی)

سبل السلام: (۳۰۵/۲) شرح الحدیث: ۱۰۵۲، کتاب الرجعة، باب العدة والاحداد

والامتراء، ط: دار الحدیث۔

(۲) عن عثمان رضی اللہ عنہ قال: قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أن الولد للفراش وللعاهر

الحجر۔ (کنز العمال: (۱۹۸/۶) رقم الحدیث: ۱۵۳۳۹) کتاب الدعوی من قسم الأفعال، دعوی

النسب، ط: مؤسسة الرسالة)

مشکاة المصابیح: (ص: ۲۶۵) کتاب البیوع، باب الوصایا، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

لأن الزنا لا یثبت فیہ النسب۔ (شامی: (۷۰۰/۳) کتاب العتق، باب الاستیلاء، مطلب خصومة

الدمی أشد من خصومة المسلم، ط: سعید)

(۳) ما فتح الامام عنوة قسمه بین المسلمین: ای الفاتحین كما فعل رسول اللہ ﷺ بخیر، فحینئذ

یکون نفس الہلالد عشریۃ، وفیہ إشعار بأنہ یسترق نساء ہم و ذرارہم۔ (مجمع الانہر: (۳۲۱/۲)

کتاب السیر والجهاد، باب الغنائم وقسمتها، ط: غفایۃ کوئٹہ)

بازار سے یا کسی اور جگہ سے عورت خریدنا اور اس کو نکاح کے بغیر بیوی کی طرح رکھنا ناجائز اور حرام ہے۔ (۲) ایسے لوگ حرام کاری میں مبتلاء ہیں ان پر اس کام سے توبہ و استغفار کرنا ضروری ہے۔ (۳)

۳۵۷

عورت کی خرید و فروخت کرنا

آزاد عورت کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور آج کل دنیا میں شرعی باندیوں کا کہیں وجود نہیں ہے، لہذا موجودہ حالت میں کسی بھی لڑکی کو خریدنا ناجائز اور

= وان ظهر المسلمون عليهم فلم يسلموا، والامام بالخيار ان شاء استرقهم وقسمهم وأموالهم بين الغانمين... فان شاء قتل الرجال وقسم النساء والأموال والذراري بين الغانمين... (الهنديّة: ۲/۲۰۵)

(۲۰۵) كتاب السير، الباب الرابع: في الغنائم وقسمتها، الفصل الأول في الغنائم، ط: رشيدية

= ما فتح الامام عنوة... يعني إذا فتح الامام بلدة قهراً فهو بالخيار، ان شاء قسمها بين الغانمين۔ (قوله:

ان شاء قسمها بين الغانمين) أي مع رؤوس اهلها استرقاها وأموالهم۔ (تبين الحقائق مع حاشية الشلبي:

(۹۶/۳) كتاب السير، باب الغنائم وقسمتها، ط: دار الكتب العلمية، بيروت) و: أشرفية كوئته۔

(۱) قال الله تعالى: {والذين هم لفر وجهم حافظوا الا على أزواجهم أو ما ملكت أيمانهم، فإنهم غير

ملومين}۔ [المؤمنون: ۶]

= اعلم ان الفرج لا يحل الا من وجهين لا ثالث لهما، وهما النكاح، والملک، لقوله تعالى: {والذين

هم لفر وجهم حافظون الا على أزواجهم أو ما ملكت أيمانهم فإنهم غير ملومين}۔ (التنف في الفتاوى:

ص: ۱۶۳) كتاب النكاح، ط: سعيد

= "فمن ابتغى وراء ذلك" أي غير الأزواج والاماء "فأولئك هم العادون" أي المعتدون...۔

(تفسير ابن كثير: (۳۶۲/۵)، سورة المؤمنون، الآية: ۷، ط: دار طيبة۔

(۲) گزشتہ دونوں حواشی ملاحظہ ہو۔

(۳) "ومن يعمل سؤاً أو يظلم نفسه، ثم يستغفر الله، يجد الله غفوراً رحيماً" فالواجب على كل مسلم أن

يتوب الى الله حين يصبح وحين يمسي۔ (تبيه العافلين: (ص: ۶۰) باب آخر من التوبة، ط: رشيدية)

= وانفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة، وانها واجبة على الفور لا يجوز تأخيرها، سواء كانت

المعصية صغيرة أو كبيرة۔ (شرح النووي، ص: ۳۵۳/۲) كتاب التوبة، ط: قديمی۔

= روح المعاني: (۱۵۹/۱۸) سورة النحر: ۸، ط: دار احیاء التراث العربی۔

حرام ہے، اور اس سے باندیوں کی طرح فائدہ حاصل کرنا بھی حرام ہے۔^(۱)

عورت کے لیے تجارت کرنا

۳۵۸

عورت پردہ کے ساتھ، زیب و زینت کی نمائش کے بغیر تجارت کر سکتی ہے، اور یہ سورہ بقرہ کی آیت ۲۷۵: ﴿وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾ کے عموم میں داخل ہے۔

ہاں اگر نامحرم کے سامنے چہرہ کھلا رکھے، زیب و زینت کی نمائش کرے، محرم کے بغیر سفر کرے یا نامحرم مردوں سے اس انداز سے میل جول رکھے کہ کسی فتنے میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو تو پھر اس کے لیے تجارتی معاملات اور لین دین میں شامل ہونا جائز نہیں ہے، کیونکہ جائز کام کرنے کے لیے حرام کام کا مرتکب ہونا حرام ہے۔

اسلام کے ابتدائی زمانے میں عورتیں پردہ، وقار اور حیاء کے ساتھ زیب و زینت کی نمائش کے بغیر خرید و فروخت کیا کرتی تھیں۔^(۲)

(۱) (وبطل بیع مالیس بعمال) ... (کالدم) ... (والمیتة) ... (والحر) - (تنویر الابصار مع الدر: ۵۲/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید

فتح القدیر: (۳۶۸/۶، ۳۶۹) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیہ

البحر الرائق: (۷۱/۶) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: سعید

أنظر الحاشیة السابقة أيضاً۔

(۲) س: ما حکم المرأة أن تكون تاجرة، سواء كانت مسافرة أو مقيمة؟

ج: الأصل إباحة الاكتساب والاتجار للرجال والنساء معا في السفر والحضر لعموم قوله سبحانه:

{وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا} وقوله صلى الله عليه وسلم: لما سئل: أي الكسب أطيب؟ قال: عمل

الرجل بيده، وكل بيع مبرور۔ ولما هو ثابت أن النساء في صدر الإسلام كن يعمن ويشترين باحتشام و

تحفظ من إبداء زينتهن لكن إذا كان اتجار المرأة يعرفها لكشف زينتها التي نهاها الله عن كشفها،

كالوجه، أو سفرها بدون محرم أو لاختلاطها بالرجال الأجانب منها على وجه تخشى فيه فتنة، فلا يجوز

لها ذلك، بل الواجب منعها، لتعاطيها محرماً في سبيل تحصيل مباح۔ (فتاوى اللجنة الدائمة: (۱۳/

۱۷) رقم السؤال: ۲۷۶۱، ط: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء

عورت کے لیے کاروبار کرنا

”عورت کے لیے تجارت کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۸/۴)

عورتوں کے بال کاٹنا مردوں کا

مرد حجام کے لیے عورتوں کے بال کاٹنا حرام ہے، اور اجرت میں جو رقم ملتی ہے وہ بھی حرام ہے، کیونکہ مردوں کے لیے نامحرم کو دیکھنا، چھونا، کریم اور پاؤ ڈر لگانا اور بال پکڑنا سب ناجائز اور حرام ہے، مزید یہ کہ بے پردگی، مرد و عورت کا اختلاط، ہاتھوں، آنکھوں، ناک اور کان وغیرہ کا خوب زنا ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

”تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی کنگھی پھیر لی جائے، یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کو ہاتھ لگائے جو اس کے لیے حلال نہ ہو۔“^(۱)

اور ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”انسان پر زنا میں سے اس کا حصہ لکھ دیا گیا ہے، جس سے وہ لازمی طور پر دو چار ہوگا، آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا بولنا ہے، ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا چلنا ہے، دل خواہش اور آرزو کرتا ہے، اس کے بعد شرمگاہ اس خواہش کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب کرتی

(۱) معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لأن یطعن فی رأس أحدکم بمخیط من حدید خیر له من أن یمس امرأة لاتحل له۔ (المعجم الکبیر للطبرانی: ۲۱۱/۲۰) رقم الحدیث: ۴۸۷، باب المیم، أبو العلاء یزید بن عبد اللہ بن الشجیر عن معقل بن یسار، ط: مکتبۃ ابن تیمیہ

مجمع الزوائد: (۳۲۶/۴) رقم الحدیث: ۷۷۱۸، کتاب النکاح، باب النهی عن الخلوۃ بغير معرم، ط: مکتبۃ القدس۔

آکثر العمال: (۳۲۸/۵) کتاب الحدود من قسم الأقوال، الباب الثانی: فی أنواع الحدود، الفرع الثانی: فی مقدمات الزنی والخلوۃ بالأجنبية، ط: مؤسسۃ الرسالۃ۔

لہذا بیوٹی پارلر وغیرہ میں دلہن وغیرہ کو تیار کرتے وقت مرد کے لیے کسی نامحرم عورت کے بال کاٹنا کسی حالت میں بھی جائز نہیں، اس سے بچنا ضرور ہے، ورنہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔

۳۶۰

عورتوں کا دکان پر بیٹھ کر تجارت

عورتوں کے لئے بے پردہ دکان پر بیٹھ کر غیر محرم کے ساتھ تجارت کرنا جائز نہیں ہے، قرآن پاک کی آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور خود سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل، حضرات صحابہ کرام، تابعین اور اتباع تابعین یعنی جملہ حضرات سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایات کا متفقہ فیصلہ یہی ہے کہ عورتوں پر پردہ فرض ہے، بے پردگی حرام ہے، اس طرح بے پردہ ہو کر دکانداری میں دونوں فریق گنہگار ہوتے ہیں۔

ہاں اگر شدید ضرورت ہے تو پردہ کے ساتھ دکانداری کرنے کی گنجائش ہوگی اور اگر مارکیٹ عورتوں کے لئے خاص ہے، مردوں کو وہاں جانے کی اجازت نہیں ہے تو وہاں دکانداری کی اجازت ہوگی، تاہم اس سے بچنا بہتر ہے، تا کہ فتنہ کا

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه: عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: كتب علي ابن آدم نصيبه من الزنا مدرک ذلك لا محالة، فالعينان زناهما النظر، والأذنان زناهما الاستماع، واللسان زناهما الكلام، واليد زناهما البطش، والرجل زناهما الخطأ، والقلب يهوي ويتمنى ويصدق ذلك الفرج ويكذبه۔ (صحيح مسلم: ۳۳۶/۲) كتاب القدر، باب قدر علي ابن آدم حظه من الزنا، ط: قديمي
 السنن الكبرى للبيهقي: (۸۹/۷) كتاب النكاح، باب تحريم النظر إلى الأجنبية من غير سب مبيح، ط: إدارة تالیفات اشرفیہ۔

عن ابن عباس، قال: ما رأيت شيئاً باللمم ما قال أبو هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم: إن الله كتب على ابن آدم حظه من الزنا، أدرك ذلك لا محالة فزنا العين النظر، وزنا اللسان المنطق، والنفس تمنى وتشتهى، والفرج يصدق ذلك كله ويكذبه۔ (صحيح البخاري: ۹۲۲/۲) كتاب الاستئذان، باب زنى الجوارح دون الفرج، ط: قديمي

عورتوں کو تجارتی اشتہارات میں استعمال کرنا
 ”عورتوں کے جسم کو تجارتی اعلانوں میں استعمال کرنا“ عنوان کے تحت
 دیکھیں۔ (۳۶۲/۳)

عورتوں کا بال کاٹنا

عورتوں کے بال کاٹنے والے بعض مرد کہتے ہیں کہ بال کاٹتے وقت ہماری نیت بالکل صاف ہوتی ہے، اس میں کوئی فتور وغیرہ نہیں ہوتا اس لئے کوئی قباحت نہیں ہونی چاہیے، اس کا جواب یہ ہے کہ جب مرد کے لیے نامحرم عورت کے بال کاٹنا حرام ہے، ہاتھ لگانا اور دیکھنا حرام ہے تو پھر نیت خواہ صاف ہو یا صاف نہ ہو، دل میں کوئی فتور ہو یا نہ ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، صاف نیت کسی حرام کام کو حلال نہیں بنا دیتی، اور جو کام حرام ہوتا ہے اس کی اجرت بھی حرام ہوتی ہے۔ (۲)

(۱) ”وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الأولى، وأقمن الصلاة وأتین الزکوٰۃ وأطعن اللہ ورسولہ“ (سورۃ الأحزاب، رقم الآیۃ: ۳۳)

و یکرہ لہ أن یتأجر امرأۃ حرۃ کانت أو أمة یتخدمہا، ویخلوبہا، لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”لا یخلون رجل بامرأۃ لیس منہا بسبیل فان ٹالہما الشیطان“ ولأنہ لا یأمن من الفتنة علی نفسه أو علیہا اذا خلایہا، ولكن هذا النهی لمعنی فی غیر العقد فلا یمنع صحۃ الاجارۃ، ووجوب الأجر اذا عمل کالنہی عن البیع وقت النداء، (المبسوط للسرخسی: ۴۶۱/۱۶)، کتاب الاجارۃ، باب اجارۃ الرقیق فی الخدمۃ وغیرہا، ط: حبیبہ کوئٹہ۔

﴿وتجب﴾ النفقة بأنواعها علی الحر... کأنشی مطلقاً... (قولہ: کأنشی مطلقاً) أى ولو لم یکن بہا زمانۃ تمنعہا عن الکسب، فمجرد الأنوثة عجز الآ اذا کان لها زوج فنفتقہا علیہ ما دامت زوجة... وتقدم أنه لیس للأب أن یؤجرہا فی عمل أو خدمۃ... (الدرمع الرد: ۶۱۳/۳)، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: الکلام علی نفقة الأقارب، ط: سعید۔

﴿منحة الخالق علی البحر﴾: (۲۰۱/۳)، کتاب الطلاق، باب النفقة، ط: سعید۔

(۲) (بمس ما یحل لہ النظر الیہ) یعنی يجوز أن یمس ما حل لہ النظر الیہ من محارمہ ومن الرجل، لا من الأجنبيۃ۔ (البحر الرائق (۳۵۶/۸) کتاب الکراهیۃ، فصل فی النظر واللمس، ط: رشیدیہ۔

عورتوں کے جسم کو تجارتی اعلانیوں میں استعمال کرنا

عورتوں کے جسم کو تجارتی اشتہارات اور اعلانیوں میں استعمال کرنا ناجائز اور حرام ہے، ساتھ ساتھ یہ اس کے احترام اور شرافت کو کم کرنے کے مترادف ہے، جو عورت کو اللہ تعالیٰ نے بخشا ہے۔

۳۶۲

اسلامی معاشرے میں ایسے طریقے سے مشہوریاں کرنا جس سے اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ٹوٹے اور انسانیت کی تذلیل بھی ہو، اور عفت و پاکدامنی کا شیرازہ بھی بکھر جائے، اور اچھے اخلاق کا جنازہ بھی نکل جائے ناجائز و حرام ہے، تاجروں کے لئے ایسے اشتہارات سے بچنا لازم ہے ورنہ تجارت کی تباہی اور بربادی ہوگی۔

مزید یہ کہ اس قسم کے اشتہارات کی وجہ سے یہ تاجر لوگوں میں فاحشات کو پھیلانے کا سبب بنتا ہے، اور ایسے لوگوں پر آخرت میں دردناک عذاب ہوگا۔

اسی طرح کھلاڑیوں اور دیگر معروف و مشہور شخصیات کو بھی تجارتی اعلانیوں میں جسمانی نمائش اور تصویر کے طور پر استعمال کرنا ناجائز و حرام ہے۔^(۱)

☞ ولا يجوز على الفناء والنوح والملاهي، لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد، فلا يجب عليه الأجر... وان أعطاه الأجر وقبضه لا يحل له - (تبيين الحقائق: ۱۲۵/۵) كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، ط: امداديه ملتان۔

☞ الفتاوى الهندية: (۳۳۹/۳) كتاب الاجارة، الباب الرابع عشر، الفصل الرابع في فساد الاجارة، ط: رشيدية۔

(۱) "ان الذين يحبون أن تشيع الفاحشة في الذين آمنوا لهم عذاب أليم في الدنيا والآخرة والله يعلم وأنتم لا تعلمون" (سورة النور، الآية: ۱۹)

☞ قوله تعالى: "ان الذين يحبون أن تشيع الفاحشة" أي نفشوا، يقال: شاع الشيء شيوعاً وشيعاً وشيعاناً وشيعوة أي ظهر وتفرق... (لهم عذاب أليم في الدنيا) أي الحد وفي "الآخرة" عذاب... (احكام القرآن للقرطبي: ۱۸۳/۱۲)، سورة النور، الآية ۱۹، ط: رشيدية كوئٹہ۔

☞ وظاهر كلام النور في شرح مسلم: الاجماع على تحريم تصوير الحيوان وقال: ومواء صنعه لما يمتنن أو لغيره، فصنعه حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى... (شامی: ۶۳۷/۱) =

عورتوں کے لئے ملازمت کرنا

۳۶۳

موجودہ مخلوط دور میں عورتوں کے لئے شریعت کے خلاف ناجائز امور کا ارتکاب کئے بغیر ملازمت کرنا ممکن نہیں، اور عورتوں کے نان نفقہ کی ذمہ داری شادی سے پہلے باپ پر اور شادی کے بعد شوہر پر ہے، اس لئے شدید ضرورت کے بغیر عورتوں کے لئے ملازمت کا پیشہ اختیار کرنا درست نہیں۔

اور اگر کوئی عورت مجبور ہے، کمانے والا کوئی موجود نہیں، نان و نفقہ کا کوئی انتظام نہیں تو پردہ کے ساتھ ناجائز امور کا ارتکاب کئے بغیر ملازمت کرنے کی اجازت ہوگی، اور اگر عورتوں کا خاص ادارہ ہے، جس میں مردوں کا اختلاط نہیں، تو اس میں پردہ کے ساتھ جا کر ملازمت کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔^(۱)

= کتاب الصلاة باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا ط: سعید۔

﴿ولاتعاونوا علی الائم والعلوان، واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب﴾ (سورة المائدة: الآية: ۲)

﴿أقول: الاعانة فی المعصية وترويجها وتقريب الناس الیها، معصية وفساد فی الأرض...﴾ (حجة اللہ
بالبالغہ: (۱۰۹/۲)، مبحث فی البیوع المنہی عنہا، ط: میر محمد کتب خانہ۔

(۱) "وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الأولى، وأقمن الصلاة وآتین الزکوة وأطعن اللہ ورسولہ" (سورة الأحزاب، رقم الآية: ۳۳)

﴿ویکرہ لہ أن یتأجر امرأة حرة كانت أو أمة یتخدمها، ویخلو بہا، لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم: "لا یخلون رجل بامرأة لیس منہا بسبیل فان ثالثہما الشیطان" ولأنہ لا یأمن من الفتنة علی نفسه أو علیها إذا خلا بہا، ولكن هذا النهی لمعنی فی غیر العقد فلا یمنع صحة الاجارة، ووجوب الأجر اذا عمل کالنہی عن البیع وقت النشاء، (المبسوط للسرخسی: (۳۶/۱۶)، کتاب الاجارة، باب اجارة الرقیق فی الخلعة وغیرہا، ط: حبیہ کوئٹہ۔

﴿وتجب﴾ النفقة بأنواعها علی الحر... کأنشی مطلقاً... (قوله: کأنشی مطلقاً) أى ولو لم یکن بہا زماتة تمنعها عن الکسب، لمجرد الأثوثة عجز الآ اذا کان لها زوج فنفقنا علیہ ما دامت زوجة... وتقدم أنه لیس للأثب أن یؤجرها فی عمل أو خلعة... (الدرمع الرد: (۶۱۳/۳)، کتاب الطلاق، باب

الشفقة، مطلب: الكلام علی نفقة الأقارب، ط: سعید۔

﴿منحة الخالق علی البحر: (۲۰۱/۳)، کتاب الطلاق، باب النفقة، ط: سعید۔

عوض میں حرام مال آئے

”حرام مال تبادلہ میں حاصل ہوا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۳/۳)

۳۶۳

عہدِ نبوی کی کرنسی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عرب میں لین دین کا ذریعہ درہم و دینار تھے لیکن گنتی کا اعتبار نہیں ہوتا تھا، بلکہ وزن کا اعتبار ہوتا تھا، مزید یہ کہ درہم اور دینار عرب کے مقامی سکے نہیں تھے، بلکہ ہمسایہ قوم سے یہاں آتے تھے، درہم ساسانی (قدیم شاہان ایران کا ایک خاندان جس کا بانی بہمن کا بھائی ساسان تھا) سکہ تھا جو عراق کے راستے سے عرب پہنچتا تھا، اور لوگ اس کی بنیاد پر باہم لین دین کرتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو برقرار رکھا، اور یہ درہم وزن کے اعتبار سے مختلف ہوتے تھے، اس لیے جب زکوٰۃ کے نصاب کے لیے درہم کا وزن مقرر کرنے کی نوبت آئی تو ان میں سے متوسط کو معیار بنایا گیا اور اسی کو شرعی درہم سمجھا جاتا ہے۔

اسی طرح دینار رومیوں کی کرنسی تھی جو شام کے راستے سے عرب میں آئی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باقی رکھا۔

عیب بتا دیا

اگر سودا کرتے وقت بائع (سیلر) نے بتا دیا کہ اس چیز میں فلاں فلاں عیب ہے، اور خریدار اس پر راضی ہو گیا، تو بعد میں ان عیوب کی وجہ سے اس چیز کو واپس نہیں کر سکتا، البتہ اگر اس میں کوئی ایسا پرانا عیب نکل آئے جس کا تذکرہ بائع نے نہیں کیا تھا تو اس عیب کی وجہ سے خیار عیب حاصل ہوگا، اور خریدار چیز واپس

عیب بیان کر دینا

اگر سامان میں عیب ہے تو بیچنے والا خریدار (گاہک) کے سامنے بیان کر دے، عیب اور نقص چھپا کر سامان بیچنا بہت بڑا گناہ ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں اور فرشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس نے عیب دار چیز بیچی اور اس کا عیب نہ بتایا تو اللہ اس سے ہمیشہ ناراض رہے گا یا یہ فرمایا کہ فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت بھیجتے رہیں گے۔ (۲)

عیب پر بائع نے اطلاع دی

”عیب دیکھ کر خرید لی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۶/۳)

(۱) اذا ذكر البائع أن في المبيع عيب كذا كذا، وقبل المشتري مع علمه بالعيب لا يكون له الخيار بسبب ذلك العيب، وانما له الخيار بعيب آخر لو ظهر في المبيع، لأنه المارضي بما ذكره البائع لا بغيره وهو ظاهر... (شرح المجلة للاتاسي: (۳۰۲/۲)، المادة: ۳۳۱، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: رشيدية۔

دار الحكام شرح مجلة الاحكام لعلي حيدر: (۲۹۳/۱)، المادة: ۳۳۱، أيضاً، ط: دار الكتب العلمية۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱۳۶/۱)، المادة: ۳۳۱، أيضاً، ط: فاروقية كوثه۔

(۲) عن واثلہ بن اسقع قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من باع عينا لم ينه لم ينزل في وقت الله أو لم تنزل الملكة تلعه۔ (مشكوة المصابيح: (۲۳۶/۱) كتاب البيوع، باب المنهي عنهما من البيوع، الفصل الثالث، ط: قديمي)

ابن ماجه: (۱۶۲/۲) أبواب التجارات، باب من باع شيئاً فلينبه، ط: قديمي۔

الترغيب والترهيب: (۲۵۱/۲) كتاب البيوع، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع، ط: دار الكتب العلمية)

عیب پر رضامندی کا اظہار

۳۶۶

خریدار چیز خریدنے کے بعد عیب پر مطلع ہوا، لیکن اس نے صراحتاً یا دلالتاً رضامندی کا اظہار کر دیا تو عیب کی وجہ سے بیع واپس کرنے کا اختیار ختم ہو جائے گا، اور سودا لازم ہو جائے گا۔

صراحتاً واضح الفاظ میں رضامندی ظاہر کرنے کی مثال یہ ہے کہ خریدار کہہ دے کہ میں اس عیب پر راضی ہوں یا یہ کہے کہ میں نے بیع کی اجازت دیدی۔

اور دلالتاً یعنی عملی طور پر رضامندی ظاہر کرنا یہ ہے کہ مثلاً خریدار عیب پر مطلع ہونے کے بعد بیع میں ایسا تصرف کرے جو رضامندی پر دلالت کرے، جیسا کہ کپڑا خریدنے کے بعد عیب کا علم ہوا، اس کے باوجود قمیص یا شلووار بنانے کے لیے کاٹ دی، یا گندم کو پیس دیا یا چاول کو پکا لیا وغیرہ تو یہ عملی طور پر رضامندی کی دلیل ہے۔^(۱)

عیب پر مطلع ہونے کے بعد واپس کرنا شرعاً منع ہو

”واپسی منع ہونے کی صورتیں“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۷/۶)

(۱) الردی تمتع بأسباب منها: الرضا بالعیب بعد العلم به... ثم الرضا نوعان: صریح و ما هو فی معنی الصریح، ودلالة أما الأزل: فنحو قوله: ”رضیت بالعیب أو أجزت هذا البیع أو أوجتته“ وما یجری لهذا المجری۔ وأما الثاني: فهو أن یوجد من المشتري بعد العلم بالعیب تصرف فی المبیع یدل علی الرضا بالعیب نحو ما إذا كان ثوباً فصبغه أو قطعه أو سويقاً فلتنه بسمن أو أرضاً فبنی علیها أو حنطة فطحنها أو لحمًا فشواه ونحو ذلك۔ (بدائع الصنائع: (۲۸۲/۵) کتاب البیوع، فصل وأما حکم البیع، ط: سعید)

الفقه الإسلامی وأدلته: (۳۱۲/۳) القسم الثاني: النظريات الفقهية، الفصل الرابع: نظرية العقد، المبحث السادس: الخيارات، خيار العیب، ط: رشیدیہ۔

شرح المجلد لرستم باز: (۱۳۸/۱) المادة: ۳۳۳، الكتاب الأزل فی البیوع، الباب السادس فی بیان الخيارات، الفصل السادس: فی بیان خيار العیب، ط: فاروقیہ۔

عیب پوشیدہ رکھ کر فروخت کرنا

جان بوجھ کر بیع (بیچی جانے والی چیز) کا عیب چھپانا ناجائز اور حرام ہے، (۳۶۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا جو ہم کو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔^(۱)

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”جس نے گاہک کو بتائے بغیر عیب دار چیز فروخت کر دی، وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور فرشتوں کی لعنت میں گرفتار رہے گا۔“^(۲)

ایسا آدمی فاسق اور سخت گنہگار ہوتا ہے، بعد میں عیب پر مطلع ہونے کی صورت میں خریدار کو مال واپس کرنے کا حق ہوگا، ہاں اگر خریدار نے عیب پر

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ مر على صبرة من طعام فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا۔

قال المحشي: أي ليس من اخلاقنا ولا على سنتنا، قال ابو عيسى: والعمل على هذا عند اهل العلم كرهوا الغش وقالوا: الغش حرام۔ (ترمذي مع الحاشية: (۲۳۵/۱) أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع، ط: قديمی۔)

مشكوة المصابيح: (ص: ۲۳۸) كتاب البيوع، باب المنهى عنها من البيوع، ط: قديمی۔
صحیح مسلم: (۹۵/۱)، كتاب الايمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا، ط: رحمانیہ۔

(۲) عن واثلة بن الأسقع، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من باع عيباً لم يبينه، لم يزل لي مقت الله ولم تزل الملائكة تلعنه۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۳) أبواب التجارات، باب من باع عيباً لبيئته، ط: قديمی)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۳۹)، كتاب البيوع، باب المنهى عنها من البيوع، الفصل الثالث، ط: قديمی۔

المعجم الكبير للطبرانی: (۲۵/۲۲)، رقم الحديث: ۱۵۷، باب الواو، من اسمه: واثلة، ط: مكتبة ابن تيمية، القاهرة۔

رضامندی ظاہر کی ہے تو پھر اس کے بعد واپس کرنے کا حق نہیں ہوگا۔^(۱)

عیب جدید ختم ہو گیا

۳۶۸

اگر خریدار کے پاس بیع (خریدی گئی چیز) میں کوئی نیا عیب پیدا ہو گیا، پھر اس کے بعد چیز میں کسی ایسے عیب پر اطلاع ہوئی جو عیب بائع (سیلر) کے پاس رہتے ہوئے اس چیز میں ہوا تھا تو نئے عیب پیدا ہونے کی وجہ سے چیز کو واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، ہاں اگر نیا عیب ختم ہو جائے تو قدیم عیب کی وجہ سے چیز واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔^(۲)

(۱) لا یحل کتمان العیب فی بیع أو ثمن؛ لأنّ الغش حرام۔ (قولہ: لأنّ الغش حرام)۔ ... اذا باع سلعة معیبة علیہ البیان، وان لم یبین قال بعض مشایخنا یفسق وترد شہادته۔۔۔ (الدر مع الرد: (۳۷/۵) کتاب البیوع، باب خيار العیب، فروع، مطلب فی جملة ما یسقط به الخيار، ط: سعید)
 قال: اشتره فإنه لا عیب به، ثم وجد به عیبا كان له ان یخاصم فیہ بانعه۔ (المبسوط للسرخسی: (۹۲/۱۳) کتاب البیوع، باب العیوب فی البیوع، ط: إدارة القرآن)
 واذا اطلع المشتري علی عیب فی المبیع فهو بالخيار ان شاء أخذه بجمیع الثمن وان شاء رده لأن مطلق العقد یقتضی وصف السلامة فعند فواته یتخیر کیلا یتضرر بلزوم ما لا یرضی به۔ (الهدایة: (۳/۳۲) کتاب البیوع، باب خيار العیب، ط: رحمانیہ۔)

(۲) لو حدث فی المبیع عیب عند المشتري ثم ظهر فیہ عیب قدیم فلیس للمشتري أن یرده بالعیب القدیم بل له المطالبة بنقصان الثمن فقط۔۔۔ اذا زال العیب الحادث صار العیب القدیم موجبا للرد علی البائع، مثلاً لو اشتری حیوانا فمرض عند المشتري ثم اطلع علی عیب قدیم فیہ لیس للمشتري رده بالعیب القدیم علی البائع بل یرجع علیہ بنقصان الثمن، لكن اذا زال ذلك المرض كان للمشتري أن یرد الحيوان للبائع بالعیب القدیم الذی ظهر فیہ۔ (شرح المجلة للاتامی: (۳۱۱/۲، ۳۱۵، ۳۱۶)، المادة: ۳۳۵، ۳۳۷، البیوع، الباب السادس، فی بیان الخيارات، الفصل السادس، فی بیان خيار العیب، ط: رشیدیہ۔)

شرح المجلة لرستم باز: (۱۵۲، ۱۵۰/۱)، المادة: ۳۳۵، ۳۳۷، أيضاً، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔
 الدر مع الرد: (۳۰/۵)، کتاب البیوع، باب خيار العیب، مطلب: الأصل للامام محمد من كتب ظاهر الرواية، وكافی الحاكم جمع لیه كتب ظاهر الرواية، ط: سعید۔

عیب جدید کے ساتھ چیز کو واپس لینا

اگر چیز خریدار کے قبضہ میں آنے کے بعد اس میں کوئی نیا عیب پیدا (۳۶۹) ہو جائے، تو خریدار کو وہ چیز واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، ہاں اگر بائع نے عیب کے ساتھ چیز کو واپس لینا چاہیے، تو واپس لے سکتا ہے، لیکن چند صورتیں ایسی ہیں کہ بائع چیز کو نئے عیب کے ساتھ واپس لینا چاہے بھی تو نہیں لے سکتا، اور وہ صورتیں یہ ہیں:

① چیز میں خریدار کی طرف سے ایسا اضافہ ہو جائے جو اس کے ساتھ متصل ہو اور جدا نہ ہو سکے، جیسے کپڑے کو کاٹ کر، سی لے، یا رنگ کر لے وغیرہ۔

② مشتری (خریدار) کی جانب سے چیز پر قبضہ کرنے کے بعد چیز میں ایسا اضافہ ہو جائے جو اس کے ساتھ متصل نہ رہتا ہو، جیسے خریدے ہوئے درخت میں پھل آجائیں، خریدے ہوئے جانور سے بچے پیدا ہو جائیں۔

ان صورتوں میں اگر بائع چیز واپس لے گا تو وہ سود کے حکم میں ہوگا۔^(۱)

(۱) (حدث عیب آخر عند المشتري)... (رجع بنقصانه)... (وله الرد برضا البائع) الا لمانع عیب أو زیادة (كأن اشتری ثوباً فقطه فاطلع علی عیب رجع به)... (قوله: أو زیادة)... وحاصله: أنه یمتنع الرد فی موضعین: فی المتصلة الغير المتولدة مطلقاً، وفی المنفصلة المتولدة لو بعد القبض كما فی البزازیة، ورفق فی الفتح أن المنفصلة المتولدة تمنع الرد... وقد صرح فی الذخیرة أيضاً بأنه لا یرده، لأن الولد بصیر رباً، لكونه للمشتري بلا عوض... (الدر مع الرد: ۱۶/۵، ۱۹)، کتاب البیوع، باب خيار العیب، مطلب: فی أنواع زیادة البیع، ط: سعید۔

الزیادة، وهی ضمّ شیء من مال المشتري وعلاوته الی المبیع یمکن مانعاً من الرد، مثلاً: ضم الخیط والصبغ الی الثوب بالخیاطة والصباغة، وغرس الشجر فی الأرض من جانب المشتري مانع للرد... الخاوجد مانع للرد لیس للبائع أن یرسد المبیع ولورضى بالعیب الحادث، لتعلق حق المشتري بالزیادة، الا یمکن فسخ البیع فی المبیع فقط، لأن الزیادة لا تنفک عنه، ولا یمکن أخذ المبیع مع الزیادة ولو رضى المشتري لحصول الربا، لأن الزیادة حینئذ تكون فضلاً مستحقاً فی عقد المعاوضة بلامقابل وهو معنی الربا۔ (شرح المجلة لرستم باز: ۱۵۳/۱)، المادة: ۳۳۹، ۳۵۰، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل السادس: فی بیان خيار العیب، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔

شرح المجلة للاماسی: (۳۱۹/۲، ۳۲۰)، المادة: ۳۳۹، ۳۵۰، أيضاً، ط: رشیدیہ۔

عیب چھپا کر بیچنے والا مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہو جاتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۳۷۰)

بازار میں ایک غلہ کے ڈھیر کے پاس سے گزرے، آپ نے اس غلہ کے ڈھیر کے اندر ہاتھ ڈالا، تو آپ کا ہاتھ بھیگ گیا (غلہ میں تری تھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، اے غلہ والے یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: بارش کا پانی پڑ گیا ہے اے اللہ کے رسول! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو اسے غلہ کے اوپر نہیں رکھ سکتا تھا تاکہ لوگ اسے دیکھ لیتے، تو آپ نے فرمایا: جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔ (مذہب اسلام مسلمانوں میں سے نہیں) (۱)

اس حدیث پر غور کرنا چاہیے کہ غلہ بیچنے والے نے سوکھا غلہ تو ڈھیر کے اوپر رکھ دیا اور نیچے بھیگا غلہ رکھ دیا تاکہ لوگ ڈھیر کو سوکھا دیکھ کر خریدیں اور اس کے ساتھ نیچے سے بھیگا غلہ بھی فروخت ہو جائے، اس طرح دھوکہ سے خراب مال بھی فروخت ہو جائے گا، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈانٹا اور فرمایا: اسے اوپر رکھتے تاکہ لوگ دیکھ کر سمجھ کر خریدتے دھوکہ نہ کھاتے۔

لہذا دکانداروں کو چاہیے کہ عیب والے سامان ظاہر کر کے رکھ دیں جس کے سمجھ میں آئے کچھ کم دام میں خرید لے گا، اور اگر عیب چھپا کر دھوکہ دے کر بیچے گا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے خارج ہو جائے گا، اور شفاعت کی دولت سے بھی محروم ہو جائے گا۔

(۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مز علی صبرۃ طعام فأدخل بدہ لیبہا، فنالت أصابعہ ہللاً، فقال: ما ہذا یا صاحب الطعام؟ قال: أصابته السماء یا رسول اللہ!، قال: أفلا جعلتہ فوق الطعام کما یراہ الناس، من غش فلیس منا۔ رواہ مسلم وابن ماجہ والترمذی وأبو داود۔ (الترغیب والترہیب: (۲/۳۵۰) کتاب البیوع، الترہیب من الغش والترغیب فی النصیحة فی البیع، ط: دار الکتب العلمیة) =

عیب چھپانا حرام ہے

اگر سامان میں عیب ہے تو فروخت کرتے وقت عیب بتا دینا چاہیے کیونکہ (۳۷۱) جان بوجھ کر عیب چھپانا حرام ہے۔

☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے سامان میں کسی ایسی بات کو چھپائے کہ وہ جان لیتا تو نہ خریدتا بلکہ چھوڑ دیتا۔ (۱)

☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، مسلمان کے لیے حلال نہیں اپنے بھائی کو ایسا سامان بیچ دے جس میں عیب ہو، ہاں مگر یہ کہ اس عیب کو بیان کر دے۔ (۲)

= الصحیح لمسلم: (۷۰/۱) کتاب الإیمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من غشنا فلیس لنا، ط: قدیمی۔

جامع الترمذی: (۲۳۵/۱) أبواب البیوع، باب ماجاء فی کراہیة الغش فی البیوع، ط: سعید۔

سنن أبی داؤد: (۱۳۳/۲) کتاب الإجارة، باب فی النهی والغش، ط: رحمانیہ۔

سنن ابن ماجہ: (۱۶۰/۱) أبواب التجارات، باب النهی عن الغش، ط: قدیمی۔

(۱) عن عقبہ بن عامر، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: المسلم أخو المسلم، لا یحل لامریء أن یغیب ما بسلعته عن أخیه ان علم بها ترکہ۔ (مسند أحمد: (۱۶۸/۳) رقم الحدیث: ۱۷۳۸۷) حدیث عقبہ بن عامر الجہنی، ط: مؤسسة قرطبة القاہرة)

مجمع الزوائد: (۸۰/۳) رقم الحدیث: ۶۳۵۰، کتاب البیوع، باب بیان العیب، ط: مکتبہ القدس۔

غایۃ المقصد فی زوائد المسند: (۱۳۲/۲) کتاب البیوع، باب کتمان العیب، ط: دار الکتب العلمیۃ

(۲) عن عقبہ بن عامر قال: سمعت رسول اللہ یقول: المسلم أخو المسلم ولا یحل لمسلم باع من أخیه بیفاً لعیب، إلاً ینبئہ۔ (سنن ابن ماجہ: (۱۶۲/۲) أبواب التجارات، باب من باع عیناً لینیہ، ط: قدیمی)

کنز العمال: (۵۹/۳) رقم الحدیث: ۹۵۰۲، کتاب البیوع من قسم الأقوال، الباب الثانی فی

البیوع، الفصل الثانی فی محظورات البیع، الفرع الثالث فی الخداع والغش، ط: مؤسسة الرسالة۔

☆ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی کے لیے حلال نہیں کہ کوئی سامان بیچے مگر یہ کہ جو عیب و برائی اس میں ہو اُسے بیان کر دے، جسے عیب کا علم ہو اس کے لیے عیب بیان کئے بغیر بیچ دینا حلال نہیں۔^(۱)

☆ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو دھوکہ دے ہم میں سے نہیں، مگر اور دھوکہ کرنے والا جہنم میں جائے گا۔^(۲)

عیب چھپانا سامان دیتے وقت

”سامان دیتے وقت عیب چھپانا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۵/۴)

عیب چھپانے والے پر لعنت

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

= البدر المنیر: (۵۴۶/۶) کتاب البیوع، باب ما یصح بہ البیع، ط: دار الہجرۃ۔

(۱) عن واثلہ بن الاسقع فقال: انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: لا یحل لأحد أن یبیع

شیئاً إلا بین ما فیہ۔ ولا یخل لمن علم ذلك إلا بینہ۔ رواہ الحاکم والبیہقی۔ (الترغیب والترہیب:

۳۵۱/۲) کتاب البیوع، الترہیب من الغش والترغیب فی النصیحة فی البیع، ط: دار الکتب العلمیة)

المستدرک للحاکم: (۱۰/۲) کتاب البیوع، لیس منا من غشنا، ط: دار المعرفۃ۔

السنن الکبریٰ للبیہقی: (۳۲۰/۵) کتاب البیوع، باب ما جاء فی التدلّیس و کتمان العیب

بالبیع، ط: إدارة تالیفات اشرفیة۔

(۲) عن عبد اللہ ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من غشنا فلیس منا، والمعکر والخداع

فی النار۔ رواہ الطبرانی وابن حبان۔ (الترغیب والترہیب: (۳۵۰/۲) کتاب البیوع، الترہیب من

الغش والترغیب فی النصیحة فی البیع، ط: دار الکتب العلمیة)

صحیح ابن حبان: (۳۶۹/۱۲) رقم الحدیث: ۵۵۵۹، کتاب الحظر والإباحة، ذکر الزواجر

عن أن یعکر المرء أخاه المسلم أو یخدعه فی أسبابہ، ط: مؤتمنة الرسالة۔

المعجم الکبیر للطبرانی: (۱۳۸/۱۰) رقم الحدیث: ۱۰۲۳۳، باب العین، ومن مسند عبد اللہ

بن مسعود رضی اللہ عنہ، ط: مکتبہ ابن تیمیہ۔

علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے عیب دار چیز کو بیچ دیا اور بتایا نہیں تو وہ ہمیشہ اللہ کے غضب میں اور فرشتوں کی لعنت میں گرفتار رہے گا۔^(۱)

۳۷۳

اس سے معلوم ہوا کہ عیب چھپا کر بیچنا بہت بڑا جرم ہے، ایسے تاجر پر اللہ کا غضب اور فرشتوں کی لعنت ہے، ایسی دکانداری میں برکت نہیں ہوگی اور چین و سکون کی زندگی نصیب نہیں ہوگی، اس لیے سامان بیچنے والے دکانداروں کو چاہیے کہ لعنت اور غضب والا کام نہ کرے، چاہے تھوڑا نقصان ہی نظر آئے، رحمت والا کام کرے، لعنت والا کام نہ کرے، دنیا میں چین و سکون اور برکت نصیب ہوگی اور آخرت میں راحت حاصل ہوگی۔

عیب دار اشیاء فروخت کرنا

مثلاً ایک دکاندار کے پاس مختلف اقسام کے چاول، گندم، دال اور تیل وغیرہ ہیں اور ہر قسم کے چاول وغیرہ کی قیمت الگ الگ ہے، اگر دکاندار ان مختلف اقسام کے چاول یا گندم یا دال یا تیل کو ملا کر ایک علیحدہ قسم نکالتا ہے، اور اس میں ادنیٰ اور اعلیٰ قسم کے چاول یا گندم یا دال یا تیل شامل ہوتے ہیں، تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دکاندار چاول، یا گندم یا دال یا تیل وغیرہ کی حقیقت چھپا کر خریدار کو اعلیٰ قیمت پر فروخت کرتا ہے تو یہ ناجائز ہے، اور اگر گاہک کو حقیقت بتا کر فروخت کرتا ہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ بائع (دکاندار) کی جانب سے عیب کی نشان

(۱) عن واللہ بن الاسقع قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: من باع عینا لم یبینه، لم یزل فی مقت اللہ ولم یزل الملئکة تلعنہ۔ (الترغیب والترہیب: (۲۵۱/۲) کتاب البیوع، الترہیب من الفش والترغیب فی النصیحة فی البیع وغیرہ، ط: دار الکتب العلمیة)

سنن ابن ماجہ: (۱۶۲/۲) أبواب التجارات، باب من باع عینا فلینبہ، ط: قدیمی۔

مشکاة المصابیح: (ص: ۲۳۹) کتاب البیوع، باب المنہی عنہا من لبیوع، الفصل الثالث، ط: قدیمی۔

دہی کے بعد عیب دار چیز کو فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ واضح رہے کہ کسی چیز کے عیب کو چھپا کر فروخت کر گناہ ہے، عیب بتا کر فروخت کرنا گناہ نہیں ہے۔^(۱)

۳۷۳

عیب دار چیز بائع واپس لینے پر قادر نہ رہے

مثلاً کسی نے کپڑا خریدا، پھر اس کے بعد کپڑے میں کوئی ایسا عمل کیا، جس سے کپڑے میں کوئی زائد چیز کا اضافہ تو نہیں ہوا لیکن بائع اس کو واپس لینے پر قادر نہیں ہے، تو خریدار اپنے عمل کی وجہ سے مقررہ قیمت سے کم نہیں کر سکتا، مثلاً خریدار نے وہ کپڑا بیچ دیا، یا اپنے نابالغ بچے کو ہبہ کرنے اور پہنانے کی نیت کر کے کاٹ لیا، پھر اس میں عیب نکلا، تو اب دام کم نہیں کئے جائیں گے، اور اگر بالغ اولاد کی نیت سے کاٹا، اور پھر عیب نکلا، تو چونکہ بالغ اولاد کو قبضہ دئے بغیر ہبہ مکمل نہیں ہوتا، لہذا اب دام کم کر دیئے جائیں گے۔^(۲)

(۱) لا یحل کتمان العیب فی مبیع أو ثمن؛ لأن الغش حرام۔ (الدر مع الرد: ۴۷۵) کتاب البیوع، باب خيار العیب، فروع، مطلب فی جملة ما یسقط به الخيار، ط: سعید۔

☞ إذا طلع المشتري علی عیب المبیع فهو بالخيار ان شاء أخذہ بجمیع الثمن وان شاء رده۔ (الهدایة: ۳۲/۳) کتاب البیوع، باب خيار العیب، ط: رحمانیہ۔

☞ البحر الرائق: (۲۵/۶) کتاب البیع، باب خيار العیب، ط: سعید۔

(۲) اذ رضی البائع أن يأخذ المبیع الذی ظهر به عیب قدیم بعد أن حدث به عیب عند المشتري وکان لم یوجد مانع للرد، لا تبقی للمشتري صلاحیة الادعاء بنقصان الثمن بل یجبر علی رد المبیع الی البائع، أو قبوله بكل الثمن... حتی أن المشتري اذا باع المبیع بعد الاطلاع علی عیبه القدیم لا یبقی له حق بأن یدعی بنقصان الثمن، مثلاً: لو أن المشتري قطع الثوب الذی اشتراه وفضله قمیصاً ثم وجد به عیاب بعد ذلك باعه؛ فلیس له أن یطلب نقصان الثمن من البائع؛ لأن البائع له أن یقول: كنت أقبله بالعیب الحادث فبما أن المشتري باعه کان قد أمسكه وجسه عن البائع، وكذا لو باع بعضه أو أخرجه أو أخرج بعضه عن ملكه بهیبة أو اقرار... أما لو تصرف المشتري تصرفاً لا یخرجه عن ملكه كما اذا آجره أو رهنه ثم اطلع علی عیب فیه رجع بنقصان الثمن... (شرح المجلة لرستم باز: (۱۵۲/۱، ۱۵۳)، المادة: ۳۳۸، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل السادس: فی بیان خيار العیب، ط: فاروقیہ کوئٹہ

☞ در الحکام شرح مجلة الاحکام: (۳۰۱/۱)، المادة: ۳۳۸، ایضاً، ط: دار الکتب العلمیة۔

☞ شرح المجلة للاتاسی: (۳۱۶/۲)، المادة: ۳۳۸، ایضاً، ط: رشیدیہ۔

عیب دار چیز کی خرید و فروخت

بیع صحیح ہونے کے لئے بیع کا مال مستقوم ہونا ضروری ہے، اور عیب دار چیز (۳۷۵) بھی مال مستقوم ہے، اس لئے عیب دار چیزوں کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے، البتہ عیب کو چھپا کر دھوکہ دینا جائز نہیں ہے۔^(۱)

عیب دار چیزوں کو الگ رکھ کر فروخت کرے

عیب دار چیزوں کو الگ رکھ کر فروخت کرنا چاہیے، خراب اور ردی چیزوں کو اچھی چیزوں کے ساتھ ملا کر فروخت نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس میں دھوکہ ہے اور دھوکہ جائز نہیں ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غلہ فروخت کرنے والے کے پاس سے گزرے، جسے وہ عمدہ کہہ کر فروخت کر رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غلہ کے اندر ہاتھ ڈالا تو معلوم ہوا کہ خراب ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ایک کو الگ بیچو، جو دھوکہ دے وہ ہم سے نہیں۔^(۲)

اس سے معلوم ہوا کہ خراب چیزوں کو فروخت کرنا منع نہیں ہے، البتہ خراب چیزوں کو اچھی چیزوں کے ساتھ ملا کر بیچنا منع ہے، کیونکہ اس میں دھوکہ ہے۔

(۱) بلغنا عن زید بن ثابت ثابت أنه قال: من باع غلاماً بالبرائة فهو بريء من كل عيب، وكذا لك باع عبد الله بن عمر بالبرائة ورأها جائزة... (اعلاء السنن، (۱۰۱/۱۳)، رقم الحديث: ۴۶۳۶، أبواب البيوع، باب البيع بالبرائة من كل عيب، ط: ادارة القرآن۔

❏ وإذا اطلع المشتري على العيب في البيع فهو بالخيار، ان شاء اخذه بجميع الثمن وان شاء رده۔ (الهداية: (۴۲/۳) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: رحمانية)

❏ شامی: (۵/۵)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: سعید۔

(۲) عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: مزر رسول الله صلى الله عليه وسلم بطعام، وقد حسنه صاحبه، فادخل يده فيه، فإذا طعام ردي، فقال: بيع هذا على حدة، وهذا على حدة فمن غش فليس منا۔ (مجمع التروائد: (۷۸/۳) رقم الحديث: ۶۳۳۸، كتاب البيوع، باب في الغش، ط: مكتبة القدس) =

عیب دار ہونے کا اقرار نہ کرنا

اگر بائع چیز کے عیب دار ہونے کا اقرار نہ کرے، اور خریدار بائع سے اس بات پر صلح کرنا چاہے کہ یہ عیب دار چیز آپ واپس لے لیں، اور میری ادا کی ہوئی رقم میں سے کچھ رقم منہا کر کے بقیہ رقم مجھے واپس کر دیں، تو یہ صلح کرنا جائز ہے، البتہ اگر بائع چیز کے عیب دار ہونے کا اقرار کرے، لیکن چیز واپس لینے کی صورت میں کچھ رقم کا بھی مطالبہ کرے تو اس صورت میں رقم دینا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ یہ رشوت ہے۔^(۱)

۳۷۶

عیب دیکھ کر خرید لی

اگر بائع (سیلر) مشتری (خریدار) کو چیز فروخت کرتے وقت بتادے کہ اس چیز میں فلاں عیب ہے، اس کے باوجود مشتری نے وہ چیز خرید لی، اور اس چیز پر قبضہ اور تصرف بھی کر لیا، پھر اس کے بعد اس عیب کی وجہ سے وہ چیز واپس کرنا چاہے، تو شرعاً اس کو یہ اختیار حاصل نہیں، تاہم اگر بائع اور مشتری رضامندی سے "اقالہ"

☞ مسند أحمد: (۵۰/۲) رقم الحدیث: ۵۱۱۳، مسند عبد اللہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما، ط: مؤسسة قرطبہ۔

☞ المعجم الأوسط: (۶۳/۳) رقم الحدیث: ۲۳۹۰، باب الألف، باب من اسمه: ابراهیم، ط: دار الحرمین، القاہرہ۔

(۱) اذا وجد المشتري بمشربه عيباً وأراد الرد به، فاصطالحا على أن يدفع البائع دراهم إلى المشتري ولا يرد عليه المبيع جاز، ويجعل حطاً من الثمن وعلى العكس، وهو أن يصطلح على أن يدفع المشتري الدراهم إلى البائع ويرد عليه لا يصح؛ لانه لا وجه له غير الرشوة إلا اذا حدث به عيب أو لم يقر البائع بالعيب القديم۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۳۳/۱)، تحت المادة: ۳۳۷، البيوع، الباب السادس:

في بيان الخيارات، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: فاروقيه كوئٹہ۔

☞ شرح المجلة للامامی: (۲۹۳/۲)، قبيل المادة: ۳۳۸، أيضاً، ط: رشیدیہ۔

☞ جامع الفصولین: (۲۶۱/۱)، الفصل الخامس والعشرون: في الخيارات، ط: اسلامی کتب خالد

۳۷۷

عیب سے براءت کی شرط

اگر بائع (سیلر) نے عقد کرتے وقت مشتری (خریدار) سے کہہ دیا کہ بیع (بیچی گئی چیز) اچھی طرح دیکھ کر لے لے، اگر بعد میں کوئی خرابی یا عیب ظاہر ہوا تو میں ذمہ دار نہیں ہوں گا، اور مشتری نے ظاہری درست حالت دیکھ کر تسلی کر کے بیع خرید لی تو براءت کی یہ شرط درست ہے، اگر اس کے بعد مشتری نے بیع میں ایسا عیب پایا جو بائع کے پاس تھا تو ایسے بیع واپس کر کے پیسے واپس لینے کا اختیار نہیں ہوگا۔

اور اگر بائع نے عقد کرتے وقت ہر عیب کا نام لے کر کہا کہ میں اس سے بری ہوں تب بھی وہ بری ہو جائے گا، اور اگر عام الفاظ میں کہا کہ میں ہر قسم کے عیب سے بری ہوں، لیکن ہر عیب کا تفصیل سے نام نہیں لیا تب بھی وہ بری ہو جائے گا۔

واضح رہے کہ براءت کی صورت میں بائع اس عیب سے بھی بری ہوگا جو عقد کے وقت موجود تھا، اور اس عیب سے بھی جو سودا ہونے کے بعد مشتری کے قبضہ سے

(۱) اذا ذكر البائع أن في المبيع عيب كذا وكذا وقبل المشتري مع علمه بالعيب لا يكون له الخيار بسبب ذلك العيب... بعد اطلاع المشتري على عيب في البيع إذا تصرف فيه تصرف الملك سقط خياره مثلاً، و عرض المشتري المبيع للبيع بعد اطلاعه على عيب قديم فيه كان عرض المبيع للبيع رضى بالعيب فلا يردده بعد ذلك - (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۳۷/۱، ۱۳۸)، المادة: ۳۳۱، ۳۳۳، كتاب البيوع، الباب السادس، في بيان الخيارات، الفصل السادس، في بيان خيار العيب، ط: فاروقيه كورنث.

شرح المجلة للاتامسي: (۳۰۷، ۳۰۲/۲)، المادة: ۳۳۱، ۳۳۳، أيضاً، ط: رشیدیہ۔

الاصل ان المشتري متى تصرف في المشتري بعد العلم بالعيب تصرف الملك بطل حقه في الرد - (الهندية: (۷۵/۳) كتاب البيوع، الباب الثامن، في خيار العيب، الفصل الثالث، فيما يمنع الرد بالعيب وما لا يمنع وما يرجع فيه بالنقصان وما لا يرجع، ط: رشیدیہ۔)

وأما شرائط صحة الاقالة فمنها: رضا المتقابلين - (بدائع الصنائع: (۳۰۸/۵) كتاب البيوع، فصل وأما بيان ما يرجع حكم البيع، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۱۵۷/۳) كتاب البيوع، الباب الثالث عشر في الاقالة، ط: رشیدیہ۔

عیب قدیم پر اطلاع ہوئی

”قدیم عیب پر اطلاع ہوئی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۱/۵)

عیب کا اقرار کر کے پیسہ لینا

”عیب دار ہونے کا اقرار نہ کرے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۶/۴)

عیب کا اختیار، شرط کے بغیر ثابت ہوتا ہے

”خیار عیب شرط کے بغیر ثابت ہوتا ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۶/۳)

عیب کا علم کپڑا کاٹنے کے بعد ہوا

”کپڑا کاٹنے کے بعد عیب کا علم ہوا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۸۳/۵)

عیب کیا ہے؟

عیب ہر وہ نقص ہے جس کی وجہ سے تاجروں کے عرف میں قیمت کم ہو جاتی

ہے اور عیب کی دو قسمیں ہیں:

① ظاہری عیب جیسے جانور کا اندھا ہونا، کانا ہونا، شل ہونا، معذور ہونا، زخمی

ہونا وغیرہ۔

(۱) (وصح البیع بشرط البراءة من كل عيب وإن لم يسم... ويدخل فيه الموجود والحادث) بعد

العقد (قبل القبض فلا يرد بعيب)۔

(قوله: وإن لم يسم) أي لم يذكر أسماء العيوب۔ (قوله: فلا يرد بعيب) أي موجوداً

حادث۔ (الدر المختار مع الرد: (۴۲/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب في البيع بشرط

البراءة من كل عيب، ط: سعيد)

الهداية: (۵۰/۳) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: رحمانیہ۔

بدائع الصنائع: (۲۷۶/۵، ۲۷۷) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد۔

● باطنی عیب: جیسے سواری کا سرکش ہونا، یا رفتار کم ہونا، یا مشین کا آہستہ

چلنا وغیرہ۔^(۱)

۳۷۹

عیب کی وجہ سے قیمت میں کمی کا تعین

”قیمت میں کمی کا تعین“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۰/۵)

عیب کی وجہ سے بیع کی واپسی کا خرچہ

اگر مشتری (خریدار) بیع (خریدی گئی چیز) میں پرانے عیب پر مطلع ہونے کے بعد بائع کو واپس کرنا چاہتا ہے تو واپسی کا خرچہ مشتری کے ذمہ لازم ہوگا، وہ خرچہ زبردستی بائع سے لینا جائز نہیں ہوگا، ہاں اگر بائع خود دیدے تو لینا جائز ہوگا۔^(۲)

(۱) العیب هو ما ينقص ثمن المبيع عند التجار وأرباب الخبرة۔ (شرح المجلة لمرستم باز: (۱۳۵/۱) المادة: ۳۳۸، الكتاب الأول: البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل السادس في بيان خيار العيب، ط: فاروقیہ)

❑ العيب الموجب للخيار: هو عند الحقيقة والحنابلة: كل ما يخلو عنه أصل الفطرة السليمة، ويوجب نقصان القيمة في عرف التجار نقصاناً فاحشاً أو يسيراً كالعمى والعمى والعور، وهذا التعريف ذو معيار مادي وعند الشافعية ذو معيار شخصي، وهو كل ما ينقص القيمة أو يفوت به غرض صحيح كجماع الدابة أو قطع شيء من أذن الشاة المشترية للأضحية۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۱۱۶/۳، ۳۱۱۷) القسم الثاني: النظريات الفقهية، الفصل الرابع: نظرية العقد، المبحث السادس، الخيارات، خيار العيب، ط: رشيدية)

❑ فكل ما يوجب نقصان الثمن في عادة التجار نقصاناً فاحشاً أو يسيراً، فهو عيب يوجب الخيار، ومالا نحو العمى والعور والحوول... والسلع والشلل والزمانة... والشجاج والأمراض كلها۔ (بدائع الصنائع: (۲۷۳/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد)

(۲) تنبيهات مهمة: الأول: وجد بالمبيع الذي له حمل ومؤنة عيباً، ورده لمؤنة الرد على المشتري۔ (البحر الرائق: (۳۷۶/۳) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: سعيد۔)

❑ وجد بالبيع الذي له حمل ومؤنة عيباً ورده لمؤنة الرد على المشتري۔ (الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۳۳۷/۳) كتاب البيوع، الفصل السادس: في العيب، نوع في الرد به، ط: رشيدية۔)

❑ وفي المنتقى: اشترى من آخر تمزاً بالرى وحمله إلى الكوفة ثم اطلع على عيب هناك، فإن أراد أن يرده قال محمد: ليس له ذلك حتى يرده إلى ذلك الموضع، علل، فقال: لأن لحمله مؤنة۔ (المحيط البرهاني: (۳۰۷/۸)، كتاب البيوع، الفصل الرابع عشر: في العيوب، ط: رشيدية)

عیب کی وجہ سے واپس کرنے کی شرائط

۳۸۰

اگر خریدار کو خریدی ہوئی چیز میں ایسا عیب نظر آئے جو اس چیز کے تاجروں اور ماہروں کے نزدیک عیب شمار ہوتا ہے، اور اس کی وجہ سے چیز کی قیمت میں کمی آجاتی ہے تو خریدار کو اختیار ہے کہ وہ مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ چیز واپس کر دے۔

① چیز میں وہ عیب بائع (بیچنے والے) کے پاس ہی پیدا ہو گیا ہو۔
 ② خریدار کو چیز خریدتے وقت یا قبضہ کرتے وقت اس عیب پر اطلاع نہ ہوئی ہو۔

③ بائع نے سودا کرتے وقت تمام عیوب سے یا کسی خاص عیب سے اپنے آپ کو بری الذمہ کر کے چیز کو فروخت نہ کیا ہو۔

④ وہ قدیم عیب چیز میں اس وقت تک باقی رہے، جب تک کہ خریدار اس کے بارے میں بائع سے تصفیہ نہ کر لے۔

⑤ اس عیب کو خریدار کے لئے آسانی سے زائل کرنا اور دور کرنا ممکن نہ ہو۔
 ⑥ چیز خریدنے کے بعد خریدار کی طرف سے چیز میں کوئی ایسا کام نہ ہو گیا ہو جس کی وجہ سے اس چیز کو واپس کرنا منع ہو گیا ہو۔

⑦ خریدار نے عیب پر مطلع ہونے کے بعد اس عیب پر رضامندی کا اظہار نہ کیا ہو یا کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جس سے عیب پر رضامندی ظاہر ہوتی ہو۔

ان تمام صورتوں میں خریدار کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ وہ عیب دار چیز اپنے پاس رکھ لے، اور عیب کی وجہ سے قیمت میں کمی کا مطالبہ کرے، لیکن اگر بائع خود اپنی مرضی سے خریدار کو کچھ رقم واپس کر دے، اور عیب دار چیز خریدار کے پاس ہی

عیب کی وجہ سے واپسی کا اختیار

اگر چیز پر قبضہ کرنے سے پہلے عیب کی وجہ سے واپس کرنا چاہے تو بائع کی رضامندی کے بغیر بھی واپس کرنے کا اختیار ہوگا، اور اگر خریدی گئی چیز قبضہ کرنے کے بعد عیب کی وجہ سے واپس کرنا چاہے تو بائع کی رضامندی یا عدالتی فیصلہ ضروری ہے۔ (۲)

(۱) ما بیع مطلقاً اذا بیع وفيه عيب قديم يكون المشتري مخيراً ان شاء رده، وان شاء قبله بضمنه المستنى... ولا بد للرد من قبود الأزل: أن يكون العيب عند البائع، الثاني أن لا يعلم به المشتري عند البيع، الثالث: أن لا يعلم به عند القبض، الرابع: أن لا يتمكن من ازالته بلا مشقة، فان تمكن فلا كما لو اشترى ثوباً فوجد فيه دماً ان كان اذا غسل من الدم ينقص الثوب كان عيباً لوجود حده والا فلا، الخامس: أن لا تشترط البرائة منه خصوصاً أو من العيوب عموماً، السادس: أن لا يزول العيب قبل الفسخ فان زال ليس له الرد... وليس له أن يمسك المبيع ويأخذ ما نقصه العيب، وهذا يقال له خيار العيب، الا اذا تعذر الرد بسبب زيادة المبيع أو حدوث عيب آخر فيه... اذا وجد المشتري بمشربه عيباً وأراد الرد به، فاصطلحاً على أن يدفع البائع دراهم الى المشتري ولا يرد عليه المبيع جاز ويجعل حطامن الثمن، وعلى العكس وهو أن يصطلحاً على أن يدفع المشتري الدراهم الى البائع ويرد عليه، لا يصح؛ لانه لا وجه له غير الرشوة الا اذا حدث به عيب عند المشتري أو لم يقر البائع بالعيب القديم. (شرح المجلة لرستم باز: (۱۳۳/۱، ۱۳۳)، المادة: ۳۳۷، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: فاروقيه كوئٹہ۔

شرح المجلة للاتاسی: (۲۹۰/۲، ۲۹۱)، المادة: ۳۳۷، أيضاً، ط: رشیدیہ۔

شامی: (۵/۵)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: سعيد۔

(۲) لم أنه اذا علم المشتري بالعيب قبل القبض فله أن يرد المبيع على البائع وينسخ العقد بقوله: رددت، ولا يحتاج الى رضا البائع ولا الى قضاء القاضی، وأما اذا علم به بعد القبض فلا ينسخ البيع الا بقضاء الحاكم أو برضا البائع... (شرح المجلة لرستم باز: (۱۳۳/۱)، تحت المادة: ۳۳۷، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: فاروقيه كوئٹہ۔

شرح المجلة للاتاسی: (۲۹۳/۲)، تحت المادة: ۳۳۷، أيضاً، ط: رشیدیہ۔

شامی: (۶/۵)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: سعيد۔

عیب کے عوض میں قیمت کم کرنا

چیز کو خرید کر جب دیکھا تو اس میں کوئی عیب تھا، جیسے کپڑے کے تھان کو چوہوں نے کاٹ ڈالا تھا یا اس میں زائد رنگ لگا ہوا تھا، یا اس میں دھبہ لگا ہوا تھا، یا اس میں سوراخ تھا، یا قیمتی لکڑی ہے کیڑا لگ گیا تھا، یا الیکٹریک سامان تھا اس میں سے کوئی چیز خراب یا ٹوٹی ہوئی تھی، یا اور کوئی عیب نکل آیا، تو اب اس خریدنے والے کو اختیار ہے چاہے رکھ لے اور لے لے چاہے واپس کر دے، لیکن اگر رکھے گا تو پوری قیمت ادا کرنا لازم ہوگا، اس عیب کی وجہ سے مقررہ قیمت میں سے کچھ رقم کم کر لینا درست نہیں، ہاں اگر قیمت کی کمی پر وہ بیچنے والا بھی راضی ہو جائے تو قیمت کم کر کے دینا درست ہے۔^(۱)

۳۸۲

عیب معلوم ہونے کے بعد واپسی کا حق

اگر خریدار کو کوئی چیز خریدنے کے بعد عیب کا علم ہوا اور وہ اس پر راضی ہو گیا، تو اس کے بعد بیع واپس کرنے کا حق نہیں ہوگا، ہاں اگر علم ہونے کے بعد راضی نہیں ہوا تو واپس کر کے بائع سے قیمت واپس لینے کا حق ہوگا۔

(۱) (مابیع مطلقاً اذا بیع وفيه عيب قديم يكون المشتري مخيراً ان شاء رده وان شاء قبله بشمنه المسمى، وليس له أن يمسك المبيع ويأخذ ما نقصه العيب)... تتمه: اذا وجد المشتري بمشربه عيباً وأراد الرد به فاصطالحا على أن يدفع البائع دراهم الى المشتري ولا يرد عليه المبيع جاز ويجعل حطاً من الثمن۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۳۳/۱، ۱۳۳) المادة: ۳۳۷، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في الخيارات، الفصل السادس في بيان خيار العيب، ط: مكتبة فاروقية)

❏ الدر المختار مع الرد: (۵/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: سعيد۔

❏ الدر المختار مع الرد: (۲۶/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب في مسألة المصراة، ط: سعيد۔

❏ شرح المجلة للأناسي: (۲۹۱/۲) المادة: ۳۳۷، ط: رشيدية۔

مثلاً کسی نے کوئی جانور خریدا، اور خریدنے کے بعد اس میں کسی عیب کا علم ہوا، لیکن خریدار نے جانور واپس نہیں کیا بلکہ اس کا علاج کرا لیا، تو کہا جائے گا کہ خریدار اس جانور کے عیب کے ساتھ اس کو لینے پر راضی ہو گیا ہے لہذا اس کے بعد واپس کرنے کا حق نہیں ہوگا۔

اور اگر کوئی گاڑی خریدنے کے بعد عیب نظر آیا، اور عیب نظر آنے کے بعد گاڑی واپس نہیں کی بلکہ اس کی مرمت کرا لی تو عیب کی وجہ سے گاڑی کو واپس کرنے کا حق نہیں ہوگا۔

اور اگر کوئی اور چیز خریدی، اور خریدنے کے بعد عیب کا علم ہوا، اور عیب کا علم ہونے کے بعد اس کو واپس نہیں کیا، بلکہ اس کی مرمت کرا لی یا مرمت کرنے کی کوشش کی تو سمجھا جائے گا تو یہ شخص اس عیب کے ساتھ وہ چیز لینے پر راضی ہو گیا ہے، لہذا اس چیز کو بعد میں واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔^(۱)

(۱) بعد اطلاع مشتری علی عیب فی المبیع اذا تصرف فیہ تصرف الملاک سقط خياره، مثلاً: لو عرض مشتری المبیع للبیع بعد اطلاعه علی عیب قدیم فیہ کان عرض المبیع رضاً بالعیب، فلا یردہ بعد ذلك۔ (شرح المجملہ لمرستم باز: (۱۳۸/۱) المادة: ۳۳۳، الكتاب الأول فی البیوع، الباب السادس فی الخيارات، الفصل السادس فی بیان خيار العیب، ط: مکتبہ فاروقیہ۔

واللبس والركوب والمداواة) له او به عینی (رضاء بالعیب) الذی یداو به فقط، (قوله: واللبس والركوب الخ) ای لو اطلع علی عیب فی المبیع فلیسه أو ركبہ لحاجته فهو رضا دلالت (قوله: والمداواة له او به) ای أنه یشمل مالو کان المبیع عبداً لداواة من عبیه، أو کان دواء فدای به نفسه أو غیره بعد اطلاعه علی عیب منه۔ (الدر مع الرد: (۳۳/۵) کتاب البیوع، باب خيار العیب، مطلب فیما یرکن رضاً بالعیب، ط: سعید۔

فلو كسره بعد العلم لا یرد؛ لأنه صار راضياً۔ (شامی: (۲۵/۵) کتاب البیوع، باب خيار العیب، ط: سعید۔

شرح المجملہ لمرستم باز: (۱۳۸/۱)، المادة: ۳۳۳، البیوع، الباب السادس فی بیان الخيارات، الفصل السادس فی بیان خيار العیب، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔

شرح المجملہ للاماسی: (۳۰۸/۲)، المادة: ۳۳۳، أيضاً، ط: رشیدیہ۔

عیب نکلے تو بائع ذمہ دار نہیں

اگر سامان بیچتے وقت بیچنے والے نے خریدار سے کہہ دیا کہ اچھی طرح دیکھ بھال کر لو، اگر اس میں بعد میں کچھ عیب نکلے یا خراب ہو تو میں ذمہ دار نہیں، بائع کے اس طرح کہنے پر بھی خریدار نے لے لیا تو اب چاہے جتنے عیب اس میں سے نکلیں واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، اس طرح بھی بیچنا درست ہے، اور اس طرح کہہ دینے کے بعد عیب بتانا بھی لازم نہیں۔^(۱)

۳۸۴

عیب نکلنے کے بعد واپس کرنے کا اختیار کب ہوتا ہے

”واپس دینے کا اختیار“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۲/۶)

عیب نہ بتانا

جب کوئی چیز بیچے، اگر اس میں کوئی خرابی ہے، تو اس کو بتانا واجب ہے، عیب نہ بتانا اور دھوکہ دے کر فروخت کرنا حرام ہے۔^(۲)

(۱) اذا باع مالا علی أنه بریء من کل عیب ظہر فیہ لایقی للمشتري خيار عیب، ولا یشرط تسمية العیوب لأن البراء اسقاط... ویدخل فی البراء من العیوب العیب الموجود وقت البیع والعیب الحادث بعده قبل القبض، لأن الغرض من البرائة الزام العقد باسقاط المشتري حقه عن وصف السلامة وذلك بالبرائة من الموجود والحادث، وفي الخانية: لو تبرأ البائع من کل عیب یدخل فیہ العیوب والأدواء (شرح المجلة لرستم باز: (۱۳۷/۱)، المادة: ۳۳۲، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخيارات، الفصل السادس: فی بیان خيار العیب، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔

شرح المجلة للاناسی: (۳۰۵/۲)، المادة: ۳۳۲، أيضاً، ط: رشیدیہ۔

الدر مع الرد: (۴۲/۵)، کتاب البیوع، باب خيار العیب، مطلب فی البیع بشرط البرائة من کل عیب، ط: سعید۔

(۲) لا یحل کتمان العیب فی مبیع أو لمن؛ لأن الفش حرام۔ (الدر مع الرد: (۴۷/۵) کتاب البیوع، باب خيار العیب، فروع، مطلب فی جملة ما یسقط به الخيار، ط: سعید۔

إذا اطلع المشتري علی عیب المبیع فهو بالخيار ان شاء أخذہ بجمیع الثمن وان شاء رده۔ (الهدایة:

(۴۲/۳) کتاب البیوع، باب خيار العیب، ط: رحمانیہ) =

عیب ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہو

اگر کسی چیز کے بارے میں تاجروں کے درمیان یہ اختلاف ہو جائے کہ (۳۸۵) فلاں چیز میں عیب ہے یا عیب نہیں ہے، تو اختلاف کی وجہ سے اس چیز کو عیب دار شمار نہیں کیا جائے گا۔^(۱)

عیب ہے

جو چیز فروخت کی جا رہی ہے، اگر اس میں کوئی عیب ہے تو خریدار کو ضرور بتادے، تاکہ دھوکہ نہ ہو۔^(۲)

☞ البحر الرائق: (۲۵/۶) کتاب البیع، باب خيار العیب، ط: سعید۔

(۱) ان اختلف التجار فقال بعضهم أنه عیب وبعضهم لا، لیس له الرد اذا لم یکن عیباً عند الكل۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۴۶/۱)، تحت المادة: ۳۳۸، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخيارات، الفصل السادس: فی بیان خيار العیب، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔

☞ شرح المجلة للتامسی: (۲۹۳/۲)، المادة: ۳۳۸، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخيارات، الفصل السادس: فی بیان خيار العیب، ط: رشیدیہ۔

☞ الدر مع الرد: (۵/۵)، کتاب البیوع، باب خيار العیب، ط: سعید۔

(۲) لا یحل کتمان العیب فی مبیع أو ثمن؛ لأن الغش حرام۔ (الدر مع الرد: (۳۷/۵) کتاب البیوع، باب خيار العیب، فروع، مطلب فی جملة ما یسقط به الخيار، ط: سعید۔)

☞ إذا اطلع المشتري علی عیب المبیع فهو بالخيار ان شاء أخذہ بجمیع الثمن وإن شاء رده۔ (الهدایة: (۳۲/۳) کتاب البیوع، باب خيار العیب، ط: رحمانیہ۔)

☞ البحر الرائق: (۲۵/۶) کتاب البیع، باب خيار العیب، ط: سعید۔

☞ عن أبی ہریرة رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ ﷺ مر علی صبرة من طعام فأدخل یدہ فیہا، فنالت اصابعہ بللاً فقال: یا صاحب الطعام ما هذا؟ قال: اصابتہ السماء یا رسول اللہ! قال: أفلا جعلتہ فرق الطعام حتی یراد الناس، ثم قال: من غش فلیس منا۔

قال المحشی: أی لیس من اخلاقنا ولا علی سنتنا، قال ابو عینی: والعمل علی هذا عند اهل

العلم کرهوا الغش وقالوا: الغش حرام۔ (ترمذی مع الحاشیة: (۲۳۵/۱) أبواب البیوع، باب ماجاء فی کراهیة الغش فی البیوع، ط: قدیمی)

☞ مشکوة المصابیح: (ص: ۲۳۸) کتاب البیوع، باب المنہی عنہا من البیوع، ط: قدیمی۔

عید کارڈ

۳۸۶

کارڈز جو مختلف تقریبات اور مواقع پر استعمال کئے جاتے ہیں، اگر وہ کارڈ جاندار کی تصاویر پر مشتمل نہیں اور اس میں بے حیائی اور بے شرمی پر مبنی اشعار و مضامین وغیرہ نہیں اور کسی غیر مسلم کے تہوار یا ان کے جشن کے کارڈز نہیں جیسے کرسمس کارڈز وغیرہ تو ان کی خرید و فروخت جائز ہے، اور اگر مذکورہ خرابیوں میں سے کسی ایک خرابی پر بھی مشتمل ہو، تو ان کارڈز کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔^(۱)

عین

عام اشیاء کو شریعت میں ”عین“ کہا جاتا ہے، عام طور پر ”بیع“ (بیچی گئی چیز) اعیان میں سے ہوتی ہے، اور بعض اوقات دین بھی ہوتی ہے، جیسا کہ بیع صرف میں ہوتا ہے۔^(۲)

= صحیح مسلم: (۹۵/۱)، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من غشنا فلیس منا، ط: رحمانیہ۔

(۱) ما حرم اخذہ حرم اعطاؤہ، وکما حرم الأخذ والاعطاء فعلا، حرم الأمر بالأخذ إذا الحرام لا يجوز فعله ولا الأمر بفعله... ما حرم فعله حرم طلبه... فکل شیء لا يجوز فعله لا يجوز طلبه ایجادہ من الغیر، سواء كان بالقول أو بالفعل، بأن يكون واسطة أو آلة لايجادہ... (شرح المجلة للاتاسی: ۱/۱، ۷۷، ۷۸)، المادة: ۳۳، ۳۵، القواعد، ط: رشیدیہ۔

= مجموعة قواعد الفقه الحنفية: (ص: ۱۱۵)، القاعدة رقم: ۲۹۱، ۲۹۲، القواعد الفقهية، ط: مدنی کتب خانہ، الصدق پبلشرز کراچی۔

= شرح المجلة لرستم باز: (۲۷/۱)، المادة: ۳۳، ۳۵، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔

(۲) تعريف المبيع والتمن... والمبيع في الغالب: ما يتعين بالتعيين، والتمن في الغالب: ما لا يتعين بالتعيين، وهذا الأصل الغالب يحتمل تغييره في الحالتين بعارض من العوارض، فيصير ما لا يتعين التبعين مبيعا كالمسلم فيه۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۳۷۰/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية العامة، الفصل الأول: عقد البيع، المطلب الثاني: التمن والمبيع، ط: رشیدیہ) =

عیوب پر راضی ہے

(۳۸۷) اگر چیز اس شرط پر خریدی کہ میں اس کے تمام عیوب پر راضی ہوں، تو اب اختیار عیب کی وجہ سے چیز واپس نہیں کر سکتا، اور تمام عیوب سے براءت میں جانور کے امراض سے بھی براءت ہو جاتی ہے۔^(۱)

عیوب سے براءت کا اعلان کر کے کوئی چیز فروخت کرنا

جملہ عیوب سے براءت کی شرط پر خرید و فروخت کرنا جائز ہے، تاکہ بعد میں جھگڑا اور پریشانی کی گنجائش باقی نہ رہے۔

موجودہ دور میں بعض دکاندار کوئی چیز فروخت کرتے وقت خریدار سے اس طرح کہہ دیتے ہیں کہ اس چیز کے نقائص اور عیوب کے بارے میں اگر کچھ کہنا ہے تو ابھی کہہ دیں، ورنہ بعد میں میں کسی قسم کے عیب کا ذمہ دار نہیں ہوں گا، اس طرح کہنا درست ہے، اور خریدار کو اس کے بعد بیع میں کسی قسم کے عیب یا نقائص کی وجہ سے بیع

= وإفان یكون المبيع نقداً بنقد و بسمی صرفاً... و یقال له بیع الدین... وإفان یكون المبيع عبناً بنقد عاجل أو أجل وهو البیع المطلق، وهو الغالب عند ذکر كلمة بیع۔ (الفقه علی المذاهب الأربعة: ۱۳۸/۲) کتاب أحكام البیع، ط: دار إحياء التراث العربی

(۱) إذا باع مالا علی أنه بری من کل عیب ظهر فیہ لا یبقی للمشتري خيار عیب، ولا یشرط تسمية العیوب لأن الإبهام اسقاط... ویدخل فی البراءة من العیوب العیوب الموجود وقت البیع والعیوب الحادثة بعده قبل القبض، لأن الغرض من البرائة الزام العقد باسقاط المشتري حقه عن وصف السلامة، وذلك بالبرائة من الموجود والحادث، وفي الخاتمة: لو تبرأ البائع من کل عیب یدخل فیہ العیوب والأدواء (شرح المجلة لرستم باز: ۱۳۷/۱)، المادة: ۳۳۲، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخيارات، الفصل السادس: فی بیان خيار العیب، ط: فأروقہ کوئٹہ۔

شرح المجلة للاتاسی: (۳۰۵/۲)، المادة: ۳۳۲، ایضاً، ط: رشیدیہ۔

الدرع مع الرد: (۴۲/۵)، کتاب البیوع، باب خيار العیب، مطلب فی البیع بشرط البرائة من کل عیب، ط: سعید۔

انظر ایضاً الحاشية الآتية

کو واپس کرنے کا حق نہیں ہوگا۔^(۱)

(۱) (وصح البيع بشرط البراءة من كل عيب، وإن لم يسم) خلافاً للشافعي؛ لأن البراءة عن الحقوق المجهولة لا يصح عنده، ويصح عندنا لعدم إفضائه إلى المنازعة، (و يدخل فيه الموجد والحادث) بعد العقد (قبل القبض فلا يرد ببيع) ... (قوله: وصح البيع بشرط البراءة من كل عيب) بأن قال يعتك خلفا العبد على انى برىء من كل عيب - (الدرمع الرد: ۴۲/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب فى البيع بشرط البراءة من كل عيب، ط: سعيد۔

۳۸۸

وصح البيع بشرط البراءة من كل عيب وإن لم يسم خلافاً للشافعي؛ لأن البراءة عن الحقوق المجهولة لا تصح عنده و تصح عندنا لعدم إفضائه إلى المنازعة - (تنقيح الفتاوى الحامدية: ۱/۲۴۳) كتاب البيوع ومطالبه، باب الخيارات، ط: رشيدية۔
شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۳۷/۱)، المادة: ۳۳۲، البيوع، الباب السادس: فى بيان الخيارات، الفصل السادس: فى بيان خيار العيب، ط: فاروقيه كونته

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان

دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل

حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان

درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین

ٹیلیگرام چینل

میت کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا

مرض الوفات سے تدفین کے بعد تک بشمول میت کے غسل، کفن و فن، جنازہ اور قبر کے بیشتر مسائل اور لنگر آحرت پیدا کرنے والی چیدہ چیدہ مضامین و واقعات اس کتاب میں جا حوالہ فبائی ترتیب پر جمع کر دیے گئے ہیں، ہر مسلمان کی دینی ضرورت، دیدہ زیب طہاعت کے ساتھ دو جلدوں میں دستیاب ہے۔



غسل کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا

جنابت اور ناپاکی سے پاک ہونے اور غسل کرنے کا طریقہ اور اس کے مسائل جاننا ہر بالغ مرد و عورت کے لیے ضروری ہے، بالغ افراد کی اس ضرورت کو نہایت آسان انداز میں پورا کرنے والا اردو زبان کا پہلا انسائیکلو پیڈیا۔



حج و عمرہ کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا

اپنے نام کی طرح آسان، حجاج و زائرین کرام کے لیے مبارک سفر میں قدم بقدم رہنمائی کرنے والی مختصر اور نہایت عام فہم کتاب، ہر حاجی اور زائر بیت اللہ و مسجد نبوی کے بابرکت سفر کی اہم ضرورت۔



بیت العمارت کراچی

+92 333 3136872 +92 302 3305466
+92 333 3845224